حقائق الفرقان

حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدینؓ
خلیفۃ المسیح الاوّل کے درس ہائے
قرآن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتّبہ

تفسیری نکات

جلد دوم

سورۃ اٰلِ عمرآن تا سورۃ الاعراف

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

حقائق الفرقان

(جلد دوم)

***Haqaa'iqul - Furqaan* (Urdu)**

A collection of the Commentary of the Holy Quran compiled from the Durusul-Quran, sermons, speeches, and writings of Hazrat Khalifatul-Masih I, Maulana Hakeem Noor-ud-Deen, may Allah be pleased with him.
Volume –2
(Complete Set — Volumes 1-6)

First Edition Published in 1991-1995 (4 Volumes Set)
Reprinted in Qadian, India, 2005
Present Digitally Typeset Edition (Vol. 1-6 Set) Published in the UK, 2024

Published by:
Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey GU9 9PS, UK

Printed at:

Pelikan Basim, Turkey

For more information please visit
www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-275-9 (Set Vol. 1-6)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیش لفظ

حضرت حاجی الحرمین مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم سے جو غیر معمولی عشق اور اس کے علوم کے ساتھ جو فطری مناسبت تھی اس کا ذکر امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدّد تصانیف میں فرمایا ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

مَا اٰنَسۡتُ فِیۡ قَلۡبِ اَحَدٍ مَحَبَّۃَ الۡقُرۡاٰنِ کَمَا اٰرٰی قَلۡبَہٗ مَمۡلُوۡءًا بِمَوَدَّۃِ الۡفُرۡقَانِ

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۸۶)

میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقانِ حمید کی محبت سے لبریز ہے۔

وَ لِفِطۡرَتِہٖ مُنَاسِبَۃٌ تَامَّۃٌ بِکَلَامِ الرَّبِّ الۡجَلِیۡلِ وَ کَمۡ مِنۡ خَزَآئِنٍ فِیۡہِ اُوۡدِعَتۡ لِھٰذَا الۡفَتَی النَّبِیۡلِ۔(صفحہ ۵۸۷)

آپ کی فطرت کو ربِّ جلیل کے کلام سے کمال مناسبت ہے۔قرآن کریم کے بے شمار خزائن اِس شریف نوجوان کو ودیعت کئے گئے ہیں۔

وَلَہٗ مَلِکَۃٌ عَجِیۡبَۃٌ فِیۡ اِسۡتِخۡرَاجِ دَقَائِقِ الۡقُرۡاٰنِ وَبَثِّ کُنُوۡزِ حَقَائِقِ الۡفُرۡقَانِ۔

(صفحہ ۵۸۴)

آپ کو قرآن کریم کے دقائقِ معرفت اور باریک نکات کے استخراج اور فرقانِ حمید کے حقائق کے خزائن پھیلانے کا عجیب مَلکہ حاصل ہے۔

اِسی طرح آپ کی تصانیف کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مَنْ اَرَادَ حَلَّ غَوَامِضِ التَّنْزِیْلِ وَاسْتِعْلَامَ اَسْرَارِ کِتَابِ الرَّبِّ الْجَلِیْلِ فَعَلَیْہِ بِاِشْتِغَالِ هٰذِهِ الْکُتُبِ۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۸۴)

جو شخص قرآن کریم کے عمیق مطالب کو حل کرنے اور ربِّ جلیل کی کتاب کے اسرار جاننے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ آپ کی کتب کا مطالعہ کرے۔

آپ کو قرآن کریم سے جو محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ خود فرماتے ہیں:۔

''مجھے قرآنِ مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا کی ہی کتاب پسند آئی۔'' (بدر ۱۸؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

''قرآن میری غذا، میری تسلّی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔''

(ترجمۃ القرآن شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ ۴۶)

اور فرمایا کرتے تھے۔

''خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حَشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا کہ حَشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سنوں۔''

(تذکرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ ۲۴۶)

آپ نے ساری عمر قرآن کریم کے علوم کے اکتساب میں گذاری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر جب آپ ہجرت کر کے قادیان دارالامان تشریف لائے تو اُس دن سے وفات تک نہایت یکسوئی اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے میں اپنی زندگی کے اوقات صَرف فرمائے۔ قادیان میں رمضان المبارک کے خصوصی درس کے علاوہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی سارا سال قرآن کریم کا باقاعدگی سے درس دیتے تھے۔

ہزاروں صلحاء نے آپ کے درسوں سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کے درس القرآن کے سلسلہ میں حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تفسیرِ قرآن آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب! ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے درسِ قرآن میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو۔ اگر تم نے دو تین سیپارہ بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جائے گا۔ یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی۔'' (تذکرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ ۲۴۴)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے اِن درسوں کا خلاصہ سلسلہ کے اخبارات بدرؔ اور الحکمؔ میں ساتھ کے ساتھ آئندہ کے لئے محفوظ ہوتا چلا گیا۔

علوم و معارف کا یہ قیمتی خزانہ اخبارات کی فائلوں میں منتشر اور نایاب کتب کے صفحات میں بند تھا اور نئی نسل کے لئے اس سے استفادہ کرنا مشکل تھا۔ چنانچہ خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اِن گراں بہا دفینوں کو باہر نکال کر از سرِ نو مرتّب کیا گیا اور الحکم اور بدر میں وعیدین۔ خطباتِ نکاح اور تقاریر سے اِس نادر تفسیری مواد کو الگ کر کے جمع کیا گیا اور پھر اسے ترتیب دے کر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرقان حمید کے ان حقائق کو پڑھنے اور استفادہ کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے اور اُن تمام احباب کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں تعاون فرمایا اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عرضِ حال

سیدنا حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو کلام اللہ سے والہانہ محبت اور بے پناہ عشق تھا۔ اس عاشقانہ محبت کی وجہ سے آپ قرآن کریم پر غور وفکر میں عمر بھر مشغول ومصروف رہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے حقائق ومعارف آپ پر کھولے گئے اور معانی ومطالب قرآن سے آپ کو آگہی بخشی گئی۔ آپ نے زندگی کا ہر دقیقہ خدمتِ قرآن میں گذارا۔ اس برکت سے آپ کو نور اور فیض عطا ہوا۔ آپ نے اس کو پھیلانے کی ہر دم کوشش جاری رکھی اور قرآن کریم کی تشریح وتفسیر کے لئے درس دیئے۔ الحکم اور بدر کے ایڈیٹرز نے اس علم لدنیہ کے خزانے کو شائع کر کے انہیں محفوظ کرنے کی سعادت پائی۔ **جزاھم اللہ احسن الجزا۔**

ایڈیٹر صاحب البدر فرماتے ہیں۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگرچہ میں نے بہت دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس سنا ہے۔ تاہم ان نوٹوں کی طیاری میں یادداشتوں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بعض دیگر دوستوں کی نوٹ بکیں بھی دیکھی ہیں۔ جن میں سے قابلِ ذکر میرے مکرم دوست جناب اکبر شاہ خاں صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور انہیں دینی دنیوی حسنات سے مالا مال کرے اور اس کے علاوہ دو تین تفسیروں کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ جن میں سے اس جگہ قابلِ ذکر شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم کی تالیف کردہ تفسیر بنام ترجمۃ القرآن ہے جسے میں نے بہت مفید اور کارآمد نکات اور لطائف کا مجموعہ پایا ہے۔　　　(ضمیمہ اخبار بدر ۹ رنومبر ۱۹۱۱ء نمبر ۲، ۳، ۱۱)

یہ روحانی مائدہ متفرق اور منتشر مقامات پر موجود تھا۔ افادۂ عام کے لئے اس کو یکجا کیا گیا تھا جو حقائق الفرقان کے نام سے کتابی صورت میں شائع شدہ تھا۔

اب جبکہ حقائق الفرقان کو دوبارہ شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کتب و رسائل کو ایک دفعہ پھر اس نکتہ نظر سے دیکھ لیا جاوے تا اگر کہیں کمی بیشی ہو تو وہ مکمل ہو جائے۔

چنانچہ نئے سرے سے تمام کتب و رسائل و اخبارات کو پڑھا گیا جس کے نتیجہ میں

۱۔ کئی مزید حوالہ جات اس نئی اشاعت میں شامل ہیں۔

۲۔ پہلے حوالہ جات میں بعض جگہوں پر جو کمی بیشی تھی اسے مکمل کر دیا گیا ہے۔ جس سے مضمون زیادہ واضح اور قابلِ فہم ہو جاتا ہے۔

۳۔ بعض جگہ حوالہ جات درست نہ تھے انہیں بھی درست کر دیا گیا ہے۔

۴۔ عربی عبارات اور فارسی اشعار کا ترجمہ جو پہلے شامل نہ تھا اُسے بھی دے دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرقانِ حمید کے ان حقائق کو پڑھنے اور استفادہ کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے اور اُن تمام کارکنان کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں تعاون فرمایا اپنے فضلوں سے نوازے۔

ناشر

الفهرس

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

میں پڑھنا شروع کرتا ہوں اُس کا نام لے کر جس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں جو بے مانگے دینے والا سچی محنت کو ضایع نہیں کرنے والا۔

۲ تا ۴۔ الٓمّٓ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔

ترجمہ۔ الٓمّٓ۔ اللہ ہی سچا معبود ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ ہے سب کا تھامنے والا ہے۔ اُس نے تجھ پر سچی کتاب اتاری، تصدیق کرتی ہے اُس کی جو اس کے سامنے ہے اور اُسی نے توریت اور انجیل اتاری۔

تفسیر۔ اِس سورۂ شریف کا بعینہٖ وہی مطلب ہے جو سورۂ بقر کا ہے۔ اِس سورہ کا نام آلِ عمران ہے یہ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰؑ کے ساتھ بہت تشبیہ دی ہے اور موسیٰؑ بھی آلِ عمران ہی تھے۔ ایک جگہ صریحاً فرمایا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔[۱] (المزّمّل:۱۶)

اور یہ ایک آیت ایک ایسی سورۃ میں ہے جسے مسلمان اپنی اغراض کے لئے بطور وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اِسی آیت کے ساتھ فرمایا فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ[۲] (المزّمّل:۱۸) صاف معلوم ہوتا ہے کہ آلِ عمران سے تشبیہ دینے میں بہت زور دیا ہے چنانچہ اِسی لئے موسیٰ علیہ السلام کا بیان قرآن مجید میں

۱۔ ہم نے تمہاری طرف ویسا ہی رسول بھیجا ہے۔ جو تم پر نگران ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔

۲۔ پس اگر تم نے بھی کفر کیا تو تم بھی کیسے بچو گے۔

بار بار آیا ہے جس سے کم از کم میرے جیسا انسان نبی کریمؐ کے حالات پیدائش سے لے کر موت تک نکال سکتا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپؐ کے حالات آپؐ کے اخلاق کیا تھے؟ توانہوں نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ۔

یہ سورۃ بھی الٓمّٓ سے شروع ہوتی ہے۔ایک اَور سورۃ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا (العنکبوت:۳) بھی الٓمّٓ سے شروع ہوتی ہے اور یہ سب مضامین میں، مقاصد میں متحد ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۳)

اِس سورۃ میں کلام اللہ کے سمجھنے کے قواعد یہود یوں،عیسائیوں سے مناظرہ جہاد کے احکام ہیں۔

هُوَ الْحَیُّ۔عیسائیوں کے مقابلہ میں فرمایا کہ عیسٰیؑ مر چکا ہے۔حیّ ایک ہی اللہ ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۵)

سورۃ آلِ عمران میں پچھلی سورۃ کی آیت کرسی کا ایک ٹکڑا توحید کی یاددہانی کے لئے رکھ دیا ہے۔

نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ ۔ اُتاری تم پر جامع کمالات تحریر۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ۔ سورہ بقرہ میں بھی تین بار مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ آیا ہے۔

لِمَا مَعَهُمْ کی بحث تو بہت دفعہ ہو چکی ہے یہاں لِمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ہے۔یَدَیْهِ عربی زبان میں پیش یا سامنے کی بات کو کہتے ہیں۔جیسے ایک مقام پر فرمایا ہوائیں آتی ہیں تو پہلے ایک ٹھنڈا جھونکا آتا ہے بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ۔[۱] (الاعراف:۵۸) چونکہ سورۂ بقرہ میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[۲] (البقرۃ:۶) لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔[۳] (البقرۃ: ۸)

اور لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔[۴] (البقرۃ:۳۹) بہت سی پیشگوئیاں ہیں اِس لئے یہ فرمایا کہ ہم اس کے متعلق تورات میں بھی فرما چکے ہیں۔چنانچہ لکھا ہے کہ جو اس نبی کی مخالفت کریں گے ہلاک ہو جاویں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۳)

---

[۱] اس کی رحمت کے آگے آگے۔ [۲] یہی لوگ نہال اور بامراد ہیں۔ [۳] ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔
[۴] اسے کسی قسم کا نہ آئندہ خوف ہوگا اور نہ گذشتہ ہی عمل کے لئے وہ غمگین ہوگا۔

۵۔ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۔

ترجمہ۔ اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اتارا حق و ناحق میں فیصلہ، بے شک جنہوں نے چھپایا اللہ کی نشانیوں کو ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست ہے بدلا لینے والا۔

تفسیر۔ هُدًى ۔ ہدایت تھی کہ مقابلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔

اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۔ معلوم ہوتا ہے اس وقت فرقان ہو چکا تھا۔فرقان کے معنے قرآن شریف نے خود کئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ [1] (الانفال:۴۲) وہی جنگِ بدر جس میں اکابرانِ مکہ مارے گئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ بعینہٖ وہی ترتیب ہے جو سورۃ بقر میں تھی۔ وہاں عذابِ عظیم فرمایا یہاں شدید۔عظمت کے ساتھ شدّت کو بڑھا دیا۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ۔ وہ عزت والا ہے۔ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ [2] (المنٰفقون:۹) پس وہ اپنے رسول اور مومنوں کو ذلیل نہ کرے گا۔

ذُو انْتِقَامٍ ۔ وہ اے یہودیو! تمہاری شرارتوں کی ضرور سزا دے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۳)

هُدًى لِّلنَّاسِ ۔انجیل بھی بشارت دے چکی تھی نبوّتِ محمدؐیہ کے بارے میں۔هُدًى کے یہی معنی ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۵)

۶۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ۔

ترجمہ۔ اللہ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔

تفسیر۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ ۔کہا جاسکتا ہے کہ جو چیز ابھی نہیں ہوئی اس کی نسبت یہ کہاں سے اِطلاعیں آپ کے پاس پہنچیں۔فرمایا اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ

---

[1] جس دن دو جماعتوں نے باہم جنگ کیا۔ [2] حالانکہ اللہ ہی کی عزت ہے اور اس کے رسول کی اور ایمانداروں کی۔

اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔[1] (حٰمٓ السّجدة:۵۴)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۳)

۷۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

ترجمہ۔ (اللہ) وہی ہے جو تمہاری صورت بناتا ہے ماں کے پیٹوں میں جیسی چاہتا ہے کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ ہی سچا معبود ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ ۔فرمایا کہ انسان باریک در باریک کام کرتا ہے تو روشنی میں کرتا ہے مگر ہم وہ ہیں کہ جتنا باریک کام ہے اندھیروں میں کرتے ہیں۔ مثلاً تمہاری صورتیں فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ پیٹ کے اندر رِحم پھر رِحم کے اندر غشاء اس میں بناتے ہیں۔ جب ہم اس کا علم رکھتے ہیں کیا آئندہ کا علم کہ وہ بھی ایک طرح کی تاریکی میں ہے نہیں رکھ سکتے؟

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔اگر غور کرو تو اِس نتیجہ پر پہنچ جاؤ کہ ساری صفاتِ کاملہ سے موصوف تمام بدیوں سے منزّہ وہی معبودِ بے مثال ہے۔

الْحَكِيْمُ ۔اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ پس اس کا کلام بھی پُر از حکمت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اپنی غلط فہمی سے اس کی اُلٹی تاویلیں کرنے لگو۔ کوشش کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔[2] (العنکبوت:۷۰) میں یہ سِرّ بتایا ہے کہ کلامِ الٰہی کے سمجھنے کے لئے کچھ ہمّت چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۳)

---

[1] قریب ہی ہم ان کو چکھائیں گے بیرونی فتوحات میں اور فتح مکہ میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا واضح ہو جائے گا (کہ قرآن اور پیارے محمد کا کہنا ہی) سچ ہے۔ [2] اور جن لوگوں نے محنتیں اور کوششیں کیں ہمارے میں ہو کر تو ہم ضرور ضرور دکھائیں گے ان کو اپنے رستے۔ (ناشر)

۸، ۹۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؕۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

ترجمہ۔ (اللہ) وہی ذات پاک ہے جس نے تم پر کتاب اُتاری جس کی آیتیں مضبوط ہیں وہ اصل اور جڑ ہیں اور کچھ اور آیتیں ہیں جن کے کئی کئی معنی ہیں تو جن کے دلوں میں کجی ہے (یعنی جو الٹی کھوپری کے ہیں) وہ پیچھے پڑ جاتے ہیں ان آیتوں کے جو شبہ میں ڈالتی ہیں اور صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتیں فتنہ فساد پیدا کرنے کے ارادے سے اور اصل مطلب سمجھنے کے ارادے سے حالانکہ اس کا صحیح مطلب اللہ ہی جانتا ہے اور جو لوگ پختہ ہیں علم میں (وہ ہر ایک حکم کو اللہ ہی کی طرف سے مانتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو مانا سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اُسے یاد نہیں کرتے اور سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتے مگر عقلمند ہی لوگ۔ اے ہمارے رب! تو ہمارے دلوں کو کجی اور بد سمجھی سے بچا اس کے بعد کہ تو ہم کو سمجھ دے چکا اور عطا فرما ہم کو خاص اپنے پاس کی رحمت تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

تفسیر۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ۔ اس نے تم پر جامع کمالات کتاب اُتاری جس میں بعض آیات تو محکمات ہیں وہ اُمُّ الْكِتٰب ہوئیں اور باقی بعض متشابہات۔ افسوس! اللہ نے تو یہاں علم کے حصول کا گُر بتایا تھا۔ یہ نہیں کہ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ[1] (المؤمن: ۸۴) بلکہ...... وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ[2] (البقرة: ۲۸۳) مگر یہ لوگ بجائے اس کے کہ اِس لطیف کتاب سے فائدہ اُٹھاتے اور بھی جھگڑے میں پڑ گئے۔ محکمات متشابہات کا مسئلہ بہت صاف تھا مگر مسلمانوں کے اِس

---

[1] یہ لوگ خوش ہوئے اس پر جو اُن کے پاس علم تھا۔ [2] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اللہ تم کو سکھاتا ہے۔ (ناشر)

بارے میں کئی فریق ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ یہ محکم ہے کسی نے کہا کہ یہ متشابہ ہے کوئی تنزیہ کی آیتوں پر ایسا جما بیٹھا ہے کہ خدا کو محض لاشیئے بنا دیا۔ علّت العِلل تو کہہ دیا۔ دوسری طرف تشبیہ والوں نے جو زور دیا تو خدا تعالیٰ کا ایک جسم بنا دیا۔ میں نے ایک بڑے عالم سے پوچھا تھا کہ محکم و متشابہ آیت میں امتیاز کیا ہے تو اس نے کہا کہ کچھ گڑ بڑ ہی ہے جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔

میں تو اس کو بہت سہل سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک ہر شخص کے لئے کوئی حصہ کسی متکلم کے کلام کا محکم ہوتا ہے یعنی جو خوب طور سے سمجھ میں آ جاتا ہے اور کوئی حصّہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے معنے سمجھنے میں دقتیں پیش آتی ہیں اور بوجہ اس کے مجمل رکھنے کے کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص پر یہ حالت گزرتی ہے۔ اللہ نے اس کے متعلق یہ راہ دکھائی ہے کہ جو آیات ایسی ہیں کہ جن کی خوب سمجھ آ جائے اور تجربہ وعقل ومشاہدہ اس کے خلاف نہ ہو وہ تو محکم سمجھ لو۔ پھر وہ آیات جن کے معنے سمجھ میں نہیں آئے ان کے معنے ایسے نہ کرے جو ان محکم آیات کے خلاف ہوں۔

ہر متکلم جس کے ساتھ مجھے وابستگی ہے وہ کون؟ محدثین، صوفیاء کرام، حکماء عظّام، طبعیات کے ماہر اِن سب سے مجھے بہت محبت ہے۔ ان کے کلمات کو جب میں پڑھتا ہوں تو بعض تو فوراً سمجھ میں آ جاتے ہیں اور بعض وقت کلام کے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے اسے میں متشابہ سمجھتا ہوں۔ پھر جو محکمات ہیں ان کو کتاب کی جڑ سمجھ کر مصنف کے اصلی منشا کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کو حل کر لیتا ہوں۔ کئی ایسے کلام ہیں جو ایک وقت میرے لئے متشابہ تھے پھر دوسرے وقت محکم نظر آئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بعض آیات خوب سمجھ میں آ جاتی ہیں اور بعض کے معنے جلد نہیں کھلتے۔ اس کے لئے ایک گُر بتایا ہے۔

اب فرماتا ہے کہ جن لوگوں کے دل میں کجی ہے وہ انہی متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا اس کی حقیقت کس کو معلوم ہے۔ یہاں وقف ہے۔

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ[1]۔ اب فرماتا ہے جن کو یہ خواہش ہے کہ وہ راسخ فی العلم ہو جاویں وہ

---

[1] اور جو لوگ پختہ ہیں علم میں۔ (اٰل عمران: ۸)

محکموں کو معاً مان لیتے اور متشابہ کا انکار نہیں کرتے بلکہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کہتے ہیں۔یعنی دونوں پروردگار کی طرف سے مانتے ہیں۔پس وہ متشابہ کے ایسے معنی نہیں کرتے جو محکم کے خلاف ہوں بلکہ ہر جگہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کا اصول پیشِ نظر رکھتے ہیں۔کوئی آیت ہو اس کے خواہ کتنے معنے ہوں مگر ایسے معنے نہ کرنے چاہئیں جو محکم کے خلاف ہوں۔

دوسرا طریق دُعا کا ہے وہ یوں بتایا کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں کجی سے بچالے۔یعنی قرآن کے معنے اپنی خواہشوں کے مطابق نہ کریں۔

وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اپنی خاص رحمت سے ممتاز کر۔ وہ رحمت کیا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔[۱] (الرحمٰن:۲،۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۳، ۵۴)

اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ۔ ہر شخص کے لئے کام کا کوئی حصّہ محکم ہے جو اچھی طرح سمجھ آ جاتا ہے اور کچھ حصّہ متشابہ جس میں کچھ شبہات ہیں۔پس اس متشابہ کو محکم کے تابع کرے اور متشابہ کے ایسے معنی کرے جو محکم کے خلاف نہ ہوں (ا) وَوَجَدَكَ ضَآلًّا متشابہ ہے تو مَاضَلَّ اسے حل کر دے گی۔ کلامِ الٰہی سمجھنے کا ایک طریق یہ ہے۔دوسرا طریق دُعا ہے۔تیسرا قیامت سے ڈرنا۔

اِبْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ۔ اپنے مطلب کی حقیقت مراد ہے اِس لئے ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ کی طرح یہ مقصد بھی بُرا ہے۔

اِلَّا اللّٰهُ۔یعنی اس کی اصل حقیقت دوسری آیات میں موجود ہے اور وہ آیات اللہ ہی کی ہیں اِس لئے اللہ ہی کے پاس حقیقت فرمائی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۵)

۱۰۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

ترجمہ۔ اے ہمارے رب بے شک تو سب لوگوں کو اکٹھا کرنے والا ہے ایک دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ہے بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

---

[۱] رحمٰن نے۔قرآن سکھایا ہے۔(ناشر)

تفسیر۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ ۔ پھر یہ سمجھے کہ جب معمولی مجلس میں ہتک گوارا نہیں کر سکتا تو جہاں اوّلین و آخرین جمع ہوں گے وہاں کیونکر ذلّت گوارا ہو گی ۔ پس مجھے کسی غلطی میں نہ ڈال کہ قرآن کی کچھ مراد سمجھ کر میں عذاب میں گرفتار ہو جاؤں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔ ایک وعدہ الٰہی تو یہ ہے وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] (العنکبوت:۷۰) دوسرا اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔[2] (الرّحمٰن:۳،۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دُعا مانگنے والوں کو سمجھا دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۴)

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۔

ترجمہ۔ البتہ جو کافر ہیں ان کو ہر گز نہیں بچائے گا مال و اولاد اللہ کے غضب سے کچھ بھی اور یہی لوگ جہنم کی آگ سلگنے کے سبب ہیں۔

تفسیر۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ ۔

سورۂ بقر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جو لوگ تعلیماتِ الٰہیّہ کے منکر ہیں اوّل تو کلامِ الٰہی سنتے نہیں اور جو سن بھی لیں تو اس پر غور نہیں کرتے بلکہ اس تعلیم کا وجود و عدم وجود برابر سمجھتے ہیں اور ان کے لئے عذابِ عظیم ہے۔ اب اس کی تشریح فرماتا ہے کہ لوگ اِس خیال سے کافر ہیں کہ مسلمانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ہمارے اموال میں نقصان ہو گا یا ہماری اولاد خطروں میں پڑے گی۔ فرمایا۔ نہ مال کام آئے گا نہ ہی اولاد۔

وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۔ اِس نار سے مراد دنیا میں نار الحرب[3] ہے۔ چنانچہ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ[4] (المائدۃ:۶۵) میں نار کا ذکر ہے۔ پھر آیت اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

---

[1] اور جن لوگوں نے محنتیں اور کوششیں کیں ہمارے میں ہو کر تو ہم ضرور ضرور دکھائیں گے ان کو اپنے رستے۔

[2] رحمٰن نے۔قرآن سکھایا ہے۔ [3] جنگ کی آگ۔ (ناشر) [4] جب وہ سلگاتے ہیں لڑائی کی آگ۔

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ[۱] (البقرۃ:۲۴) کے اخیر میں فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ[۲] (البقرۃ:۲۵) موجود ہے۔بس یہاں بھی وَقُوْد کا لفظ ہے۔مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے سامان مجتمع ہوتے رہیں گے کہ یہ جنگوں میں ہلاک ہوجاویں گے۔یہ دنیا کی بات ہے آخرت میں کیا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۴)

۱۲۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

ترجمہ۔ (اُن کا حال) فرعون والوں اور اُن سے پہلے جو لوگ تھے اُن کا سا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اللہ نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب سے پکڑا اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۔جیسی فرعونی ایک چال چلے تو خدا بھی ان کے مقابلہ میں ایک چال چلا اور پھر جو کچھ عاد و ثمود وغیرہ سے ہوا۔کیا ہوا؟

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۔پکڑ لیا اللہ نے بدیوں کے سبب۔

وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔اس عذاب کی وجہ بتادی۔عقاب عقب سے نکلا ہے۔

انسان جو نافرمانی کرتا ہے اس پر جو نتیجہ جنابِ الٰہی سے مرتّب ہوتا ہے اسے عقاب کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۴)

۱۳۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ۔

ترجمہ۔ (اے محمدؐ) تو کہہ دے ان لوگوں کو جنہوں نے حق کو چھپایا یا کافر ہو گئے کہ اب تم قریب ہی مغلوب ہوجاؤ گے اور جہنم کی طرف ہنکالے جاؤ گے اور وہ بُری آرام گاہ ہے۔

تفسیر۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ ۔سورہ بقر میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[۳] (البقرۃ:۶) اور فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[۴] (البقرۃ:۳۹) وغیرہ سے جو امر بتا آیا ہے وہاں

۱۔ اگر تم کو شک ہے (اللہ کے کلام میں) اس کلام میں جو ہم نے اتارا اپنے بندے (پیارے محمدؐ) پر تو لاؤ تو ایک سورت اس کے جیسی۔ ۲۔ تو بچو اس آگ سے جس کے سلگنے کا سبب آدمی اور پتھر ہیں۔ ۳۔ یہی لوگ نہال اور بامراد ہیں۔ ۴۔ اس وقت جو جو شخص ان میرے ہدایت ناموں کی پیروی کرے گا اسے کسی قسم کا نہ آئندہ خوف ہو گا اور نہ گزشتہ ہی عمل کے لئے وہ غمگین ہوگا۔

اسے کھولتا ہے کہ اے کفّار تم عنقریب مغلوب ہو گے اور یہ خطاب ہے مدینہ کے بے ایمانوں سے۔ مدینہ میں مَیں نے اِس لئے کہا کہ بدر کا واقعہ اِس آیت کے نزول سے پہلے ہو چکا ہے۔ چنانچہ آگے آتا ہے۔

وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۔ قیامت کے متعلق قرآن مجید اَربعہ متناسبہ سے کام لیتا ہے مثلاً کوئی چیز ایک روپیہ کی سیر ہے تو چار روپیہ کی چار سیر ہوگی۔ جو نسبت پہلے کو دوسرے سے ہے وہی تیسرے کو چوتھے سے ہے۔ وہاں مدینہ میں سات قومیں مسلمانوں کی دشمن تھیں۔

بنو قینقاع، بنو قریظہ، بنو نضیر، اوس، خزرج میں باہمی عداوت تھی۔ عیسائی ابو عامر کے ماتحت نواحی مدینہ میں غطفان اور مُضَر کا قبیلہ۔ مکّہ کے شریر لوگ جو تجارت کے بہانے سے کبھی مدینہ کی مغرب کی طرف نکل جاتے۔ کبھی مشرق کی طرف سے اور قوموں کو مسلمانوں کے خلاف اُکساتے پھرتے۔ تجارت کے ذریعے ایسی پولیٹیکل چالیں چلی جاتی ہیں۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے انکی حالت کا نقشہ اور پھر ان کا انجام اِس آیت میں ہے وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا[ا] (الحشر:۳) اب دیکھئے یہاں پیشگوئیاں دو ہیں سَتُغْلَبُوْنَ اور تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ۔ جب تُغْلَبُوْنَ دکھا دیا تو تُحْشَرُوْنَ ضرور ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۴)

۱۴۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۔

ترجمہ۔ تحقیق ظاہر ہو چکی تمہارے لئے نشانی اُن دو فوجوں میں جو آپس میں گتھ گئیں ایک فوج تو لڑتی تھی اللہ کی راہ میں اور دوسری کافر تھی مسلمان اپنے مقابل کفّار کو دو چند دیکھتے تھے آنکھوں دیکھتے اور اللہ قوت دیتا ہے اپنی مدد کی جس کو چاہتا ہے۔ بے شک اس میں عبرت کی جگہ ہے سمجھ دار آنکھ والوں کے لئے۔

ا اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ ان کو بچالیں گے ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے۔ تو ان پر اللہ ایسی جگہ سے آ گیا (یعنی عذاب الٰہی) جہاں ان کا گمان بھی نہ تھا۔ (ناشر)

تفسیر۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے۔

یَرَوْنَھُمْ مِّثْلَیْھِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ۔ کفّار ایک ٹیلہ پر ۶۰۰ تھے اور مسلمان ۳۱۳۔ اور مومن کے لئے تو یہ آیت ہے اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے۔ فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ج وَ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ [1] (الانفال:۶۷) تورات یسعیاہ ۲۱ باب ۱۵ آیت میں یہ پیشگوئی لکھی ہے۔ اِس اعتبار سے اہل کتاب کے لئے بھی بدر کا واقعہ آیت ہے۔

مَنْ یَّشَآءُ ۔ یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مَنْ معرفہ بھی آتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۴)

۱۵۔ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَ الْفِضَّۃِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ط ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَ اللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۔

ترجمہ۔ لوگوں کو پسند آ گئی اور مرغوب کی گئی ہے خواہشات کی محبت عورتیں ہوں بیٹے ہوں سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر ہوں اور نشان لگے ہوئے عمدہ گھوڑے ہوں اور بھولے بھالے غریب جانور اور کھیتی ہو (کیونکہ) دنیا کی زندگی کے فائدے یہی کچھ سامان ہیں اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

تفسیر۔ زُیِّنَ لِلنَّاسِ ۔ یہ میں پہلے ایک موقعہ پر بیان کر چکا ہوں کہ زُیِّنَ کے دو فاعل آتے ہیں۔ چنانچہ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ [2] (النمل:۲۵) میں گندی باتوں کا مزیّن شیاطین کو بتایا ہے اور حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ [3] (الحجرات:۸) میں اللہ کو۔ ایک اور مقام پر فرمایا کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَھُمْ [4] (الانعام:۱۰۹) اکثر لوگ اِس کا ترجمہ غلط کرتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی مذہب کے بزرگ کو بُرا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے۔ پھر فرمایا

---

[1] اگر ہوں تم میں سے سو صابر وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم سے ہزار تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے۔ [2] شیطان نے ان کے کام ان کو پسند کر دکھلائے ہیں۔ [3] اللہ نے تمہارے لئے ایمان پسند فرمایا ہے اور اس کو عمدہ کر دکھایا ہے تمہارے دلوں میں۔ [4] اسی طرح ہم نے پسند کر دیئے ہیں ہر ایک جماعت کو اُن کے کام۔ (ناشر)

دیکھو ہم ہر قوم کے لئے وہ کام جو اُن کو کرنا چاہیے کس خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں اور زُیِّنَ مجہول رکھا ہے تا کہ حسبِ موقع ومحل دوطرفہ لگ سکے۔

حُبُّ الشَّھَوٰتِ۔ایک خواہش ہوتی ہے دوسرا اس خواہش کا پسند کرنا چنانچہ اِنِّیۡۤ اَحۡبَبۡتُ حُبَّ الۡخَیۡرِ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّیۡ[۱] (صٓ:۳۳) کے معنے ہیں گھوڑوں کی محبت کو میں پسند کرتا ہوں۔

اِس آیت میں عام انسانی فطرت کو بتایا ہے کہ کوئی جمال پر لٹّو ہے، کوئی جلال پر، کوئی آن پر، کوئی اولاد پر، کوئی سونے چاندی پر، کوئی گھوڑوں پر مگر یہ سب ورلی زندگی کا سامان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۴، ۵۵)

۱۶۔ قُلۡ اَؤُنَبِّئُکُمۡ بِخَیۡرٍ مِّنۡ ذٰلِکُمۡ ؕ لِلَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ وَّ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ۔

ترجمہ۔ (اے محمدؐ) تُو ان سے کہہ دے کیا میں تم کو بتا دوں اس سے بھی بہتر چیز (وہ یہ ہے) کہ جنہوں نے اللہ کا خوف کیا اور اس کو سپر بنایا ان کے لئے اللہ کے یہاں عمدہ عمدہ باغ ہیں بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کی صاف ستھری بیبیاں ہوں گی (اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ) اللہ اُن سے خوش ہوگا اور اللہ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو۔

تفسیر۔ اَؤُنَبِّئُکُمۡ ۔ نبأ سے ہے جس کے معنے عظیم الشان بات۔

اَلَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا۔ متّقی بننا بڑی قربانی چاہتا ہے۔امام غزالیؒ نے مناظرہ میں ۵۶ کبیرہ گناہوں کو لکھا ہے اور ایک جگہ یہ بتایا ہے کہ قطب کے دل سے جو آخری گناہ نکلتا ہے وہ کبر ہے۔

وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ ۔ ’’وَ السّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ وَ الۡاَنۡصَارِ ‘‘۔[۲] (التوبۃ:۱۰۰) کے اخیر میں لکھا ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ۔[۳] جس سے معلوم ہوا مہاجرین وانصار کو رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ کا سارٹفکیٹ مل گیا تھا۔

۱؎ میں نے ذکرِ الٰہی کے لئے (یعنی جہاد میں کام آنے کے واسطے) ان سے محبت کی ہے۔ ۲؎ اور نیکیوں میں بڑھ جانے والے اوّل مہاجرین اور انصار۔ ۳؎ اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ اِنسان نگرانی میں غلطی بھی کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ بہت عمدہ نگرانِ حال ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۵)

۱۷۔ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ۔ جو لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم نے مانا (تجھے اور تیری سب باتوں کو) تو تُو ہمارے عیب ڈھانپ دے اور گناہ بخش دے اور ہم کو بچالے آگ کے عذاب سے۔

تفسیر۔ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ ۔ متقی کی تعریف سورۂ بقر میں ہے يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[1] (البقرۃ:۴) یہ میرا تجربہ ہے کہ جو لوگ یہ تین صفتیں نہیں رکھتے۔ یعنی غیب پر ایمان۔ دُعا مانگنے کی عادت۔ کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔ وہ کبھی ہدایت نہیں پاتے۔ پھر لَيْسَ الْبِرَّ[2] (البقرۃ:۱۷۸) میں اس کی تفصیل فرمائی ہے۔ اب یہاں بھی متقی کی کچھ صفتیں بیان کرتا ہے۔

اوّل تو یہ کہ وہ دُعا مانگتے رہتے ہیں۔ اپنی کمزوریوں کی حفاظت خدا سے چاہتے ہیں۔ استغفار تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں۔ پس تم ان سے بڑھ کر نہیں ہو، کہ استغفار سے مستغنی نہ ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۵)

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ ۔ مومن کے چھ کام ۔ ۱۔ دُعا ۲۔ صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَتِ وَعَلَى الطَّاعَةِ ۳۔ راستبازی ۴۔ عبادت گزار ۵۔ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے ۶۔ استغفار

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۵)

وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ نارالحرب۔ نارِ جہنم، دونوں سے لڑائیوں کی ابتدا بھی نار سے ہوتی ہے اور انتہا بھی۔ پہلے غضب اُٹھتا ہے۔ وہ بھی آگ ہے۔ پھر لوگوں کو ساتھ ملانے کے لئے مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اس میں بھی آگ ہے۔ پھر توپ، بندوق، تارپیڈو۔ یہ تو سب نے دیکھی۔ پس اسی طرح انجام شریر کا نارِ جہنم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۵)

---

[1] مانتے ہیں بے دیکھے یا تنہائی میں اور ٹھیک نماز پڑھا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا کرتے ہیں۔ [2] نیکی یہی نہیں۔

۱۸۔ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ۔

ترجمہ۔ نیکیوں پر ہمیشگی کرنے والے اور بدیوں سے بچنے والے اور ہر حال میں باوفا اور سچ بولنے والے اور مطیع فرمانبردار اور اللہ ہی کے لئے خرچ کرنے والے اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے (کیا ہی اچھے لوگ ہیں)۔

تفسیر۔ اَلصّٰبِرِیْنَ۔ متقی کی یہ صفت ہے کہ اس میں برداشت وتحمل ہوتا ہے اور یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جو انسانی قدرت سے باہر ہو اِسی لئے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا[1] (البقرۃ:۲۸۷) فرما چکا ہے۔ ایک رئیس تھا اس کے حضور میں ایک شخص نے عرضی دی کہ حضور کی قوم کے ایک آدمی نے مجھے گالی دی ہے۔ اسے بلایا گیا۔ رئیس نے اُس ملزم کو بہت گالیاں دیں جو اس کی شان سے بعید تھیں۔ اخیر اس حاکم نے اس سے پوچھا تم نے اس آفیسر کی کیوں بے عزتی کی؟ تو وہ کہنے لگا کہ اس نے مجھے گالی دی تھی پھر مجھ میں تابِ حوصلہ نہ رہی۔ رئیس نے کہا کہ صبر کی طاقت تو تجھ میں ہے۔ دیکھو میں نے بھی تجھے گالیاں دیں اور تم چپکے...... سنا کئے۔ اگر لوگ صبر کریں تو بہت سی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاوے۔

صبر کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اپنے تئیں روکنا۔ غیظ وغضب سے، شہوت سے، حرص وآز سے۔

الصّٰدِقِیْنَ۔ راست باز الْقٰنِتِیْنَ۔ فرماں بردار

وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ۔ لوگوں نے اِس بات پر بحث کی ہے کہ تہجّد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فرض تھی یا دوسروں پر بھی؟ اِس آیت سے کم از کم یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ استغفار اِسحار میں متقی کا فرض ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۵)

---

[1] اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُس کی برداشت کے موافق۔ (ناشر)

۱۹۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

ترجمہ۔ اللہ گواہ ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں اللہ کے سوا اور فرشتے گواہ ہیں اور علم والے گواہ ہیں کہ اللہ ہی سنبھالے ہوئے ہے سب کو انصاف سے کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ ہی وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ اہل علم میری ہستی پر گواہی دیتے ہیں اور میری وحدانیت پر بھی شہادت دیتے ہیں۔ چونکہ بعض نادان و نابکار لوگ سائنس کے غلط استعمال اور عدمِ تدبّر کی وجہ سے خدا کی ہستی کا انکار بھی کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی غایت حکمت سے اس آیت میں ایک لفظ رکھ دیا ہے جو ہمیشہ اس کی صداقت کو ظاہر کرتا رہے گا اور وہ لفظ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ہے کیا مطلب کہ وہ اہل علم جو صحیح علوم رکھتے ہوں اور قائم بالقسط ہو کر غور کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کے سچے علوم کبھی بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں اور یہ میرا مذہب ہے کہ جوں جوں سائنس ترقی کرے گا اور علوم بڑھیں گے اسی قدر قرآن کریم کی صداقت جلوہ گر ہوگی۔ غرض یہ تین آیات علم کی فضیلت پر میں خلاصۃً پیش کرتا ہوں اور ان تینوں میں صحیح علوم کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی موجود ہے۔ پہلی آیت میں تو خود دُعا ہی تعلیم کی ہے۔ دوسری میں رفع درجات کی خوشخبری ہے اور تیسری میں اللہ تعالیٰ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ......اُوْلُوا الْعِلْمِ کی شہادت حقہ کا اپنی ہستی اور وحدانیت پر پیش کر کے بتاتا ہے۔ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ایسے قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ اہلِ علم جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ جو عزیز اور حکیم ہے ان کو بھی معزز بنا دے گا اور حکمت کے چشمے ان کے لبوں سے جاری ہو جائیں گے۔

(الحکم جلد ۲۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۲۸ /جون ۱۹۱۸ء صفحہ ۴، ۵)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ[۱] (اٰل عمران:۱۹) اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

---

[۱] اللہ گواہ ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں اللہ کے سوا۔

اس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی اللہ نے دی ہے گواہی ہمیشہ چند آدمیوں کے سامنے دی جاتی ہے۔ جناب الٰہی کی گواہی کے ساتھ بھی تمام رسول تمام انبیاء اور تمام اولیاء سب کے سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ حضرت موسیٰ کی گواہی، حضرت نبی کریم کی گواہی سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے کہ اللہ نے ان کو فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ہر فرد کے سامنے گواہی ضروری نہیں ہوتی۔ میری دانست میں اللہ کی ہستی اور نبیوں کی صداقت پر یہ بڑی بھاری دلیل ہے کہ تمام انبیاء تمام اولیاء تمام مجددین سب کے سب متفق ہیں اس بات پر کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ معبود حقیقی خدا ہے اور اپنے حسن و احسان، علم و قدرت میں کامل ہے اور انسان بڑے انکسار و تذلل کے نیچے ہے۔ دس، بیس، تیس، چالیس، پچاس جس بات کے گواہ ہوں وہ بات بھی قابل اعتماد ہوتی ہے۔ کیا حال ہے اس گواہی کا جس کے لئے تمام صداقت کے عاشق صداقت کے محب اس بات پر متفق ہیں۔ اس صداقت کے لئے کوئی بڑا تعلق کوئی بڑا ہی فضل حضرت محمد رسول اللہ پر اللہ کا ہے۔ دنیا میں ہزاروں انبیاء آئے ان کی تعلیم کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا پتہ ہی نہیں لگتا۔ پھر ان کی کتابوں کی زبانیں ہی ایسی پرانی ہیں کہ ان کے سمجھنے کے سب سامان مفقود ہو گئے۔ مجھے کبھی کبھی تعجب آتا ہے۔ آریہ مذہب پر کہ دو ارب برس سے وید ہیں۔ ویدوں کی لغت کا نام لیتے ہیں تو دو چار ہزار برس سے بتاتے ہیں۔ بھلا دو ارب کی بات دو چار ہزار برس والے کو کیا معلوم۔ یہ ایک فضل ہے ہم لوگوں پر۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۹، ۱۰ مؤرخہ ۵ر جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۵)

شَھِدَ اللّٰہُ۔ یہ گواہی انبیاء نے دی ہے پھر ان کے متّبعون نے سنی ہے۔ خود خدا بولا ہے اور اس نے اپنی زبان سے فرمایا ہے کہ میں یگانہ معبودِ خلائق ہوں۔ میں خود بھی گواہ ہوں کہ اللہ نے اپنی ذات کی نسبت گواہی دی۔ اس نے مجھے فرمایا مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ فَقَدْ تَصِنْ تَصَانَ۔ تَصِنْ کے معنے میں نہیں جانتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۵)

۞۞۞

۲۰۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ کے نزدیک وہی دین پسند ہے (جو آدمی کو اللہ کا) مطیع اور فرمانبردار بنائے اور اہل کتاب نے جھگڑا ابھی اُسی وقت کیا جب آچکا اُن کے پاس علم آپس کی ضد وحسد سے اور جو چھپائے اللہ کے نشانات اور اُس کا انکار کرے تو بے شک اللہ بہت ہی جلد حساب لینے والا ہے۔

تفسیر۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ میں نے دنیا کے بہت سے مذاہب کی کتابوں کو دیکھا ہے ان کی الہامی کتابوں میں ان کے مذہب کا کوئی نام نہیں۔ مگر اللہ نے ہمارے لئے جو دین پسند کیا اس کا نام اسلام بتلایا اور فرمایا کہ وہ دین جو خدا کے حضور پسندیدہ ہے وہ یہی ہے کہ فرمانبرداری ہو۔ حضرت نوحؑ آ گئے تو ہم تابعدار ہیں پھر ابراہیمؑ آئے ہم فرمانبردار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا دَور ہے ہم مطیعِ فرمان ہیں۔ جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہم ان کے غلام ہیں۔ پس یہی سلامت روی کی راہ ہے۔ یہ نظارہ گورنمنٹ کی ظاہری سلطنت میں بھی نظر آتا ہے کہ ایک ڈپٹی کمشنر جاتا ہے دوسرا آتا ہے۔ رعایا کو کسی خاص شخص سے وابستگی نہیں۔ پس جو آیا اس کے وہ مطیع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ[۱] (البقرۃ:۹۲) کہتے ہیں بہت ناپسند کیا ہے۔ مسلم وہی ہے جو سب انبیاء واولیاء وخلفاء کا تابع فرمان ہو۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۔ انہوں نے خلاف ورزی کی مگر اس کے بعد جب ان کے پاس علم آچکا میرے عقیدہ کے مطابق خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک آیت تھا۔

؎ زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دِل می کشد کہ جا اینجاست[۲]

آپ کے اقوال، آپ کے افعال، آپ کے پاس بیٹھنے والے، آپ کے دوست، آپ کے

۱؎ ہم تو اس کلام کو جو ہم پر اتر چکا ہے مانتے ہیں اور جو اس کے سوا ہے اس کے منکر ہیں۔ ۲؎ سر سے لیکر پاؤں تک میں جہاں بھی دیکھتا ہوں، جس کا جلوہ ہر مقام پر مجھ سے یہی کہتا ہے کہ اسی کو دیکھتے رہو کیونکہ اصل مقام حسن یہی ہے۔ (ناشر)

آشنا، آپ کے کارکن، آپ کی تعلیم، آپ کی کتاب۔ ان سب کو جب میں دیکھتا ہوں تو زبان بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ وہ ایک بے نظیر رسول تھا۔قوم کا ایک مدبّر آیا۔آپ فرمارہے تھے اَمر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر۔ وہ یہ بات سنتے ہی پھڑک اُٹھا۔اس نے جاکر قوم کو کہا۔کیا تم پسندیدہ امور کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟ وہ بولے۔ہاں۔کیا تم ناپسندیدہ سے رکنا چاہتے ہو یا نہیں؟ کہنے لگے۔ہاں۔اس پر وہ بولا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین میں آجاؤ کہ وہ بھی یہی فرماتا ہے۔اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ سپرد کر دیا ہے اپنی تمام توجہ کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو دین کی توضیح اور تفسیر فرمائی ہے وہ یہ ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اللہ تعالیٰ کے حضور دین کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟

اَلْاِسْلَامُ۔اپنی ساری قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ اللہ کا فرماں بردار ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کے فرمان کو لے اور اس پر رُوح اور راستی سے عمل درآمد کرے۔ دین کے متعلق جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سوال کیا ہے اور آپؐ نے صحابہ کرام کو بلکہ ہم کو آگاہ کیا ہے کہ یہ جبریل تھا۔ اَتَاكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ دِيْنَكُمْ پس دین کی حقیقت اور اس کا صحیح اور سچا مفہوم وہ ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بیان فرمایا۔اَلْاِسْلَامُ کے معنے یہ ہیں سر رکھ دینا، جان سے، دل سے، اعضا سے، مال سے۔غرض ہر پہلو اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری کرنا۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲ مؤرخہ ۱۷ رجنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴)

۲۱۔ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔

ترجمہ۔ اس پر بھی اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو تُو ان سے کہہ دے کہ میں نے اور میرے ساتھ والوں نے تو اپنے کو اللہ کی راہ میں فدا کر دیا ہے اور دے ڈالا ہے اور اہل کتاب اور بے پڑھے لوگوں

سے بھی پوچھ کہ کیا تم نے بھی اسلام کی حالت اور راہ اختیار کی پس اگر وہ مسلمان یعنی اللہ کے فدائی ہو جائیں تو بے شک انہوں نے ہدایت پائی اور کامیاب ہو گئے اور اگر وہ پھر گئے تو تجھ پر تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ دیکھ رہا ہے بندوں کو۔

تفسیر۔ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ۔ دیکھو! باطن کا حال کسی کو معلوم نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس زور سے کہتے ہیں کہ اے یہودیو! اے نصرانیو! سنو کہ جیسا میں جان و دل سے خدا کا فرماں بردار ہوں ایسا ہی میرے تابعدار فرمانبردار ہیں۔ اگر ان میں کوئی ظالم و فاسق ہوتا جیسا کہ شیعہ سمجھتے ہیں تو کیا آپ یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ؟ اِسی مضمون کی آیت سورۃ بقر میں بھی ہے بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (البقرۃ: ۱۱۳) اور پھر فرمایا نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ (البقرۃ: ۱۳۴)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

۲۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔

ترجمہ۔ جو لوگ منکر ہوتے ہیں اللہ کی نشانیوں کے اور ناحق نبیوں کے قتل کے ارادے کرتے ہیں اور ان لوگوں کے قتل کا جو انصاف کرنے کو کہتے ہیں۔ تُو مبارک باد دے دے ان کو ٹیس دینے والے عذاب کی۔

تفسیر۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۔ قرآن مجید کی ایک ایک آیت اللہ آیات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ آیت ہیں۔ آپ کے ساتھی آیت ہیں۔

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۔ پس آپ کے ساتھ جو مقابلہ کرتے ہیں وہ درحقیقت سب انبیاء سے مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ آپؐ کی نبوت میں تمام انبیاء کی نبوت کا ثبوت موجود ہے۔

فَبَشِّرْهُمْ ۔ ایسا کھول کھول کر اِس بات کو بیان کر کہ اس کا اثر ان کے چہروں پر ظاہر ہو جاوے سورۃ بقر میں بھی یہی فرمایا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

بِغَيْرِ الْحَقِّ[۱] (البقرۃ:۶۲) میں اِس آیت کے یقیناً یہی معنے سمجھتا ہوں کہ نبی کریمؐ کا مقابلہ گویا سارے جہان کے نبیوں کا مقابلہ ہے اور ان کے قتل کی تجویزیں گویا تمام انبیاء کے قتل کے برابر ہے بلکہ آجکل کے جو انصاف سے حکم کرنے والے ہیں یعنی صحابہؓ جن کی تعریف میں آیا ہے وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ[۲] اور يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ[۳] ان سب سے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

۲۳۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ٝ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ یہی لوگ ہیں جن کے دین دنیا کے سب کام اکارت گئے اور ان کا کوئی حامی اور مددگار نہیں ہے۔

تفسیر۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۔ ان کو کھول کر سنا دو کہ تمہاری تمام تجویزیں اور منصوبہ بازیاں ناکام رہ جاویں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ[۴] (صحیح بخاری کتاب التیمّم۔ باب اوّل) پھر ان کے دشمنوں کا جو حشر ہوا وہ سب نے دیکھا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ کے مقابلہ میں جو لوگ اُٹھے وہ بھی ناکام رہے۔ جب دنیا میں یہ حالت ہوئی تو بس آخرت میں بھی ضرور یہی ہوگا۔

وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔ یہود کی قوم اس کا ثبوت موجود ہے۔ کسی ملک میں ان کو سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی۔ جہاں جاتے ہیں جلاوطن کئے جاتے ہیں۔ کوئی آدمی ان کی پیٹھ بھرنے والا نہیں۔ سورۃ بقر میں بھی اسی مضمون کی آیت آئی۔ دیکھو رکوع ۱۰ پارہ اوّل۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ٝ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ[۵] (البقرۃ:۸۷)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

---

۱ یہ ان کی حالت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا اور وہ ناحق نبیوں سے مقابلہ کرتے تھے۔ ۲ اور علم والے گواہ ہیں کہ اللہ ہی سنبھالے ہوئے ہے سب کو انصاف سے۔ ۳ انصاف کرنے کو کہتے ہیں۔ ۴ مجھے ایک ماہ کی مسافت کا رعب عطا کیا گیا ہے۔ ۵ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اس دنیا کی زندگی کو آخرت سے (بہتر سمجھ کر) مول لے لیا تو ایسے لوگوں کی سزا تخفیف اور کم نہیں ہوسکتی اور ان کا کوئی معاون اور مددگار نہ ہوگا۔

۲۴۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں معلوم کیا اُن اہل کتاب کا حال جن کو کچھ ملا ہے حصہ کتاب کا جب وہ بلائے جاتے ہیں کتاب اللہ کی طرف تا کہ وہ کتاب فیصلہ کرے اُن میں تو ایک فریق نے اُن میں سے منہ موڑا اور وہ منہ موڑنے والے ہی ہیں۔

تفسیر۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۔قصہ تو یہودیوں کا بیان ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کو اس سے عبرت لینی چاہیے۔ان کی حالت بہت کمزور ہے۔پہلی بات یہ کہ باہم محبت نہیں۔دوم یہ کہ عورتوں کے حقوق کی طرف مطلق توجہ نہیں۔عورتوں کے اقربا کو جو حقوق دے رکھے ہیں وہ گالی کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔مثلاً سسرا، سسری، سالا۔پھر جس کی اُمید پر عورتوں کے حقوقِ وراثت چھینے ہیں۔کیا ان کے انجام کی خبر ہے؟ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا[1] (النسآء:۱۲) اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے۔ پس ایک انسان کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ سررشتہ دار مجھے زیادہ فائدہ دے گا؟ چوتھے خود غرضی وتکبّر میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

۲۵۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اُن کے منہ موڑنے کی وجہ یہ تھی کہ (وہ اپنے زعم میں) کہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم کو ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند روز اور اُن کو اُن کے دین میں دھوکہ دیا ہے اُن باتوں نے جن باتوں کو انہوں نے خود بنا لیا ہے۔

تفسیر۔ غَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔ بناوٹی قصوں، جعلی روایتوں پر اعتبار ہے۔ یہ عیب مسلمانوں میں بھی ہے اور اور اولیاء کرام ...... کے متعلق اس قسم کے اعتقاد تراش رکھے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

---

[1] تم ...... نہیں جان سکتے کہ نفع رسانی کے اعتبار سے ان میں کون سا تم میں سے زیادہ قریب ہے۔

۲۷۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے اے اللہ مالک الملک! تو بادشاہی دے رہا ہے جس کو تو چاہتا ہے اور تو چھین رہا ہے حکومت جس سے چاہتا ہے تو ہی عزت دے رہا جس کو چاہتا ہے اور تو ہی ذلیل کر رہا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہی قبضہ میں ہے سب بہتری اور خیر، تو ہی ہر ایک چیز کا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ۔خدا کے تمام وعدے اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں اور اعمال کی توفیق دعاؤں سے حاصل ہوتی ہے اِس لئے دعا سکھائی ہے۔قرآن کی دعائیں یا تو رَبِّ، رَبَّنَا سے شروع ہوتی ہیں یا اَللّٰهُمَّ سے۔عام دُعا جو ہر نماز میں مانگی جاتی ہے وہ بھی اَللّٰهُمَّ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے وہی ہے جس کی یہ شان ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۵)

۲۸۔ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ۔ تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور تو ہی لے جاتا ہے دن کو رات میں اور تو ہی بے جان سے جان دار بنائے تو ہی جان دار سے بے جان بنائے اور روزی دے جن کو چاہے بے حساب۔

تفسیر۔ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ ۔وہ چاہے تو جن کے گھر غموں کی اندھیری ہے وہاں آرام کا دن چڑھا دے اور چاہے تو جہاں راحت کی روشنی ہے وہاں دکھوں کی تاریکی کر دے۔وہ چاہے تو بروں سے بھلے اور بھلوں سے برے بنا دے۔ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے۔ یہ دُعا

نبی کریمؐ وصحابہؓ نے مانگی۔ خدا نے ان کو عزت دی، نیک وممتاز انسان بنادیا۔

یہاں جہاد کے متعلق یہ ہدایت کی ہے کہ دُعا ضروری ہے۔ پھر افتراء نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کا صریح نافرمان نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

۲۹۔ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۔

ترجمہ۔ کافروں کو ایمان دار لوگ اپنا دوست نہ بنائیں ایمان داروں کو چھوڑ کر اور جو ایسا کرے گا تو اللہ کے یہاں وہ کسی شمار میں نہیں مگر جب اُن کے شر سے بچنا چاہو (تو دنیوی معاملات رہنے دو) اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تفسیر۔ اب فرماتا ہے کہ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ ۔ مومن کبھی کافروں کو اپنے دلوں پر متصرّف نہ مانے۔ پارہ ۲۸ سورۂ ممتحنہ میں اسے اور بھی کھول کر بیان کیا ہے شروع سے سورۃ کو پڑھ کر دیکھ لو۔

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۔ اِسلام میں جتنے مسائل ہیں ان میں حفظِ نفوس، حفظِ اموال، حفظِ اَعراض مقصود ہوتا ہے۔ یہاں بھی ایک گر بتا دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

۳۱۔ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖۚ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۔

ترجمہ۔ (یاد رکھو) اُس دن کو جس دن پائے گا ہر ایک شخص وہ بھلائی جو اُس نے کی ہے موجود اور وہ بُرائی جو اُس نے کی، اور ہر ایک جی آرزو کرے گا کہ کاش بُرائی میں اور مجھ میں بُعدِ بَعید[1] ہوتا اور تم کو

---

[1] یعنی دور دراز فاصلہ ہوتا۔ (ناشر)

اللہ ڈراتا ہے اپنی ذات پاک سے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

تفسیر۔ مُحْضَرًا ۔نتیجہ سامنے دیکھے گا۔اس سے آگے وَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ کے لئے مُحْضَرًا نہیں فرمایا۔یہ اس کی شانِ ستّاری کا تقاضا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

۳۲۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ (اے محمدؐ) تم ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو (جیسا کہ میں اللہ کا محبوب بنا ہوں) تو تم میری چال چلو پوری پوری تو تم بھی اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اللہ غفور الرحیم ہے۔

تفسیر۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران۔۳۲) کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے پیار کرے گا۔استغفار بہت کرو۔

(بدر جلد ۱۴ نمبر ۵ مؤرخہ ۱۴ راگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۴)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ۔راست باز آدمی کو سچائی میں کس قدر طاقت دی جاتی ہے اور کہ راستی میں کتنی قوت ہوتی ہے اس کا اندازہ اِس آیت سے ہوسکتا ہے۔دیکھو محمد رسول اللہ کو ارشاد ہے کہ اعلان کر دو۔میں نے خدا کی فرمانبرداری کر کے یہ مقام حاصل کیا اب تم میرے پیچھے پیچھے چلو تم بھی خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ہر شخص کی زندگی کا آرام اُس بستی کے مقتدر کی مہربانی سے وابستہ ہوتا ہے۔پھر اس گاؤں کے نمبردار سے اوپر چلیں تو اس ضلع کے حاکم سے۔پس اللہ جو ربّ، رحمٰن، رحیم اور مالک ہے اس کے ساتھ تعلق کس قدر سکھوں کا موجب ہوسکتا ہے۔یہاں تعلق کا وعدہ نہیں بلکہ فرمایا خدا اپنا محبوب ہمیں بنالے گا۔خدا پرست دیکھ کر اسے تجربہ کرے۔کیا مجرّب نسخہ ہے! میں اکثر اوقات اس آیت کو پڑھ کر بے اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود بھیجا کرتا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (ال عمران:۳۲) یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتے ہوتو اس کی پہچان یہ ہے کہ میرے تابع ہو جاؤ۔ پھر تم آپ ہی محبوب ہو جاؤ گے۔ یہ گر ہے جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔کیسا مجرب نسخہ ہے۔ پہلے آپ آزماتا ہے پھر تمہیں بلاتا ہے۔ایک اور رازِ محبت ہے اور قرآن کریم نے ہی اسے بیان کیا ہے مگر چونکہ بہت ہی باریک ہے۔عادت کے نہ ہونے کے سبب اور وقت کے تنگ ہونے کے باعث اس وقت کھول نہیں سکتا۔حُبّ کے لئے ایک مناسبت ہوتی ہے۔اس مناسبت کے سبب سے عشق ومحبت ہوتی ہے۔ ہیر یا رانجھا کو ایک دوسرے نے جس نظر سے دیکھا۔کوئی اور ان کے دیکھنے والا نہ تھا۔یہ ایک باریک راز ہے اور بڑی صحبت کو چاہتا ہے۔میرے دل میں جوش ہے۔جس سے بتاؤں کہ یہ کیا راز ہے۔

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۹،۱۰،۱۱ مورخہ ۷،۱۴،۲۱/مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲، ۷۳)

لڑکے پڑھنے میں سخت محنت کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں سل اور دق ہو جاتا ہے تا بی۔اے بن جائیں اور پھر کوئی مرتبہ پائیں۔اب دیکھئے پاس ہونا موہوم،صحت موہوم،مرتبہ ملنے تک زندہ رہنا خیالی بات۔باوجود اس کے لڑکے محنت کئے جاتے ہیں۔پس وہ انسان کیسا بدقسمت ہے جو اس خدا کے پاک وعدے کو جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے کچھ قدر نہ کرے۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ شریعت مشکل ہے مگر رسول اللہ اعلان کرتے ہیں میری چال اختیار کرو۔کوئی کہہ سکتا ہے ہم بڑے گنہگار رہیں۔فرماتا ہے میرے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔میرے فرمانبردار بن جاؤ۔اللہ وعدہ کرتا ہے گناہ بخش کر پھر بھی اپنا محبوب بنالیں گے کیونکہ ہمارا نام غفور رحیم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۷/مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶)

محمد و احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) .... نے اپنی پاک تعلیم، اپنی مقدّس ومطہّر زندگی اور بے عیب چال چلن اور پھر اپنے طرزِ عمل اور نتائج سے دکھا دیا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ میں اپنے اللہ کا محبوب ہوں تم اگر اس کے محبوب بننا چاہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اِتباع کرو۔

جبکہ میں اپنے خدا کا محبوب ہوں پھر بتاؤ کہ کوئی چاہتا ہے کہ اس کا محبوب ناکام رہے۔ پھر خدا مجھے کبھی ناکام نہ رہنے دے گا۔ میرے دشمن ذلیل اور ہلاک ہو جائیں گے اور یہ باتیں ایسی سچی اور صاف ہیں کہ تم خود کر کے دیکھ لو۔ میری اطاعت کرو۔ میرے نقشِ قدم پر چلو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمن مردُود اور مخذول ہو کر تباہ ہو جائیں گے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۳۱/ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۵، ۶)

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران۔۳۲) اگر تم اللہ تعالیٰ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو تم میرے تابع ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن کر انسان کو ذلت و رسوائی اور ناکامی نہیں ہوسکتی اور آدمی ذلیل ترین کبھی نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا اتباع نبی کریم پر منحصر ہے اور وہ اتباع انسان کر سکتا ہے۔ اس اتباع کے لئے صحابہ کرامؓ کا نمونہ موجود ہے اور تم سب کر سکتے ہو۔ میں نے بارہا قرآن کریم اس غرض سے پڑھا ہے کہ اس میں کوئی ایسا بھی حکم ہے جس پر ہم عمل نہیں کر سکتے مگر میں نے کوئی قرآنی حکم ایسا نہیں دیکھا جس پر عمل کرنا دشوار ہو۔ قرآن کریم کے خلاف عمل کرنے میں روپیہ بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی فرمانبرداری میں روپیہ بھی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ امریکہ جانے کا خرچ، پیرس، جرمن، لنڈن جانے کا خرچ اور اس کے مقابلہ میں مکہ جانے کا خرچ دیکھو۔ نماز کے خرچ اور اُسترے کے خرچ کا مقابلہ کرو۔ روزے اور شراب کے خرچ کا مقابلہ کرو پتا لگ جائے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں انسان جناب الٰہی کا محبوب بن سکتا ہے۔ مجھ کو آج تک کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی کہ جناب الٰہی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں تکلیف ہو۔ (بدر جلد ۱۲ نمبر ۲۸، ۲۹، ۳۰ مورخہ ۳۰/ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ...... کامل انسان اللہ تعالیٰ کا سچا پرستار بندہ تھا اور ہماری اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ ان کے سوا الٰہی رضا ہم معلوم نہیں کر سکتے اور اِسی لئے فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ جس طرح پر اس نے اپنے غیب اور اپنی

رضا کی راہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ظاہر کی ہیں اسی طرح پر اب بھی اس کی غلامی میں وہ ان تمام امور کو ظاہر فرماتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس وقت ہمارے درمیان آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، محمدؐ، احمدؐ ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے ہے اور آپ ہی کی چادر کے نیچے ہوکر ہے۔ کوئی راہ اگر اس وقت کھلتی ہے اور کھلی ہے تو وہ آپ میں ہوکر۔ ورنہ یقیناً یقیناً سب راہیں بند ہیں۔ کوئی شخص براہِ راست اللہ تعالیٰ سے فیضان حاصل نہیں کرسکتا۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران: ۳۲)

یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔

پس چونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کی ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی کلید اور وہ ہے اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

صحابہ کرام کو جو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور محبوب الٰہی بننے کا جو یہ گُر ان کو بتایا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ ترقی نہیں کرسکتے اور نہ ترقی کرنے کا یہ اصول ہے کہ انفرادی طور پر ترقی کریں بلکہ انبیاء ورسل کے ماتحت ترقی کرنے کا اصل الاصول یہی ہے کہ سب کے سب اکٹھے ہوکر اس کی اطاعت اور نقش قدم پر چلنے میں ایسے فنا ہوں کہ اسی کا عکس اور نمونہ بننا چاہیں اور اس کے سایہ میں اس طرح پر جمع ہوجائیں جیسے مرغی کے پروں کے نیچے بچے جمع ہوجاتے ہیں۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵)

جنابِ الٰہی میں محبوب بننے کے لئے اِتّباعِ رسول کی سخت ضرورت ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ ساری دُنیا کو قربان کردو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر۔ دیکھو۔ حضرت ابراہیمؑ نے کیسی قربانی کی اور آخر اسی قربانی کے وسیلے سے وہ اس وجاہت پر پہنچا کہ

خدا کے محبوبوں میں ایک ممتاز محبوب نظر آیا۔

جو قربانی کرتا ہے اللہ اس پر خاص فضل کرتا ہے۔ اللہ اس کا ولی بن جاتا ہے پھر اسے محبّت کا مظہر بناتا ہے۔ پھر اللہ انہیں عبودیت بخشتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں لامحدود ترقیاں ہوسکتی ہیں۔

(بدر جلد ۸ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۸)

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران: ۳۲) کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اس کی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنے والا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف میں ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ان میں طاقت دور کرنے کی نہیں ہوتی مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو پھر تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔ جب تم اس کے محبوب بن جاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالیٰ مہیا کرے گا۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲۶،۲۵ مؤرخہ ۳۱؍جولائی و ۱۰؍اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو اور اس سے سچے تعلقاتِ محبت پیدا کرنے کے خواہش مند ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اِس اصل سے صحابہؓ نے جو فائدہ اُٹھایا ہے ان کے سوانح پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔

(بدر جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۲)

اسلام نام ہے فرماں برداری کا۔ سارے جہان کو تو موقع نہیں کہ اللہ کی باتیں سنے اس لئے پہلے نبی سنتا ہے پھر اوروں کو سناتا ہے۔ سو پہلا مرتبہ یہی ہے کہ نبی کی صحبت میں رہے اور اس سے فرماں برداری کی راہیں سنے اور سیکھے چنانچہ اِس بناء پر نبی کریم صلعم نے یہ سمجھایا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی سرِ دست تم میرے تابع ہو جاؤ۔ اس کی تعمیل

اسلام لانے والوں نے جیسا انہیں نبی کریمؐ نے سمجھایا کیا۔ کلمہ سکھایا کلمہ پڑھ لیا۔ نماز سکھائی تو نماز پڑھ لی۔ روزہ، حج، زکوٰۃ۔ جس طرح فرمایا اسی طرح ادا کیا۔ یہ اسلام ہے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۲۷؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۸)

اِنسان کو اپنے خالق و رازق و محسن سے محبّت ہوتی ہے مگر محبت کا نشان بھی ہونا چاہیے اِس لئے فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ یعنی کہہ دے اگر تمہیں اپنے مولیٰ سے محبت کا دعوٰی ہے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ میری اِتباع کرو پھر تم محبّ کیا اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۸ مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران:۳۲) جو چاہتا ہے کہ وہ مولا کریم کا محبوب ہو اس کو لازم ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے اور سچی اتباع کامل محبت سے پیدا ہوتی ہے اور محبت محسن کے احسانوں کی یاد سے بڑھتی ہے جو شخص اس محسن اور عنایت فرما کی خلاف ورزی کرتا ہے جو بلا وجہ اور بلا مزد مروت و احسان کرتا ہے وہ سب سے زیادہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی لئے ابوالحنفاء کے منہ سے قرآن شریف میں اب آذر کو یہ کہلوا دیا اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ[1] (مریم:۴۶) یعنی جس نے بلا وجہ تم پر احسان کیا تیرا قلب اچھا ہوتا تو اس کی محبت میں تو ترقی کرتا برخلاف اس کے تو نے بتوں کی پرستش کی۔ پس اس رحمانی صفت کے انکار کی وجہ سے عذاب بھی شدید آئے گا۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱ مؤرخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

۳۳۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو تو اگر وہ پھر جائیں تو بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

تفسیر۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ پھر بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہر حرکت وسکون میں ایسی فرمانبرداری نہیں کر سکتے کہ اس میں فنا ہو جاویں اِس لئے فرمایا کہ رسول ہونے کی حیثیت سے جو حکم اس نے دیئے ان پر عمل کرو۔ پس اگر محبوب نہ بنائیں تو کفر سے تو نکال لیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

---

[1] اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ رحمٰن کا عذاب تم کو نہ چھو جائے۔

۳۴۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ۔ (یہ مت سمجھو کہ اللہ کسی کو ضائع کر دے گا دیکھو) اللہ نے پسند فرمایا اور بزرگی دی آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے خاندان کو اور عمران کے خاندان کو تمام جہان پر۔

تفسیر۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ ۔اللہ تعالیٰ نے آدم زاد کو تمام مخلوقات پر برگزیدہ کیا اور یہ ظاہر ہے ایک عالمِ کبیر ہے تو آدم عالمِ صغیر، تمام اشیاء کا جامع ہے۔ پھر آدمیوں میں سے نوح کو اوّل الرّسل بنایا۔ آدمؑ کو خدا نے رسول نہیں فرمایا بلکہ خلیفہ کہا۔ اوّل الرّسل نوحؑ ہی ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کو ترکِ بدی کی تعلیم دی اور استغفار سکھایا۔ پھر جب دوسرا دَور آیا تو ابراہیمؑ کو رسالت سے ممتاز کیا جنہوں نے تنزیہہ کے علاوہ فرمانبرداری کی تاکید کی اور اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ(الانعام: ۱۶۳)[۱] کا سبق دیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ کا زمانہ آیا۔ اللہ کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی دی۔ غرض تمام انعامات سے بھرپور کر دیا اور یہ نہ سمجھو کہ ان میں خاص خاص لوگ ہی تھے بلکہ عمران کی عورتوں کو بھی مشرّف بکلامِ الٰہی کیا۔ چنانچہ عمران کی ایک عورت کا ذکر کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

۳۶۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

ترجمہ۔ جب عمران کی بی بی نے کہا اے میرے رب! میں نے منّت مانی ہے تیرے لئے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد بنا کر تو قبول فرمالے میری منّت بے شک تُو بڑا سننے والا بڑا خبر دار ہے۔

تفسیر۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ مریمؑ کی والدہ عمران کی بیوی نہ تھی۔ یہ غلط ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں میں بزرگوں کے نام پر قوم چلتی ہے۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ عمران کے بیٹے تھے۔ پس انہی کی نسل میں سے ایک عورت تھی جس کا یہ ذکر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

---

[۱] میری نماز اور عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کی طرف پہنچانے والا ہے۔

اِمْرَاَتُ عِمْرٰنَ۔ عمرانیوں کی ایک عورت نے۔ عمران خاوند اور اس کی بی بی مراد نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶)

مُحَرَّرًا۔ اب تک ہندوؤں میں اور بعض مسلمانوں میں یہ رسم ہے کہ اگر کسی کی اولاد زندہ نہ رہے تو وہ چڑھاوا چڑھا دیتا ہے۔ گویا اِس پاک رسم کی اصل موجود ہے۔ وہ کسی خانقاہ کے نام پر تو نہ تھی۔ البتہ فرمایا کہ یا اللہ میں نے اپنے کام سے آزاد کر دیا۔ دین کے لئے وقف کر دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

۳۷۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَ اِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ اِنِّيْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

ترجمہ۔ پھر جب اُس نے لڑکی جنی بولی اے میرے رب! میں نے تو یہ لڑکی جنی اور اللہ بڑا جاننے والا ہے جو وہ جنی اور نہیں (تمہارے گھرانہ میں اُس) عورت کے جیسا کوئی لڑکا (بھی) اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اُس لڑکی کو اور اس کے بال بچوں کو شیطان مردود سے۔

تفسیر۔ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى۔ یہ اِس لئے کہا کہ لڑکی کا رواج نہ تھا۔

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى۔ اگر یہ خدا کا کلام ہے تو پیشگوئی ہے کہ یہ لڑکی معمولی عورتوں سے بہت اچھی ہوگی۔ اگر اس میں عورت کا کلام ہے تو معنے ظاہر ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى۔ اللہ نے فرمایا کہ لڑکا اس لڑکی جیسا نہ ہوتا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶)

وَ اِنِّيْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ۔ کیا اچھا ہو کہ مسلمان اس ہدایت پر عمل کریں اور صحبت سے پہلے بہت بہت دعائیں کر لیا کریں تا کہ ان کی اولاد نیک ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

۳۸۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ۔ تو اس لڑکی کو اس کے رب نے قبول فرمایا اچھی طرح سے پسند کر کے اور اس کو بڑھایا خوب اچھا اور اس کو سپرد کر دیا زکریا کے، جب کبھی آتا اُس کے پاس زکریا حجرے میں موجود پاتا اُس کے پاس کچھ کھانا، پوچھا اے مریم! یہ تجھے کہاں سے ملتا ہے بولی یہ اللہ کے یہاں سے (ملتا ہے) بے شک اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب۔

تفسیر۔ وَ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ یہ اِس لئے فرمایا کہ تا بتائے کہ یہ تمام گھرانہ پاکوں کا ہے جس کی عورتیں اور مرد انعاماتِ الٰہی سے مشرّف تھے۔

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ بہت معمولی بات ہے مگر مفسرین کی اعجوبہ پسند طبیعت نے بے موسمی میوے کھائے۔ یہ خواہ مخواہ کی زیادۃ علی القرآن ہے۔

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ یہ واقعہ صرف اللہ تعالیٰ نے اِس لئے بیان کیا کہ تا ظاہر ہو کہ اس خاندان کے بچّے بھی کیسے خدا پرست تھے کہ وہ معمولی چیزیں بھی جب پاتے تو توحید میں ایسے مستغرق تھے کہ یہی کہتے کہ ''خدا نے دیا ہے''۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

۳۹۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔

ترجمہ۔ وہیں دعا کی زکریا نے اپنے رب سے اے میرے رب! مجھے عنایت فرما اپنے پاس سے ایک نیک اولاد بے شک تو بڑا ہی سننے والا دعا کا ہے۔

تفسیر۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا۔ مفسرین نے جھک مارا ہے جو کہا ہے کہ زکریا ناامید تھے۔ ناامید خدا کی

جناب سے کافر ہوتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ انبیاء دعا نہیں کرتے جب تک خاص تحریک اور اجازت الٰہی نہ ہو۔ حضرت نوحؑ کی نسبت پڑھو اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ [1] (ھود:۴۷) پس اس وقت زکریاؑ کو ایک تحریک ہوئی تو کہا اے خدا! ایسی نیک اولاد مجھے بھی دے۔ یہ معنے ہیں هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ کے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

۴۰، ۴۱۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ هُوَ قَآىِٕمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ۔

ترجمہ۔ تو زکریا کو فرشتوں نے آواز دی اور وہ کھڑا دعا مانگ رہا تھا حجرے میں کہ اللہ تجھ کو خوش خبری دیتا ہے یحییٰ کی اور وہ مصدّق ہوگا کلامِ الٰہی سے اور وہ سردار ہوگا اور بدیوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا سنوار والوں میں سے۔ زکریا نے عرض کیا۔ کب ہوگا میرے لئے لڑکا حالانکہ مجھ پر آچکا ہے بڑھاپا اور میری بی بی بانجھ ہے۔ فرمایا اسی طرح دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔

تفسیر۔ مُصَدِّقًۢا۔ وہ راستیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ یہ بشارت ایک کلام کے ذریعہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷)

بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی کلام سے ایک کا مصدّق ہوگا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶)

حَصُوْرًا۔ بدیوں سے پاک۔ یہ غلط ہے کہ وہ ہیجڑے تھے۔ انبیاء کے صفات بِلا ضرورت کے بیان نہیں ہوتے۔ ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ [2] (البقرۃ:۱۰۳) تو کیا نبی کافر بھی

---

[1] میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے نہ ہو جانا۔ [2] اور سلیمان تو حق چھپانے والی باتوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا۔ (ناشر)

ہوسکتا ہے؟ پس یہ حَصُوۡرًا بھی اِس الزام کی تردید میں آیا ہے جو ان پر لگایا گیا۔ ایک کنچنی نے زکریّا کے خاندان پر یہ گند بکا تھا۔

اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ۔ میں بڈھا۔ پس میں ایسا لڑکا جو جوان بھی میرے سامنے ہو جائے عجیب سمجھتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مورخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷،۵۸)

۴۲۔ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ وَ اذۡکُرۡ رَّبَّکَ کَثِیۡرًا وَّ سَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِبۡکَارِ۔

ترجمہ۔ عرض کی اے میرے رب! تو مقرر فرما دے میرے لئے کوئی نشانی۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو نہ بات کرے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے۔ اور ذکر کرتے رہنا اپنے رب کا بہت اور تسبیح کرتے رہنا شام اور صبح کو۔

تفسیر۔ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا۔ تو تین دن لوگوں سے کلام نہ کرے گا ہاں مگر اشارہ کے ساتھ۔ جب تو کلام نہ کرے گا تو ہم تیرے لئے وہ بات پیدا کر دیں گے۔ یہ معنے نہیں کہ آپ تین دن کے لئے آپ گونگے ہو گئے اگر یہ بات تھی تو پھر وَ اذۡکُرۡ رَّبَّکَ کَثِیۡرًا وَّ سَبِّحۡ کے کیا معنے ہوئے؟ میں نے اس نسخہ کو بے اولادوں کے لئے بہت آزمایا اور اکثر مفید پایا ہے۔ ایسے لوگوں کو مَیں نے کہا ہے کہ کم بولنے کی عادت ڈالو اور تسبیح و ذکر میں مشغول رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مورخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۸)

۴۳۔ وَ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ اصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

ترجمہ۔ (اور اے پیغمبر وہ کیفیت بھی بیان کر) جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ نے تجھ کو چن لیا اور خاص کر لیا اور تجھ کو پاک صاف بنایا اور برگزیدہ کیا تجھ کو اُس وقت کی سب عورتوں پر۔

تفسیر۔ وَ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ۔ دنیا میں دو۲ خیالات کے لوگ رہتے ہیں ایک وہ جو ہر بات میں عالَمِ اسباب...... رکھتے ہیں۔ وہ کسی قدرت کے اسباب کے سوا قائل نہیں۔ وہ ہر امر میں ایک

باریک در باریک راہ نکال لیتے ہیں اور اسی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اگر ناکام رہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ کوئی خاص سبب جو اِس سلسلۂ اسباب میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری رہ گیا۔ اگر اس کا علم ہوجاتا تو کبھی ناکام نہ رہتے۔ یہ وہ ہیں جن کا سورۃ بقرۃ میں فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ [۱] (البقرۃ:۲۰۱) کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ایک وہ ہیں جو عالمِ اسباب کو بالکل ہی نہیں مانتے۔ وہ اپنے آپ کو مُردہ بدست زندہ سمجھتے ہیں مگر تعجب ہے کہ عالمِ اسباب کی کچھ قدر نہیں لیکن ضرورت کے وقت بھیک مانگ لیتے ہیں۔ بدبختی سے اِس ملک میں ایک عظیم الشان انسان گزرا ہے جس نے زمانہ کے مصائب کو دیکھ کر عالمِ اسباب کو ترک کرنا چاہا مگر اس کے پیرو ایسی غلطی میں پڑے کہ عالمِ اسباب کو ترک کا دعوٰی کر کے عالمِ اسباب کے ارذل ترین پیشہ میں جا پڑے (یعنی بھیک)۔ وہ نفسانی خواہشوں کے مارنے کا دعوٰی کرتے ہیں مگر آخر انہی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ قرآن مجید نے اِن دونوں خیالات کے لوگوں کو ناپسند کیا ہے۔ اس کو تو یہ راہ پسند ہے وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً [۲] (البقرۃ:۲۰۲) عالمِ اسباب کی رعایت بھی نہ [۳] رہے اور پھر خدا پر توکّل بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عالمِ شہادت میں پیدا کیا ہے۔ ایک عالمِ غیب بھی ہے۔ ساری چیزوں میں تین حدباتیں ہوتی ہیں۔ ذات، صفات، افعال۔ ذوات المحسوس نہیں ہوتے۔ ہاں صفات سے ہم یقین کرتے ہیں کہ کوئی ذات ہے اور صفات کا علم افعال سے ہوتا ہے اور وہ موصوف جو ہے وہ عالمِ غیب میں ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے بڑی محنت سے کشاء ورزی کی ہے پھر فصلوں کو کاٹا ہے مگر کھلیان کو آگ لگ گئی اور سب محنت برباد ہوگئی۔ عالمِ اسباب کے معتقد کہہ سکتے ہیں احتیاط

---

[۱] تو بعض آدمی ایسا ہوتا ہے جو دعا مانگتا ہے کہ اے ہمارے رب! تو ہمیں دنیا ہی میں دے دے تو اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ [۲] اور آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا ہوتا ہے جو دعا مانگتا ہے کہ اے ہمارے صاحب! تو ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔

[۳] ’’نہ‘‘ سہوِ کاتب ہے۔ (ناشر)

نہیں کی۔ یہ سچ ہے کہ عالَمِ اسباب کی رعایت ضروری ہے مگر اللہ کی مرضی بھی کوئی چیز ہے۔ اِس بات کا ذکر خدا تعالیٰ نے ایک آیت میں کیا ہے وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا [۱] (الکھف:۸۵) لیکن اسباب موافقِ مقصد کا حصول بھی اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اور ایک جگہ منافقوں کے عذر کا ذکر کر کے کہ ہم جنگ میں نہیں جا سکے فرماتا ہے یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا [۲] (الاحزاب:۱۴) اگر وہ نکلنا چاہتے تو پھر ہم اسباب بھی مہیّا کر دیتے۔ چونکہ عالَمِ اسباب کے کارخانے میں ہمارا علم محیط نہیں اِس لئے ان کے مناسب موقعہ حصول کے لئے الٰہی امداد کی ضرورت ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اس کے آگے پھر انسان کا بس نہیں چلتا بلکہ خدا کی توفیق و یاوری کی ضرورت ہوتی ہے۔ نام زنگی کا فور نہند کا یہ مطلب بھی ہے کہ وہ سیاہی کے تمام مدارج کو طے کر چکا ہے بس آگے سفیدی ہی ہے اِسی طرح ناامیدی جب حد کو پہنچی تو سمجھو امید آئی۔

حضرت یسعیاہ کی کتاب باب ۵۴ میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظّمہ کی نسبت ذکر فرمایا ہے کہ یہ شہر عروسِ عرب ہے۔ اس پر خطرناک مایوسی ہوگی۔ اس کا کوئی بیٹا بیٹی لائق نہ ہوگا۔ وہ خطرناک غلطیوں میں مبتلا ہوں گے پر آخر اس مایوسی میں امید۔ اِس ظلمت میں خورشید نظر آئے گا۔ یہاں بطور تمثیل مریمؑ اور زکریاؑ کا ذکر کرتا ہے کہ دونوں نے اسباب موجود نہ ہونے کی صورت میں اپنی مراد پائی۔ اسی طرح مکہ عروسِ عرب ہے (یاد رہے کہ شہر کو عروس کہنا عام ہے۔ لندن کو عروس البلاد کہتے ہیں شام کو عروسِ عسقلان) اس کا بھی ایک بیٹا ہے جو مظفر و منصور ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں جو اٹھے گا ناکام رہے گا۔ بڑی بڑی طاقتوں سے لوگ اٹھتے ہیں مگر معًا ہلاک ہوتے ہیں۔ کام وہی ہوتا ہے جو خدا کرے۔ دیکھو بنگالی ہیں ان کے نادان بچوں نے گورنمنٹ کے مقابلہ

---

[۱] اور اس کو دیا تھا اکثر ضروری سامان۔ [۲] لوگ نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے گھر خالی ہیں۔ (یعنی غیر محفوظ) حالانکہ وہ خالی نہیں (غیر محفوظ نہیں) ان کا ارادہ تو صرف بھاگنے ہی کا ہے۔ (ناشر)

میں شرارت کی مگرنا کام رہے۔میں بارہا وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ[1] (البقرۃ:۱۰۳) اور مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ[2] (البقرۃ:۱۰۳) کی تفسیر میں یہ سمجھا چکا ہوں کہ کبھی کسی خفیہ کمیٹی، مخفی منصوبے میں شامل نہ ہو۔یہی پاک تعلیم انبیاء کی ہے کہ ان کی کوئی بات مخفی نہیں ہوتی۔ ہمارے حضرت صاحب کو اگر کوئی خلوت میں کچھ کہتا تو آپ اتنے زور سے گفتگو کرنے لگتے کہ نیچے گلی میں چلنے والے سن سکتے۔ان مخفی کمیٹیوں کی ہزار ہزار صفحے کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔ یہ مدت سے قائم ہیں مگر حضرت نبی کریمؐ سے لے کر حضرت عثمان تک ان کا نام ونشان نہیں ملتا۔ یہ اُن کا رُعب اوران کی قدرت نمائی تھی کیونکہ خدا نے اعلان کرا دیا تھا وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ[3] (البقرۃ:۱۰۳) میری بڑی عمر ہوگئی۔ میں بچہ تھا پھر جوان ہوا پھر ادھیڑ پھر بوڑھا مگر میں آج تک کبھی کسی خفیہ محفل یا کمیٹی یا جلسہ میں شامل نہیں ہوا۔ میرا ایک بہت پیارا دوست شہر میں تھا مگر مَیں نے اس سے بھی کبھی مخفی ملاقات نہ کی نہ مخفی اس سے گفتگو رکھی۔ یہ خدا کا مجھ پر بڑا فضل ہے جو منصوبہ بازوں کو حاصل نہیں ہوسکتا وہ مجھے حاصل ہوا۔

میں تمہیں کہاں تک سناؤں۔سناتے سناتے تھک گیا مگر خدا کی نعمتوں کے بیان کرنے سے میں نہیں تھکتا اور نہ مجھے تھکنا چاہیے۔اس نے مجھ پر بڑے بڑے فضل کئے۔ یہاں ایک اخبار کے ایڈیٹر نے اپنی نظم چھاپی۔ مجھے معلوم نہ تھا میں اسے پڑھتا اور سجدہ میں گر گر جاتا۔ چونکہ وہ بہت درد سے لکھی ہوئی تھی اِس لئے اس نے میرے دردمند دل پر بہت اثر کیا۔ وہ صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی نظم تھی۔میں جس بات پر شکر کرتا وہ یہ تھی کہ خدا مجھ پر وہ وقت لایا ہی نہیں کہ مجھے معلوم نہ تھا۔میں نے ہوش سنبھالتے ہی مولوی خرم علی، مولوی اسمٰعیل، مولوی محمد اسحٰق کی کتابوں نصیحۃ المسلمین، تقویۃ الایمان۔ رویاۃ المسلمین کو پڑھا اوران سے توحید کا وہ سبق پڑھا کہ ہر غلطی

---

[1] اور کتاب (الٰہی کو چھوڑ کر) اس کے پیچھے پڑ گئے جو شیاطین بدکار۔ [2] اور اتباع کیا اس کا جو اتارا گیا بابل میں ہاروت وماروت دوفرشتوں پر۔ [3] اور وہ تو کسی کو بھی اس کے ذریعہ تکلیف نہیں پہنچا سکتے (ہاں ضرر تو اسی کو پہنچتا ہے) جس کو اللہ چاہے۔ (ناشر)

سے بحمد اللہ محفوظ رہا۔

غرض خدا تعالیٰ جن کو نوازتا ہے ان کے لئے عالمِ اسباب کو بھی ان کا خادم کر دیتا ہے۔ زکریاؑ اور مریمؑ کے گھر میں جو اولاد ہوئی اس میں ایک اسباب پرست تعجب کر سکتا ہے پھر یہ تمثیل جس عروسِ عرب کے لئے ہے وہ بھی کسی کے لئے باعثِ تعجب ہو۔ مگر یہ سب کچھ پیشگوئی کے ماتحت ہوا۔

یہاں اِس آیت میں جو مریمؑ کے صفات بیان کئے ہیں تو اس سے یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی عورت ایسی نہیں گزری۔ بلکہ قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ جو مرض ہو اس کا علاج کرتا ہے جو مرض نہ ہو اس کا ذکر نہیں کرتا۔ احمق لوگوں نے سلیمانؑ پر کفر کا فتویٰ دیا تو خدا نے فرمایا وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ [1] (البقرۃ: ۱۰۳) ایک عورت کی تہمت دی تو فرمایا اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ [2] (النمل: ۴۵) حضرت مریمؑ کو یہودیوں نے بُرا کہا تو فرمایا کہ ان کو خدا نے برگزیدہ کیا، پاک بنایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۸، ۵۹)

۴۴۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے مریم! تو فرمان بردار بن جا اپنے رب کی اور سجدہ کر اور جھکنے والی جماعتوں کے ساتھ تو بھی جھک۔

تفسیر۔ وَاسْجُدِيْ۔ یہودیوں میں رکوع تک تو نماز ہے سجدہ ایک الگ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹)

---

[1] اور سلیمان تو حق چھپانے والی باتوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا۔

[2] اور میں ایمان لائی۔ اپنا معاملہ سپردِ حق کر دیا سلیمان کے ساتھ۔ (ناشر)

۴۵۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تیری طرف اور تو موجود تو تھا ہی نہیں ان کے پاس جب انہوں نے قلمیں ڈالیں (دریائے یُردن پر) کہ کون مریم کی پرورش کا ذمہ دار ہو اور جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت بھی تو وہاں موجود نہ تھا۔

تفسیر۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ ۔بس یہی وہ بات ہے جس کے لئے میں نے ابتداء میں تقریر کی کہ اِس قصہ میں مکّہ کی نسبت پیشگوئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹)

یہ کہانی غیب نہیں ہوسکتی۔ ہم مسلمانوں کو ایرانیوں مجوسیوں کے قصّے یاد ہیں جس طرح زکریاؑ کو نا اُمیدی میں ملا اسی طرح اے صحابہ کرام تم بھی ایسی مشکلات میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی تھی جو اس قصّے میں فرمائی۔ دیکھو یسعیاہ ۵۴۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶)

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔ یہ آیت اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ سے الگ ہے اور اِس آیت کا مضمون اِس آیت سے ملتا ہے جہاں مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ[1] (صٓ : ۷۰) جب کوئی انتخابِ خداوندی ہوتا ہے تو ملاءِ اعلیٰ میں اس کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے اور کچھ رائے زنی ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹)

---

[1] مجھ کو کچھ خبر نہ تھی (کہ میں آسمان میں منتخب ہو رہا ہوں) جب اعلیٰ درجہ کے فرشتے آپس میں جھگڑتے تھے۔

۴۶۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

ترجمہ۔ جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو خوش خبری دیتا ہے اپنے کلام سے (ایک لڑکے کی) اُس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے وہ عزت دار ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا۔

تفسیر۔ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ۔ ملائکہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اس کلام کی نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں پہنچے۔

كَلِمَةٌ بمعنے کلام آتا ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں اس لئے وہ کلمہ بمعنی کلام سنکر حیران ہوتے ہیں۔ سنو! کلمہ متحمل خبر صدق و کذب کا نہیں ہوتا۔ مگر خدا فرماتا ہے تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا[1] (الانعام:۱۱۶) اور وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۔ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ[2] (الصّٰفّٰت:۱۷۲ تا ۱۷۴)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹)

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ۔ ہم تجھے اللہ کے کلام سے ایک بشارت سناتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶)

۴۷۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور باتیں کرے گا لوگوں سے جھولے میں (یعنی چھوٹی سی عمر میں) اور عقل کے زمانہ میں (یعنی تیس برس کے اُدھر بھی) اور نیکوں میں سے ہوگا۔

تفسیر۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا اس آیت پر لوگوں نے بے وجہ بحث کی ہے اور اِس بے وجہ کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کی طبیعتیں اعجوبہ پسند ہیں۔ حالانکہ بات صاف ہے کہ بعض

---

[1] تیرے رب کی بات پوری ہے سچائی اور انصاف میں۔ [2] اور بے شک ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے واسطے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہی ضرور فتح یاب رہا کریں گے۔ اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب ہے۔ (ناشر)

عورتوں کے بچے پیدا ہوتے ہی مرجاتے ہیں پھر بعض بچے گونگے بہرے ہوتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ پیشگوئی میں مریمؑ کو تسلی دیتا ہے کہ وہ گونگا نہیں ہوگا بلکہ کلام کرنے والا ہوگا۔اس وقت جبکہ بچے بولنا سیکھ لیتے ہیں۔جیسا کہ بڑا سمجھدار ہو کر کلام کرے گا۔ کَھْلًا کے معنے بخاری میں حلیم کے لکھے ہیں۔اس میں یہ بتایا ہے کہ وہ تیری زندگی ہی میں ادھیڑ عمر تک بھی پہنچ جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹)

۴۸۔ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔

ترجمہ۔ کہنے لگی اے میرے رب! کس زمانہ میں وہ لڑکا ہوگا ابھی تو مجھے کسی بشر نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے جو چاہتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو بس اتنی ہی بات ہے کہ کہہ دیتا ہے ہوجا تو وہ کام ہوجاتا ہے۔

تفسیر۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۔اسی طرح ہو کر رہے گا جیسے کہا سورۃ مریم میں اسی كَذٰلِكِ پر وقفہ ہے۔

اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۔اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔

كُنْ فَیَكُوْنُ ۔اس پر مجھے بارہا سوال اُٹھا ہے کہ یہ کس موقعہ پر آتا ہے۔تو میں نے جہاں تک دیکھا یہ حیات بعد الموت پر بولا جاتا ہے۔سورۃ یٰسٓ میں ہے اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ...... (اِلٰی) اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔[1] (آیت ۸۲، ۸۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹)

---

[1] کیا وہ ذات جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ایک اندازے سے وہ اس بات پر قادر نہیں کہ پیدا کر دے انسان کو (مرے بعد آخرت میں) کیوں نہیں وہ ضرور قادر ہے اور وہی بڑا پیدا فرمانے والا بڑا جاننے والا ہے۔اس کے سوا نہیں کہ جب وہ چاہے کسی چیز کو بنانا تو وہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے ہو تو وہ ہو جاتی ہے۔(ناشر)

۴۹ تا ۵۱۔ وَ یُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ التَّوْرٰىۃَ وَ الْاِنْجِیْلَ۔ وَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَ لِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔

ترجمہ۔ اور اس کو سکھاوے گا کتاب اور دانائی کی بات اور تورات اور انجیل۔ اور رسول بنائے گا بنی اسرائیل کی طرف (وہ کہے گا) میں بے شک جنابِ الٰہی سے ایک نشان لایا ہوں تمہارے پاس یہ کہ مٹی سے تمہارے لئے تجویز کرتا ہوں پرندے کے روپ میں پھر اُس میں پھونکتا ہوں تو وہ اڑنے والا ہو جائے گا اللہ کے حکم سے اور میں بَری کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور میں اللہ کے حکم سے موتی کو زندہ کرتا ہوں اور تمہارے کھانے اور نہ کھانے کی چیزوں کے متعلق تم کو خبر دیتا ہوں جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو بے شک اس میں تمہارے لئے ایک دلیل ہے (میری نبوت کی) جب تم ایمان والے ہو۔ اور میں توریت کی تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے ہے اور حلال کروں تمہارے لئے وہ بعض چیزیں جو حرام کی گئیں ہیں تم پر اور میں جنابِ الٰہی سے لایا ہوں تمہارے لئے نشانی تو اللہ کو سپر بناؤ اور ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو۔

تفسیر۔ یُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ۔ لکھنا۔

اَخْلُقُ۔ تجویز کرنا۔ جیسے تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا[1] (العنکبوت:۱۸) خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا[2] (البقرۃ:۳۰) میں۔

اُحْیِ۔ ایک احیاء ساحرانِ موسیٰؑ کا۔ ایک اللہ تعالیٰ کا۔ ایک نبیوں کا قرآن میں مذکور ہے۔ یہاں

۱۔ جھوٹی باتیں بناتے ہو۔ ۲۔ جس نے زمین کی سب کی سب چیزیں تمہارے ہی واسطے پیدا کیں۔ (ناشر)

تیسرا ہی مراد ہوسکتا ہے۔ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ[۱] (الانفال:۲۵)

بِمَا تَاْکُلُوْنَ ۔ نبی بتا تا ہے کھانا کیا چاہیے اور رکھنا کیا چاہیے۔ شریعت تورات کے احکام کو یاد دلایا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶)

اٰل عمران رکوع ۵ میں مسیح کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ[۲] (اٰل عمران:۴۹) جس سے ظاہر ہے کہ کتاب توریت کی تعلیم مسیح علیہ السلام کو دی گئی تھی اور انجیل صرف حکمت اور دانائی کی باتیں تھیں نہ کہ شریعت۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۵ مؤرخہ یکم فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران:۵۰)
مَیں مٹی سے پرندہ کی سی ایک چیز بناتا ہوں اور پھر اس میں پھونک مارتا ہوں پھر وہ خدا کی اِذن سے اُڑنے لگتا ہے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۹)

اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔةِ الطَّیْرِ ۔ اِن آیات میں پانچ الفاظ تشریح طلب ہیں خلق۔ طِیْن۔ یَکُوْنُ طَیْرًا ۔ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ ۔ اُحْیِ الْمَوْتٰى۔

خلق کے معنے تجویز کرنے کے ہیں۔ بڑا ثبوت ان معنوں کا یہ آیت ہے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا[۳] (البقرۃ:۳۰) اب اگر یہ معنے کریں کہ اللہ تعالیٰ زمین میں سب کچھ پیدا کر چکا ہے تو یہ معنے واقعات کے خلاف ہیں۔ اِسی واسطے تفسیر کبیر میں اس کے معنے تقدیر و اندازہ کے لکھے ہیں۔

دوسری شہادت اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ[۴] (الحشر:۲۵)

اَلْمُصَوِّرُ تصویر تو ہر ایک چیز کی نظر آتی ہے۔ اِس سے پہلے بُرءٌ کی حالت ہے یعنی جیسے کوئی مصوّر سنگ مرمر کی بھدّی شکل کو تراش خراش کر کے بناتا ہے۔ پھر اس بُرء سے اندازہ ہوتا ہے

۱؎ جب وہ تم کو بلائیں اُن سے مُردے زندہ ہوتے ہیں (یا وہ مُردوں کو زندہ کرتے ہیں)۔ ۲؎ اور اس کو سکھاوے گا کتاب اور دانائی کی بات اور تورات اور انجیل۔ ۳؎ جس نے زمین کی سب کی سب چیزیں تمہارے ہی واسطے پیدا کیں۔ ۴؎ جو اندازہ کرنے والا تجویز کرنے والا، پیدا کرنے والا ہے، موجد ہے۔ (ناشر)

خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا[1] (الفرقان: ۳) میں بتایا ہے کہ خلق کا مرتبہ اندازہ سے بھی پہلے کا ہے۔ وہ کیا ہے تجویز!

لَكُمْ۔ تمہاری بھلائی کے لئے۔

طِیْن۔ قرآن مجید میں طین کا دوجگہ ذکر ہے۔ ایک جگہ شیطان کا قول خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ[2] (الاعراف: ۱۳) تراب[3] وماء کے ملنے کو کہتے ہیں طین۔ کیچڑ جو ہوتا ہے اس میں خاصیّت ہے کہ جس رنگ میں چاہیں ڈھال لیں مگر آگ نہیں ڈھل سکتی۔ یہاں مسیحؑ فرماتے ہیں کہ میں تجویز کرسکتا ہوں مگر اس کے لئے جو طین ہو یعنی کوئی شخص میری تعلیم کو تسلیم کرے اور اپنے میں طین کی صفات رکھے (جس رنگ میں چاہیں ڈھال سکیں)۔ تو وہ یَكُوْنُ طَیْرًا جنابِ الٰہی میں اُڑنے والا ہوجاوے گا۔ طیر کا لفظ مومن کے لئے حدیث میں آیا ہے۔

فَاَنْفُخُ فِیْهِ۔ میں اس میں کلام کی ایسی رُوح پھونکوں گا کہ وہ مادہ پرستی سے نکل کر بلند پرواز انسان ہوجائے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۹، ۶۰)

حضرت مسیح کے اس قول پر اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ[4] (اٰل عمران: ۵۰) مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ مسیح علیہ السلام ایک بات کہتے ہیں کہ مِنَ الطِّیْنِ ہو۔ شیطان اور آدم کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طینی بنو پھر عرش الٰہی تک اڑسکو گے گویا وہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ شیطان کا مظہر نہ بنو۔ شہید بھی طیر ہوتے ہیں گویا اس درجہ تک پہنچ جاؤ کہ شہید ہوسکو۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

خَلَقَ کے معنے پیدا کرنے کے ہیں تو یہ اسلامی عقائد کے خلاف ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ[5] (فاطر: ۴) خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ[6] (الانعام: ۱۰۲) خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ[7] (الزمر: ۶۳)

---

[1] اس نے سب ہی کو پیدا کیا ہے پھر اس کا بخوبی اندازہ کردیا ہے۔ [2] مجھے پیدا کیا تو نے آگ سے اور اُس کو مٹی سے۔ [3] مٹی جس میں پانی ملا ہوا نہ ہو۔ ماءٌ: پانی۔ مرتّب [4] مٹی سے تمہارے لئے تجویز کرتا ہوں۔ [5] کیا کوئی اور پیدا کرنے والا ہے اللہ کے سوائے۔ [6] اُسی نے پیدا کیا سب چیزوں کو۔ [7] اللہ ہی ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے۔ (ناشر)

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا۔[1] (النحل:۲۱)

اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ۔ مذاہبِ عالم پر نظر کرنے سے ہندوؤں کا یہ مذہب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر دُکھیارے کو کہتے ہیں۔ اس نے پچھلے جنم میں بدی کی ہے جس کی یہ سزا بھگت رہا ہے۔ قرآن شریف اِس عقیدہ کے مخالف ہے چنانچہ وہ مُردوں کے لئے فرماتا ہے وَ مِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ[2] (المؤمنون :۱۰۱) اور مسیحؑ بھی۔ چنانچہ آپ کے پاس ایک جنم کا اندھا آیا جوان کی دُعا سے اچھا ہوا تھا۔ حواریوں نے سوال کیا کہ حضرت یہ جنم کے اعمال سے اندھا ہوا یا ماں باپ کے اعمال سے۔ آپ نے فرمایا دونوں باتیں غلط ہیں بلکہ یہ اِس لئے اندھا ہوا تا خدا کا جلال ظاہر ہو۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ کے وقت تناسخ کے خیالات بعض لوگوں میں تھے۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ مسیحؑ نے بھی تناسخ کی تردید کی اور کہا کہمیں اکمہ اور ابرص کو مِمَّا تَعْمَلُوْنَ سے بَری ٹھہراتا ہوں یہ پچھلے جنم کی بدیوں کی وجہ سے اکمہ یا ابرص نہیں ہوئے۔ قرآن شریف میں مرض کے مقابلہ میں شفا کا لفظ ہے۔

اُحْیِ الْمَوْتٰی۔ اِحیاءِ موتیٰ تین طرح کا ہے۔ ایک اللہ کا جیسا کہ سورۃ بقرۃ میں حضرت ابراہیمؑ نے کہا رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ[3] (البقرۃ:۲۵۹) اور ایک جگہ آیا ھُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ[4] (یونس:۵۷) وہی مارتا اور جِلاتا ہے۔ خدا کے فعل کا تو کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

ایک احیاءِ مَوتٰی وہ ہے جو کفار نے موسیٰؑ کے مقابلہ میں کیا فَاِذَا حِبَالُھُمْ وَ عِصِیُّھُمْ[5] (طٰہٰ:۶۷)

ایک احیاءِ مَوتٰی انبیاء کا ہے چنانچہ نبی کریمؐ کی نسبت فرمایا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ[6] (الانفال:۲۵) مسیحؑ رسول تھا پس اس کا احیاء بھی رسولوں والا احیاء ہونا چاہیے۔ وہ کیا ہے۔ بدوں کا نیک بن جانا۔ ایک شخص نے یہ معنے سن کر مجھے

---

[1] وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ [2] اور ان کے آگے عظیم الشان روک ہے۔ [3] میرا ربّ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ [4] وہی اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ [5] پس یکا یک ان کی رسیاں اور لکڑیاں۔

[6] اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی باتیں سنا کرو جب وہ تم کو بلائیں اُن سے مُردے زندہ ہوتے ہیں (یا وہ مُردوں کو زندہ کرتے ہیں)۔ (ناشر)

کہا تھا۔ یہ تو معمولی بات ہے۔ میں نے اسے کہا کہ آپ نے اگر کوئی ایسا مُردہ زندہ کیا تو بتاؤ تو وہ دم بخود رہ گیا۔

وَ اُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ ۔اِس کے یہ معنے غلط ہیں کہ لوگوں کو ان کا کھایا پیا بتا دیتے تھے۔ یہ نبیوں کا کام نہیں ہوتا۔ طبیبوں کا ہوسکتا ہے۔ نبی تو کھانے پینے اور ذخیرہ رکھنے کے متعلق احکام بتاتے ہیں۔ پس عیسٰیؑ کہتے ہیں میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں اِس بات پر کہ تمہیں کیا کیا چیز کھانا حلال ہے اور مال میں سے کتنا حصہ زکوٰۃ دینی چاہیے اور کیا پاس رکھنا چاہیے جائز ہے۔

میں ایک دفعہ ایک جگہ گیا تو وہاں ایک صاحب کی تعریف ہونے لگی کہ وہ جو کچھ رات کو کھایا جاوے بتا دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ تھی کہ وہ طبیب تھے ان کی دکان کے پاس ہی سبزی کی ایک ہی دوکان تھی پس وہاں سے خریدنے پر وہ دیکھ لیتے کہ آج ان کے گھر کیا پکا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۰)

اِن آیات کے معنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ اسی سورۃ اٰلِ عمران کے ابتدا میں بتا دیا گیا ہے کہ آیات دو قسم ہیں ایک محکمات ایک متشابہات۔ محکمات اُمّ الکتٰب یعنی اصل۔ پس متشابہات کے ایسے معنے لئے جائیں گے جو محکمات کے خلاف نہ ہوں اور ایسا ہر متکلم کے کلام کے لئے کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے نوکر سے کہتا ہے کہ آج ہم ریل پر سوار ہو کر فلاں مقام پر چلتے ہیں پھر سٹیشن پر جا کر اسے کہے کہ ٹکٹ لاؤ۔ تو اب اگرچہ ٹکٹ کئی قسم کے ہیں ڈاکخانہ سے بھی ٹکٹ ملتے ہیں۔ پھر ان کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن محکم بات کے مطابق جب وہ اس متشابہ بات کے معنے لے گا تو ضرور ریل کا ٹکٹ لائے گا۔ اِسی طرح جب دوسری محکم آیات میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ خلق واحیاء وغیب دانی صرف اللہ ہی سے خاص ہے تو اب ان الفاظ کو عیسٰی علیہ السلام سے منسوب کریں گے۔ تو چونکہ وہ ایک بشر تھے اِس لئے ان کے وہ معنے نہیں لئے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے لئے لئے جاتے ہیں اور مجازی معنے بھی ہم نہیں لیتے بلکہ لُغت میں ایک لفظ کے کئی معنے ہیں پس جو معنی حضرت عیسٰیؑ کے مناسبِ حال ہیں وہی لئے جائیں گے۔ دوم یہ سورۃ عیسائیوں کی تردید ہے پس ایسے معنے نہیں لئے جائیں گے جس سے ان

کے عقائد کی تائید ہو اور عیسیٰؑ کی خدائی کا ثبوت ملے۔سوم۔متشابہات کے معنے معلوم کرنے کے لئے دعا کا حکم ہے سو بہت سی دعاؤں کے بعد یہی مجھ پر کھلا ہے کہ خلق اللہ تعالیٰ کی صفت ہے چنانچہ فرماتا ہے اَوَ لَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰہُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ[1] (العنکبوت:۲۰) اورسورۃ بُروج میں فرمایا اِنَّہٗ هُوَ یُبْدِئُ وَ یُعِیْدُ[2] (آیت:۱۴) اورفرمایا اَلَا لَہُ الْخَلْقُ (الاعراف:۵۵)اسی کے شایان ہے پیدا کرنا اورفرمایا اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (الزّمر:۶۳) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہےاورفرمایاقُلْ هَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ قُلِ اللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ (یونس:۳۵) اعلان کر دے کیا ہے تمہارے شرکاء سے جو پیدا کرے پھر اسے دُہرائے۔کہہ دے اللہ ہی پیدا کرتا ہے پھر لوٹاتا ہے۔پس تم کہاں بہکے جاتے ہو۔پھر اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْہِمْ قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ[3] (الرّعد:۱۷) فرما کر بتا دیا کہ اللہ کا خلق اور ہے اور مخلوق کا خلق اور۔اسی بنا پر اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ملزم بناتا ہے۔کیا شرکاء نے کوئی ایسا خلق کیا جیسا کہ اللہ نے اور پھر خلق میں تشابہ ہو گیا؟ ہرگز نہیں۔پس اعلان کر دے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہےاوروہ اکیلا زبردست حکومت والا ہے۔کوئی اس کے افعال میں اس کا ثانی نہیں۔وہ جیسا خود لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ[4] (الشوریٰ:۱۲) ہے ایسا ہی اس کے افعال۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا خلق کسی اور معنے میں بھی لیا جاتا ہےتو قرآن مجید ہی سے اِس کی شہادت ملتی ہے کہ خلق بمعنی اندازہ ہے۔فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ[5] (المؤمنون:۱۵) پس بہت بابرکت ہے اللہ جو بہت عمدہ اندازہ کرنے والا ہے۔اندازہ کے معنے اِس لئے کئے کہ خالق تو بغیر اللہ کے اور کوئی

---

[1] کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر بار بار بناتا ہے اس کو۔ [2] البتہ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور بار بار بھی پیدا کرے گا۔ [3] یا انہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے برابر والے ایسے جنہوں نے کچھ پیدا کیا ہے اللہ کے جیسا کہ مشتبہ ہوگئی ہے ان پر دونوں کی پیدائش۔تم کہہ دو (نہیں) سب کا خالق اللہ ہی ہے اور وہی اکیلا بڑا غالب ہے۔ [4] اُس کے جیسی تو کوئی بھی چیز نہیں۔(ناشر) [5] تو کیا ہی بابرکت ہے اللہ کی ذات جو سب تخلیق کرنے والوں سے بہتر ہے۔

ہے نہیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا[1] (الفرقان:۳) اور خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا[2] (البقرۃ:۳۰) میں بھی خلق کے معنے اندازہ کے ہیں کیونکہ خلق تو ابد تک جاری ہے۔

پس دوسرا لفظ ہے طِین۔ آدم کے حق میں اس کے دشمن کی شہادت ہے خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ یعنی تُو نے آدم کو طین سے پیدا کیا ہے۔ طین میں خوبی یہ ہے کہ اسے جس قالب میں ڈھالنا چاہیں ڈھل جاتی ہے اسی لئے وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ فرمایا یعنی آدم کی فطرت ایسی ہے کہ جس طرز میں ڈھالنا چاہیں ڈھل جاتی ہے۔ طَيْرٌ کا اطلاق بلند پرواز انسان پر ہوتا ہے۔ شہیدوں کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ جنت میں سبز پرندوں کی شکل میں ہوں گے اور مجاہدوں کو بھی طَيْرٌ فرمایا کہ وہ اُڑ کر موقعۂ جنگ پر پہنچتے ہیں۔

اَنْفُخُ فِيْهِ کے معنے کلامِ الٰہی سے تربیت کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ[3] (صٓ:۷۲،۷۳) میں طین سے ایک بشر خلق کر کے پھر جب وہ ٹھیک ٹھاک ہو جائے تو میں اس میں کلامِ الٰہی نفخ کروں گا پھر سب کے سب اس کے فرمانبردار ہو جائیو۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ کے معنے بہ فضل اللہ کے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ کا کوئی کام سوا اذن اللہ کے نہیں ہوتا۔ فرمایا وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔[4] (النساء:۶۵) کسی رسول کی اطاعت نہیں ہوتی بجز اللہ کے فضل کے۔ پس اب معنی صاف ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں میری فرمانبرداری کرو اور ایسے تیار ہو جاؤ جیسے کیچڑ کہ اسے جس طرز میں چاہو کسی شکل میں لایا جا سکتا ہے۔ پھر میں اللہ کے فضل سے کلامِ الٰہی کے ساتھ تمہاری تربیت کروں گا اور جب تمہارا عمل درآمد اس کے مطابق ہو گا تو تم بلند پرواز انسان بن جاؤ گے اور رُوحانیت کے اُوپر پرندے بن کر اُڑو گے۔

اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ کے معنے ہیں کہ میں مادرزاد اندھوں اور جذامیوں کو بَری ٹھہراتا ہوں یا

---

[1] ہاں اس نے سب ہی کو پیدا کیا ہے پھر اس کا بخوبی اندازہ کر دیا ہے۔ [2] جس نے زمین کی سب کی سب چیزیں تمہارے ہی واسطے پیدا کیں۔ (ناشر) [3] میں بنانے والا ہوں ایک آدمی مٹی سے۔ پس جب میں اس کو بنا چکوں اور اس میں اپنی وحی پھونکوں تو تم اس کے فرمانبردار ہو جانا۔ (ناشر) [4] اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ ان کا کہا مانا جاوے اللہ کے حکم سے۔ (ناشر)

اچھا کرتا ہوں ۔ اَبۡرَءَہٗ۔ جَعَلَہٗ بَرِیۡئًا ۔ تاج العروس میں دیکھ لو۔ چنانچہ فصل الباء من باب الھمزۃ صفحہ ۴ میں ہے۔ وَ اَبۡرَءَكَ اللّٰہُ مِنۡہُ اَیۡ جَعَلَكَ بَرِیۡئًا [۱] عام مذہبوں میں یہ خیال ہے کہ اندھا جذامی انسان ہے اپنے پچھلے جنم کے افعال و اعمال میں گرفتار ہے۔ حضرت عیسٰیؑ نے بحکمِ الٰہی فرمایا کہ میں ان اندھوں اور جذامیوں کو بَری ٹھہراتا ہوں اور قوم میں جو ان کے متعلق پابندیاں تھیں۔ ان کے ساتھ وہ تعلقات قائم نہ کرتے جو دوسرے بھائیوں کے ساتھ تھے وَغَیۡرَ ذٰلِكَ ان کو اُٹھا دیا۔

اَبۡرَصَ: تاج العروس صفحہ ۳۷۳ فصل الباء من الصّاد میں لکھا ہے کہ وَھُوَ بَیَاضٌ یَظۡھَرُ فِیۡ ظَاھِرِ الۡبَدَنِ [۲] یعنی پھلبہری۔ اور تاج العروس صفحہ ۴۰۹ فَصۡلُ الۡکَافِ مِنۡ بَابِ الۡھَآءِ میں لکھا ہے کہ صَارَ أَعۡشٰی وَھُوَ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِالنَّھَارِ وَلَا یُبۡصِرُ بِاللَّیۡلِ وَ بِہٖ فَسَّرَ الۡبُخَارِیُّ [۳] یعنی شب کور۔ جس سے ظاہر ہے کہ مسیحؑ ابنِ مریمؑ بَرَص اور شب کوری کے مریضوں کو اپنے دم و دعا سے اچھا کرتے تھے جو اُمتِ محمدیہ کے افراد بھی کرتے ہیں) اچھا کرتا ہوں مگر یہ اندھے اور جذامی کیسے ہوں گے اس پر غور کرنے کے لئے قرآن مجید کی دوسری آیتوں کو دیکھنا چاہیے جس سے صاف کھلتا ہے کہ پیغمبر جن اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتے ہیں وہ رُوحانی اندھے ہوتے ہیں۔ مثلاً فرمایا وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ ھٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیۡلًا [۴] (بنی اسرائیل:۷۳) جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ یہاں متفق طور سے اعمٰی سے مراد روحانی اندھے ہیں۔ ایسا ہی پہلے پارہ میں صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَھُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ [۵] (البقرۃ: ۱۹) سے ظاہر ہے کہ پیغمبروں کو جن بہروں، گونگوں اور اندھوں سے سابقہ پڑتا ہے وہ رُوحانی ہوتے ہیں۔ ایک اور آیت ہے اَفَمَنۡ یَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ کَمَنۡ ھُوَ اَعۡمٰی (الرّعد:۲۰) کیا وہ جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیری طرف اتارا گیا

۱؎ اللہ نے تجھے اس سے بری ٹھہرایا۔ ۲؎ بدن کے اوپر ظاہر ہونے والی سفیدی پھلبہری۔ ۳؎ اَکۡمَہَ کے معنی ہیں۔ وہ شب کور ہوگا۔ شب کورا سے کہتے ہیں جس کو دن کے وقت نظر آتا ہے اور رات کو کچھ دکھائی نہیں دیتا اور امام بخاری نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ (ناشر) ۴؎ اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہا اور بہت ہی دور بھٹک گیا راہِ راست سے۔ ۵؎ بہرے ہیں حق سننے سے۔ گونگے ہیں (حق بولنے سے) اندھے ہیں (حق دیکھنے سے) وہ پھرنے والے حق کی طرف نہیں۔

تیرے ربّ سے حق ہے برابر ہے اس کے جو اندھا ہے یعنی کلام اللہ کا مُنکر۔ پس اِس آیت میں یہ فرمایا کہ حضرت مسیحؑ نے کہا میں اپنی تربیت سے ان اندھوں کو راہِ حق دکھاتا ہوں اور ان کے رُوحانی جذام کو درست کرتا ہوں۔

اس سے آگے فرمایا۔ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔احیاء و مَوتٰی کا مسئلہ بہت صاف تھا مگر بعض نے اس میں خواہ مخواہ دقّت پیدا کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں بتادیا ہے کہ طبعی موت سے مرے ہوئے حقیقی مردے کا رجوع دنیا میں پھر ہرگز نہیں ہوتا اور اللہ کی یہ سُنّت نہیں فرمایا کہ ایسے مردے کو اِسی دُنیا میں زندہ کرے اور زندہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے چنانچہ فرمایا اَنَّہٗ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی (الحج:۷) اور فرمایا قُلِ اللّٰہُ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ (الجاثیۃ:۲۷) کہہ دے اللہ ہی زندہ کرے گا تم کو پھر تمہیں موت دے گا اور حضرت ابراہیمؑ اقرار کرتے ہیں رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ[۱] (البقرۃ:۲۵۹) جس سے یہ قطعی طور سے ثابت ہو گیا کہ احیاء صرف اللہ کا خاصہ ہے پھر مُردوں کے لئے فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡہَا الۡمَوۡتَ[۲] (الزمر:۴۳) اور وَ مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ بَرۡزَخٌ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ[۳] (المؤمنون:۱۰۱) فرما کر اپنی سنّت بتادی کہ رُوح قیامت تک پھر دنیا میں آنے سے رکی رہتی ہے۔ اب اگر حضرت عیسیٰؑ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس متشابہ کے معنے ان محکم آیات کے برخلاف نہیں ہو سکتے۔ جب ہم تدبّر کرتے ہیں تو قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے تین قسم کا احیاء ہے۔ ایک احیاء اللہ کا جیسا کہ گزرا (۲) ایک احیاء کفار کا یعنی کا فربھی کر سکتے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ کے ساحروں کا ذکر ہے۔ فَاِذَا حِبَالُہُمۡ وَ عِصِیُّہُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِہِمۡ اَنَّہَا تَسۡعٰی (طٰہٰ:۶۷) کہ ان کی رسّیاں اور لاٹھیاں ان کے سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوڑ رہی ہیں۔ (۳) ایک احیاء پیغمبروں کا جیسا کہ فرمایا اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (الانفال:۲۵) اللہ اور اس کے رسول کی مان لو جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلائے۔ مسیح علیہ السلام چونکہ رسول تھے اِس لئے ان

۱؎ میرا ربّ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ ۲؎ پھر ان روحوں کو روک رکھتا ہے جن پر واقعی موت کا حکم جاری کر چکا ہے۔ ۳؎ اور ان کے آگے عظیم الشان روک ہے جب تک کہ وہ آخرت میں اٹھائے جائیں۔ (ناشر)

کے احیاء سے مراد پیغمبروں والا احیاء ہی لیا جائے گا۔ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ[1] (الانعام: ۱۲۳) آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ الٰہی میں مُردہ سے کیا مراد ہوتی ہے اوراس کی زندگی سے کیا مقصود ہے۔ یعنی جو شخص دین سے غافل ہو جس میں روحانی زندگی نہ ہواُسے کلامِ الٰہی کی اصطلاح میں مُردہ کہیں گے۔ جب وہ دین سے باخبر ہواوراس میں روحانیّت آجائے تو وہ زندہ کہلائے گا۔ اِسی طرح حضرت عیسٰیؑ روحانی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ۔ اِس کے معنے کرنے کے لئے بھی یہ دیکھ لینا چاہیے کہ نبی لوگوں کے کھانے پینے اور رکھنے کی چیزوں کے متعلق متنبّہ کرتے ہیں۔ آیا وہ نجومیوں کی طرح یہ بتایا کرتے ہیں کہ تمہارے گھر میں یہ ہے تم یہ کھا کر آئے ہو یا وہ کھانے پینے کی چیزوں اور مال کے متعلق جائز و ناجائز کا حکم دیا کرتے ہیں۔ جب آخری بات ثابت ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو فرمایا مُردار نہ کھاؤ، دم مسفوح نہ کھاؤ، خنزیر نہ کھاؤ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ نہ کھاؤ۔ ایسا ہی حضرت عیسٰیؑ نے حکمِ الٰہی کو واضح کیا کہ یہ چیزیں کھانے کی ہیں یہ نہ کھانے کی۔ اِتنا مال جمع کرنے کی اجازت ہے اِتنا اِس میں سے خدا کے نام دینا چاہیے۔ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ کے معنی بھی اسی توضیح سے کھل گئے۔ یہودی اپنی بدعملیوں کی وجہ سے بعض چیزوں سے بعض نعمتوں سے محروم ہو گئے تھے۔ فرمایا تم میری فرمانبرداری کرو وہ نعمتیں پھر اللہ تمہیں میسّر کر دے گا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۱۶ تا ۴۲۱)

لِاُحِلَّ لَكُمْ۔ اِس آیت کے لئے دیر تک میں فکر میں رہا۔ قرآن شریف میں آیا ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ[2] (النحل: ۱۱۷) پس مسیحؑ کیونکر کسی چیز کو حرام یا حلال کہہ سکتے تھے یہ تو خدا کا کام ہے۔ بہت سوچ کے بعد دو امر حل ہوئے ایک تو یہ کہ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ (حَرَّمَ مَكَّةَ) حرمتِ مکہ کے معنے سب یہی کرتے ہیں بَيَّنَ حُرْمَتَهَا۔ ابراہیم نے مکہ کی حرمت کو بیان

---

[1] بھلا ایک مردہ تھا پھر ہم نے اس میں جان ڈالی اوراس کو روشنی دی کہ اسے لئے پھرتا ہے لوگوں میں۔

[2] اوراپنی زبان سے جھوٹ بنا کر نہ کہو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے۔ (ناشر)

کیا۔پس اِس سے یہ مطلب ہوا کہ عیسٰیؑ حرام وحلال بیان کرتے ہیں۔ دوسرے معنے یہ ہوئے کہ ہر نبی اپنی قوم کو اعلیٰ معراج پر پہنچانا چاہتا ہے۔ یہودیوں پر ذلت ومسکنت لیس دی گئی تھی۔ ان کے لئے طیبّات جو مالِ غنیمت اور سلطنت کے انعامات کے رنگ میں تھے بوجہ ان کی بداعمالی کے حرام کر دیئے گئے تھے۔ یعنی وہ ان سے محروم ہو گئے تھے۔ اب عیسٰیؑ کہتے ہیں میری پیروی کرو یہ سب انعامات جن سے تم محروم ہو تمہارے لئے حلال کر دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۳، ۳۴ مؤرخہ ۱۷/جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۰)

۵۳۔ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب معلوم کر لیا عیسٰی نے اُن کا انکار اور حق پوشی، کہنے لگا کوئی میرا مددگار اور حامی ہے اللہ کی طرف ہو کر۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے طرف دار ہیں ہم نے اللہ کو مانا ہے اور تو بھی گواہ رہ کہ ہم فدائی مسلمان ہیں۔

تفسیر۔ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۔ اگر کوئی میرے انصار میں سے ہے تو ادھر چلے جدھر میں جا رہا ہوں معنی اللہ کی طرف۔

الْحَوَارِيُّوْنَ ۔ مفسّرین نے لکھا ہے حواری کہتے ہیں دھوبی کو۔ چونکہ انہوں نے دلوں کو صاف کر دیا تھا اِس لئے انہیں دھوبی کہا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو بڑے خلوص سے اپنی جان پر کھیلنے کو تیار ہوں ایسے لوگوں کو حواری کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴/جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۱)

۵۵۔ وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ انہوں نے عیسٰی کے مقابلہ میں تدبیریں کیں اور اللہ نے (اس کی نجات کے لئے) اور اللہ کی تدبیریں خیر وبرکت سے بھری ہوئی ہیں۔

تفسیر۔ مَكَرُوْا ۔ یہ آیت یاد رکھنے کے قابل ہے۔ دیکھو اس کی ضمیر بظاہر حواریوں کی طرف پھرتی ہے مگر یہ صحیح نہیں بلکہ ان لوگوں کی طرف راجع ہے جو اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ (اٰل عمران: ۵۳)

کے مصداق ہیں۔ پس کبھی ضمیر کا مرجع دُور بھی ہوتا ہے۔مکر بمعنی تدبیر ہے۔عربی سے ناواقف ع

ہرچہ گیرد علّتی عِلّت شود [1]

کے مصداق اپنی زبان پر قیاس کر کے اس کو اپنے معنوں میں لیتے اور مَکَرَ۔ مَکَرا۔ مَکَرُوْا کی گردان پڑھتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۱)

مکر کے معنے تدابیر، دقیقہ اور ارادات مستحکمہ کے ہیں۔ پس مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ [2] (اٰل عمران : ۵۵) کے معنے ہوئے کہ مسیح علیہ السلام کے مخالفوں نے تدابیر دقیقہ اور ارادات محکمہ کئے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدابیر دقیقہ اور محکمہ سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر بڑی بھلائی پر مبنی ہیں۔ خیر کا صیغہ اسم تفضیل یا افعل التفضیل کا ہے جس کے معنے بڑے کے لئے گئے۔ ان معنے کا بیان قرآن کے اس مقام پر صاف ہوا ہے جہاں ارشاد ہوا وَ اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ [3] (الانفال:۳۱) اور تفصیل فرما دی کہ مکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سیئ اور دوسرا خیر جیسے فرمایا وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ [4] (فاطر:۴۴)

(الحکم جلد ۲ نمبر ۵، ۶ مؤرخہ ۲۷؍مارچ و ۶؍اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۸)

---

[1] جو بھی اس پر مشکل یا بیماری آتی ہے وہ اس کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ [2] انہوں نے عیسیٰ کے مقابلہ میں تدبیریں کیں اور اللہ نے (اُس کی نجات کے لئے) اور اللہ کی تدبیریں خیر و برکت سے بھری ہوئی ہیں۔
[3] اور جب تدبیر کی کافروں نے تیرے لئے کہ تجھے قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ ایک تدبیر کر رہے تھے (تیرے نقصان کی) اور اللہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیریں خیر و برکت سے بھری ہوئی ہیں۔ (ناشر) [4] اور بری تدبیر کا وبال کسی پر نہیں پڑتا مگر اسی تدبیر کرنے والے پر (یا جو اس کے لائق ہے) (ناشر)

۵۶، ۵۷۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۠ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جس وقت فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں تیری روح قبض کرنے والا ہوں پھر تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور منکروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں اور تیری چال چلنے والوں کو منکروں پر غالب کرنے والا ہوں قیامت تک پھر میری ہی طرف تم سب کو لوٹنا ہے پھر میں فیصلہ دوں گا تم میں جن باتوں میں تم جھگڑا کرتے تھے۔ تو میں عیسیٰ مسیح کے منکروں کو بہت ہی سخت عذاب دوں گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان کا کوئی بھی حمایتی نہ ہوگا۔

تفسیر۔ اِس رکوع میں اللہ نے مجھے ایسا اِنشراح صدر بخشا ہے کہ میں اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو محض فضلِ الٰہی سے یقیناً جیت سکتا ہوں۔ اِس قدر انشراح مجھے حاصل ہے کہ میں کسی مجلس میں جہاں اِسلام کے مخالف لوگ بیٹھے ہوں ذرّہ بھر بھی بزدل نہیں ہوتا۔ تمام دنیا کے لئے یہ قاتل حُجت ہے جس کے سامنے کوئی بول نہیں سکتا۔

یہ آیت قیامت تک اسلام کا بول بالا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ اس لئے میں نے کہا تا تمہیں اِس نعمت کی قدر ہو۔

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ ۔ میں تیری رُوح کو قبض کرنے والا ہوں۔ تَوَفِّیْ کے معنے پر حضرت صاحب نے سیر کُن بحث فرمائی ہے میری تشریح کی حاجت نہیں۔ آپ نے انعامی اشتہار شائع کئے کہ قبضِ روح کے سوا کوئی اور معنے اس کے بلاقرینہ صارفہ بتا دے۔ ایک مولوی نے دہلی میں وُفِّیَتْ (اٰل عمران:۲۶) کو پیش کیا مگر وہ کیسا نادم ہوا جب آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ایسے باب سے ہے جس باب سے تَوَفِّی ہے؟

رَافِعُكَ اِلَيَّ ۔لوگ تجھے جھوٹا، کذّاب، سفلی زندگی کا سمجھتے ہیں مگر میں تیری رُوح کو قبض کر کے اعلیٰ علّیین میں اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ[1] (المطففین:۱۹) مقام دوں گا۔

وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔پس یہ وہ دلیل ہے جس پر ساری دنیا کے مذاہب کا امتحان ہے۔فرماتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں وہ جو کہ تیرے تابع ہیں بڑھ کر ان پر جو تیرا انکار کرتے ہیں اور پھر یہ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں یا مسیح کو ماننے والے یا مسیح کے منکر،ان دونوں کے درمیان تو یہ فیصلہ کی راہ بتائی کہ مسیحؑ کے ماننے والے منکروں پر غالب رہیں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان مسیحؑ کے ماننے والے یہود پر حکمران ہیں اور پھر اَور قومیں جو مسیحؑ کی منکر ہیں وہ بھی محکوم ہی ہیں اور صرف محکوم نہیں بلکہ فرمایا کہ فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا۔ دنیا ہی میں ان کو عذاب دوں گا اور عذاب بھی سخت۔ چنانچہ یہود کو جو جو عذاب اور دکھ پہنچے وہ مخفی نہیں اور یہی دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کا ثبوت ہوگا۔

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔ پھر یہاں تک ہی ختم نہیں بلکہ غیر قوموں کی محکومیّت میں ایسے آئیں گے کہ اور مظلوموں کے تو مددگار پیدا ہو جاتے ہیں مگر مسیح کے منکروں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یہ بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۱)

بے بس، نہایت خاکسار، بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء، رسول، مسیح ابنِ مریم علیہما السلام کے قسّی القلب دشمن کدھر گئے؟ کوئی ان کا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان ’’بے ایمان‘‘ ’’سانپوں‘‘ اور ’’سانپوں کے بچوں‘‘ پر فتویٰ لگ گیا۔ ان پر حکم ہو چکا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع جس جاہ و حشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکروں پر حکمران ہیں اس سے ہندوالے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہیں۔

......حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے اتباع اور ان کے ساتھ والے مسلمان ہیں یا عیسائی اور ان کے

---

[1] نیکوں کی کتاب اعلیٰ مقام والوں کے رجسٹر میں ہے۔(ناشر)

منکر یا یہود ہیں اور تھے یا اس انڈیا میں آریہ اور مختلف بلاد میں کچھ پارسی اور کچھ بدھ[۱]۔ یہ تمام منکر قومیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کے ماتحت ہیں اور ہمیشہ ماتحت رہیں گی اور یہ پیشین گوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھ ظاہر رہ کر قائل کے واسطے آیتِ صداقت اور نشانِ نبوت رہے گی۔

کیا جس کتاب میں اس پیشین گوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب میں اس پیشین گوئی کا دعویٰ اِس طرح پر ہے کہ قیامت تک اسی طرح رہے گی وہ کتاب ایسے علیم وخبیر کی نہیں جو جُزئیات اور کلیات پر محیط اور ان پر بہ تفصیل واقف ہے؟ (تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷،۸)

غور کرو یہ کیسی عظیم الشّان اور صادق پیشگوئی ہے کہ مسیحؑ کے اتباع ہمیشہ مسیحؑ کے منکروں پر غالب اور فوق رہیں گے۔ اس کی تصدیق کے لئے دیکھ لو کہ ایک طرف مسلمان یہود کے اصلی مرکز سنٹر بَیت المقدس پر قابض ہیں۔ یہود اصلی منکر اور مسلمان اصلی پیروان مسیحؑ ہیں دوسری طرف آریہ ورتی عارضی منکروں پر عارضی اتباع نصارٰی حکمران ہیں اور یوں ہی ہمیشہ رہے گا۔ ممکن ہے کہ جُملہ رَافِعُكَ اِلَيَّ کو نہ سمجھ کر تم ضلالت کے گڑھے میں گرے ہو۔ سو یاد رکھو اس کی تصریح بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ (النّساء۔ ۲۷) نے کر دی ہے جو قرآن کریم کی دوسری جگہ میں ہے۔ اس کے معنی ہیں اللہ نے اُسے رفعت اور بلندی بخشی یعنی جسے خدا بلند اور رفع کرنا چاہے اور کردے کوئی دشمن اسے گرا نہیں سکتا۔ چنانچہ خدا نے یہود کے گندے اور ذلیل منصوبوں سے اسے بچایا اور رفعت دی۔ یہی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السّلام کو بھی ایک عرصہ سے ہو چکی ہے اور براہینِ احمدیہ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اس نمونہ سے جو ہمارے زمانہ کے راستباز سے ظاہر ہے خدا کی واقعی وحی کا پتہ لگ سکتا ہے اِس لئے کہ جو وعدہ تطہیر اور رفع اور توفّی اور فوق کا حضرت مسیحؑ کو دیا گیا تھا وہی ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔ آپ کے حالات و واقعات بڑی بھاری چابی ہیں گذشتہ حالات کے قفلوں کے لئے اور پھر بڑا قابلِ غور لفظ تَوَفّٰی ہے۔ یہ بھی ایسا صاف اور

۱؎ کچھ بدھ اور اور قومیں مسیح علیہ السلام سے ابھی ناواقف ہیں اور ان کے پورے منکر نہیں ہوئے ہیں یاد رہے۔ (ناشر)

واضح ہے کہ عام بول چال میں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ مُتَوَفّٰی مُردہ کو کہتے ہیں۔

(نور الدین بجواب ترک اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳)

جب کہا اللہ نے او عیسیٰ! بے شک میں تجھے پورا اجر دینے والا یا مارنے والا ہوں اور اپنی طرف بلند کرنے والا اور ان منکروں سے پاک وصاف کرنے والا ہوں اور کرتا رہوں گا تیرے اتباع کو تیرے منکروں کے اوپر قیامت تک۔ پھر او اِتّباع کا دعویٰ کرنے والو! تم سب کا مقدمہ میرے پیش ہوگا اور میں حکم کروں گا اور تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا اس مسئلہ میں جس میں تم کو باہم اختلاف ہے۔

مسیح علیہ السلام کی اِتّباع کے مدعی یا اہلِ اسلام ہیں یا عیسائی اور آپ کے منکروں میں اوّل درجہ کے منکر یہود ہیں جن کا اصلی ملک کنعان ہے اور جن کا کعبہ یروشلم۔ دوم درجہ پر آپ کے منکر مجوسی اور تیسرے درجہ پر مجوس الہند۔ اعلیٰ اَتباع اعلیٰ منکروں پر حکمران اور ادنیٰ درجہ کے اتباع ادنیٰ منکروں پر حکمران ہو رہے ہیں۔ لاکن تیرے منکروں کو تو سخت عذاب دوں گا دنیا اور آخرت میں اور کوئی سلطنت ان کی حامی نہ ہوگی بلکہ ان کا کوئی حامی نہ ہوگا۔ اور مومن اور جنہوں نے اچھے اعمال کئے پس ان کو پورا اجر ملے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(ابطال الوہیت مسیح۔ تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۰)

۶۰،۵۹۔ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔

ترجمہ۔ یہ جو ہم تجھ کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں آیتوں سے اور حکمتوں سے بھرا ہوا یادگار ہے۔ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کے جیسی ہے کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اُس کو کہا ہو جا تو وہ ہوگیا۔

تفسیر۔ مِنَ الْاٰيٰتِ۔ یہ بات نشانوں میں سے ایک بھاری نشان ہے۔ یہاں تک تو منکرانِ مسیحؑ کا فیصلہ کیا کیونکہ کَفَرُوْا سے مراد مسیحؑ کے کافر ہیں۔ اب سچے اور جھوٹے متّبع کا فرق بتلاتا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں ہم مسیحؑ کے سچے پیرو ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم۔ فرمایا اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی مانند ہے۔ اس کو ہم نے تراب سے پیدا کیا پھر وہ مر گیا اور مرنے

کے بعد کُنْ فَیَکُوْنُ سے قیامت کے دن زندہ ہوگا۔ اِسی طرح عیسٰیؑ بھی مر چکا اور قیامت کو زندہ ہو گا۔ جس گروہ کے عقائد یہ ہیں وہی حق پر ہیں۔ اگر تم اس کی الوہیّت کے قائل ہو تو کوئی دلیل دو۔ آدمؑ کا مثیل ہونے سے اس کی بشریّت ظاہر ہے۔ دنیا نے اس کو دیکھا کہ وہ انسانوں کی طرح کھاتا پیتا، ہگتا موتتا رہا پھر وفات بھی پا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ ؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۱، ۶۲)

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی ۔ باقی رہا مسلمانوں اور عیسائیوں کا فیصلہ سو وہ اس دلیل سے ہار جاتے ہیں۔ ابنِ آدمؑ تو وہ مانتے ہیں۔ الوہیّت کا ثبوت ان کے ذمّے۔

کُنْ فَیَکُوْنُ ۔ خلق تو ہو چکا۔ پس یہ کُنْ موت کے بعد پر ہے۔ اس سے وفاتِ مسیحؑ کا ثبوت ملتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۶، ۴۴۷)

اور مومن اور جنہوں نے اچھے اعمال کئے پس ان کو پورا اجر ملے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ پڑھتے ہیں تجھ پر تیری نبوت کے نشانوں سے اور تذکرہ ہے حکمت والا۔ اب اللہ وہ فیصلہ دیتا ہے جس کا اَتباع کے باہم اختلاف میں وعدہ فرمایا تھا۔ عیسٰیؑ آدمی کی طرح ہے۔ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو دوسرے تیسرے تولّد نئی زندگی نبوت کے واسطے منتخب فرمایا اور وہ ایسے ہی ہو گئے۔ (ابطال الوہیّت مسیح۔ تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۰، ۶۱)

کُنْ کے معنے ہو جا۔ فَیَکُوْنُ کے معنے ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہے اسی طرح وہ چیز ظہور میں آ جاتی ہے...... اصل بات یہ ہے کہ کُنْ کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے۔ تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنے پر کُنْ فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ (الانعام: ۷۴) اور عظیم الشان امر یہ ہے کہ وہ اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں، بلندیوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ اور جب کہے گا کن تو پھر ہونے والی چیزیں ہو پڑیں گی۔

اور فرمایا۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔(النحل:۳۹تا۴۱)

اور پکی قسمیں کھا چکے ہیں کہ اللہ زندہ نہ کرے گا مردوں کو ہاں ایسا نہیں بلکہ زندہ کرنا وعدہ سچ ہے ولاکن اکثر لوگ بے خبر ہیں۔ تو کہ کھول دے ان کے لئے وہ جس میں اختلاف مچاتے ہیں اور منکر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ بے ریب ہماری بات کسی چیز کے پیدا کرنے میں یوں ہے کہ جب کریں اس کا ارادہ تو کہتے ہیں کہ ہو پس ہو جاتی ہے۔

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ (یس:۷۹) کھوکھل ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ اس کلمہ کے بعد ہے۔

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔(یس:۸۳)

اور آخر کہا ہے اس کی بابت ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شئے کا تو فرماتا ہے کہ ہو پس ہو پڑتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔(المومن:۶۹) وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس جب جاری کرتا ہے حکم تو کہتا ہے ہو جا۔ پس ہو جاتا ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۱۸،۱۱۹)

۶۱۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔

ترجمہ۔ سچ تیرے رب کی طرف سے ہے (تو اے مخاطب!) تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔

تفسیر۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ پس اے مخاطب! تیرے ربّ کی طرف سے یہی بات حق ہے۔ تو شک میں نہ ہو۔ اس پر بھی جو نہ مانے۔ اس کے لئے آخری فیصلہ بتایا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۲)

یہ ٹھیک دلیل یا بات ہے تیرے ربّ کی طرف سے (کہ حضرت مسیحؑ میں بشریت سے بڑھ کر کوئی بات نہ تھی۔ معجزے، عجائبات، عمدہ تعلیم یہ باتیں انبیاء میں ہوا کرتی ہیں حالانکہ وہ بشر ہوا کرتے ہیں) پھر کبھی نہ ہوگا تُو او مخاطب! یا کبھی نہ رہیو شک کرنے والا۔

(ابطال الوہیّت مسیحؑ۔ تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۱)

اس سورۃ مبارکہ کا نام اٰل عمران ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی اس نام کے ساتھ یہی ہے کہ اس سورۃ متبرکہ میں اٰل عمران کا اصطفا قریب اسّی آیتوں میں بیان فرمایا گیا ہے اور جو نزاع اور اختلاف درمیان اہل کتاب یہود اور نصاری کے واقع تھے ان کا فیصلہ مسلّمات اہل کتاب سے بدلائل بیّنہ کیا گیا اور حق الامر کے دلائل دیتے ہوئے استدلال کا وہ اسلوب حسن اختیار کیا گیا ہے کہ آئندہ زمانوں میں قیامت تک جو نزاع درباره اٰل عمران یعنی حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کے واقع ہو اس کا فیصلہ بھی انہیں دلائل مندرجہ آیات سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

ان آیات سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ وعدہ فرمایا ہے کہ تم کو صلیب کی موت سے جو بموجب حکم تورات کے لعنتی موت ہے بچایا جاوے گا اور تمہاری موت تَوَفِّیْ کی موت ہوگی جس میں تم کو رفع الی اللہ یعنی قرب الٰہی حاصل ہوگا اور منکرین کے الزامات بیجا سے تم کو پاک کیا جاوے گا اور تمہارے مخالفین کافرین کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذاب شدید کے ساتھ معذب کیا جاوے گا اور تمہارے موافقین مومنین اور متبعین کو مانند تمہارے رفع اور فوقیت مخالفین کافرین پر عطا کی جاوے گی۔ جس طرح پر کہ حضرت آدم کو یہ مراتب بشری یا اصطفا کے ہماری طرف سے عنایت ہوئے تھے اسی طرح تم کو بھی حاصل ہوں گے وغیرہ وغیرہ جو اوپر کی آیات میں مفصلاً مذکور ہے۔ اب ان آیات میں فرمایا جاتا ہے کہ یہ سب ادلّہ اور جملہ امور جو حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں مذکور کئے گئے حق اور ثابت شدہ صداقتیں ہیں تیرے رب کی طرف سے جو تیری تربیت کا ذمہ وار اور تعلیم کنہ اشیاء کا متکفّل ہے۔ اس لئے شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

سوال۔ انبیاء علیہم السلام کو وحی الٰہی میں کب شک ہوا کرتا ہے خصوصاً حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو شک کیونکر ہوسکتا ہے جس کی نہی فرمائی گئی؟

الجواب۔ بادشاہ کا جوخطاب سپہ سالار فوج کو امر یا نہی ہوا کرتا ہے مراد اس خطاب سے غالباً اس سپہ سالار کی فوج اور لشکر ماتحت اس کا ہوتا ہے۔اسی طرح پر اگر چہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر اس خطاب سے مراد آپ کی امت ہے اور ایسے خطاب میں ایک عجیب نکتہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ان امور مذکورہ میں شک کرنا مذموم اور محذوریّہ میں اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ جس شخص سے اس میں شک کرنے کا گمان بھی نہیں ہوسکتا ہے اس کو بھی نہی فرمائی گئی چہ جائیکہ اس شخص کی جس کو شک کرنے کے لئے شیاطین الجن والانس سامان واسباب شک کرنے کے مہیا کرتے رہتے ہوں۔اور آنحضرتؐ کی نسبت امکان شک کا نہ ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ انا جیل اور طالمود سے طرح طرح کی روایات اپنے اپنے مذہب کی تائید میں حضرت صلعم کے روبرو پیش کرتے تھے مگر آنحضرت صلعم کو امر حق پر اس قدر یقین کامل تھا کہ آپ مباہلہ کے لئے مستعد ہو گئے۔جیسا کہ اس زمانہ آخری میں بھی مسیح موعود کے مخالفین پیچھے پڑے اور تکفیر نامے لکھے اور شور قیامت برپا کر کران کے روبرو احادیث موضوعہ اور روایات کاذبہ اپنے مذہب کی تائید میں پیش کی گئی ہیں۔مگر نہ آنحضرت صلعم کو ایک ذرہ بھر شک پیدا ہوا اور نہ مسیح موعود کو کسی طرح کا شک وشبہ اپنے دعاوی میں پیدا ہوا اور اسی لئے مسیح موعود نے بھی یہ آیت مباہلہ حسب درخواست مخالفین کے پیش کردی ہے۔اور چونکہ آنحضرت صلعم کے وقت میں بھی ایک عالم پر اس اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ کی حقیقت منکشف ہوگئی تھی اور اس زمانہ آخری میں بھی حقیقت ان دعاوی مسیح موعود کی جو مضمون آیات ماسبق کی موید اور مبین ہیں ایک عالم پر واضح ہوتی چلی جاتی ہے لہذا یہ آیت بسبب وقوع اپنے مضمون کے ایک نشان نبوت کا بھی ہوگئی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔اور چونکہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس آیت کی ترکیب میں یہ بھی لکھا ہے وَقَالَ اٰخَرُوْنَ اَلْحَقُّ رَفَعَ بِاِضْمَارِ فِعْلٍ اَیْ جَآءَكَ الْحَقُّ[1] اندریں صورت یہ آیت ایک صریح

---

[1] دوسرے مفسرین نے کہا ہے کہ الحقُّ ایک فعل مضمر کی وجہ سے مرفوع ہے۔یعنی جَآءَكَ الْحَقُّ۔(گویا لفظ اَلْحَقُّ فاعل ہے جَآءَ فعل سے جو یہاں مقدّر ہے) (ناشر)

پیشین گوئی ہوگئی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں بھی واقع ہوئی اور اس زمانہ آخری میں بھی بڑے زور شور سے واقع ہو رہی ہے۔اس لئے یہ آیت بہمہ وجوہ آنحضرت صلعم کے نبوت کے اثبات کے لئے ایک بڑا نشان ہے۔

اب بعد اتمام حجت کے جو دلائل علمیہ سے بیان فرمائے گئے اور دلائل علمیہ کا بیان انتہا درجہ کو پہنچ گیا تب بھی مخالفین نے تسلیم نہ کیا تو فرمایا جاتا ہے کہ جو شخص اس کے بعد عیسیٰ کے بارہ میں کٹ حجتی کرتا رہے تو آخری فیصلہ یہ ہے کہ ان سے کہہ دو کہ آجاؤ۔ہم اپنے بیٹوں کو بلاویں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو شریک کریں اور تم اپنے نفسوں کو۔پھر ہم سب مل کر تضرّع اور زاری کے ساتھ دعا کریں۔پس جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔

فائدہ۔ یہ قصہ مباہلہ کا نصاریٰ نجران کے ساتھ آنحضرت صلعم کو پیش آیا تھا جن میں ساٹھ سواروں کا وفد مع لاٹ پادری سید اور عاقب کے جو بڑے ذی رائے تھے موجود تھا۔جبکہ آنحضرت صلعم نے مناظرہ فرما کر بخوبی ان پر اتمام حجت فرمایا تب بھی انہوں نے امرحق اور صداقت ثابت شدہ کو تسلیم نہ کیا۔تب بالآخر مجبور ہو کر مباہلہ کی آیت پیش کرنے کے لئے آنحضرت صلعم تیار ہوئے اور اپنے اہل بیت یعنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا اور ہر دونوں بیٹوں حسنین کو اور حضرت علی داماد کو لے کر مباہلہ کے لئے موجود ہوئے کیونکہ نصاریٰ نجران نے حضرت کا بہت پیچھا کیا تھا۔آغاز سورۃ اٰل عمران کا قریب اسی آیتوں کے اسی مناظرہ اور مباہلہ کے بیان میں نازل ہوا ہے۔یہ مناظرہ آنحضرت صلعم کی طرف سے ایک بڑا عظیم الشان مناظرہ واقع ہوا تھا جس کی نوبت بالآخر مباہلہ تک پہنچی تھی مگر نصاریٰ نجران اس مباہلہ سے ایسے خوف زدہ ہوگئے کہ جو ان میں بشپ اور لاٹ پادری مسمی عاقب وسید وغیرہ موجود تھے انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا جن میں قریب ساٹھ سواروں کے بھی تھے کہ یامعشر النصاریٰ! یہ تو وہی سچے نبی معلوم ہوتے ہیں جن کی نبوت کی خبر عہد عتیق اور عہد جدید میں موجود ہے اور جو دلائل انہوں نے پیش کئے ہیں وہ منقوض نہیں ہو سکتے۔اندریں صورت اگر ہم مباہلہ کریں گے تو بالضرور ہم ہلاک اور تباہ ہو جاویں گے۔اگر تم کو اپنے ہی دین کی محبت ہے

تولوٹ چلو اوران سے کچھ تعرض مت کرو اور نہ ان سے لڑو۔ یہ دونوں پادری بڑے ذی رائے تھے۔اورآنحضرت صلعم اپنے اہل بیت مذکورین سے فرمارہے تھے کہ جب میں دعا کروں توتم آمین کہنا۔اس وقت ان کے بشپ لاٹ پادری نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہا کہ میں ان لوگوں کے چہرے ایسے دیکھتا ہوں کہ اگر یہ لوگ پنج تن کسی پہاڑ کا اپنی جگہ سے ٹلا دینا بھی اللہ تعالیٰ سے چاہیں گے تووہ پہاڑ بھی ٹل جاوے گا۔فَلَا تَبَاهَلُوْا فَتَهْلِكُوْا [1]۔غرضیکہ ان نصاریٰ نجران نے پھرتو نہ مباہلہ کرنا چاہااور نہ لڑنا چاہا بلکہ بالآخر جزیہ دینا قبول کیا۔سال بھر میں دومرتبہ یعنی ماہ صفر میں ایک ہزار حلّہ اور ماہ رجب میں ایک ہزار حلّہ اور خالص لوہے کی عمدہ تیس زرہ۔اگر چہ اس قوم نصاریٰ نجران سے مباہلہ واقع نہیں ہوا مگر یہ واقعہ جو اس آیت اور احادیث میں مذکور ہے آپ کی حقیّت نبوت کے لئے مفسرین ایک بڑی دلیل مثبت لکھتے ہیں۔روایات میں یہ بھی واقعہ ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اہل نجران نصاریٰ سے عذاب بہت قریب ہوگیا تھا۔اگر وہ مباہلہ کرتے توان پر عذاب نازل ہوجاتا۔وَلَمَّا حَالَ الْحَوْلُ عَلَى النَّصَارٰى كُلِّهِمْ حَتّٰى يَهْلِكُوْا [2] (بخاری کتاب مناقب انصار)

اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جو حضرات عیسائیوں کو مدت دراز سے اسلام کی طرف دعوت کررہے ہیں لیکن کوئی عیسائی صاحب خواہ بشپ ہو یا لاٹ پادری اس میدان لق ودق میں قدم رکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہم اہل اسلام کے مقابلہ مباہلہ میں ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہوویں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے مذہب کی پردہ دری ہوجاوے گی۔مگر اس امتناع کے لئے ایک عذر بارد یہ بنالیا ہے کہ ہمارے مذہب میں مباہلہ جائز نہیں ہے۔ ہاں یہ فیصلہ الٰہی ہے اور وہ صادق وکاذب کو خوب جانتا ہے اور خود آپ بڑا زبردست عزیز وحکیم اور علیم بالمفسدین ہے۔وہ تو فیصلہ صادق ہی کے حق میں کرے گا نہ کاذب کے حق میں۔جیسا کہ اس نے ان آیات مباہلہ کے آگے ان صفات کا ذکر اسی لئے فرمایا ہے۔

---

[1] پس تم مباہلہ نہ کرو جس کے نتیجہ میں تم ہلاک ہو جاؤ۔ [2] تمام کے تمام نصاریٰ پر ایک سال نہ گزرتا کہ وہ ہلاک ہوجاتے۔ (ناشر)

سوال۔ اگر کہا جاوے کہ بعض کفار نے تو خود چاہا تھا کہ اگر آنحضرت صلعم اپنے دعاوی میں حق پر ہیں تو ہم مکذبین پر یا اللہ! عذاب نازل فرما تب بھی کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تو پھر مباہلہ پر کیونکر عذاب نازل ہوتا۔ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى حِكَايَتًا عَنْهُمْ۔ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ وَ مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ[1] (الانفال:۳۳، ۳۴)۔ پس ان دونوں آیتوں میں توفیق کیا ہوگی؟

الجواب۔ آیات مباہلہ اوران آیات مندرجہ میں کچھ بھی منافات نہیں ہے کیونکہ ان آیات میں ایک خاص عذاب کے نزول کے لئے دعا کی گئی تھی یعنی آسمان سے مثل بارش کے پتھروں کا برسنا جس سے عام ہلاکت بلکہ استیصال عام متصور ہے۔ دوسرا عذاب اس عذاب سے بھی زیادہ ترمولم مانگا تھا۔ سو قدیم سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں ہے کہ قبل قیامت ایسے عذاب دنیا میں فوری نازل فرما دیوے کیونکہ ایسے عذابوں کے انزال میں خواہ کفار کی درخواست سے ہوویں یا کسی فرضاً مامور من اللہ کی دعا سے ہوویں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہیں رہ سکتی اور مع ہذا ایسے عذاب کے انزال سے اجبار اور اکراہ اور الجا لازم آتا ہے جو دین اسلام میں ہرگز موجود نہیں ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[2] (البقرۃ:۲۵۷)۔ ہاں کسی کاذب پر لعنت کا پڑنا جس سے ذلت یا رسوائی ہو اور ایمان بالغیب کی حکمت تلف نہ ہووے اور اکراہ والجا بھی لازم نہ آوے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ مخالفین انبیاء پر ایسے عذاب ذلّت واقع ہوتے رہے ہیں اور ہوویں گے۔ حتیٰ کہ کاذب کی موت بھی مباہلہ میں شرط نہیں ہے کیونکہ منشا اہل مباہلہ کا صرف کاذب پر وقوع لعنت کا ہے خواہ کسی طرح سے ہو۔ یہ اس علیم وخبیر کے اختیار میں ہے کہ بقدر تکذیب وتشدد مخالفین کے وہ لعنت کسی عذاب مہلک سے ہی واقع

---

[1] اے ہمارے اللہ! کہ اگر یہی دین حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی بڑا ٹیس دینے والا عذاب ہم پر لا۔ حالانکہ اللہ اُن کو عذاب دینے والا نہیں جب تک کہ تو ان میں ہے اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے جب بھی ان کو عذاب نہ دے گا۔ [2] دین میں کچھ زبردستی نہیں۔ (ناشر)

ہو۔موت ہو یا قتل وغیرہ۔پس ایک خاص عذاب کذائی کی نفی اور لعنت الٰہی کے ثبوت میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ ایمان بالغیب کی حکمت کے مانع نہیں اور اجبار بھی اس میں نہیں ہوسکتا۔چنانچہ سرداران مکہ میں سے ایک شخص مسمی نضر بن حارث تھا اور نیز ابوجہل جس نے یہی دعا کی تھی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ الآیۃ[1] (الانفال:۳۳)۔تو دیکھو جنگ بدر میں ابوجہل تو عذاب قتل میں مبتلا ہوا بسبب اپنے تشدد کے اور نضر بن حارث باوجودیکہ قیدیوں میں قید ہوکر آیا تھا، دوسرے قیدی تو فدیہ لے کر چھوڑ دیئے گئے تھے مگر نضر بن حارث بایں وجہ قتل کیا گیا کہ قرآن مجید کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کیا کرتا تھا اور سخت معاند تھا۔تو یہ دونوں منجملہ ستر مقتولوں کے عذاب قتل میں اس لئے مبتلا ہوئے کہ یہ بھی اہل اسلام کے قتل کے درپے تھے ورنہ مباہلہ میں کاذب کا قتل ہوجانا یا مرجانا شرط نہیں۔صرف وقوع لعنت الٰہی کا ہی ہو، خواہ کسی طرح ہو۔اور عذاب قتل جو بموجب پیشین گوئی ملہم ربّانی کے واقع ہو جس میں دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا قتل کرنا بطور ذب کے چاہتا ہے ایسا عذاب نہیں ہے جس میں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہ رہتی ہو یا اجبار لازم آوے۔الحاصل مباہلہ میں کاذب پر لعنت کا وقوع ضروری ہے خواہ کسی رنگ میں ہو۔اگر مباہلہ میں ایسا عذاب جس میں مثل بارش کے آسمان سے پتھر برسنے لگیں یا اس سے بھی زیادہ مولم ہو جس میں کوئی متنفس نہ بچ سکے نازل نہیں ہوتا کہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔اسی لئے ان دونوں آیتوں کے آگے ہی دوسرے عذابوں کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[2] (الانفال:۳۵) یعنی اور کیا ہے واسطے ان کے کہ نہ عذاب کرے گا ان کو اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے۔اور پھر اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو یہ قید لگائی کہ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وہ بھی ایسے ہی عذاب کذائی کے عدم نزول کی طرف اشارہ کر رہی ہے یعنی جبکہ ایسا عذاب نازل ہووے گا تو پھر اس کا اثر تم کو بھی پہنچے گا۔لہٰذا ایسے عذاب کا نازل کرنا ہماری سنت قدیمہ کے خلاف ہے۔

---

[1] اے ہمارے اللہ! کہ اگر یہی دین حق ہے۔ (ناشر) [2] اور اُن کا کیا حق ہے کہ اُن کو اللہ عذاب نہ دے حالانکہ وہ روکتے ہیں تعظیم والی مسجد سے۔ (ناشر)

اس آیت مباہلہ کی مناسبت ساتھ زمانہ مسیح موعود کے عجیب وغریب اسلوب سے واقع ہوئی ہے۔ نبی کریمؐ کے وقت میں بھی یہ مباہلہ حضرت عیسیٰ ہی کے بارہ میں واقع ہوا تھا اور زمانہ مسیح موعود میں بھی حضرت عیسیٰ ہی کے بارہ میں واقع ہوا۔ رسول کریمؐ کے وقت میں بعد اتمام حُجت اور اتمام مناظرات کے یہ مباہلہ واقع ہوا تھا۔ یہاں پر بھی بعد مناظرات واتمام حجت کے واقع ہوا۔ نصاریٰ نجران کے خوف زدہ ہوکر مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے یہاں پر بھی اوائل میں شیخ الکل مع اپنی جماعت کے مباہلہ نہ کرسکے بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بھی مباہلہ پر مستعد نہ ہوسکے۔ اور اگرچہ آیت ھٰذا مباہلہ کی نصرانیان نجران کے حق میں وارد ہوئی تھی مگر دیگر اقوام قریش مثل ابوجہل وغیرہ سے بھی آپ کا مباہلہ واقع ہوا۔ دیکھو کتب سیر کو۔ اسی طرح پر مسیح موعود کا مباہلہ بھی علاوہ طرف داران عیسیٰؑ کے دیگر اقوام سے بھی حسب درخواست مخالفین کے واقع ہوا ہے جیسا کہ لیکھرام وغیرہ۔ اور جنہوں نے خود درخواست کرکر مباہلہ کیا وہ بقدر اپنے اپنے تشدد اور سختی کے لعنت الٰہی میں مبتلا ہوئے خواہ ذلّت ورسوائی ہو یا ہلاکت ہو۔

جس طرح پر مفسرین نے اس مباہلہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت کا اثبات کیا ہے اسی طرح پر ان مباہلوں سے مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہوا کیونکہ نتیجہ ان مباہلوں کا حسب دعاوی مسیح موعود کے واقع ہوا وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اور اگر کوئی مخالف ان مباہلوں کو بعد وقوع نتائج کے بھی نہ مانے تو وہ بتاوے کہ پھر صادق اور کاذب میں کیا مابہ الامتیاز رہے گا۔ اور پھر آنحضرت کے ثبوتوں میں سے ایک بڑا ثبوت جس کو قرآن مجید میں بڑی عظمت شان سے بیان فرمایا گیا ہے ضائع ہوجاوے گا بلکہ چند آیات کریمہ قرآن مجید کے متعلق مباہلہ کے نعوذ باللہ لغو ہوجاویں گی وَتَعَالٰی شَانُ کَلَامِہٖ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔[1] اور ناظرین کو خوب معلوم رہے کہ ان مباہلوں کا نتیجہ یا تو آنحضرت صلعم کے وقت میں واقع ہوا تھا یا بعثت مسیح موعود کے زمانہ میں ہوا ہے۔ اس تیرہ سو برس میں کسی مجدد کے وقت میں ایسے مباہلات واقع نہیں ہوئے اور نہ اس کے نتائج۔ پس ان آیات کا نشانات واسطے نبوت خاتم النبیین کے ہونا بھی ثابت ہوا ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۹، ۱۰)

---

[1] اللہ تعالیٰ کے کلام کی شان اس سے بہت بلند ہے۔

۶۲۔ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جو کوئی تجھ سے حجت کرنے لگے عیسیٰ کے مقدمہ میں اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا (تو جھگڑنے والوں سے) کہہ دے اچھا آؤ ہم سب بلائیں ہمارے اور تمہارے بیٹوں کو اور ہماری اور تمہاری عورتوں کو اور ہم خود اپنی ذات سے آئیں اور تم اپنی ذات سے آؤ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

تفسیر۔ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ ۔یعنی مباہلہ کرلیں۔کاذبوں پر لعنت ڈالیں پھر دیکھیں کس پر خدا کا عذاب آتا ہے اور کون قوم اس کی رحمت سے دُور ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۲)

اگر کوئی نادان اِس دلیل کے بعد پھر بھی حجتیں کرے تو ایسے احمقوں سے یوں مقابلہ چاہیے کہ ان سے مباہلہ کرلو اور کہو آؤ بلائیں اولادیں اپنی اور تمہاری اولاد اور عورتیں تمہاری اور اپنی اور اپنے آدمی اور تمہارے پھر عاجزی سے دعا مانگیں کہ الٰہی لعنت ہو جھوٹوں پر۔

(ابطال الوہیت مسیحؑ۔تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۱)

۶۳، ۶۴۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک بے شک یہی سچے حالات ہیں اور کوئی سچا معبود نہیں اللہ کے سوا بے شک اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے۔پھر اگر وہ بھاگ جائیں تو اللہ خوب جانتا ہے شریر فسادیوں کو۔

تفسیر۔ بے رَیب یہ صاف اور عمدہ ٹھیک بیان ہے۔اور اللہ کے سوا کوئی بھی فرمانبرداری کا مستحق نہیں اور اللہ وہی غالب ہے حکمتوں والا۔پھر اگر اس پر پیٹھ دیں تو جان لو اللہ ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ (ابطال الوہیت مسیحؑ۔تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۱)

۶۵۔ قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَكُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اے محمدؐ کہہ دے کہ اے کتاب والو چلے آؤ ایک بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے میں برابر ہے یہ کہ ہم کسی کی بھی عبادت نہ کریں اللہ کے سوا اور اس کا برابر نہ سمجھیں اور شریک نہ ٹھہرائیں ہم کسی کو اور نہ بنائیں ہم کسی کو پالنے والا پھر اگر وہ پیٹھ پھیر دیں تو تم لوگ کہو کہ اے اہلِ کتاب تم گواہ رہو اس بات کے کہ ہم تو اللہ کے پورے فرمان بردار ہو چکے۔

تفسیر۔ تو کہہ دے او کتاب والو! آؤ ایسی بات کی طرف کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے فرمانبردار نہ بنیں اور شریک نہ کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنا لے بعض ہمارا بعض کو ربّ کہ خدا کی طرح اس کی فرمانبرداری اپنے ذمّہ واجب جانے۔ اگر اس مسلّم الطرفین بات کو بھی نہ مانو تو کہہ دو گواہ رہو ہم تو اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ مسلمان ہیں۔

(ابطال الوہیّت مسیحؑ۔ تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۱)

تَعَالَوۡا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَكُمۡ ۔ مذہبوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جُوں جُوں پیچھے چلے جائیں تو شرک، بت پرستی کا مرض کم ہوتا جاتا ہے۔ ایک رئیس تھا اس کی عادت تھی کہ وہ مباحثات کیا کرتا تھا۔ مجھے ایک دفعہ اس نے کہا کہ کوئی معیار مذہبوں کی پہچان کا ضرور چاہیے وہ معیار جب تک قائم نہ ہو جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے۔ چونکہ یہ میرا یقین ہے کہ حق بات ضرور فطرت بے ساختہ بول اُٹھتی ہے اس لئے میں نے کہا حضور ہمارے آقا ہیں۔ ہماری عقلیں اور عزتیں ایسی نہیں کہ ہمارے قائم کردہ معیار کی عزت آپ کے دل میں بیٹھ سکے اس لئے آپ خود ہی تجویز فرماویں آپ جو معیار قائم کریں گے لامحالہ وہ قابلِ قدر ہوگا۔ یہ مجھے یقین تھا کہ اگر اس نے غلط معیار قائم کر کے کوئی الجھن ڈالی تو فطرت کی آواز سے اسے سلجھا لیا جاوے گا۔ اس نے کہا مذہب کا پراچین ہوتا یعنی جس قدر قدیم کی طرف چلے جاویں۔ جو سب سے قدیم ثابت ہو وہی مذہب حق ہے۔ میں نے کہا بڑا مسئلہ تو

خدا ہی کے ماننے کا ہے اس سے باقی مسئلے نکلتے ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ بت پرستی کو کہاں تک قدامت رکھتی ہے۔ اس نے کہا کچھ بھی ہو اسلام سے تو پہلے کی ہے۔ اِسلام کو ابھی بارہ سو سال ہوئے ہیں۔ میں نے کہا اِسلام تو فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ[1] (الانعام:۹۱) کہہ کر اپنے تئیں قدامت سے وابستہ کرتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ بُت پرستی کب سے ہے؟

رام چندر جی کے زمانہ سے مان لیتے ہیں۔ پس رام چندر دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ اس نے کہا وشنو کی۔ میں نے کہا اور وشنو؟ کہا برہما کی۔ میں نے کہا اور برہما؟ کہا ایشور کی۔ اس پر میں نے کہا بس وہ مسلمان تھے۔ یہی مسلمانوں کا مذہب ہے۔ اِسلام کا اہم مسئلہ یہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی تو ہے۔

یہاں اِن آیات میں عیسائیوں سے بحث ہے۔ عیسائیوں کی پُرانی کتاب تو تورات ہے اور اس میں تثلیث وغیرہ کا ذکر نہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک عیسائی سے کہا تمہارے اعمال میں یہ پیشگوئی ہمارے نبی کے حق میں ملتی ہے۔ اس نے کہا کہ بے انصافی کرتے ہو۔ یورپ و امریکہ کے لوگ یہ معنے نہیں کرتے۔ آپ کیوں ان کے خلاف معنے کرتے ہیں؟ میں نے کہا یہ قاعدہ تو آپ نے خود ہی توڑا۔ جو معنے تورات کی پیشگوئیوں کے یہود کرتے ہیں وہ آپ کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ تورات کے وارث وہی ہیں۔ جس قدر مسیحؑ کی اُلوہیّت کے دلائل آپ کے پاس ہیں ذرا انہیں یہودیوں کی تصریح کے مطابق صحیح تو کر دیں۔ اس پر وہ جوش میں آ کر بولا۔ وہ بے ایمان ہیں۔ میں نے کہا ہم آپ کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔

یہاں فرمایا کہ یسوع کو خالقِ ارض وسماء وغیرہ کہنا تو اس زمانے کی باتیں ہیں۔ آ ؤ۔ اس اصل کی طرف چلیں جو سب سے پہلے ہے یعنی توحید۔ اس پر ایمان رکھیں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کی کسی کتاب میں عیسٰیؑ نہیں آیا۔ اِسی لئے ان کے سمجھدار لوگ عیسائی نہیں بلکہ مسیحی کہلاتے ہیں۔ کوئی شخص یسوعا نام ہوا ہے جس کا مسلمانوں کی کتابوں میں ذکر تک نہیں۔ اس کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ باقی رہا مسیحؑ سو اس کا آدم ہونا تو مشاہدات سے ثابت ہے۔ اس کے خدا ہونے کی کوئی حجّت نیّرہ

---

[1] تو انہیں کے سیدھے راستہ کی پیروی کر۔ (ناشر)

چاہیے جو کوئی نہیں۔ پس تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۲)

ایک دوست نے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ دیا اس پر لکھا تھا الہامی ترجمہ۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا اور مجھ کو ہمیشہ دکھ ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پاک لفظ کو گندے معنوں میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً کلمہ تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمہ کی یہ تعریف قرآن مجید کے خلاف ہے۔ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ۔[1] (الانعام:۱۱۶) پھر کیا عدم صداقت عدم عدل کبھی کلمہ کی تعریف ہوسکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

کلمہ کے معنی

اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ [2]

یہاں غالباً مسلمان ہی بیٹھے ہیں ابھی ایک نام دھاری مرید بھی بیٹھے ہیں۔ انہیں حضرت صاحب سے اور ہم سے اور ہمارے سلسلہ کے ساتھ بھی بڑی محبت ہے غرض سب مسلمان جانتے ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ مفرد کا نام کلمہ رکھ دیا جو صحیح نہیں۔ اسی طرح پر بہت سے لفظ بگڑ گئے اور ان کے شرعی معنی چھوڑ دیئے گئے۔ جن کو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۲ مورخہ ۱۴؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۴)

وَ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ تین قسم کے معبود ہیں۔ ایک تو پوپ کو بھی خدا سمجھئے۔ اس کے اختیارات میں معاصی کی مغفرت کا اعتقاد تھا۔ پوپ ایک زمانہ میں بادشاہ بھی تھا۔ ایک گروہ مریمؑ کو خداوند کی ماں کہتا اور اس کی تصویر کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ ایک رُوح القدس۔ باپ۔ تینوں کو خدا سمجھتا ہے۔

فرمایا بہتوں کا نوکر اچھا نہیں ہوتا۔ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ [3] (یوسف:۴۰) پنجابیوں نے اس نکتہ کو خوب سمجھا ہے۔ ان میں ایک مثل ہے۔ دو گھروں کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔

---

[1] اور تیرے رب کی بات پوری ہے سچائی اور انصاف میں۔ [2] سب سے سچی بات جو اس نے کہی (وہ یہ ہے) اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے، مٹ جانے والی ہے۔ (ناشر) [3] کیا کئی معبود الگ الگ اچھے یا اکیلا زبردست اللہ اچھا۔ (ناشر)

ءَ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے ماننے والوں کو ہم کہتے ہیں کہ ایک خدا میں آپ نے کیا کمی دیکھی ہے جو دوسرے کو بھی اس کے ساتھ ملا یا ہے۔جس میں کمی ہے وہ الوہیّت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ر جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۲)

۶۶۔ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔اے اہلِ کتاب تم کیوں حجتیں کرتے ہوابراہیم کے مقدمہ میں حالانکہ تورات وانجیل تواس کے بعداُتری ہیں توکیاتم کوکچھ بھی عقل نہیں۔

تفسیر۔ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ ۔کبھی تو جوش میں آ کر کہتے ہیں کہ تورات کی پہلی کتاب سے تثلیث نکلتی ہے۔وہاں الوہیم آیا ہے۔پھردانیال اور ابراہیم کوبھی تثلیث ماننے والا بتاتے ہیں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ استنباط تم کرتے ہوتورات سے۔ یہ دونوں ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئیں۔کسی مذہب نے اپنا کوئی نام نہیں رکھا۔ یہودا کی طرف منسوب ہوکر یہودی کہلائے اور مسیحؑ کی طرف منسوب ہوکر مسیحی ۔اصل میں ایک ہی نام کل مذہبوں کا ہوسکتا ہے۔وہ کیا؟ وہی جو مذاہب کا مقصد ہے یعنی راست بازی اور فرمانبرداری ۔یعنی اسلام ۔جس کی تعلیم میں کسی قسم کا شرک نہیں بلکہ عین فطرت کے مطابق ہے۔بچہ جس وقت بالغ ہوتا ہے توکم ازکم اتنی سمجھ تو اسے آ جاتی ہے کہ میں اپنا خالق آپ نہیں بلکہ کوئی اور مقتدرہستی ہے۔پس یہی وہ فطرت کی گواہی ہے جس سے شرک کا استیصال ہو جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ر جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۲، ۶۳)

۶۹۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ ھٰذَا النَّبِىُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم سے بہت ہی ملتا جلتا لوگوں میں وہ ہے جواس کی چال چلے اور خاص کر یہ نبی اور ایمان دار لوگ اور اللہ دوست ہے سب ایمان داروں کا۔

تفسیر۔ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ولی معمولی لفظ نہیں۔قرآن شریف نے اس کی تفسیر بتائی

ہے اوراس کی ایک پہچان بتائی ہے۔

جب اللہ کسی کا ولی بنتا ہے تو اس کی ولایت کا نشان یہ ہے کہ يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ (البقرۃ:۲۵۸) یعنی انسان جو قسم قسم کی ظلمتوں میں پڑا ہو۔ ان ظلمتوں سے روز بروز نکلتا جاتا ہے۔ بڑی ظلمت تو یہ ہے کہ ماں باپ اچھے نہ ہوں ۔ پھر دوسرے مربی استاد وغیرہ۔ پھر دوست، آشنا۔ پھر رسم و عادت۔ پھر محبت و بغض۔ پھر شہرت و حرص۔ پھر بخل و عجز و کسل۔ کسی کے اوپر بے جا ظلم (الظُّلۡمُ ظُلُمَاتٌ) پس ان ظلمتوں سے نکل کر جو نور کی طرف جا رہا ہو تو سمجھے کہ اللہ میرا ولی ہو گیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۳)

۷۰۔ وَدَّتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يُضِلُّوۡنَكُمۡ ؕ وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّآ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اہلِ کتاب کی ایک جماعت چاہتی ہے کہ کسی طرح تم کو بھٹکا دے اور وہ بھٹکاتے نہیں مگر اپنے آپ کو یا اپنے ڈھب کے لوگوں کو اور وہ کچھ بھی شعور نہیں رکھتے۔

تفسیر۔ وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّآ اَنۡفُسَهُمۡ ۔ یہ نہیں گمراہ کر سکتے مگر اپنے ہی ڈھب کے لوگوں کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۳)

۷۳۔ وَقَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اٰمِنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَجۡهَ النَّهَارِ وَاكۡفُرُوۡۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اور اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا مان لو جو کچھ اترا مسلمانوں پر دن میں، اور دن کے آخر میں انکار کر جاؤ شاید کہ وہ پھر جائیں۔

تفسیر۔ ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے کہا بڑے بڑے عمائد یہود جو ہیں وہ سب مل کر صبح مسلمان ہو جاؤ اور عصر کی نماز کے بعد اس دین کو ترک کر دو اور یہ ظاہر کرو کہ ہم نے اندر جا کر اس میں بہت سی بدیاں دیکھیں۔ پس اس تجویز سے یہ چند اہلِ کتاب جو مسلمان ہو گئے ہیں واپس اپنے دین میں لوٹ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منصوبہ بازیوں کا کچھ فائدہ نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۳)

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں دو قسم کی طبیعتیں ہوتی ہیں ایک وہ جنہیں اگر عمدگی سے وعظ کیا جاوے تو مان لیتے ہیں اور اگر تشدّد کیا جائے تو انکار کرتے ہیں اور ایک وہ جو دلائل کو مانتے ہی نہیں۔ ہاں دو چار جوت لگ جائیں تو کہتے ہیں جی ٹھیک ہے۔

ایک زمانہ میں مجھے خیال پیدا ہوا تو میں نے چند لڑکوں سے سوال کیا اگر کوئی لڑکا بدچلنی کرے تو اس کے روکنے کی کیا تدبیر ہے؟ اس پر بعضوں نے لکھا کہ اسے نصیحت کی جاوے مگر تنہائی میں۔ اور بعضوں نے یہ کہا کہ نصیحت کی جاوے مگر عام لڑکوں میں تا اسے ندامت ہو۔ بعضوں نے کہا پکڑ کر خوب بید لگائے جاویں تا پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرے۔ درحقیقت سب نے سچ لکھا کیونکہ کئی قسم کے لوگ ہیں۔ بعض وہ جو نصیحت مان لیتے ہیں مگر دلائل کے ساتھ۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہیں دلائل دیں تو وہ اور بھی بپھر جاتے ہیں اور ردّ وقدح شروع کر دیتے ہیں۔ بعض صرف کہنے سے مان جاتے ہیں۔ بعض مدلّل کہنے کو مانتے ہیں۔ بعض صرف خموشی یا توجہ چھوڑ دینے سے مان جاتے ہیں۔ بعض مار کھائے بغیر نہیں سمجھتے ہیں۔ پھر بعض ایسی طبائع کے انسان ہوتے ہیں جو دن رات منصوبے سوچتے رہتے ہیں ایسے بدبخت ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ مگر وہ اسی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ فلاں بڑے کارخانے کو نقصان پہنچائیں۔ بس ایسے بدبختوں کا ذکر اس آیت میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۳)

۷۴،۷۵۔ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ۔ اور مت ایمان لاؤ مگر ان کی خاطر جو تمہارے مذہب کے پیرو بنیں، تو کہہ دے کہ ہدایت اللہ کی ہدایت یوں ہے کہ کسی کو وہ ملے جو تمہیں ملا اور تمہارے رب کے حضور وہ تمہارا مقابلہ کرے۔ تو کہہ دے کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے، دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑا وسعت دینے والا بڑا جاننے والا ہے۔ وہ خاص کر لیتا ہے اپنی مہربانی سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑا ہی فضل والا ہے۔

تفسیر۔ تُو کہہ دے وہ خاص ہدایت جسے الٰہی کہتے ہیں وہ تو یہی ہے کہ دیا جاوے کوئی مثل اس کی کہ دیئے گئے تم (استثناء ۱۸ باب ۱۸) بلکہ تم پر حُجت میں غالب آوے تمہارے پالنے والے ربّ کے سامنے تو کہہ دے یہ نبوت اور رسالت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اسی کے ہاتھ ہے۔ جسے چاہے دے اور اللہ وسیع وعلم والا خاص عزت ورحمت جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۶۔حاشیہ)

غرض اللہ تعالیٰ کا وہ فضل، ارادہ، علم اور قدرت جس سے وہ مخلوق کو پیدا کرتا اور عزت کے لائقوں کو عزت دیتا ہے۔ اس کی تکمیل اور اس کا پورا ہونا ایک لابدی امر ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی مانع نہیں۔ جب سیدنا نبی عرب کو اس نے اپنے خاص فضل اور رحمت سے نبی رسول، رسولوں کا سردار رسولوں کا خاتم بنایا اور اسے قرآن جیسی پاک کتاب دینی چاہی تو اس قادر مطلق کے فضل وارادہ کا کون مانع ہے یہ دنیا اور دنیا کے لوگ اس کا مُلک اور مِلک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے ملک کی رعایا پر مختلف جسمانی حکّام بنایا کرتا ہے تو کہ ان کا انتظام دنیا میں کسی قدر امن کو قائم رکھے۔ روحانی انتظام جسمانی انتظام سے زیادہ ضروری اور توجہ کے قابل ہے۔ اگر دنیا کے انتظام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے مختلف ناظم بھیج دیئے تو دنیوی انتظام سے زیادہ دینی روحانی انتظام کے واسطے کئی ناظموں کا آنا ضروری نہیں؟ (تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۶)

اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۔کامل ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے اور وہ یہ کہ تمہاری مثل ایک اور قوم کو بھی انہی انعامات سے ممتاز فرمایا گیا ہے۔ سلطنت، نبوت۔

اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۔ بلکہ وہ تمہارے ربّ کی حُجّت میں تم پر غالب ہیں۔ اَوْ کے معنے بلکہ کے ہیں۔

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۔اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ کی نسبت بھی فرمایا وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[۱] (المائدة:۶۸) اور داؤدؑ کی عبادت گاہ میں جب دشمن چڑھ آئے تو وہاں بھی فرمایا اِنَّا جَعَلْنٰكَ

۱؎ اللہ تیری حفاظت کرے گا لوگوں سے۔ (ناشر)

خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (صٓ:۲۷)[1] ہم نے تمہیں بادشاہ بنایا ہے۔ یہاں یہ مسئلہ سمجھایا ہے کہ الٰہی انتخاب کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنا ہلاکت کا موجب ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۳)

اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ - ہدایت یہ ہے کہ دیا جائے جیسے موسیٰ دیا گیا تھا بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ غالب آجائے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

اِن آیات (۷۳ تا ۷۵۔ ناقل) میں بہت سی باتیں بتا کر باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبوت اور قرآن خداوندِ کریم کا فضل ہے اور فضل کے دینے میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے خاص فضل سے مخصوص کرے۔ خدا کا وہ ارادہ جس سے وہ اشیاء پیدا کرتا ہے اس کی تکمیل ایک لابدی امر ہے کیونکہ اس قادرِ مطلق کی قدرت اور طاقت کے واسطے کوئی مانع نہیں۔ اسی ارادۂ اَزلی کی تکمیل کی ضرورت نے نزولِ قرآن اور نبوتِ محمدِ عربیؐ کو ضرور کر دیا۔ مثلاً نادانی سے کوئی کہے کہ پطرس اور یوحنا وغیرہ تو مسیحؑ کے حواری ہو چکے تھے پولوس کو حواری بنانے کی کیا ضرورت تھی، تو اس کا ٹھیک جواب یہی ہوگا اَور جتنے حواری ہونے کے لئے ازل میں منظور ہو چکے وہ ضرور حواری ہوئے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم۔ صفحہ ۲۶۳)

۷۶۔ وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اور بعض اہل کتاب میں سے ایسے لوگ ہیں کہ اگر تو اُن کے پاس امانت رکھے مال کا بڑا ڈھیر تو وہ تجھے ادا کر دیں اور بعض اُن میں سے ایسے ہیں کہ اگر تو اُن کے پاس ایک ہی اشرفی امانت رکھ دے تو وہ تجھے نہ ادا کریں مگر جب تک کہ تو ان کے سر پر کھڑا رہے یہ حالت اُن کی اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا اُمّیوں کا مال کھا جانے میں ہم پر کوئی الزام نہیں اور (یہ بات) جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے بوجھتے ہیں۔

[1] ہم نے تجھ کو بنایا نائب ملک میں۔

تفسیر۔ وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ .... يَعْلَمُوْنَ ۔ایسے آدمی ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ایک شخص نے جنگل میں ایک عورت کو زیور سے لدی ہوئی پایا جو راستہ بھول گئی تھی۔اس نے اسے مقام پر پہنچایا حالانکہ پوری دسترس رکھتا تھا کہ زیور اُتار لے۔پھر ایسے بھی ہیں جو ایک دینار کو دیکھ کر دل ثابت نہیں رکھ سکتے۔ایک صوفی نے شیطان کو عالمِ کشف میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں کئی لگامیں ہیں۔پوچھا۔یہ کیا؟ کہنے لگا یہ لوگوں کو قابو کرنے کے لئے۔پھر اس نے کہا۔تم لوگ تو صرف کان پکڑ قابو کر لئے جاتے ہو۔نیکی کے رنگ میں گمراہ کرنا ایسے آدمیوں کے لئے شیطان کو بہت آسان ہے۔جماعت کھڑی ہوگئی ہے مگر کئی ہیں کہ ابھی وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔

پھر یہ لوگ امانت میں خیانت کرتے ہیں اور اسے شرعی عذر کے نیچے لا کر صحیح قرار دیتے ہیں۔ مومن کو چاہیے کہ وہ ہر حرکت وسکون کے وقت دیکھ لے کہ اس سے تعظیم لِامراللہ۔شفقت علیٰ خلق اللہ میں تو کوئی فرق نہیں آتا۔

سَبِيْلٌ ۔الزام (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ٦۳، ٦۴)

۷۷۔ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۔

ترجمہ۔ ہاں جو پورا کرے اپنا اقرار اور اللہ کو سپر بنائے تو بے شک اللہ متقیوں کا دوست ہے۔

تفسیر۔ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ ۔ وعدہ پورا کرو۔کسی عیسائی سے کرو یا چوہڑے چمار سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ٦۴)

ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ہو اور وہ عظیم الشان ہو۔ متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۔پس اللہ کی معیت سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟ پھر ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ کوئی عظیم الشان اس سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ متقی سے آپ محبت کرتا ہے۔جیسا کہ فرمایا۔يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاوے اسے کسی اور کی حاجت کیا؟ (الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۹، ۲۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۲٦)

۷۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ جولوگ لیتے ہیں اپنے اقرار اور قسموں کے بدلے تھوڑا سا دنیا کا فائدہ تو یہی لوگ ہیں جن کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور ان سے اللہ بات بھی تو نہیں کرے گا (محبت کی) اور نہ ان کی طرف دیکھے گا (نظر شفقت سے) قیامت کے دن اور نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لئے ٹیس دینے والا عذاب ہے۔

تفسیر۔ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ۔ محبت کا کلام نہیں کرے گا۔

وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ ۔ نظرِ شفقت نہیں کرے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۷۹۔ وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور انہیں میں کا ایک گروہ ہے جو مڑوڑتے ہیں اپنی زبان کتاب پڑھتے وقت تا کہ تم سمجھو کہ وہ کتاب ہی سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے یہاں سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے یہاں سے نہیں (ہاں) وہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے بھی نہیں۔

تفسیر۔ يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ ۔ یہ کئی واعظوں کا قاعدہ ہے کہ پہلے کوئی آیت پڑھ لیتے ہیں اور پھر اپنے مطلب کی بات شروع کر دیتے ہیں۔ سننے والا سمجھتا ہے کہ ترجمہ کر رہا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۸۰۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ۔

ترجمہ۔ کسی بشر کو نہیں چاہیے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور دانائی اور پیغمبری عنایت فرمائے، پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم میرے بندے بن جاؤ اللہ سے الگ ہوکر (بلکہ وہ تو یہی کہے گا) کہ بن جاؤ حُکَمًا عِلْمًا ۔ فِقْهًا۔ پاک لوگ اللہ والے اس وجہ سے کہ تم کتاب پڑھاتے رہتے ہو اور پڑھتے رہتے ہو۔

تفسیر۔ کوئی فرد بشر ایسا نہیں جسے اللہ کتاب دے۔ پھر وَ الْحُكْمَ ۔ پکّی باتیں۔ پھر وَ النُّبُوَّةَ۔ قبل از وقت بعض باتوں سے آگاہ کرے۔ اور وہ کہے میرے بندے بن جاؤ۔ وہ تو یہی کہے گا۔ ربّانی بنو۔ اِس کے چار معنے ہیں (۱) حکماء (بات کی تہہ کو سوچنے والے) (۲) علماء (۳) فقہاء (تقلید کرے تو ایسی کہ دوسرے غلطی میں نہ پڑیں) (۴) مَنْ يُّرَبِّيْ بِصِغَارِ السِّنِّ۔[1]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ر جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۸۲۔ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

ترجمہ۔ (اور یاد کرو) جب لیا اللہ نے پیغمبروں سے اقرار (اور ضمن میں اُن کے امتیوں سے) کہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور علم اور دانائی سے پھر کوئی آ جائے تمہارے پاس بھیجا ہوا جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تم اُس کو ضرور ماننا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا اللہ نے فرمایا کیا تم نے عہد کر لیا اور اس اقرار پر تم نے میرا ذمّہ لے لیا سب نے عرض کی جی ہاں! ہم اقرار کر چکے اللہ نے فرمایا تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

تفسیر۔ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تمہارا قرآن شریف اپنے نبی کی نسبت پیشگوئیاں تو

---

[1] چھوٹی عمر میں کون ہے جو تربیت کرتا ہے۔

اگلی کتب سے بیان کرتا ہے مگر ورس اور باب کا حوالہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت عمدہ جواب سمجھایا۔ میں نے وقفہ دے کر ایک انجیل ہاتھ میں لی اور کہا کہ اِس میں مسیحؑ کی نسبت بعض پیشگوئیاں عہد نامہ عتیق سے دی گئی ہیں مگر باب اور ورس کا ذکر نہیں۔ اسے خدا جانے اپنی بات یاد نہ رہی۔ کہنے لگا باب اور ورس تو چودھویں صدی کے بعد بنے ہیں۔ اس پر میں نے اُسے کہا کہ ذرا ہوش میں آؤ۔ قرآن شریف نے بھی اس وقت ان پیشگوئیوں کے حوالے دیئے ہیں جب کہ یہ باب و ورس نہیں تھے۔ وہ بہت ہی شرمندہ ہوا۔

ایک عیسائی عورت سے میں نے پوچھا کہ وہ ناصری کہلائے گا۔ توریت میں کہاں موجود ہے وہ کہنے لگی تورات میں تو کہیں ہے نہیں۔ میں نے کہا تم پھر اس مذہب کی پابند کس طرح ہو۔ کہنے لگی میرا خاوند پادری ہے۔

مِیثَاقَ النَّبِیّٖن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہاں کل نبی مراد ہیں چنانچہ اعمال باب ۳ آیت ۲۱ میں ہے کہ نبیوں نے اِس بات کی دعا کی ہے تا تازگی بخش اَیام آئیں اور ضرور ہے کہ آسمان اسے روکے رہے جب تک کہ وہ جو تمام نبیوں نے کہا پورا ہو اور موسیٰؑ کے مثیل نبی آئے۔ اس کے دو بڑے فائدے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ موسیٰؑ کے مثیل مسیحؑ تھے ان سے ہم کہتے ہیں کہ بقول تمہارے مسیحؑ تو خدا تھا پس خدا کو موسیٰؑ سے کیا مثلیّت ہو سکتی ہے؟ دوم مسیحؑ کو وہ کامیابی کب ہے جو موسیٰؑ کو ہوئی۔ پھر لکھا ہے یہ پیشگوئی پوری ہونے کے بعد آئے گا۔ یوحنّا کی انجیل باب ۱ میں لکھا ہے کیا تُو ’’وہ نبی‘‘ ہے۔ وہ نبی سے مراد بعض عیسائی دجّال لیتے ہیں مگر ان کے ریفرنس والوں نے اِستثناء کے باب کا حوالہ دیا ہے جس میں موسیٰؑ کے مثیل نبی ہونے کا ذکر ہے اور استثناء باب ۳۳ میں لکھا ہے کہ دس ہزار قدّوسیوں کے ساتھ۔ چنانچہ دس ہزار صحابی رسول علیہ السّلام کے ساتھ تھے جب آپ مکہ میں مظفّر و منصور داخل ہوئے۔ غرض استثناء باب ۱۸۔ باب ۳۳۔ یوحنّا باب اوّل۔ اعمال باب سوم کے علاوہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں سلا کا نام مذکور ہے اور یہ پہاڑی مدینہ میں ہے کہ وَمَا نَرٰی مِنْ وَّرَآءِ سِلًا مِّنْ سَحَابٍ ۔[۱]

۴۲۔ ۵۴ یسعیاہ میں مینڈھے بکریوں کی قربانیوں کا ذکر ہے حالانکہ مسیحؑ کے بعد کوئی قربانی نہیں۔

---

[۱] سلا کے پیچھے ہم کوئی بادل نہیں دیکھتے۔

اِس کے بعد ایک اور پہچان بتائی کہ اس نبی کے مخالف بدعہد ہوں گے چنانچہ ان لوگوں کی کتب میں مذکور ہے معاہدہ کیا ہوتا ہے۔توڑنے کے واسطے ہوتا ہے۔معاہدہ موجودہ وقت کی تصویر ہوتی ہے وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کوسورۃ بقرۃ میں پڑھو جہاں ان کی عہد شکنیوں کا مفصّل ذکر ہے۔ پھرفسق و فجور کی جڑ ہے۔عورتوں کی آزادی اور شراب اور یہ دونوں باتیں اسی قوم میں موجود ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۸۴۔ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا اور دین ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اُسی کے فرمانبردار ہیں آسمان والے اور زمین والے خوشی سے یا بے دلی سے اور سب اُسی کی طرف لوٹیں گے۔

تفسیر۔ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ ۔ سچّے دین کا نشان بتایا کہ اس میں فرماں برداری سکھائی جاتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۸۸۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

ترجمہ۔ ان کی سزا یہی ہے کہ ان پر اللہ کی پھٹکار اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی ہے۔

تفسیر۔ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ اللہ کی رحمت سے دُور یعنی خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ملائکہ سے بھی دور یعنی کوئی نیکی کی تحریک نہیں ہوتی۔لوگوں سے دور یعنی وہ انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۹۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ۔

ترجمہ۔ (اور) جو لوگ منکر ہوگئے ماننے پیچھے اور پھر بڑھتے ہی چلے گئے حق پوشی اور انکار میں تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

تفسیر۔ لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۔ اِس آیت پر بہت بحثیں ہوئیں ہیں مگر میرے نزدیک اس کے

یہی معنے ہیں کہ وہ جو پہلے توبہ کی ہوئی تھی جب اسے توڑ دیا تو قبولیت کیسی؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۹۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ منکر ہو گئے اور وہ منکر ہی مر گئے تو ایسے کسی ایک کا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگر زمین بھر کر سونا بھی دیں معاوضہ میں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے ٹیس دینے والا عذاب ہے اور ان کا کوئی بھی حامی اور مددگار نہ ہوگا۔

تفسیر۔ وَ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ۔ ہدیہ تو قبول نہیں تھا مگر فدیہ بھی نہ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۴)

۹۳۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ کبھی تم نیکی (کے درجے) نہیں لے سکتے جب تک تم پیاری چیزیں خرچ نہ کرو اللہ کی رضا کے لئے اور تم کچھ بھی خرچ کرو بے شک اللہ اس کو بخوبی جانتا ہے۔

تفسیر۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ قرآن کریم سورہ بقرۃ میں جہاں پہلا رکوع شروع ہوتا ہے وہاں متقی کی نسبت فرمایا ہے وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے۔ پھر اسی سورۃ میں کئی جگہ اِنفاق فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی تاکیدیں آئی ہیں۔ ۵ رکوع میں اِس قدر بیان ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کیا وعظ کر سکتا ہے۔

اِنسان دُکھوں کے وقت تو اِنفاق پر مجبور ہوتا ہے مگر حقیقی دینا تو وہ دینا ہے جو خوشدلی سے دیا جاوے۔ یہود کی نسبت فرمایا ہے فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اٰل عمران: ۹۲) بے ایمان آدمی جب عذابوں اور دُکھوں کو دیکھے گا تو اس کا دل یہ چاہے گا کہ زمین کی گول کو بھر کر سونا دے دے مگر قبول نہ ہوگا۔

پس تم حقیقی نیکی کو نہیں پا سکو گے جب تک کہ تم مال سے خرچ نہ کرو۔ مِمَّا تُحِبُّوْنَ کے معنے میرے نزدیک مال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (العدیت:۹) انسان کو مال بہت پیارا ہے پس حقیقی نیکی پانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ ۔ جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ کو اس کا علم ہے۔ یعنی اسے مال کے لینے اور بڑھانے کا خوب علم ہے۔ پارہ سیقول رکوع ۱۶ میں آیا ہے مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ کون ہے جو اپنے مالوں کو عمدگی سے الگ کرے اور اللہ اسے بڑھائے۔ اس شخص کے لئے بہت بڑھاتا ہے۔ اللہ مال کو لیتا ہے اور اس کو بڑھاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۵)

۹۴۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔

ترجمہ۔ جو چیزیں کھانے کی ہیں وہ سب کی سب حلال تھیں بنی اسرائیل کو سوائے اس چیز کے جو حضرت اسرائیل نے اپنی جان پر (بطور نذر یا ضرورت کے) حرام کر لی تھی تورات نازل ہونے سے پہلے۔ تم کہہ دو لاؤ تو تورات اور اس کو پڑھو جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ دنیا میں جس قدر بے ایمانیاں، دھوکہ بازیاں ہوتی ہیں اور لوگ شراب، زنا، چوری، جھوٹ سے بھی دریغ نہیں کرتے یہ صرف مال کے لئے ہے اور

پھر اِس بارے میں کوئی نصیحت کرے تو اُلٹا اسی پر اعتراض جماتے ہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ وعظ کیا گیا کہ اِنفاق کرو اور یہود کو بھی ترغیب ہوئی تو وہ بجائے اس کے کہ اس نصیحت کو مانتے، کہنے لگے کہ تم تو حرام خور ہو۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ سب چیزیں جو ہم مسلمانوں کے کھانے میں آتی ہیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں۔ ہاں وہ جو اسرائیل نے اپنے مرض ریگن[1] کی وجہ سے ترک کر دیا تھا (یہ مَاحَرَّمَ کے معنے ہیں)۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ اور کُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ تورات کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ کُلُّ الطَّعَامِ کے یہ معنی نہیں کہ جو کچھ تورات میں حلال و حرام ہے وہی قرآن مجید میں موجود ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ تمام چیزیں جو ہم کھاتے ہیں یہ وہ ہیں جو بنی اسرائیل کے لئے بھی تورات کے نزول سے پہلے کی حلال تھیں۔ پس اگر ان چیزوں کا کھانا حرام خوری ہے تو یہ اعتراض ابراہیم، اسحٰق و یعقوب علیہم السلام پر بھی ہوسکتا ہے۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری کتابوں کا متبع نہیں ہوں۔ میں ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۵)

اب یہ اعتراض رہا کہ جس کو قرآن کے معانی بدوں کسی کتاب کے آتے ہیں اسے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ایسی تھی کہ ان کو قرآن کے فہم کے واسطے تو کسی کتاب کی ضرورت نہ تھی مگر تاہم قرآن کو کلامِ الٰہی اور جو کچھ قرآن کریم پیش کرتا ہے اس کی تصدیق کے واسطے پھر بھی اور کتاب کی تو ضرورت تھی اور خود قرآن بتلاتا ہے کہ اور کتاب کی ضرورت ہے۔

فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صداقت ثابت کرنے کے واسطے قرآن میں فرماتا ہے کہ ایک اور کتاب میں دیکھو۔ پھر لکھا ہے

[1] (یعنی رِیح۔ ناقل)

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ[1] (الاعراف:۱۵۸) فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[2] (اٰلِ عمران:۹۴)

......مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ گویا دو کتابوں کی ضرورت پڑی۔ اِس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیشگوئیوں وغیرہ اور اپنے دعاوی اور نیز قرآن کی تصدیق کے واسطے دوسری کتابوں کی ضرورت پڑتی رہی اور ادھر ہم کو بھی پڑی کیونکہ ہماری زبان عربی نہیں ہے۔

اِس لئے خوب یاد رکھو کہ قرآن تو اپنی ذات میں ایک کامل کتاب ہے مگر اس کے کمال کو جاننے کے لئے ہم اور کتابوں کے محتاج ہیں۔ کبھی لغت کے کبھی دوسرے علوم کی کتب کے۔ اگر کہو کہ اصولِ دین کو اس سے کیا تعلق ہے تو ہم کہتے ہیں قرآن شریف کی تصدیق کرنی بھی تو اصولِ دین ہے۔ کامل ذات خود کسی کی محتاج نہیں ہوا کرتی مگر دوسرے اس کو کامل جاننے کے واسطے محتاج ہوتے ہیں۔ دیکھو خدا اپنی ذات میں کامل ہے اور اس کو دلائل کی ضرورت نہیں مگر چونکہ ہم دلائل کے محتاج ہیں اِس لئے مصنوعات وغیرہ کے دلائل ہم کو دینے پڑے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲۵ مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴)

۹۶۔ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو تم مخلص ابراہیم کے طریق کی پیروی کرو اور وہ تو مشرکوں میں سے نہ تھا۔

تفسیر۔ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ تم بھی اسی دین کو قائم رکھو۔ افراط وتفریط سے بچنے والے ہو کر۔ حنیف کے یہی معنے ہیں۔ ایک طرف جھکا ہوا غلط معنے ہیں۔ احنف ٹیڑھے پاؤں والوں کو بطور دعا کہتے ہیں۔ حنیف وہ آدمی ہے جس میں کوئی کمی، نقص اور زیادتی نہ ہو۔ جو مُشرک ہوتا ہے وہ محبت میں افراط سے کام لیتا ہے۔ کبھی غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے، کبھی رکوع، کبھی اپنے محبوب کے لئے قربانیاں، کبھی غیر اللہ سے دعائیں مانگتا ہے، کبھی اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے۔ یہ محبت میں غلوّ ہے جو افراط

---

[1] لکھا ہوا اپنے پاس توریت میں۔ [2] اس کو پڑھو جب تم سچے ہو۔

کی راہ ہے۔اس میں خدا کے حق میں تفریط ہے۔

وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ مگر ابراہیمؑ میں یہ عیب نہ تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶،۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ ؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۵)

۹۷۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہ وادیٔ مکہ میں ہے بابرکت ہے اور سب کی رہنمائی کا مرکز ہے۔

تفسیر۔ مکّہ معظّمہ کی مسجد چونکہ ابوالحنفاء، شرک سے پورے بیزار ابراہیمؑ سے بلکہ اس سے بھی پہلے الٰہی عبادت کے لئے بنائی گئی اِس واسطے وہ بیت اللہ کہلائی۔ جیسے فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ پہلا گھر جو (خدا کی عبادت کے لئے) قوموں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے۔مبارک اور ہدایت ہے لوگوں کے لئے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن۔صفحہ ۱۹۷)

پھر عظیم الشّان ثبوت اِس بات کا کہ ابراہیمؑ کو کیوں مانیں؟ کیا تورات کو چھوڑ دیں؟ یہ ہے کہ سب سے پہلے خدا کی خالص توحید کے لئے جو گھر بنایا گیا ہے وہ وادیٔ مکہ میں ہے۔مکہ کہتے ہیں اس مقام کو جہاں لوگوں کا بڑا اژدہام ہو۔

مُبٰرَكًا ۔ برکت دیا گیا ہے۔ دیکھو یہیں وہ مبارک وجود تھا جو اہلِ اَرض کے لئے امان تھا۔ اِسی گھر میں ابوبکر و عمر و عثمان و علی پیدا ہوئے رضوان اللہ علیہم ۔اسی میں طلحہ و زبیر۔ چنانچہ خدا نے فرمایا۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ [1] (النور:۳۸)۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ [2] (النور:۳۷) اللہ نے اس کے گھر کے لوگوں کو بڑا بنانا چاہا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶،۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ ؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۵)

---

[1] وہ ایسے لوگ ہیں جن کو غافل نہیں کرتی ان کی سوداگری اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔

[2] (ابھی تو وہ نور) چند ہی (ان) گھروں میں روشن ہے جہاں اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کرے۔

۹۸۔ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اُس میں بہت سی کھلی کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کا مقام ہے اور فتنۂ دجّال سے امن میں آ گیا جو وہاں داخل ہوا۔ اور اللہ کا فرض ہے لوگوں پر کعبہ کا حج کرنا جس سے بن پڑے وہاں تک پہنچنا۔ اور جس نے حق چھپایا تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے سب جہان سے[۱]۔

تفسیر۔ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۔ پھر اس مکّہ کی اوّل تو یہ خصوصیّت ہے کہ اس میں ابراہیمؑ کی عبادت گاہ ہے یہودی، عیسائی اپنے متبوع کی کوئی جگہ پیش نہیں کر سکتے جو ان کے قبضہ میں ہو۔

دوسری آیت وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اور دوسری جگہ فرمایا وَ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (العنکبوت:۶۸) کے سارے جہاں میں افراتفری پڑی ہے پر مکہ میں نہیں۔

تیسری آیت وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ ۔ جو یہ نہیں سمجھتا وہ یہ پیشگوئی سن لے کہ حج بیت اللہ کا لوگوں میں رہے گا۔

وَمَنْ كَفَرَ ۔ اور جو باوجود ان دلائل کے کُفر کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶)

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (اٰل عمران:۹۸)

اور جو داخل ہوا مکہ میں ہوا امن پانے والا۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۳۴)

مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۔ یہود و نصاریٰ کے لئے عزّت کا مقام ہے۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۔ بہت بڑی پیشگوئی۔ دنیا میں سلطنتیں بدل جائیں مگر مکّہ کی حُرمت اور حج یوم القیامت تک قائم۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

مکہ معظّمہ تیسرا مظہر اسلام کا اِس دنیا میں ہے اور اس مکہ معظّمہ کی نسبت یہ ارشاد ہیں۔

---

[۱] یعنی منکر ذلیل و محتاج ہو جائیں گے۔ (ناشر)

اوّل۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ (پھر ان آیات بیّنات کا بیان کیا ہے جیسے فرمایا) مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ...... اوّل یہ کہ مکہ مقامِ ابراہیمؑ ہے۔ دوم اس میں داخل ہونے والوں کے لئے امن ہے۔ سوم اس کا حج کرنا لوگوں کے ذمّہ لگایا ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲،۳)

کل دنیا کی ترقی کا مدار قومی اِجتماع پر ہے۔ تمام مہذّب بلاد میں جب تہذیب شروع ہوئی اُس وقت بھی یہی کلب و انجمنیں بنیں۔ حضور علیہ السّلام کے دین میں اللہ تعالیٰ نے قومی اجتماع کے عجیب و غریب سامان تجویز فرمائے اور ایسے رُوحانی محرّک اُن میں رکھے جس کے باعث ان انجمنوں کے برہم ہونے کا خطرہ نہ رہا۔

اہل محلہ کے روزانہ اجتماع کے لئے پانچ وقت کی جماعت کو واجب کیا۔ رات کو سب لوگ اپنے گھروں میں سوتے ہیں۔ شبینہ واقعات میں اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو علی الصّباح نمازِ فجر کی جماعت میں یہ امر حاصل ہے۔ اَب بازار کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ مختلف معاملاتِ خارجیہ پیش آئے تو دوپہر کے بعد جماعت کا وقت آ گیا۔ عصر روزانہ اوقات کا اختتام ہے اور ابھی اہل تجارت و حرفہ غالب عمرانات میں گھر نہیں پہنچے۔ عین اس وقت کے معاملات پر اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو عصر کی جماعت کا عمدہ موقع ہے۔ شام کو گھر پہنچے وہاں کے نئے معاملات جو غیبوبت میں ہوئے اگر باعثِ اجتماع ہیں تو جماعت نمازِ شام اس کے لئے موزوں ہے۔ ۹، ۱۰ بجے رات کو الگ الگ ہونے کا وقت آ گیا۔ مناسب ہے سب آپس میں الوداعی رخصت کر لیں اور یہی عشاء کا وقت ہے۔ اِس روزانہ پانچ وقت کے اجتماع میں اگر تمام اہلِ بلاد کو تکلیف دی جاوے تو ایک قسم کی تکلیف مالا یطاق ہے اس لئے تمام شہر کے اہلِ اسلام کے واسطے ہفتے میں ایک دن جمعے کا اس اجتماع کے لئے تجویز ہوا۔ لاکن اِس اجتماع کے لئے حفظِ صحت کے سامان کے واسطے نہانا، کپڑے بدلنا، صفائی ایک ضروری امر تھا۔ بنا براں اس کا وقت قریب نصف النّہار تجویز کیا گیا اور اس میں موسیٰؑ والی تشدید کہ سبت میں کام کرنے والے کو جلا دیا

جائے عالمگیر مذہب میں جس کا نام اسلام ہے مناسب نہ سمجھی۔ زیادہ دیر تک اجتماع کو مُخِلِّ صحت خیال کر کے اصل نماز سے اِس نماز کو نصف کر دیا گیا اور ایک خطیب (اسپیکر) کو حکم دیا گیا کہ ضروریات پر کھڑے ہو کر لیکچر دے اور بعد ختم نماز جمعہ کے حکم ہے چلے جاؤ اور مُنتشر ہو جاؤ قصبات اور دیہات کے اجتماع کے لئے عید کی نماز تجویز ہوئی۔ چونکہ یہ جلسہ بھاری اور سال میں کُل دو دفعہ ہوتا تھا اور اس میں لوگوں کی کثرت تھی اِس لئے تبدیل لباس اور عطر و خوشبو لگانا جیسے جمعے میں حکم تھا اِس میں بھی رہا اور زیادہ تر اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا۔ عید کا جلسہ شہر سے باہر میدان میں ہو تا کہ فریش ایئر (تازہ ہوا) کی روک نہ رہے۔ چونکہ میدان محلِ انجمن ٹھہرا اور غالب عمرانات میں دھوپ کا خوف ہوا اِس لئے ابتدائے روز عید کا وقت ٹھہرایا گیا۔

عید میں رُوحانی محرک دو رکعت کی نماز ہے اور بعد نماز کے ضروری ضروری باتوں پر لیکچر ہے (جسے خطبہ کہتے ہیں)۔

تمام قوموں میں میلوں کا رواج ہے اور میلوں کا ہونا عمدہ مصالح دُنیوی پر مبنی ہے۔ کل مذاہب اور تمام اقوام کے میلے خالص توحید سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ کہیں غیر اللہ کی پرستش ہے کہیں صرف دُنیوی خیال ہے جو فانی اور غیر باقی ہے۔ اُن کو عظمتِ الٰہی سے کچھ سروکار نہیں۔

اسلامی میلہ عید کا دنیا کے میلوں سے رُوحانیّت میں بڑھا ہوا ہے۔ اب تمام اہل اسلام کے اجتماع کے لئے صدر مقام کی ضرورت تھی تا کہ مختلف بلاد کے بھائی اور اسلامی رشتے کے سلسلے میں یکتا باہم مل جاویں مگر ایسے اجتماع کے لئے اوّل تو کل اہلِ اسلام کا اکٹھا ہونا اور امیر وفقیر کا جانا محال تھا۔ علاوہ بریں فقراء اور محتاجوں کے جانے میں کوئی بڑے فائدے مترتّب ہونے کی امید بھی نہیں ہوسکتی تھی اِس لئے حکم ہوا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا[1] اور یہ بھی ہے کہ امراء کے حق میں عیش اور کبر ہی مُہلک امراض اور ترقی کے دشمن ہیں۔ دُور و دراز کا سفر کرنا، احباب اور اقارب کو چھوڑنا، سردی اور گرمی کی برداشت کرنا، مختلف بلاد کے علوم اور فنون اور اقسام مذاہب اور عادات پر واقف ہونا سُستی اور نفس پروری کا خوب استیصال کرتا ہے۔

---

[1] اور واسطے اللہ کے لوگوں پر ہے حج کرنا اس گھر کا جو پا سکے طرف اس کے راہ۔

حج کے اعمال کبرو بڑائی کے سخت دشمن ہیں۔ زیب وزینت کوترک کرنا، غرباء کے ساتھ ننگے سر کوسوں چلنا، دنیاداروں، مستوں، عیّاشوں کوکیسی کیسی ہمّت بڑھانے کا موجب ہے۔ غرض حج کیا ہے۔ اسلامیوں کوتجربہ کار اور ہوشیار بنانا ہے۔

بے ریب ایک ملک کے فوائدکودوسرے ملک تک پہنچانے میں جیسی طاقت دولتمند رکھ سکتے ہیں ویسی علی العموم غریب لوگ نہیں رکھ سکتے۔ ایسے صدر مقام کے لئے کونسا مکان تجویز ہوتا۔ پس مکہ معظّمہ سے کوئی مکان بہتر نہ تھا کیونکہ اوّل تو وہ مقام مبدأ اسلام تھا۔ دومؔ اس میں ایسے لوگوں کی یادگاری تھی جن کی سعی اورکوشش سے سخت سے سخت بُت پرستی کا دنیا سے استیصال ہوا اور خالص الٰہی توحید قائم ہوئی۔

تمام مساعیٔ جمیلہ اشاعتِ اسلام کے جن لوگوں سے سرزد ہوئے ان کا اصل مولد وہی شہر تھا اگر کوئی چیز یادگار جوش دلانے والی دنیا میں ہوسکتی ہےتو مکے سے بہتر کوئی بھی نہیں۔ اِلّا امراء کے ساتھ جن پر حج فرض ہے ممکن بلکہ ضرور تھا کہ ان کے نوکر چاکر بھی حج کرنے کو ساتھ جاویں اور کچھ لوگ غرباء میں سے عشق کے مجبور کئے ہوئے بھی وہاں پہنچیں۔ اِس لئے اِسلام نے بغرض کمال اتحاد اہلِ اسلام تجویز فرمایا کہ سب لوگ سادہ دو چادروں پر اکتفاء کر کے امیر وغریب یکساں سر سے ننگے، کُرتے سے الگ، سادہ وضع پر ظاہر ہوں تاکہ ان کی یکتائی اور اِتحاد کامل درجے پر پہنچے۔

ا۔ اس حالت کا نام اِحرام ہے۔ کچھ عقلی حُسن اس کا سن چکے ہو کچھ اور سن لو۔ زیب وزینت کی پہلی سیڑھی حجامت بنوانا بال کٹوانا ہے اور اس کی ان ایّام میں ممانعت ہے جو وضع کے پابندوں کو محال نظر آتی ہے اور کتبِ مقدّسہ میں اس طرز کی نظیر موجود ہے۔

’’نذیر کے سر پر اُسترا نہ پھیرا جائے جب تک وے دن جن میں اُس نے اپنے آپ کو خداوند کے لئے نذر کیا ہے۔ گزر نہ جاویں۔ سر کے بال بڑھنے دے۔‘‘ (گنتی ۶ باب ۵)

۲۔ پھر اس مسجد میں جس کے وجود اور جس کی عظمت کا عنقریب ہم ثبوت دیں گے ابراہیمی عبادت کی طرح پر ایک عبادت ہے جسے طواف کہتے ہیں۔ پروانہ وار چند بار الٰہی مسجد کے گرد گھومنا

اس طواف کا ثبوت اگر دیکھنا ہو زبور ۲۶ کو دیکھو۔

۳۔ پھر صفا اور مروہ کے درمیان بیادگار اُمِّ اسمٰعیل ہاجرہ علیہا السّلام چلنا۔ ہاجرہؑ کو جب ابراہیمؑ نے یہاں چھوڑا تو انہوں نے ابراہیمؑ سے پوچھا تُو ہمیں کس کے سپرد کرتا ہے۔ تو ابراہیمؑ نے فرمایا خدا کے سپرد اور اُسی کے حکم سے۔ تب ہاجرہؑ نے کہا جاؤ وہ اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہ کرے گا۔ آخر پیاس کی شدّت میں، پانی کی جستجو میں جب یہاں دوڑیں تو خدا نے زمزم سے ان کی امداد کی۔ اس قسم کی یادگاریں اولادِ ابراہیمؑ میں مروّج تھیں۔ دیکھو پیدائش ۳۵ باب ۱۵۔ بلکہ یشوع نے بارہ پتھر جن کا ذکر یشوع ۴ باب میں ہے دریا سے صرف یادگار کے لئے اُٹھائے اور دریا کے باہر لا کر رکھے۔ پولا ہلانے کی رسم جس کا ذکر احبار ۲۳ باب ۱۰ میں عیسائی مانتے ہیں مسیحؑ کے جی اُٹھنے کی یادگار ہے۔

۴۔ پھر عرفات کے میدان میں جانا ایک ضروری فعل حج کا ہے جہاں نہ کوئی پتھر، نہ کوئی درخت صرف الٰہی یاد ہے اور اسی سے دعا۔ دیکھو موسیٰؑ بھی فرعون کو کہتے ہیں۔ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وے بیابان میں میرے لئے عید کریں۔

۵۔ پھر حلق (یعنی سر منڈوانا۔ مرتّب) ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ بہت دنوں سر کھلا رہا۔ گرد و غبار پڑا۔ عام لوگوں کو سامان سر دھونے کا اس سے بہتر کیا ہے کہ سر منڈا دیں یا بالوں کو کٹوائیں۔ حلق کا رواج اور اس کا ثبوت مقدّسہ کتب میں موجود ہے۔ (دیکھو ایوب ۱ باب ۲۰)۔ نذیر جماعت کے خیمے کے دروازے پر سر کی منت منڈاوے۔ گنتی ۶ باب ۱۸ بلکہ احبار ۱۴ باب ۹ میں تو چارا برو کا صفایا مندرج ہے۔ متی ۸ باب ۴ میں اس کا جواز اور ان رسوم کا اتّباع دیکھ لو۔

قربانی۔ نذیر کے پاس اگر کوئی ناگہاں مر جاوے تو ایسی قمریاں یا کبوتر ایک خطا کی قربانی اور ایک سوختنی قربانی گذرانے اور نذیر قربانی بے عیب یک سالہ برّہ ایک خطا کی قربانی۔ دوسرا سوختنی قربانی کے لئے اور فطیری روٹی چپڑی ہوئی اور مہدی۔ میدے کے کلچے تیل سے چپڑے ہوئے کاہن کو دے۔ گنتی ۶ باب ۱۰ اور دیکھو پیدائش ۸ باب ۲۰ و ۱۲ باب ۸۔

کثرتِ قربانی۔ ۲ تاریخ ۷ باب ۵۔ ۱۔ سلاطین ۸ باب ۵ میں دیکھنے کے قابل ہے۔ ہاں اِتنی

بات رہ گئی۔مقدّسہ کتب میں اجتماع کے لئے ترئی اور ناقوس کی ابدی رسم ہے۔اِسلام نے اس کے بدلے کہیں اذان کے لطیف کلمات اور حج میں۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ۔[1]

توجّہ اِلی القِبلۃ۔[2] سچ ہے شک نہیں۔سجدہ پرلے درجے کا عجز اور نیاز ہے۔یہ عمدہ فعل ضرور ہے کسی طرف واقع ہو اور کوئی طرف ہو اس میں مخلوق کا ہونا ضروری ہے اس لئے شارع نے خود ایک جہت مقرر کر دی جس میں کئی فائدے ہیں۔

اوّل۔یہ اشارہ کہ سب کو چاہیے ایک دل ہو کر معبودِ حقیقی کی عبادت کریں۔

دومؔ۔ اہلِ اسلام اور منافقین میں ما بہ الامتیاز ہو۔اِسی واسطے مکّے میں آپ بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور مدینے میں جب تشریف لائے تو بعد چند مدّت کے مکے کی طرف توجہ فرمائی۔قرآن خود اس سِرّ اور بھید سے آگاہ کرتا ہے جہاں فرماتا ہے۔

۳۔ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ[3] (البقرۃ:۱۴۴)

سومؔ ۔ جماعت کے اِنتظام میں خلل نہ ہو اور تمام دنیا کے اہلِ اسلام یک جہت رہیں۔

چہارمؔ۔ قبلے کی طرف مُنہ کرنا۔ملّتِ ابراہیمی کا نشان اور ان کی اولاد کا معمول ہے۔ دیکھو یشوع اور سارے اسرائیلی بزرگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے اور خداوند کے عہد کے صندوق کے آگے شام تک اوندھے پڑے رہے۔یشوع ۷ باب ۶۔ا۔سلاطین ۸ باب ۲۸۔۴۸۔

---

[1] حاضر ہوں اے میرے خدا حاضر ہوں۔تیرا کوئی شریک نہیں ہے حاضر ہوں۔بے شک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی لئے ہے۔تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ [2] قبلے کی طرف منہ پھیرو۔[3] اور نہیں کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو تھا مگر اس لئے کہ ظاہر ہو جاوے کہ کون رسول کے تابع ہے اس سے جو پھر جاتا ہے ایڑی پر۔

ترکیب آنے کی مقدس میں احبار ۱۶ باب ۔ ملاکی ۳ باب ۱۴۔ اور تیرے آگے سجدہ کریں گے۔ وے تیرے آگے منّت کریں گے اور کہیں گے۔ یقیناً خدا تجھ میں ہے۔ یسعیاہ ۴۵ باب ۱۴۔ دعا بیت اللہ میں مقبول ہے۔ ۲۔ تاریخ ۷ باب ۱۵۔

دانیال اپنی کوٹھری کا دریچہ جو یروشلم کی طرف تھا کھول کر دن میں تین دفعہ گھٹنے ٹیک کر اور داؤد بیت ایل کی طرف خدا کے حضور دعا اور شکر گزاری کرتے رہے۔ دانیال ۶ باب ۱۰۔ زبور ۹۹۔ ۹ اور زبور ۱۳۸۔ ۲۔

حجرِ اَسود کیا ہے؟ ایک بِن گھڑا پتھر ہے۔ چونکہ گھڑے ہوئے پتھروں کی عبادت ہوتی تھی اِس واسطے ابراہیمؑ اور ان کی اولاد نے یادگار یا نشان کے لئے بِن گھڑے پتھر رکھے تھے۔ پیدائش ۲۸ باب ۱۸۔ یعقوبؑ نے پتھر کھڑا کیا اور اس پر تیل ڈالا اور پیدائش ۳۵ باب ۱۴ اور یشوع ۴ باب ۵،۶۔ ہر ایک تم میں سے بنی اسرائیل کے فرقوں کے مطابق ایک ایک پتھر اپنے کاندھے پر رکھے تو کہ تمہارے درمیان نشان ہو۔ پادری اِن باتوں سے انکار نہیں کر سکتے۔

پُرانے زمانے میں کیا اِس زمانے میں بھی تصویری زبان کا رواج ہے۔ اکثر آریہ وَرت کے قصص تصویری زبان میں ہیں اور کئی اخباروں میں تصویری زبان معمول ہے۔ سکندر اور دارا کے قصّے میں تصویری زبان کی گفتگو مشہور ہے۔ عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یشوع کے بارہ پتھر بارہ حواریوں کا اشارہ جانتے ہیں۔ یہودی قربانیاں مسیح برّے کی پھانسی بتاتے ہیں بلکہ ختنہ بھی عیسٰیؑ بن مریمؑ کے قتل کا نشان کہتے ہیں۔ پولا ہلانا جس کی نسبت احبار ۲۳ باب ۱۰ میں حکم ہے مسیحؑ کا جی اُٹھنا بیان کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں متی ۲۱ باب ۳۳۔ ۴۲ میں لکھا ہے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے آباد کیا۔ ایک باغ کا مہتمم بنایا (ایک شرع کا) مگر انہوں نے نافرمانی کی یہاں تک کہ اپنے آخری صلح کار (اکلوتے بیٹے) کو مار ڈالا اِس لئے خدا ان کو سزا دے گا۔ کونے کے پتّھر سے جسے معماروں نے ناپسند کیا۔ یہی مضمون یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶ میں ہے اور دانیال ۲ باب ۳۴ میں ہے۔ یہود غیر قوموں کو بھی پتّھر کہتے

تھے اور ہمیشہ بنی اسمٰعیل کو یہ معمارِ قوم حقیر جانتے تھے اِلاّ عرب میں قدیم سے اسی لئے کہ وہ اَن پڑھ قوم تھی تصویری زبان میں بطور پیشین گوئی اور بشارات کے یہ یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶ اور متی ۲۱ باب ۴۲ اور دانیال ۲ باب ۳۴ والا کلام مکّے میں اِس طرح سے تحریر ہوا کہ بیت اللہ کے کونے پر ایک بِن گھڑا پتّھر نصب کیا گیا جس کے ساتھ یہ بات کی جاتی تھی کہ اسے صرف ہاتھ لگاتے جو بیعت اور اقرار کا نشان ہے۔ مطلب یہ کہ اس پاک شہر میں وہ کونے کا پتھر ہوگا جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضرور ہے۔ جوکوئی اس پر گرے گا چُور ہوگا جس پر یہ گرا اُسے پیس ڈالے گا۔ حسبِ بیان دانیال ۲ باب۔ بابل کا حال دیکھ لو۔

نادان کہتے ہیں مسلمان پتّھر کی پرستش کرتے ہیں۔ آریہ اور عیسائی بتائیں عبادت کسے کہتے ہیں۔ عبادت میں اُستُتِی، حمد اور تعریف، پرارتھنا یعنی دعا اور اُپاشنا یعنی دھیان ضرور ہے۔ بتائیں مسلمان کب اس پتھر کی تعریف اور اس سے دعا اور اس کا دھیان کرتے ہیں۔ اسلامی کسی عبادت میں اس پتھر کا ذکر بھی نہیں بلکہ عباداتِ اسلامیہ میں تو مکے کا ذکر بھی نہیں۔ اس کی عبادت کیا ہوگی؟ اگر اس کو ہاتھ لگانا یا چُومنا عبادت ہے تو سب لوگ بیاہی ہوئی عورتوں کے عابد اور خدا کو سجدہ کرنے والے زمین کے پجاری ہوں گے۔ بات یہ ہے کہ مقدّس مقام میں تصویری زبان کے اندر یہ گفتگو ہے کہ نبوّت کی پاک محل سرا میں کونے کا پتھر یہاں مکّے سے نکلے گا بلکہ مسیحؑ نے متی ۲۱ باب ۳۳ میں خود کہا ہے کہ یہ تمثیل ہے۔ انتہٰی۔

نفسِ وجودِ کعبہ اور بیت اللہ کا ثبوت

پیدائش ۱۲ باب ۶۔۹۔ ابراہیمؑ نے خداوند کے لئے کنعان میں ایک قربان گاہ بنائی اور وہاں سے روانہ ہو کے اُس نے بیت ایل کے پورب ایک پہاڑ کے پائیں اپنا ڈیرہ کھڑا کیا۔ بیت ایل اس کے پچھّم اور عی اس کے پورب تھا اور وہاں اس نے خدا کے لئے ایک قربان گاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا اور ابرام رفتہ رفتہ دکھن کی طرف گیا یہاں جس بیت ایل کا تذکرہ ہے وہ ضرور مکّہ ہی ہے کیونکہ کنعان عرب کے حدود میں ہے اور لکھا ہے قربان گاہ بنا کے جب روانہ ہوا پھر ایک جگہ ڈیرا

لگایا اور وہاں دوسرا قربان گاہ بنایا اور اس کے پچھّم ایک بیت ایل کا بیان کیا جو بیت ایل سمندری ہے۔ یم سمندر کو کہتے ہیں اور وہاں لفظ بیت ایل یم ہے اور نیز آخر میں کہا ہے ابرام رفتہ رفتہ دکھن پہنچا اور مسیحؑ فرماتے ہیں کہ دکھن کی ملکہ شہر سبا کی شہزادی تھی جو سلیمانؑ کے پاس آئی اور صاف ظاہر ہے کہ بیت اللہ جسے مکہ کہتے ہیں کنعان سے دکھن کی طرف واقع ہے۔ علاوہ بریں پیدائش ۱۳ باب ۳ میں ابرام کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دکھن کی طرف چلا اور سفر کرتا دکھن سے بیت ایل میں پہنچا۔ اور تراجم موجودہ میں جو فقرہ اس کے بعد لکھا ہے وہ توریت کا فقرہ نہیں اور قومی روایات، ملکی تواتر، رسومات کا توافق، ابراہیمی عبادات سے ختنے کی رسم، قربانی وغیرہ مناسک میں اتحاد، تمام اقوامِ عرب کا اِس بات پر نسلاً بعد نسلٍ اتفاق صاف گواہی دیتا ہے کہ ابراہیمؑ کو اس مسجد سے تعلق ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں۔

پھر کوئی امر قانونِ قدرت میں اور کوئی ضروری اور بدیہی علم ہمیں اس اعتقاد سے پھرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

یسعیاہ ۶۰ باب ۶۔ اونٹنیاں کثرت سے تجھے آ کے چھپالیں گی۔ مدیان اور عیفہ کی جوان اونٹنیاں وے سب جو سبا کے ہیں آویں گے۔ ۷۔ قیدار (پسر اسمٰعیل) کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبیط (پسر اسمٰعیل) کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جاویں گے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔ یہ کون ہیں جو بدلی کی طرح اُڑتے آتے ہیں اور کبوتر کے مانند اپنی کابک کی طرف۔ یقیناً بحری ممالک تیری راہ تکیں گے اور ترسیس کے جہاز پہلے آویں گے۔ ۱۰۔ اجنبیوں کے بیٹے بھی تیری دیوار اُٹھائیں گے اور ان کے بادشاہ تیری خدمت گذاری کریں گے۔ اگرچہ میں نے اپنے قہر سے تجھے مارا پر اپنی مہربانیوں سے تجھ پر رحم کروں گا اور تیری پھاٹکیں نت کھلی رہیں گی۔ وے دن رات کبھی بند نہ ہوں گی۔

۱۴۔ ہاں وہ سب جنہوں نے تیری تحقیر کی تیرے پاؤں پڑیں گے اور وہ خدا کا شہر اسرائیل کے

قدّوس کا صیہوں (سنگلاخ زمین) تیرا نام رکھیں گے اس کے بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی۔ اِلٰی اٰخرہٖ۔

یسعیاہ ۵۴ باب ۱۔ اری بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی (مکّے اور قومِ قریش میں کوئی نبی اور رسول نہ ہوا اِس لئے اُسے بانجھ کہا) خوشی سے للکار تو جو حاملہ نہ ہوتی تھی وجد کرے گا اور خوشی سے چِلّا کیونکہ خداوند فرماتا ہے بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہیں۔ (اہل اسلام یہود سے زیادہ ہیں اور عیسائی مجوس اور موجود یروشلم سے الگ ہو بیٹھے ہیں وہ ظاہری یروشلم کی اولاد ہی نہیں) اپنے خیمے کو بڑھا دے۔ ہاں مسکن کے پردے پھیلا۔ دریغ مت کر۔ اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر اِس لئے کہ تو داہنی اور بائیں طرف بڑھے گی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور اُجاڑ شہروں کو بسا دے گی۔ مت ڈر کہ تُو پھر پشیمان نہ ہوگی۔ تُو مت گھبرا کہ تُو پھر رُسوا نہ ہوگی۔ تُو اپنی جوانی کے ننگ بھول جائے گی اور اپنی بیوگی کی عار پھر نہ یاد کرے گی کیونکہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے۔ اس کا نام ربّ الافواج ہے اور تیرا نجات دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ ساری زمین کا خدا کہلائے گا کیونکہ تیرا خدا کہتا ہے خداوند نے تجھے جو طلاق کی ہوئی اور دِل آزردہ عورت سے ہے اور جوانی میں کی ایک جورو کے مانند جو روکی گئی ہو۔ پھر بلایا ہے۔ لاکن اب میں بہت سی مہربانیوں کے ساتھ تجھے سمیٹ لوں گا۔ شدّتِ قہر کے حال میں مَیں نے اپنا مُونہہ تجھ سے ایک لحظہ چھپایا۔ پر اب میں ابدی عنایت سے تجھ پر رحم کروں گا۔ خداوند تیرا بچانے والا یوں فرماتا ہے میرے آگے یہ نوحؑ کے پانی کا سا معاملہ ہے جس طرح میں نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر نوحؑ کا طوفان کبھی نہ آوے گا اسی طرح اب میں نے قسم کھائی کہ میں تجھ سے پھر کبھی آزردہ نہ ہوں گا۔ غرض یسعیاہ ۵۴ باب میں دُور تک یہ مضمون ہے یسعیاہ ۶۰۔ اٹھ روشن ہو۔ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا۔ دیکھ تاریکی زمین پر چھا گئی اور تیری قوموں پر بھی تاریکی نے اثر کیا۔ لاکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا اور قومیں اور بڑے بادشاہ تیری روشنی اور تیرے طلوع کی تجلّی میں چلیں گے۔ انتہٰی مختصراً۔

ہم یقینی طور پر کہتے ہیں یہ سب مکّے کی تعریف ہے۔ اگر نہیں تو بتاؤ مدیان اور عیفہ اور سبا کی اونٹنیاں کہاں جمع ہوتی ہیں۔ قیدار کی بھیڑیں اور نبیط کے مینڈھے کس مذبح پر چڑھائے جاتے ہیں۔ عبری میں جس چیز کی زیادہ تعریف کرنا مطلوب ہوتا ہے اسے ملکہ اور عورت کر کے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر انکار ہے تو دیکھو حزقیل ۱۶ باب الیٰ اٰخرہٖ۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۴۲ تا ۳۴۳)

خدا تعالیٰ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اٰل عمران:۹۸) ہے اس کا کسی کے ساتھ رشتہ نہیں۔ وہ کسی خاندان، ملک یا آدمی کو بڑا بناتا ہے جب وہ بدیوں پر اتر آتے ہیں تو ایک آن میں ہلاک کر دیتا ہے۔ بغداد میں چودہ لاکھ اندر اور چار لاکھ باہر اٹھارہ لاکھ آدمی قتل کیا گیا تھا۔

(بدر جلد ۱۴ نمبر ۴ مورخہ ۷/اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

۱۰۰۔ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو اے اہل کتاب! تم کیوں اللہ کے راستے سے روکتے ہو ایمان داروں کو چاہتے ہو اس راہ کو ٹیڑھے رہ کر حالانکہ تم خود خبردار ہو اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔

تفسیر۔ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کے معنوں میں مَیں نے بہت غور کیا ہے۔ بہت لوگ اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ عیب جوئی کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ میں نے ایسی عادت والوں کو دیکھا ہے کہ وہ مرتے نہیں جب تک اسی گناہ میں گرفتار نہ ہولیں جس کے لئے وہ دوسرے کی تحقیر کرتے ہیں اور لوگوں میں شور و فساد ڈالتے ہیں۔ اِسلام ایک سیدھا اور سادہ مذہب ہے مگر تَبْغُوْنَهَا یہ لوگ چاہتے ہیں اس کے لئے عِوَجًا کہ کوئی عیب نکل آئے اور ایک معنے یہ ہیں کہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام میں رہیں یعنی اللہ کی راہ پر قائم رہیں اور پھر اسی طرح ٹیڑھے کے ٹیڑھے بھی رہیں۔ حقیقی تبدیلی کو پیدا نہیں کرتے۔ کیسا افسوس کا مقام ہے۔

ایک طرف اللہ کو راضی کرنے کا ارادہ ہے دوسری طرف عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتے رہنا بہت

ہی خطرناک راہ ہے۔ مومنوں کی تعریف میں فرمایا ہے یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ[1] (اٰل عمران:۱۹۲) اب جو بجائے ذکر اللہ کے مخلوق کے عیب بیان کرتا پھرے وہ مومن کیسا ہوا اور پھر اپنی غلطی پر اَڑ جانا اور یہ سمجھنا کہ ہم نے خدا سے کوئی وعدہ لے لیا ہے اور بھی برا ہے۔ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ دیکھنا اور دوسروں کی آنکھ کے تنکے کو گھنوَنی نظر سے دیکھنا اچھا نتیجہ نہیں رکھتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶)

۱۰۱۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! اگر تم کہا مانو گے پادریوں کے گروہ کا تو وہ تم کو تمہارے ایمان کے بعد پلٹا دیں گے کافر۔

تفسیر۔ اِنْ تُطِیْعُوْا۔ یعنی جیسے یہود وغیرہ چاہتے تھے کہ اسلام، صاحبِ اسلام، اصحابِ اسلام کے اندر عیب تلاش کریں اور خود کتنے عیب دار ہوں مگر دوسروں کی معمولی خطا کو بھی گرفت کرنے سے نہ رہیں۔ اِسی طرزِ عمل پر اگر تم چلو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔

یوں تو کوئی ایسا مسلمان نہیں ہوتا جو یہودیوں کا فرمانبردار بن جائے۔ پس تُطِیْعُوْا کے معنے یہی ہیں کہ ان کے طرزِ عمل پر چلو گے۔ جیسے وہ عیب چینی کرتے پھرتے ہیں ایسے ہی تم کرتے رہو گے۔ تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶)

۱۰۳۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! اللہ کو بخوبی سپر بناؤ اور اس کی نافرمانی سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت اس مسلمانی طریقے کے سوا کسی اور طریقے پر نہ ہو۔

تفسیر۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ۔ مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ تقویٰ کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے اور اس کے پہلوؤں

---

[1] کھڑے اور بیٹھے اور پڑے پڑے کروٹوں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

سے انسان کس طرح آ گاہ ہوسکتا ہے۔ اِس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوٰی کا حکم دیتا ہے کہ حقِ تقوٰی ادا کرو۔ تقوٰی کہتے ہیں اِس بات کو جس سے انسان دُکھوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے۔ عربی زبان میں اس کا نام تقوٰی رکھا ہے۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اٰل عمران: ۱۰۳)

ایمان والو، متقی بن جاؤ اور جو تقوٰی کا حق ہے وہ ادا کرو اور نہ مریو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ گویا تم موت کو کہہ دو کہ آ جب تیری مرضی ہے تُو ہم کو مسلمان پائے گی۔

موت کا کسی کو کیا علم ہے کہ کب آ جائے گی اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم کامل فرمانبردار ہو۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے جو کبھی طے نہیں ہوسکتا۔ جب تک ہر گھڑی انسان موت کے لئے تیار اور فرمانبردار نہ ہو۔

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۲۲، ۲۳ مؤرخہ ۲۱و۲۸؍جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۶)

''اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ'' (اٰل عمران: ۱۰۳) قیل منسوخة بقوله ''فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ'' (التغابن: ۱۷) وقیل لابل محکمة۔ فوز الکبیر میں ہے حق تقاته کا حکم شرک اور کفر اور اعتقادی مسائل میں ہے اور ما استطعتم کا حکم اعمال میں ہے مثلاً جو کوئی وضو نہ کر سکے تیمم کر لے۔ جو کوئی کھڑا نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھ لے اور یہ توجیہ سیاق آیت سے ظاہر ہے۔

(ردّ نسخ۔ تصانیف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷۳)

يَا۔ اے۔ اَيُّهَا۔ سن لو۔ تمہیں کو سناتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے۔

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ۔ بیٹا اپنے باپ کا کہا مانتا ہے۔ شاگرد اپنے استاد کا۔ محکوم اپنے حاکم کا۔ دوست اپنے دوست کا اور یہ سب تعلیم کسی فائدہ کے حصول پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا حکم بھی مان لو تا تم فلاحِ دارین پاؤ۔ وہ حکم کیا ہے؟ تقوٰی اختیار کرو اپنا سارا زور لگا کر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶)

تنہائی میں بیٹھ کر اگر ایک شخص کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ایسا مکان ہو، ایسا لباس

ہو، ایسا بسترہ ہو، ایسے ایسے عیش وعشرت کے سامان موجود ہوں، اس اس طرح کے خوشکن اسباب میسر آجاویں تو اس کی موت مسلمان کی موت نہیں ہوسکتی ۔مومن اور مسلمان انسان کی تو ایسی حالت ہوجانی چاہئے کہ مرتے وقت کوئی غم اور اندیشہ نہ ہو۔اسی واسطے فرمایا لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اٰل عمران: ۱۰۳) یعنی فرمانبردار ہوکر مریو۔کس کو خبر ہے کہ موت کے وقت اس کی ہوش بھی قائم ہوگی یا نہیں۔کئی مرنے کے وقت خراٹے لیتے ہیں۔دہی بلونے کی طرح آواز نکالتے ہیں اور طرح طرح کے سانس لیتے ہیں۔کئی کتے کی طرح ہاہا کرتے ہیں۔جب یہ حال ہے اور دوسری طرف خدا بھی کہتا ہے کہ مسلمان ہوکر مریو ، ایسے ہی رسول نے بھی کہا۔تو یہ کس کے اختیار میں ہے جو ایسی موت مرے جو مسلمان کی موت ہو، گھبراہٹ کی موت نہ ہو۔اس کا ایک سرّ ہے کہ جب انسان سکھ میں اور عیش وعشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں۔کوئی مصیبت نہیں ہوتی ۔اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے حظّ نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے۔ پر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے۔اگر وہ اس وقت مرے گا جب کہ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (القارعة:۷) یعنی جب اس کی ترازو زور والی ہوگی تو وہ بامراد ہوگا اور مسلمان کی موت مرے گا۔ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں؟ دوسری کہتی ہے دس خاں میں کون ہوں؟ تیسری پوچھتی ہے دسو خاں جی میں کون ہاں اور اسی میں اس کی جان نکل جاتی ہے۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۳۱ ؍اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔اب موت کا وقت تو معلوم نہیں۔بعض وقت انسان سوتا سوتا ہی مرجاتا ہے اور مسلمان بننے کا موقع نہیں ملتا اِس لئے آج سے ہی تیاری کرلو اور ہر وقت یہی سمجھو کہ موت قریب ہے تا تمہارا اِنتقال بحالتِ اسلام ہو۔انسان جب کوئی نیکی شروع کرتا ہے تو ہر نیکی کا قول یا فعل یا عمل دوسرے نیک قول یا فعل یا عمل کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔گو یا ایک نیکی دوسری نیکی کے

لئے بمنزلہ زنجیر کی کڑی کے ہے۔ پس تقوٰی اختیار کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہی مرو گے۔تقوٰی کی بہت سی راہیں ہیں ایک ان میں سے یہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶،۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ /جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶)

یہاں اسلامی شریعت نے تقویٰ کے معنی بتلائے ہیں۔تقویٰ کی جڑ، شاخوں اور اس کی روکوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں میں نے اس پہلی زیر نظر آیت کے لفظ تقویٰ کی تفسیر کے واسطے یہ دوسری آیت پڑھی ہے۔ لٰکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ تمہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب نتیجہ مدنظر ہوتا ہے تو انسان اس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے۔ پس پہلے مجھے بھی یہ پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہیں پس مختصراً بتلا دیتا ہوں۔

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلادو کہ تقویٰ کیا چیز ہے۔مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کرسکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جب تک ہمیں یہ علم نہ ہو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں۔

ہر ایک انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں۔ جب یہ خواہش موجود ہے تو ایک بیمار جو بہت طبیبوں کا علاج کر چکا ہے مفلس ہوگیا ہے۔گھر والوں کو دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ پر جب وہ ہر طرف سے تھک کر میری طرف آتا ہے تو اخراجات کثیر کا زیر بار ہوکر آتا اور پھر میرے سامنے نذر رکھتا ہے۔حالانکہ کیا اس کو یقین ہے کہ اس سے مجھے شفا مل جاوے گی۔ یا اس کی طبابت اکمل ہے۔پھر ہماری طبابت ہی کیا ہے۔اس کا بہت سارا حصہ کنچنیوں، ڈاکٹروں، حجاموں، جراحوں کے سپرد ہے اور بہت تھوڑا حصہ ہمارے پاس ہے۔ پھر باوجود اس قلیل مقدار طب کے پھر وہ ہمارے ہاتھ سے زہر کھانے کو بھی تیار ہے۔پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا متبع بنا چاہتا ہے۔

پھر انسان طاقتوروں کا بھی اپنا بننا چاہتا ہے مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہہ دیتا کہ فلاں ڈاکٹر یا

فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر وغیرہ میرا اپنا ہے یعنی میرا دوست ہے۔

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اس وقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا۔ اور وہ اور قومیں جن کے سامنے ہمیں یہ بحث کرنے کی ضرورت ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے۔ اگر کوئی شخص اس پر اعتراض بھی کر دے تو میں تھوڑا سا ثبوت دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے ایک بڑے مہربان نے مجھ پر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ [1] (المائدۃ: ۹۸) یعنی کعبہ ہم نے ایک عزت کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ۔ یہ اس لئے کہ خدا ہے اور قادر ہے اور علیم ہے۔ کیا یہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص کہہ دے کہ دو ہزار برس تک یہ جہت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا۔ کیا کوئی عالم یہ دعویٰ کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزت والا بنا دیا ہے دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا الٹ پلٹ ہو جاوے اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل و بیابان میں ایک کوٹھہ ہے اور اس کے لئے دعویٰ کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دینا کہ اس کو مٹا کر تو دکھلاؤ۔ پھر اس کو کوئی مٹا نہ سکے گا پھر یہ بات کیسی پوری ہوئی یہ اس لئے کہ تمہیں پتا لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین و آسمان کی باتیں جانتا ہے اور یہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے اور وہ قادر ہے۔

پس جب ایسے علیم و قادر سے محبت ہو تو پھر کیا بات ہے۔

متقی کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (التوبۃ: ۴)۔ اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدۃ: ۲۸)۔ اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو۔

۳۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرۃ: ۲۸۳)۔ متقی کو وہ علم سکھائیں جو تمہیں نہیں آتا۔

۴۔ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۳، ۴) متقی کو ہر تنگی اور دکھ سے نکلنے کا راستہ ہم بتا دیں گے اور اس کو اتنا رزق دیں گے کہ وہ شمار بھی نہ کر سکے گا ہم

[1] اللہ نے قرار دیا کعبہ کو جو معزز گھر ہے لوگوں کے قیام کا سبب۔

اس کو تنگ سے تنگ حالت سے فراخی کی راہ بتادیں گے۔ رزق کی بھی تکالیف ہوتی ہیں۔اس کے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات ہوتے ان سب سے نکالیں گے۔اور رزق وہاں سے دیتا ہوں کہ اس کو خبر بھی نہ ہو۔

۵۔ اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا [۱] (الانفال:۳۰) ہم تمہارے مخالفوں کو اڑا دیں گے اور تمہارے لئے راہ نکالیں گے اور دشمن ناکام ہوں گے۔

میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اس کی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں۔

۱۔ پس متقی خدا کا محبوب بنتا۔ ۲۔علم سیکھتا۔ ۳۔تنگی سے نجات پاتا۔ ۴۔کامیاب ہوتا اور اس کے دشمن ناکام ہوتے ہیں۔ ۵۔رزق لیتا۔ ۶۔اس کی باتیں قبول ہوتیں۔

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تو تم نے سمجھ لیا۔اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوٰی کیا چیز ہے۔

۱۔ پہلی جڑ تقوٰی کی خدا پر ایمان لانا ہے۔

۲۔ دوسری جزا و سزا پر ایمان ہے۔ ۳۔فرشتوں پر۔ ۴۔کتابوں پر۔ ۵۔انبیاء پر ایمان لانا۔ ان پانچ جڑوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے۔

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جس کا نتیجہ دکھ اور نیکی بھی ہوتی جس کا نتیجہ سکھ ہوتا ہے اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بہت سی آہ و فریادیں نالہ وزاری گھر والوں اور پڑوسیوں کو بے قرار کر دیتی ہیں جو دکھ کی وجہ سے ہوتی ہیں ایک وجودی کو وجع مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو ایک دن گھبرا کر یہ شعر کہا

اِنۡ کَانَ مَنۡزِلَتِیۡ فِی الۡحُبِّ عِنۡدَکُمۡ   مَا قَدۡ لَقِیۡتُ فَقَدۡ ضَعَیۡتُ اَیَّامِیۡ [۲]

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو میں اور میں تو ہو گیا۔ پر اب معلوم ہو گیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں۔ پس ایک ہی چیز سے دکھ اور سکھ پہنچے یہ نہیں ہو سکتا پھر ہر ایک چیز کے اغراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں۔ دکھ کی جڑھ بدی اور سکھ کی جڑھ نیکی پر ہوتی ہے وہ خواہ کسی

---

[۱] اگر تم اللہ کو سپر بناؤ گے تو وہ تمہارے لئے ہر ایک کام میں ایک کھلا فیصلہ دے گا۔ [۲] تمہارے ہاں محبت میں میرا مقام اگر یہی ہے جو مجھے (تکلیف) پہنچی ہے تو میں نے اپنے دن (تجھ سے محبت کرنے میں) ضائع کر دیئے۔ (ناشر)

علم پر موقوف ہو۔ پر خدا کا ماننا بھی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے۔ میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جا کر ڈیرہ کرتا ہوں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ گویّا گانے والوں کے مکان پر، اور فقیر تکیہ پر، برہمن ٹھاکر دوارے میں اور عیسائی مشن کمپاؤنڈ میں۔ اس کی تلاش کر کے جا ڈیرہ لگاوے گا۔ پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اسی کے پاس رہنا اور سہنا اس کو مطلوب ہوتا ہے۔ اسی سے حسب استطاعت رنگین ہوتا ہے۔ حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پر جاتے۔ پس اسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہوتا اس کی ربوبیت، پاک ہستی، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے اور یہ کہ کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے اور اس کے محامد کا مطالعہ کرتا ہے تو اس طرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہو کر کس طرح اس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکھلاؤں گا۔ جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اس وقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے۔

پس تمام نیکیوں کی جڑ اور حصلِ حصول اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہو سکتی ہے۔ پولیس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پر تمام بدیوں کی جڑ تو دل میں ہوتی اور اس کو جب تک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا۔ پس اس کی ہستی کا اقرار اور اس پر ایمان اور اس پر یہ یقین کہ اس کو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں۔ گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔............

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پا کر بہشت میں چلے جاویں گے تو کیا حرج ہے کہ کچھ وقت کے لئے اس عذاب کو برداشت کر لیں اور پھر بہشت میں چلے جاویں۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ ہم اس وقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بھی کوئی نہیں۔ میں تمہیں دو روپیہ نذر دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو۔ تو وہ ڈر گیا کہ یہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا۔ پس میں نے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بھی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا شناسا بھی نہیں ہے تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے۔ پھر کیا وجہ کہ اس ذلّت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کرو گے۔ پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرت میں

موجود ہے۔............

پس انسان کو بیٹھے بیٹھے کبھی نیک اور کبھی بدارادے پیدا ہو جاتے ہیں یہ کیوں ہوتے ہیں جبکہ کوئی کام بدوں اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔تو نیک اور بدارادے کی تحریک کیوں ہوئی۔اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ وشیاطین کو ہروقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے اور موقع پر تحریکیں کرتے ہیں۔اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور بتدریج پھر وہ تحریک ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے اور وہ انسان اس میں لگ پڑتا ہے۔یہاں تک کہ اس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پھر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے۔اس کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ [1] (حٰم السجدۃ:۳۱) پس ایسے لوگوں پر پھر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مت غم کھاؤ۔پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بھی نیکی سکھلاتا اور بدی سے روکتا ہے۔............

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى [2] (البقرۃ:۱۷۸) ہوتے ہیں۔اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق پر رحمت کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں یہ ان میں تقوٰی کا ثبوت ہوتا ہے اور وہ شخص دیتا کہاں ہے تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں۔پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں۔اس لئے خدا نے حکم دیا ہے کہ

۱۔مال سے رشتہ داروں کی خبر لو۔جب انسان دیکھتا ہے فلاں میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو

۱؎ کچھ شک نہیں کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب تو اللہ ہی ہے (پھر سب کا دھیان اور مطلق گناہ چھوڑ دیا) اور اسی حالت پر جمے رہے تو ان پر فرشتے اُترتے ہیں۔(ناشر) ۲؎ اور پیارا مال دیا اللہ کی محبت میں رشتہ داروں (یا اللہ کے مقربوں کو) اور یتیموں۔(ناشر)

مارا تھا فلاں نے مجھے گالی دی تھی وغیرہ وغیرہ۔ تو اس کا دل ایسے رشتہ داروں کو چیز دینے سے تعرض کرتا ہے۔ پر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کر کے اس کی پرورش کرتا ہے یہ اس تقوٰی کا نتیجہ ہے۔ پھر

۲۔ اموال کے خرچ کرنے میں انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یہاں سے مجھے بہت کچھ عوض میں ملے گا۔ مجھے یہ عزت ملے گی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال یتیموں کو دو۔ کیونکہ یتیم سے تو بدلہ کی امید نہیں اور یہ مظہر بنتا ہے تقوٰی کا۔

۳۔ پھر تیسری ایک اور جگہ ہے مال کے خرچ کرنے کی۔ ایک شخص درزی ہے اور اس کے پاس سوئی دھاگہ اور قینچی نہیں وہ سکون کی حالت میں ہے کام نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے پاس سامان نہ ہو۔ پس سامان بنوا دینا مسکین کی خبر گیری ہے۔

۴۔ پھر مسافروں کو مشکلات پیش آتے ہیں اور ہم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ہاتھ پھیلانے کی حقیقت کو بھی نہیں جانتے۔ پس مسافر نوازی بھی تقوٰی کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقوٰی کے بتلائے ہیں اور پانچ ہی ظاہر نتائج تقوٰی کے بتلائے ہیں پھر سائل پر عجیب حالت ہے۔ ایک شخص سوال کرتا دوسرا اس کو کچھ دیتا تو نہیں پر کہتا کہ اس کے پاس تو ہزاروں روپیہ ہیں۔ پر یہ خیال نہیں کرتا کہ ہر ایک شخص کو دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑی ہے۔

سیّد عبد القادر جیلانی کہتے ہیں کہ جب سوالی آوے تو چار باتوں پر خیال کر لیا کرو۔ ا۔ کبھی تو مسئول کی جیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا۔ ۲۔ کبھی جیب تو پر ہوتی پر بخل کی عادت اس کو نکالنے نہیں دیتی۔ اسی طرح پھر سائل کی دو حالتیں ہیں۔ ا۔ کبھی تو واقعی اس کے پاس کچھ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے۔ اور کبھی اس کو ضرورت نہیں پر حرص نے دست سوال پڑھایا ہے۔

اب اگر یہ اس کو دیتا نہیں تو اس کا سوال لغو گیا۔ پس سید لکھتے ہیں کہ یہ شخص خدا سے استغفار کرے۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ یہ مغفرت کے وہ معنے فرماتے ہیں۔ استغفار کہ یا الٰہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری جیب خالی ہے تو اس کو پر کر۔ یا بخل کی وجہ ہے تو مجھے اس عادت کے عذاب سے

نجات دے اوراس سوالی کو یا توتوفیق اوررزق عطا کر جوکسی گناہ کی وجہ سے تنگی کا زیر بار ہے۔ یا اگر اس کے گھر میں روپیہ ہے تواس پر رحم کر کہ اس حرص کے عذاب سے نجات پاوے۔

پانچواں مظہر ہے تقوٰی کا رقاب، مثلاً قرضہ۔ ڈگری غلامی والے کو دیوے۔ یہ تقوٰی کے مظہر ہیں اموال پر۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۹ تا ۱۱)

اس آیت شریفہ کے آخر ارشاد فرمایا ہے۔ تم ایسی زندگی بسر کرو کہ تم پر موت آوے توتم اس وقت اللہ کریم کے فرمانبردار رہو جیسے فرمایا لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اٰل عمران: ۱۰۳) اس تعلیم کو دیکھو اس میں مسلمانوں کو کس قدر مستعد اور تیار رہنے کی تاکید ہے۔ برادران! موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس لئے ہر وقت مسلمان بنے رہو تا کہ جب موت آوے تم کو کوئی حسرت اور افسوس نہ ہو۔ گناہوں سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ہدایت اس آیت میں کس خوبی کے ساتھ بیان کی ہے۔ پس غفلت چھوڑ دو کہ یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔ چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے غرض ہر حالت میں مسلمان بنے رہو۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اٰل عمران: ۱۰۳) یاد رکھو آج کا دن کل کے دن کی آمد کی تیاری کر رہا ہے۔ اس وقت شام کی تیاری ہو رہی ہے۔ یہ وقت جب تک نہ گزر جائے شام نہ ہو گی۔ مرتے وقت غشی بھی ہوتی ہے۔ طب والے کہتے ہیں کہ اس وقت غشی کی حالت ہوتی ہے جبکہ گھر والے پکارتے ہیں کہ تم نے مجھے پہچانا ہے مرنے والا دیکھتا ہے مگر کہتا کچھ نہیں اس وقت وہ اسی غشی کی سی حالت میں ہوتا ہے۔ پس جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب کر رہا ہے تو انسان کو چاہئے کہ اس کی تیاری کرے۔ اس لئے اس آیت میں یہ ہدایت کی ہے کہ تقوٰی اختیار کرو اور ایسا تقوٰی جو تقوی اللہ کا حق ہے اور یاد رکھو کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم مسلمان ہو۔ چونکہ انسان کو معلوم نہیں کہ موت کی گھڑی کس وقت آجاوے اس لئے اس آیت پر عملدرآمد اسی حالت اور صورت میں ہوسکتا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے اور کامل متقی ہو۔ تقوٰی اللہ کیا ہے؟ عقائد صحیحہ ہوں اور ان کے عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں۔ تقوٰی کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پالیتا ہے۔ متقی اللہ کا محب ہوتا ہے۔ متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے۔ اس کو مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[۱] (الطلاق:۴) رزق ملتا ہے۔ متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں اور وہ مقابلہ دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔ متقی پر الٰہی علوم کھولے جاتے ہیں۔ پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو، متقی بنو۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے متقی بنو اور تم اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار بن جاؤ اور اسی فرمانبرداری پر تمہارا خاتمہ ہو۔ یہ فرمانبرداری عجیب نعمت ہے ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اسی فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[۲] (البقرة:۱۳۲) اس لئے تم بھی اگر برکات سماوی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو اور تقویٰ کی حقیقت سچے مسلمان میں پیدا ہوتی ہے۔ پس تم بھی مسلم بنو اور تمہارا خاتمہ اسلام پر ہو۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (اٰل عمران:۱۰۳) یعنی مومنو! اللہ تعالیٰ کو اپنا سپر بناؤ۔ دکھوں سے بچنے کے لئے اور مشکلات اور مصائب سے رہائی پانے کے لئے یہی ایک گر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا سپر بنالو۔ وہ اگر حامی اور مددگار ہو تو پھر کوئی دشمن باقی رہ نہیں سکتا۔ وہ سب کو ناکام اور نامراد کردے گا لیکن اب یہ غور طلب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سپر کس طرح بنایا جاوے؟ ایک آدمی منہ سے تو کہتا ہے کہ اے اللہ تو مجھ کو بچا۔ پھر دل میں بُرے بُرے منصوبے باندھتا ہے اور ایک اور شخص ہے جو دل سے منصوبے نہیں باندھتا لیکن زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا۔ یہ کوئی طریق سپر بنانے کا نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ حَقَّ تُقٰتِهٖ جو سپر بنانے کا حق ہے۔ اس طرح پر سپر بناؤ۔ سپر بنانے کا حق یوں ہوتا ہے کہ خدا کی رضا کو حاصل کرے۔ لیکن اب یہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ رضا حاصل کیونکر ہو؟ انسان جبکہ دوسرے انسان کی رضامندی کی راہوں کو باوجودیکہ وہ کھانے پینے میں اس سے ایک قرب اور مشابہت رکھتا ہے اور جینت کے لحاظ سے بھی ایک

۱۔ جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔ ۲۔ جب ہی کہ ابراہیم کو اس کے رب نے کہا کہ تو فرمانبردار بن جا تب ہی اُس نے عرض کی میں تو رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا۔

مشابہت اور علاقہ رکھتا ہے معلوم نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ جو وراء الوراءہستی ہے اس کی رضامندی کی راہوں کو کیونکر معلوم کرے؟ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی راہ جیسا کہ نادان برہمو کہتا ہے۔ بودی اور کمزور عقل اور محدود اور ناکافی تجربہ سے ہرگز معلوم نہیں ہوسکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر دنیا میں رنج اور غم کیوں موجود ہوتا؟ پس معلوم ہوا کہ اللہ کی رضامندی کی راہ اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ خود نہ بتلاوے مگر پھر معاً یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی عن العالمین ہے۔ وہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ پھر کیا تدبیر اور سبیل کی جاوے کہ ان رضا کی باتوں کا پتہ لگ جاوے جن پر عملدر آمد کرنے سے سچا تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سپر ہوجاتا ہے اور ہر قسم کی کامیابیاں عطا فرماتا ہے اور یہ بات بھی ساتھ ہی ہے کہ کیا وہ ہر ایک کو بتلاتا ہے کہ میں یوں راضی ہوجاؤں گا۔ جب ہم غور سے دیکھتے ہیں تو یہ بھی اس کی عادت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خدا کو راضی کرنے کی راہ بدوں اس کے بتلائے معلوم نہیں ہوسکتی۔ جس کے لئے خاص فرشتے خاص بندے مقرر کئے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ آگاہ کرتا ہے۔ وہ مرسل اور رسول ہوتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ خدا کی بات کہتے ہیں۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱ مؤرخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵)

لیکن یہ مشکل پیش آئے گی کہ دنیا میں دھوکے بھی ہوتے ہیں جھوٹے مدعی اور خیالی مصلح بھی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ **وحی** کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اندر ہی کی آواز ہوتی ہے جو دل سے ہی نکلتی اور دل پر ہی پڑتی ہے۔ اور پھر ایسے بھی ہیں جو ایسے مدعیوں کو مجنون اور دوکاندار کہتے ہیں اور دنیا میں دوکاندار بھی ہوتے ہیں۔ پھر یہ قاعدہ کیسا عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھ کو سپر بناؤ اور پھر سپر بھی اس طرح جو سپر بنانے کا حق ہے۔ رضاءِ الٰہی کی اطلاع بدوں بتلائے نہیں مل سکتی اور سب کو نہیں ملتی۔ صرف چند خواص کو ملتی ہے اور ادھر یہ دُبدھا پڑی ہوئی ہے کہ ہزاروں انسان دغا اور فریب کرتے ہیں اگر کوئی اس معاملہ میں بھی جھوٹ کہہ دے تو کیونکر پتہ لگے گا۔

اور پھر اس کے بعد یہ فرمایا ہے لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اٰل عمران: ۱۰۳) تم فرمانبردار

ہو کر ہی مرو، فرمانبرداری جب ہو کہ جب فرمان ہو اور فرمان میں میں نے ابھی کہا ہے کہ اس دُبدہا اور شک کی گنجائش ہے کہ کسی نے دھوکا ہی نہ دیا ہو۔ اس مشکل کی راہ صاف کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے چند ضروری امور کو بیان فرمایا ہے جن سے آدمی حق و باطل میں فی الفور امتیاز کر لیتا ہے۔ میں اس کو ایک عام فہم طریق پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سنو! ہر ایک چیز خواہ وہ دکھ دینے والی ہو یا سکھ دینے والی دونوں کو ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا پاتے ہیں۔ اگر تریاق کو پاتے ہیں تو سانپ بھی تو ہیں اگر عمدہ عمدہ دوائیں اور تجربہ کار ڈاکٹر اور حاذق طبیب موجود ہیں تو مہلک بیماریاں اور ناتجربہ کار احمق مدعی حکمت بھی پائے جاتے ہیں اور عمدہ عمدہ غلہ اور ترکاریاں پائی جاتی ہیں تو اپنے گھروں میں سنڈاس اور پیشاب بھی ہے اور کب اختیار میں ہے کہ دونوں چیزوں کو یکساں طور پر استعمال کر کے سکھ اٹھا سکیں۔ آپ دیکھیں گے کہ دکھ یا سکھ دینے والی چیزوں میں باہم فرق کر کے ان کو الگ کر دیا گیا ہے۔ ایک کانٹا دکھ دیتا ہے لیکن ایک عمدہ اور مضبوط جوتا اس کو مسل دیتا ہے۔ پس کانٹوں سے سکھ دینے کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جوتا عمدہ چیز ہے اور سردی کی تکلیف میں سنجاب اور سمور اور پشمینہ اور روئی کے لحاف کیسی آرام دہ چیزیں ہیں جو سردی کا مقابلہ کر سکتی ہیں اور ہم خوب سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں سردی سے محفوظ رکھ سکتی ہیں نہ کہ برف اور اس پر سرد ہوا۔ اسی طریق پر اللہ تعالیٰ نے روحانی سکھوں اور ابدی راحتوں کا ذریعہ جب کہ اپنا فرمان اور رضا کا حصول رکھا ہے اور وہ بدوں ان لوگوں کے جو اس کی طرف سے آتے ہیں ظاہر نہیں ہوتی اس کی شناخت کے اسباب بھی ضرور ہی رکھ دیئے ہوں گے تا کہ سچ اور جھوٹ میں صاف تمیز ہو سکے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور اس لئے آتے ہیں کہ ہم کو اس راہ کا پتہ دیں جس پر چلنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے ان میں اور اس مخلوق میں جو بچھوؤں سانپوں کی طرح دکھ دینے کو تیار رہتی ہے امتیاز اور تفریق کے ذریعے رکھ دیئے ہیں جن سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ راستباز کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ مگر ہاں سلیم دل اور حق کی تلاش کی پیاس ہو۔ موٹی عقل والا بھی جس طرح کانٹے کی تکلیف محسوس کر کے جوتا پہن لیتا ہے اور سردی کے لئے گرم کپڑا پہن کر آرام پاتا ہے۔ اندرونی دکھوں کو محسوس کرنے والا اور روح اور اخلاق کے علاج کو چاہنے والا

ذرہ اسی لطیف عقل سے کام لے تو راست باز کو پہچان سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو محض اپنے فضل سے اس کو واضح کر دیا ہے۔ پھر وہ کیا بات بتلائی جس سے اس راہ حق پر ہم پہنچ سکیں۔ دیکھو یہ تو ایک مانی ہوئی بات ہے کہ دکھ دینے والی چیزوں میں سے خانہ جنگیاں اور تفرقے بھی ہیں کوئی گھر اور بستی جب کہ اس میں اختلاف اور پھوٹ ہو کبھی آباد نہیں رہ سکتی۔ بڑے سے بڑا دکھ جو انسان کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتا ہے پریشانی اور پراگندگی ہے اور یہ ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جس کے مریض کو سخت درد اور دکھ کا سامنا ہوتا ہے۔ اب اس مرض کا علاج جو بتلائے اور وہ کارگر اور مفید اور مجرب ثابت ہو اس کی صداقت اور حذاقت میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور یہ ایک مسلّم بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پیشتر عرب کی حالت وحدت اور امن کے لحاظ سے کیسی خطرناک تھی ان میں بہت بڑی عداوت پھیلی ہوئی تھی ذرا ذرا سی بات پر خاندانوں کے خاندان کٹ مرتے تھے اور اس کو سب محسوس کرتے تھے کہ یہ بہت خطرناک شئے ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

۱۰۴۔ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور مضبوط پکڑو، اپنے آپ کو بچاؤ حبل اللہ کے ذریعہ سے اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو اور اللہ کے احسان نہ بھولو جو تم پر ہیں وہ دن یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُسی نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی تو اس نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا اسی طرح اللہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں تمہارے لئے تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

تفسیر۔ اور سب کے سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوط پکڑو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۶)

حَبْلِ اللّٰهِ۔ قرآن شریف اور اسلام۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

وَاعْتَصِمُوْا۔ اپنے آپ کو دُکھوں سے بچا لو۔ کس ذریعہ سے؟

بِحَبْلِ اللّٰهِ۔ ایک اللہ کا رَسَن ہے اس پر دو قومیں زور لگا رہی ہیں تم سارے مل کر زور لگاؤ تا ذلّت اور شکست کے دُکھوں سے بچ جاؤ۔ ہمارے زمانہ طالبِ علمی میں یہ رسّے کا کھیل نہیں ہوتا تھا مگر اب تو سکولوں میں یہ کھیل رائج ہے۔ اِس لئے اِس آیت کی خوب سمجھ آ سکتی ہے۔

شَفَا۔ کنارہ

مِّنَ النَّارِ۔ غضب، غیظ، کینے، ایک دوسرے کی جَلن۔

فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ اِن تمام جہنموں سے قرآن نے نکالا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم، ۸؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶)

دنیا میں اختلاف ہے ہر ایک کا مذاق جدا جدا ہے۔ مگر باوجود اس قدر اختلاف کے پھر بھی ان میں ایک وحدت ہے۔ خدا تعالیٰ واحد ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ وحدت پیدا ہو۔ فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (اٰل عمران: ۱۰۴) یعنی تم سب کے سب مل کر اللہ کے رسے کو مضبوط پکڑ لو۔ تمہاری کھیل جو رسہ کھینچنے کی ہے اس سے مجھے یہ نکتہ سوجھا ہے کہ جیسے وہاں فریق مقابل کو زک دینے کے لئے ضروری ہے کہ سب کے سب یک دل ہو کر باوجود اختلاف قومی وخیالات زور لگاتے رہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسے کو جس سے مراد قرآن مجید ہے دوسری قوموں کی زد سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ تم مل کر کام کرو۔

قرآن مجید پر تمام قومیں تمدنی، تاریخی، طبعی، علمی، عقلی غرض کہ ہر طرح کے اعتراض کر رہی ہیں اور چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم کو نہ پھیلنے دیں۔ پس تمہیں چاہیے کہ ان کا زور توڑنے کے لئے اپنے میں علمی قوت پیدا کرو اور اتفاق سے رہو۔

وحدت کے لئے ایک اختلاف کی بھی ضرورت ہے۔ دیکھو اگر رسے کے کھیل میں دوسری طرف مخالف زور لگانے والا کوئی نہ ہو تو یہ کھیل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح (حبل اللہ) قرآن مجید کے مقابل میں

زور لگانے والے لوگ بھی ضرور ہونے چاہئیں تھے۔ پر اب ضرور ہے کہ تم اتفاق سے یک دل اور یک جان ہو کر زور لگاؤ تا ایسا نہ ہو کہ فریق مخالف فتح پائے۔(البدر جلد ۷ نمبر ۳۶ مؤرخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

دیکھو۔ میں تمہیں دردِ دل سے کہتا ہوں کہ وحدت بڑی چیز ہے اور ہر قسم کی کامیابیوں کی جڑ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کا مزہ چکھا ہے۔ ان کی قوم ایک کسمپُرس حالت میں تھی۔ صرف وحدت کے ذریعے ساری دنیا میں عظیم الشّان اور مظفّر و منصور ہوگئی۔

جب تک ہر ایک آدمی اپنے اغراض کو چھوڑ کر دوسرے کی ہمدردی میں فنا نہ ہو جاوے یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عمائدِ مکہ کو دعوت دی اور کہا کوئی تم میں سے ہے جو ہمارا بوجھ اُٹھا سکے۔ علیؓ اس وقت ایک نوجوان لڑکے تھے۔ آنکھیں بھی اس وقت خراب تھیں۔ بڑی جرأت سے کہا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! اُس وقت لوگوں نے ہنسی اُڑائی مگر خدا کے نزدیک یہ قول ایسا قابلِ قدر تھا کہ تیرہ سو برس گذر گئے اور مولیٰ مرتضیٰ کی اولاد کا بچہ بچہ سیّد (سردار) کہلاتا ہے۔ وہ سچا خادم بنا تو خدا نے اسے مخدوم بنا دیا۔

اٰيٰتِهٖ۔ یہ خدا کی خدائی کے نشانات ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۶، ۶۷)

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتیں چھوڑ دیں۔ ایسی لغو بحثوں سے جن سے نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا، مُونہہ موڑ لو اور سب سے مل کر وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کہ حبلُ اللہ قرآن مجید کو محکم پکڑو۔ دیکھو! لڑکوں میں ایک رسّے کا کھیل ہے۔ اگر ایک طرف کے لوگ اور باتوں میں لگ جاویں تو وہ رسّے میں کس طرح جیت سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر تم اور بحثوں میں لگ جاؤ گے تو قرآن مجید تمہارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۹؍جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

الٰہی رَسَن (قرآن) کے ساتھ اکٹھے ہو کر اپنا بچاؤ کرو اور الگ الگ نہ ہونا۔ اِس آیتِ کریمہ میں ایک حکم ہے کہ ایسا کرو اور دوسری نہی ہے کہ ایسا نہ کرو۔ امر و حکم میں ارشاد ہے کہ ایک ہو جاؤ۔

پس شخصی وحدت تو یہ تھی کہ ہر ایک انسان کا دل وزبان اور اس کے تمام اعضاء میں باہم وحدت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ اور آنکھ کچھ اشارہ کرتی ہے اور اعضاء کچھ اَور کہتے ہیں اور قومی وحدت یہ تھی کہ باہم ایسے تنازع نہ ہوتے۔ امانت جسے رعایا کہتے ہیں کو عام تکلیف نہ پہنچتی بلکہ اس امانتِ الٰہیّہ کو ہر طرح آرام وراحت ملتی اور خودغرضی اور لالچ دینا جو رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ [۱] ہے پھوٹ کا موجب نہ ہوتا۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷۸)

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ سب کے سب مل کر حبل اللہ کو پکڑ لو۔ مجھے نہایت رنج اور قلق سے کہنا پڑتا ہے کہ اس حکم پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ حبل اللہ یعنی قرآن کریم کو مضبوط پکڑنا چاہیے تھا مگر اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ تمہاری کوئی حرکت اور سکون، کوئی رسم اور پابندی اس رسن سے الگ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو سپر بنانے کے واسطے اس کی رضامندی کی راہوں کو معلوم کرنا ازبس ضروری تھا اور وہ بیان ہوئی ہیں قرآن کریم میں۔ اِس لئے اس کو مضبوط پکڑنے کا ارشاد ہوا۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴ مؤرخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

ہر مدرسہ میں ایک رسّہ ہوتا ہے۔ کچھ لڑکے ایک طرف سے پکڑتے ہیں اور کچھ دوسری طرف سے اور آپس میں کھیلتے ہیں۔ کبھی وہ فتح پا لیتے ہیں اور کبھی وہ۔ اور کبھی رسّہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اللہ کریم فرماتا ہے ہم نے بھی ایک رسّہ بھیجا ہے مگر سب مل کر ایک ہی طرف کھینچو۔ تفرقہ، رنج، بُغض اور عداوت کو بالکل چھوڑ دو۔ ایسی کوئی بات تم میں نہ پائی جاتی ہو جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ دیکھو تم طالبِ علموں میں سے کسی کا باپ اعلیٰ عہدہ پر ہے۔ کوئی خوبصورت ہے۔ کسی کے پاس مال و دولت بہت ہے کوئی عقلمندی کا دعویٰ کرنے والا ہے۔ کوئی طاقت والا ہے مگر ان پر نازمت کرو اور بھول میں مت پڑو۔ یاد رکھو اللہ ایک دن میں تباہ کر دیا کرتا ہے۔ بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں کے بچوں کو میں نے بھیک مانگتے اور بھیک مانگ کر مرتے دیکھا ہے اور بعضوں کو میں نے اپنے والدین کو گالی نکالتے دیکھا ہے کہ انہوں نے یہ پختہ حویلیاں اور درو دیوار ایسے بنائے ہیں اور ایسے محل بنا کر مر گئے ہیں کہ ہم آسانی سے بیچ بھی نہیں سکتے۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲)

---

[۱] ہر برائی کی جڑ۔

پھر اِس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔الاٰیہ۔اس انعامِ الٰہی کو یاد کرو جو تم پر ہؤا ہے۔تم باہم دشمن تھے تمہارے دلوں میں ایسی اُلفت ڈالی کہ تم باہم بھائی بھائی ہو گئے۔ رات کو دشمن سوئے تھے صبح کو اخوان بن کر اُٹھے۔کیسا فضل ہے۔یاد رکھو جب کوئی مامور مِن اللہ آتا ہے اُس وقت ایک نئی برادری پیدا ہوتی ہے،نئی اولاد پیدا ہوتی ہے اور نئے تعلّقات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس برداری کا نام اخوان رکھتا ہے۔سارے عرب میں قریش ایک معزّز اور سربرآوردہ قوم تھی اور قریش میں بنو ہاشم کا خاندان اور بنو ہاشم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ ممتاز اور معزز تھا۔ پھر دنیا میں حقارت سے دیکھی ہوئی قوم غلاموں کی ہے مگر دیکھو کہ اسلامی اخوّت نے کیا کرشمہ دکھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح زید بن حارث سے کر دیا گیا تا کہ دنیا کو بتایا جاوے کہ اخوّت اِس کا نام ہے جو اسلام نے قائم کی ہے۔بلالؓ کا رشتہ قریش میں کرا دیا گیا۔ حسّانؓ کا رشتہ ماریہ کی بہن سے کرا دیا۔غرض یہ ایک نمونہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا جو اللہ تعالیٰ کے انعام میں سے تھا۔یہ سچی بات ہے کہ جب تک اخوّت کا رنگ پیدا نہ ہو سپَر بنانے کے ایک حصّہ سے محروم رہتا ہے۔پس یاد رکھو جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فضل اسی وقت ہوتا ہے جب اخوّت کا مرتبہ پیدا کریں۔وہ اپنے چھوٹوں کی جو غرباء ہیں خبر گیری کریں اور کسی کو حقیر نہ سمجھیں۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴ مؤرخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

یہ بھی مانتے ہیں کہ فعل بدوں فاعل کے نہیں ہوتا۔غرض اس قسم کے بہت سے علوم فطرتاً دیئے جاتے ہیں۔پس تم اگر ان فطرتی علوم سے کام لو تو اللہ تعالیٰ پھر نفس مطہر دے کر خود **قرآن مجید** سکھا دیتا ہے۔غرض تم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم باہم اعداء تھے اس نے تمہیں بھائی بنا دیا اس اخوت کی قدر کرو اور سچے دل سے قدر کرو۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ[۱] (النساء:۳۵) پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب و اصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں رفق و مدارات سے پیش آئیں۔بچوں میں

---

[۱] مرد مہتمم اور حاکم ہیں عورتوں پر۔(ناشر)

بدعادتیں نہ پڑنے دیں۔ اگر ہوں تو دور کرنے کی سعی کریں۔ محلہ میں شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مومن اپنے نفس سے سوال کرے کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۲؍جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

سب کے سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسّہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے اور تم نے دیکھا ہوگا اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں ایک ایک طرف اور دوسری دوسری طرف۔ جس طرف کے لڑکے وحدت کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھ دیا ہے۔ مسلمانوں کو بھی ایک حبل اللہ دیا گیا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ سب کے سب مل کر زور لگا دیں...... یاد رکھو کہ اگر پوری طاقت وہمّت اور یک جہتی سے اِس حبل اللہ کو مضبوط نہ پکڑ و گے تو مخالفین اس رسّہ کو لے جائیں گے (خدا نہ کرے ایسا ہو) اِس رسّہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدایتوں کے ماتحت ہو۔ تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت وسکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو نور اور شفا ہے۔

(بدر جلد ۱۲ نمبر ا مورخہ ۴؍جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵،۶)

کس قدر حیرت انگیز تبدیلی اور تعجب میں ڈال دینے والی بات ہے ان سالہا سال بلکہ صدیوں کی خانہ جنگیوں کو دور کر دینے والی صرف ایک ہی بات تھی یا کچھ اور۔ اور وہ یہ تھی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر آ کے توبہ کرتے۔ وہ تو بہ کچھ ایسی تھی اور اس ہاتھ میں کچھ ایسی شفا رکھی گئی تھی کہ جو آتا اس کی تمام اندرونی بیماریاں صاف ہو جاتی تھیں اور بجائے اس کے پاکیزہ خیالات اور سکھ دینے والی باتیں آ بستی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس **قدسی قوت** نے بڑے بڑے سوچنے والے لوگوں کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ غرض یہ ایک بڑی بھاری شناخت **صادق** کی

ہے کہ وہ ایک وحدت کی روح اپنے ساتھ لے کر آتا ہے۔

اس وقت بھی ہزاروں ہزار مولوی، سجادہ نشین، صوفی، مشائخ موجود ہیں اور بیشمار کتابیں بھری پڑی ہیں مگر دیکھو کہ کیا ان سب میں باہم اتحاد اور یگانگت ہے۔ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دیئے جا رہے ہیں اگر ایک شہر کے علما کو بھی دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان میں باہم اتحاد نہیں ہے پھر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ہدایت کو وہ کیونکر پھیلا سکتے ہیں حقیقت میں وہ اس بات سے ناآشنا محض ہیں کہ باہم محبت کس طرح بڑھتی ہے۔غرض جب انسان کسی صادق کی تلاش کرتا اور اپنی اندرونی بیماریوں کو محسوس کر لیتا ہے تو اس کو خود بخود پتا لگ جاتا ہے کہ جس کو میں نے صادق سمجھا ہے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے مجھے ان بیماریوں کے متعلق کیا سکھ پہنچا ہے۔ جیسے ایک سردی سے ٹھٹھرا ہوا انسان جب روئی سنجاب یا سمور کے کپڑے پہن لیتا ہے تو اس کو واضح طور پر معلوم ہونے لگتا ہے کہ اس کو آرام پہنچتا ہے۔اسی طرح پر روحانی بیماریوں کا مریض جب اپنے مسیح کے پاس جاتا ہے اور اس سے تعلق پیدا کرتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ مجھ سے فلاں گلی سڑی چیز اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں نکل رہی ہے اور یہ فائدہ پہنچ رہا ہے۔ پس پہلی بات جو **صادق** کی شناخت کے لئے اور اس برخورداری کے لئے ضروری ہے وہ ایک قسم کی وحدت اور یکتائی ہے تا کہ خدا کا فضل جو وحدت پر نازل ہوتا ہے اس سے متمتع ہو جاؤ۔

اس وقت بھی ایک **صادق** اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور تم نے اسے پہچانا ہے مگر تم اپنے اندر مشاہدہ کرو کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کیا سکھ پا رہے ہو اور کون سی بیماریاں تمہاری دور ہو رہی ہیں۔ باہم مودّت پیدا کرو کیونکہ فضل الٰہی کے جذب اور کشش کے لئے پہلا اصول وحدت ہے اور سوچو کہ پہلے کن لوگوں کے ساتھ تعلق اور صحبت تھی اس کے ہاتھ پر توبہ کرنے کے بعد کیا تبدیلی ہوئی۔ایک معاہدہ ہم سے لیا جاتا ہے اور جس وقت وہ معاہدہ لیا جاتا ہے میری طبیعت گھبرا جاتی ہے ایک **انسان** جس کو میں پورے شعور اور کامل بصیرت کے ساتھ یقین کرتا ہوں کہ وہ **اللہ تعالیٰ کی طرف** سے ہے یہ **وعدہ** لیتا ہے کہ میں رنج میں، راحت میں، عسر میں، یسر میں قدم آگے بڑھاؤں گا اور

دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ میں گھبرا اٹھتا ہوں اور معاً میں سمجھتا ہوں کہ یہ فقرہ انسانی فطرت اور طبع کا نتیجہ نہیں ہے انسان یہ بات ایجاد کر سکتا ہی نہیں انسان کی ایجاد تو یہ ہے کہ خالق سے خلقت رکھنی مشکل ہے پیچھے توبہ کر لیں گے۔ میاں ایہہ جگ مٹھاتے اگلا کس ڈٹھا۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵،۶)

یاد رکھو! دنیا ایک مدرسہ ہے اِس مدرسہ کی رسّہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دے گا۔ پس اِس وقت ضرورت ہے کہ تم میں عملی زندگی پیدا ہو اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔ (بدر جلد ۱۲ نمبر ۱ مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

تفرقہ مت کرو دیکھو تفرقہ نہ کرو اگر تفرقہ کرو گے تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ حبل اللہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور اس کے ساتھ ہی تم بھی بودے ہو جاؤ گے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ[1] (الانفال:۴۷) تنازعہ کرو گے تو بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی پھر تمہارا جتھا ٹوٹ کر قوت منتشر ہو جائے گی اور دشمن تم پر قابو پا جائیں گے ہاں اگر تنازعہ پیدا ہو تو اس وقت تمہیں صبر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد کیا ہے کیونکہ جب جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو ایک طرف غضب آتا ہے اگر دوسری طرف بھی اس غضب سے کام لیا جاوے تو نتیجہ اس کے سوا نہیں ہوگا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آ کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس ایسے موقع کے لئے محض اپنے کرم اور غریب نوازی سے یہ تعلیم دی کہ صبر کرو اگر صبر سے کام لو گے تو نتیجہ کیا ہوگا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرۃ:۱۵۴) تنازعہ کے باطل کرنے کا یہی طریق ہے کہ صبر سے کام لو۔ انسان جب صبر کرتا ہے تو ایک نور اس کے قلب پر اترتا ہے جس سے اس کو سکینت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ جوش کی آگ جو اس کے اندر بھڑکنے والی تھی بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ یہ ظہور ہوتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کا خدا تعالیٰ کی معیت اس طرح پر اپنا کام کرتی ہے اور پھر جس کے ساتھ خدا ہو اس کی کامیابی اور فتح میں کیا کلام ”خدا داری چہ غم داری“[2] انسان خدا کی محبت

---

[1] اور آپس میں نہ لڑو کہ ہمت ہار دو گے، پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔

[2] اگر تو خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق رکھتا ہے تو غم کس بات کا۔

اگر چاہتا ہے تو اس کے لئے لازمی شرط یہی ہے کہ متقی ہو اور پھر صبر کرے مگر تم دیکھو کہ تم میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں تنازعہ ہو جاتا ہے۔ یہاں ہمارا بازار ہے کتنی دوکانیں ہیں ان میں کتنا سودا ہے میں تو جانتا ہوں اس کا نام بازار رکھنا بھی شرم ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے، ہے۔ ان گنتی کے دوکانداروں میں ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ جو سودا اس نے رکھا ہے کوئی دوسرا نہ رکھے اور اسے ہی سارا نفع ہو۔ پھر جگہ پر جھگڑا ہوتا ہے ایک کہتا ہے مجھے یہ جگہ ملے دوسرا کہتا ہے مجھے دو یہ۔ میں حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ کیا کرتے ہیں کیا ان کی غرض اتنی ہی ہے۔ وہ مجھ سے پوچھتے تو میں انہیں بتاتا کہ اگر تم نفع چاہتے ہو تو خدا پر بھروسہ کرو کسی دوکان یا کسی سودے کو اپنا خدا مت بناؤ۔ ان پر بھروسہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ نہ دنیا کا فائدہ ہو گا اور دین بھی ہاتھ سے جائے گا۔ نفع دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ہاں تدبیر کرو مگر اپنی تدبیروں کو خدا نہ سمجھ لو اور ان پر بھروسہ نہ کرو تمہاری تجارتیں تمہارے لئے موجب برکت دین ہوں۔ وہ دنیا کسی کام کی نہیں جو دین کو بگاڑ دے۔ کیا دنیا میں پہلے سے ایسے تاجر موجود نہیں جن کو دین سے واسطہ نہیں۔ تم کوشش کرو اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو کہ تمہاری تجارتیں بھی تمہارے لئے دین ہو جائیں۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

۱۰۵۔ وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور چاہئے کہ ہو تم میں سے ایک جماعت نیکی سکھانے والی جو لوگوں کو بہتری کی طرف بلائے اور ان کو اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے اور یہی لوگ مظفر و منصور ہوں گے۔

تفسیر۔ اُمَّةٌ۔ گروہ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کو میں نے تو آزما لیا۔ اِس سے انسان مظفّر و منصور ہو جاتا ہے۔ ایک مظفّر و منصور ہونا تو تم نے دیکھ لیا کہ میں بھی تمہیں سے ایک تھا اور تمہارا پیر بن گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۷)

۱۰۶۔ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ اورتم نہ ہوجانا ان لوگوں کی طرح جو متفرق ہوگئے اور آپس میں جھگڑے ڈالے اس کے بعد کہ اُن کے پاس بہت کچھ نشانات آچکے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

تفسیر۔ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا۔ دیکھو تفرقہ بہت بُری چیز ہے اوراس کا انجام دکھ اور درد اور ذلّت کی زندگی کے سوا کچھ نہیں۔ عیب چینی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا کرنا چھوڑ دو۔ اس قسم کی نازک خیالی ٹھیک نہیں کہ فلاں کی جیب میں دو پیسے ہیں شاید اس نے کہیں سے چُرائے ہیں۔ اب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور بحالتِ ایمان، چوری نہیں کرتا اور جو چور ہے اس کا گویا خدا کے رزّاق ہونے پر ایمان نہیں اور چوری کو خدا کے وعدہ پر مقدّم کرتے ہو۔ اِس لئے کافر ہو۔ دیکھو! ایک شخص کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ تم اپنے باپوں کو گالیاں نہ دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضرت کوئی اپنے باپ کو بھی گالی دیتا ہے (اب تو بیٹے باپ کو مارتے بھی ہیں) تو آپ نے فرمایا جب تم نے کسی کے باپ کو گالی دی تو گویا اپنے باپ کو دی کیونکہ وہ تمہارے باپ کو گالی دے گا۔

بدی کا بدلہ بدی سے دینا گویا ایک اور بدی کرنا ہے۔ صبر بڑے بڑے پھل رکھتا ہے۔ ہم یہاں سب کیوں آئے۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی نسبت جانتا ہے۔ میں تو یہاں دین سیکھنے کے لئے آیا تھا۔ ایک دفعہ مرزا صاحب کے مُنہ سے اتنا نکلا تھا کہ تم اپنے وطن کا خیال تک بھی نہ لاؤ۔ سو اسکے بعد میں نے وطن کی کبھی خواہش نہیں کی۔ یہاں میں نے مالی جانی نقصانات اُٹھائے مگر صبر کیا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس صبر کا اجر مجھے مل گیا کہ میں مظفّر ومنصور ہوگیا۔ کوئی وظیفہ کوئی عمل تم سے الگ مجھے نہیں آتا پھر بھی میں نے وہ بات حاصل کی جو میرے ایسے انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتی۔ انسان کی روح میں ایک تڑپ معیّت کی بھی ہے۔ اللہ وعدہ کرتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ ایک معمولی انسان کا ساتھ کتنی بڑی بات ہے۔ پس جس کے ساتھ خدا ہو اسے اور کیا چاہیے۔

غرض تفرقہ پیدا ہوتا ہے ایک دوسرے کی بات نہ سننے سے جس کی تم لوگوں کو عادت ڈالنی چاہیے۔ میرے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا ہے کہ مسلمان کیوں ترقی نہیں کرتے؟ یہ مسلمان کب بنیں گے؟ میں نے اِس سوال پر بہت غور کیا ہے۔ دوسری قوموں کے پاس تو تعلیم کوئی تھی نہیں مگر ضرورت محسوس کر کے انہوں نے وحدت قائم کر لی اور اس کا پھل کھایا۔ ہندو ہیں بس ان میں دولت رام نام چاہیے۔ پھر وہ کہہ دیں گے کہ یہ ہماری قوم کا ہے۔ پھر نصارٰی ہیں انہوں نے قومی وحدت کا مسئلہ اختیار کر لیا ہے۔ دوسرا اصل ان قوموں نے یہ سمجھ لیا کہ محنت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا پس انہوں نے محنت اختیار کر لی۔

مسلمان ہیں ان کو خود مذہب نے سکھایا کہ تم وحدت پیدا کرو اور محنت کرو مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔

دوسری قوموں کا یہ حال ہے کہ انہوں نے عبادت کو تو ایک خاص شخص کے گلے پر مَنڈ دیا ہے۔ چنانچہ میں جن راجوں کے ہاں ہوتا تھا ان میں ایک مدبّر کو دیکھتا کہ وہ بڑی محنت سے کام کرتا۔ جب نوکر آ کر عرض کرتا کہ مہاراج پوجا کا وقت ہے تو وہ کہہ دیتا کسی برہمن کو چند پیسے دے کر پوجا کرا لو۔ اِسی طرح عیسائی ہیں انہوں نے اَلَا بَلَاءِ یسوع کے سر پر ڈال دی جوان کے لئے کفّارہ ہو گیا۔ اب دنیا رہ گئی سو اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے اور اس میں کامیاب ہوئے۔ مسلمانوں نے نہ تو دین کو سنبھالا نہ دنیا کو۔ دین کا حال تو یہ ہے کہ سرحدی مولوی ہیں انہوں نے فتوٰی دے دیا کہ انگریزی علاقہ سے کوئی دس بھیڑیں لائے ایک ہمیں دے دے باقی حلال۔ اور دنیا کا یہ کہ بس ساری دنیا میں نکمّے ہیں تو مسلمان۔ ترقی کریں تو کیونکر کریں۔ وحدت پیدا کرو تا کامیاب بنو۔ ایک دن آتا ہے کہ کچھ لوگ بے عیب تجویز کئے جاویں گے وہ مسلمان ہوں گے۔ وہ خدا کی رحمت میں ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ ؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۷)

۱۱۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم نیک ترین امت ہو پیدا کئے گئے ہو لوگوں کے لئے تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور (صدق دل سے) اللہ کو مانتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب مانتے تو البتہ بہتر تھا ان کے لئے۔ کچھ تو ان میں سے ایمان دار ہیں اور اکثر ان میں کے بدعہد فاسق ہیں۔

تفسیر۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (ال عمران:۱۱۱) (یعنی تم سب امتوں سے جو پیدا ہوئیں بہتر ہو لوگوں میں پسندیدہ باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو)

(الحکم جلد ۳ نمبر ۳۰ مؤرخہ ۲۴ راگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ۔ ہو تم عمدہ و اعلیٰ جماعت۔ خَیر تفضیل کا صیغہ ہے زیادت کے معنوں میں آتا ہے۔

اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ ہر ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور دیکھے کہ میں نے آٹھ پہر میں لوگوں کی بھلائی کے لئے کیا کام کیا۔ امتِ محمدیہ کا منشاء ہی یہی ہے کہ لوگوں کی بھلائی کے لئے جان تک لڑا دی جائے۔ سرہندی بزرگ نے لکھا ہے کہ میں جب رات کو سونے لگتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اپنے فرضِ منصبی کو کہاں تک ادا کیا ہے۔ گویا حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا ۔ وَ وَازِنُوْا قَبْلَ اَنْ تُوَازَنُوْا[1] پر عمل فرماتے تھے۔ اب اس بھلائی کی تصریح فرماتا ہے۔

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ پسندیدہ باتیں جنہیں قرآن، عقل اور ایک شریف سلیم الفطرت پسند کرتا ہے وہ کرے اور جو اس کے خلاف ہو اس سے روکے۔

وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ پھر خود بھی ان بھلائیوں پر عمل کرنے والے بنو اور تمام اخلاقِ فاضلہ کا

---

[1] اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ اپنا موازنہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا موازنہ کیا جائے۔

سر چشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا ایمان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶،۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۷،۶۸)

تم برگزیدہ خیر رساں قوم ہو۔ تمہیں سارے جہان کے لئے نمونہ کے طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیک باتوں کا امر کرتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱)

اور وہ لوگ جو دین کے لئے وعظ کرنے کو کھڑے ہوتے ہیں ان کی بھی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں ایک وہ جو محض اس لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں اور امر بالمعروف کا جو فرض ان کو ملا ہے اس کو ادا کریں۔ بنی نوع انسان کی بھلائی کا جو حکم ہے اس کی تعمیل کریں اور اپنے آپ کو اس خیرِ اُمّت میں داخل ہونے کی فکر ہوتی ہے جس کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیۃ تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے ہو امر بالمعروف کرتے رہو اور نہی عن المنکر۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴)

ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال و تحقیق کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپؐ فرما رہے تھے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران:۱۱۱)۔ یہ سنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرتا اور بدیوں سے روکتا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہیے۔ بدقسمت اور شقی انسان کے لئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان، مومن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر فریب، دغا، چوری، جھوٹ، کینہ، بغض، بدظنی، ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مؤرخہ ۲۲؍جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

...... میں دنیا پرست واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ ان کی اغراض محدود، ان کے حوصلے چھوٹے، خیالات پست ہوتے ہیں۔ جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر

کھڑا ہوتا ہے کہ دُنیوی وعظ سب اس کے اندر آ جاتے ہیں کیونکہ وہ ایک اَمر بالمعروف کرتا ہے۔ ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بُری بات سے روکنے والا ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۷؍ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

۱۱۲۔ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَ اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے مگر ذرہ سی تکلیف ہے اور اگر وہ تم سے لڑے تو پیٹھ ہی پھیریں گے تم سے پھر وہ مدد نہیں دیئے جائیں گے۔

تفسیر۔ اِلَّاۤ اَذًى۔ محض زبانی بکواس کرلیں۔ اس کے سوا اور کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۔ میں تو اس کے یہی معنے کرتا ہوں۔ پھر کبھی بھی ان کو نصرت نہ دی جاویگی۔ تیرہ سو برس سے یہود کا یہ حال دنیا دیکھ رہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۸)

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ۔ یہ تکلیف ایک معمولی سی ہوگی کوئی بڑی بھاری تکلیف نہ ہوگی۔ دیکھو خدا نے ہم کو بڑی مصیبت سے بچالیا کہ تفرقہ سے بچالیا۔ اگر تم میں تفرقہ ہو جاتا اور موجودہ رنگ میں تم وحدت کی رسّی میں پروئے نہ جاتے اور تم تتّر بتّر ہو جاتے تو واقعی بڑی بھاری مصیبت تھی اور خطرناک اِبتلا۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے اگر کچھ تھوڑی سی تکلیف ہم کو ہوگی بھی تو یہیں ہوگی اس کا مابعدالموت سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں بلکہ مابعدالموت کو باعثِ اَجر اور رحمتِ الٰہی ہوگی۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۴؍ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

۱۱۳۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ ان یہود پر ذلّت لگائی گئی جہاں کہیں پائے گئے مگر کہ ہوں ساتھ حَبْلُ اللّٰه کے یا ساتھ

حَبۡلُ النَّاس کے اور گرفتار ہو گئے اللہ کے غضب میں اور لگا دی گئی اُن پر مسکنت یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے نشانات کے منکر اور حق پوشی کرتے اور ناحق تمام انبیاء سے لڑتے ہیں۔ یہ دلیریئیں اس لئے کیں کہ انہوں نے نافرمانی اختیار کی اور وہ حد بندیوں سے آگے بڑھ گئے۔

تفسیر۔ اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ ۔ ہاں مسلمانوں کے معاہدہ کے نیچے یا دوسرے لوگوں کے معاہدہ وتعلّقات کے اندر اس سے کچھ محفوظ رہ سکتے ہیں۔

تقدیر عبارت یوں ہے اَیۡنَ مَا ثُقِفُوۡا مَا عُصِمُوۡا مِنَ الذِّلَّۃِ اِلَّا عُصِمُوۡا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰہِ[۱] یہ عُصِمُوۡا میں نے دو آیات سے نکالا ہے وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ[۲] (اٰل عمران:۱۰۴) اور مَنۡ یَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ[۳] (اٰل عمران: ۱۰۲) مطلب یہ ہے کہ جہاں پائے گئے ذِلّت سے نہیں بچیں گے۔ مگر مسلمانوں کے عہد نامہ میں اِس بری ذلّت سے کچھ نہ کچھ بچ سکتے ہیں۔ ایک اور معنے ہیں وہ یہ کہ یہودی ہمیشہ ذلّت میں رہیں گے ہاں اگر اللہ کے رسن کے نیچے آ جاویں یعنی مسلمان ہو جاویں یا کوئی اور مذہب اختیار کر لیں تو پھر بچ سکیں گے۔ یہودی۔ یہودی رہ کر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ اِلَّا کو عاطفہ بھی بنایا ہے یعنی وَاِلَّا مطلب یہ ہے کہ وہ ذلّت سے نہ بچیں گے خود مسلمانوں سے عہد نامہ کریں یا کسی دوسرے مذہب سے۔

اَلۡمَسۡکَنَۃُ۔ یعنی سلطنت کے لئے ہاتھ پاؤں نہیں مار سکیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۸)

وَ یَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِیَآءَ بِغَیۡرِ حَقٍّ (اٰل عمران:۱۱۳) مفردات القرآن میں لفظ قتل کے نیچے لکھا ہے قَتَلۡتَہٗ ذَلَّلۡتَہٗ۔ تو اس معنی کر کے تم لوگ ذلیل کرنا چاہتے ہو انبیاء کو ناحق اور قتل کے معنی سخت مارنا یا مار ڈالنا بھی آیا ہے تو اس لئے معنی ہوئے سخت مارنا یا مار ڈالنا چاہتے ہو۔ یَقۡتُلُوۡنَ مضارع کا صیغہ ہے مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذلیل کرنے یا سخت مارنے یا قتل کرنے میں تمام انبیاء کا قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِکَ ۚۛ کَتَبۡنَا عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّہٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا

۱۔ جہاں کہیں بھی پائے گئے ذلت سے بچائے نہیں گئے مگر اللہ کے کسی عہد کی وجہ سے بچائے گئے۔ (ناشر)

۲۔ اپنے آپ کو بچاؤ حبل اللہ کے ذریعہ سے۔ ۳۔ جو اللہ کو مضبوط پکڑ لے تو بے شک اس نے پالی سیدھی راہ۔

بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا (المائدۃ:۳۳)[۱]

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ مؤرخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

۱۱۴ تا ۱۱۶۔ لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ ھُمْ یَسْجُدُوْنَ۔ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ وَ مَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ۔ وہ سب یہود برابر نہیں ہیں اہل کتاب میں سے ایک جماعت معلّمِ خیر بھی ہے سیدھی سادھی پڑھتی رہتی ہے آیات اللہ رات کے حصوں میں اور وہ فرمانبرداری کرتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور یوم آخر کے اور نیک کاموں کا حکم کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں نیک کاموں میں یہی لوگ سنوار والوں میں سے ہیں۔ اگر وہ کچھ بھی نیکی سے کریں تو اس کی ناقدری ہرگز نہ کی جائے گی اور اللہ خوب جانتا ہے متقیوں کو۔

تفسیر۔ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ ۔ ہر مذہب میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو شریر ہوتے ہیں۔ وہ غیر مذہب کی مخالفت محض از راہِ شرارت کرتے ہیں ان میں طلبِ حق ہرگز نہیں ہوتی۔ دوسرے وہ جو شرارتوں میں شریک نہیں ہوتے۔ وہ نیکی میں بقدر اپنی طاقت کے بڑھتے رہتے ہیں۔ اللہ پر، قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنی عقل وفہم کے مطابق پسندیدہ کام کرتے اور بُرے کاموں سے رُکے رہتے ہیں اور کسی نبی وغیرہ کی ہتک نہیں کرتے۔ اِس قسم کے لوگوں کو خدا نے امیدوار ٹھہرایا ہے کہ مَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ جو کچھ بھی وہ بھلائی کریں اس کی ناقدری نہ ہوگی۔

وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ۔ کیونکہ اللہ کو متقین کا علم ہے پس ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں رائے زنی کا کوئی حق نہیں (ان نیکیوں کی قدردانی بھی یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے لئے شرح صدر ہو جاوے) باقی رہے جو کھلم کھلا انکار کرتے اور شرارت وایذا رسانی سے پیش آتے ہیں وہ تو کچھ خرچ بھی کریں تو اکارت جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۸)

---

[۱] اس واقعہ کے سبب سے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جو کسی کو مار ڈالے بغیر بدلے یا بغیر ملک میں شرارت کرنے کے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو مار ڈالا۔

۱۱۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! نہ بناؤ راز دار اپنے سوا وہ کچھ کمی نہیں کرتے تمہارے حق میں خرابی کی۔ وہ سب چاہتے ہیں وہ جو تم کو تکلیف دے تحقیق ظاہر ہوئی بغض کی بات اُن کے مونہوں سے اور وہ دشمنی جو اُن کے سینوں میں چھپی ہوئی ہے وہ تو بہت ہی بڑی ہے۔ تحقیق ہم نے کھول کھول کر بتا دیں تم کو اپنی آیات اگر تم عقلمند ہو۔

تفسیر۔ بِطَانَةً ۔اندرونی دوست نہ بناؤ۔اس کی تصریح سورۃ ممتحنہ میں خوب فرمائی ہے۔اب اس سے آگے اُن کے طرزِ عمل سے اطلاع دی ہے تا محفوظ رہ سکو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۸)

۱۲۲۔ وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اور جب تو صبح کو نکلا اپنے اہل سے تو مومنوں کو بٹھاتا تھا لڑائی کے موقعوں پر اور اللہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ مکّہ کے لوگوں میں خود پسندی اور خودی بہت تھی۔ اس کی جڑ آسودگی ہے کیونکہ تمام جہان کی پُوجا کا مال ان کے پاس آتا تھا۔ پھر مکہ ایک بڑا معبد تھا تمام عرب والے اس کی پُوجا کرتے تھے اِس لئے یہ لوگ اپنے تئیں مَہنت سمجھتے تھے۔ تیسری وجہ ان کی خود پسندی کی رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ (القریش:۳) تھی یعنی وہ تجارت کے لئے موسمِ گرما میں عراق، شام و مصر وغیرہ کی طرف جاتے تھے اور سرما میں ہندوستان، چائنا کی طرف۔ جتنی تجارت پیشہ قومیں ہیں وہ ایک وقت آسودگی کی وجہ سے خودی اور خود پسندی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

خودی اور خود پسندی والے ہر بات پر ناک چڑھانے کے عادی ہو جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ

دوسروں کی نسبت یہی کہتے ہیں۔ہم اسے کیا سمجھتے ہیں۔پس جب کوئی دوسرے کی بات سنےنہیں تو حق کس طرح پا سکتا ہے۔ان کی اس خودی اور خود پسندی کی اصل جڑ تو اُن کے بُت تھے جیسے ہندوستان میں مہاؔ دیو ہے۔ایسے ہی وہاں ہُبلؔ تھا۔جیسے یہاں دیویاں ہوتی ہیں وہاں نائلہ تھی۔ہر بُت کے پجاری لاکھوں روپے کماتے تھے۔انہوں نے جب دیکھا کہ ایک نوجوان ہمارے ہی خاندان کا ہمارے تمام کارخانہ مکرمت پر پانی پھیرنا چاہتا ہےتو وہ آگ بگولا ہو گئے اور ادھر انہی کی قوم کے لوگ ورقہؔ بن نوفل، علیؔ، صدّیقؔ، زیدؔ بن حارث وغیرہ مسلمان ہو گئے تو یہ اَور بھی گھبرائے اور مقابلہ کی ٹھانی اور حتّی الوسع انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح اِسلام کا استیصال کیا جائے۔نبی کریمؐ کو ۱۳ برس اِس گھمسان میں گذرے۔دیکھو کس قدر بڑی ہمّت ،کیسی بلند پروازی ، کتنا محکم ارادہ ہے اور کیسا استقلال تھا۔پھر صحابہؓ میں جن کی قومیّت اور عصبیّت نہ تھی وہ بھاگ اٹھے۔فرمایا حبش میں چلے جاؤ۔وہاں وہ لوگ جا کر رہے۔پہلے رنگ میں تو بتایا کہ شریر سے شریر حکومت کے نیچے کس طرح مسلمانوں کو رہنا چاہیے۔دوسری میں یہ بتایا کہ نیک دل عیسائی گورنمنٹ کے تحت میں کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیے۔گویا آپ کو یقین تھا کہ ایک وقت مسلمانوں پر آنے والا ہے کہ وہ غیر قوموں پر حاکم ہوں گے اور پھر ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ وہ محکوم ہوں گے۔یہ تو مکہ کے حالات تھے۔اب جب آپ مدینہ میں آئے تو یہاں کے رسم ورواج سے آپ کو آگاہی نہ تھی۔ان کی جماعتوں میں کوئی منصوبہ کرتا تو کوئی خبر تک دینے والا نہ تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۶، ۳۷ مؤرخہ یکم و ۸؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۸)

منافقوں کے علاوہ ایک طرف یہود تھے۔بنوقینقاع، بنونضیر، بنوقریظہ۔دوسری طرف پادری جن کا لارڈ بشپ ابوؔعامر ہرقل سے تعلقات رکھتا تھا۔اس طرح پر اِس سلطنت کا خدشہ تھا۔پھر مدینہ کے مشرک اوس وخزرج تھے۔پھر یہاں تک ہی بس نہ تھی بلکہ مکہ والے تجارت کے بہانے سے اِدھر اُدھر گھومتے اور ریشہ دوانیاں کرتے پھرتے تھے اور قوموں کو اُکساتے پھرتے۔پھر ایران کے بادشاہوں سے ان کی سازباز تھی۔ان کو حضرت نبی کریمؐ کی جماعت پر برانگیختہ کرتے رہتے۔چونکہ دشمنوں کا

یہاں تک زور تھا اِسی واسطے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ [1] (المآئدۃ:۶۸) وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ [2] (المآئدۃ:۶۸) کا وعدہ ہوا۔ ایسے مشکلات میں اللہ تعالیٰ تیرا محافظ ہے۔

بہرحال اِن حالات میں شریر دشمن نے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رؤیا دیکھی ہے اس سے خدشہ معلوم ہوتا ہے۔ پس باہر نکل کر نہیں لڑنا چاہیے مگر بعض تیز طبیعت صحابہؓ نے عرض کیا نہیں حضور باہر ہی چلنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کا جوش دیکھا تو فرمایا اچھا۔ آپ نے دو زرہیں پہن لیں۔ صحابہؓ یہ دیکھ کر ڈرے اور سمجھ لیا کہ امر بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ پھر عرض کیا کہ حضور اندر ہی لڑیں گے۔ آپ نے فرمایا نبی جب کسی چیز کی تیاری کر لیتا ہے تو رُک نہیں سکتا۔ اب یہ اس موقع کا ذکر ہے۔

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔ تُو بٹھاتا تھا مومنوں کو جگہ بہ جگہ جہاں انہیں کھڑے ہو کر لڑنا چاہیے۔ اِس سے ایک سبق تمہارے لئے نکلتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ، مناظرہ، مباحثہ بے شک کرو مگر اپنے امام کی منشا کے ماتحت۔ کیونکہ یہ ترتیب جس کا انجام فتح وظفر ہو اللہ کے بندے ہی جانتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۹)

۱۲۳۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ پھسل جائیں حالانکہ اللہ مددگار ہے اُن دونوں کا اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں ایماندار۔

تفسیر۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ ۔ یہ گروہ بنوسلمہ اور بنوحارثہ تھے۔ خدا نے پردہ پوشی کی۔ انہوں نے خود ہی اپنے نام بتائے۔ کسی نے کہا تَفْشَلَا کے الزام کے نیچے آنا کیوں ظاہر کرتے ہو؟ کہنے لگے وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کی خوشخبری خموش نہیں رہنے دیتی۔

مومن انسان کبھی کبھی کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ جنگ کا موقع، پھر شہوت کا مقابلہ، غیظ وغضب کا

---

[1] پہنچادے جو تیری طرف وحی کی گئی تیرے رب سے۔ [2] اللہ تیری حفاظت کرے گا لوگوں سے۔ (ناشر)

مقابلہ، بزدلی کا مقابلہ۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ بڑے اِبتلا کا مقام ہیں۔

اب نظیر دیتا ہے کہ بدر میں جب تم تھوڑے اور بے مقدور تھے عمائدِ مکہ پر فتحیاب ہو چکے۔ پس تم اللہ کو اپنا سپر بناؤ وہ تمہیں ہلاکت سے محفوظ رکھے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۹)

۱۲۵، ۱۲۶۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ۔ بَلٰۤى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ۔

ترجمہ۔ جب تو کہہ رہا تھا ایمان داروں کو کیا تم کو اتنی مدد کافی نہیں کہ تمہارا رب مدد کرے تمہاری تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں سے۔ کیوں نہیں! اگر تم صابر رہو اور اللہ کو سپر بناؤ (اور) وہ کافر تمہارے پاس آئیں اُسی جوش میں تو تمہارا رب تمہاری مدد کرے نشان دار پانچ ہزار فرشتوں سے۔

تفسیر۔ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۔ ہندوستان میں سیّد صاحب نے کسی قدر احتیاط سے ملائکہ کے عقائد میں ذکر نہیں کیا اور مصر میں مفتی عبدہٗ، مسلمانوں کی بدقسمتی ہے جنہوں نے ملائکہ سے انکار کیا ہے۔ یہ اندرونی نادان دوست ہیں حالانکہ ملائکہ کا اعتقاد تمام انبیاء کی تعلیم کی جُز ہے اور نبوت کی سیڑھیوں میں پہلی سیڑھی تو یہی ملائکہ پر ایمان ہے۔ میں اس کے متعلق پہلے مفصل سنا چکا ہوں۔

مُسَوِّمِیْنَ ۔ ان کو نشان لگا ہوا ہے۔

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۔ جوں جوں انسان کا قرب اللہ سے بڑھتا ہے توں توں ملائکہ سے زیادہ تعلق پیدا ہوتا ہے اِس لئے صبر وتقوٰی سے کام لینے پر بجائے تین ہزار کے پانچ ہزار فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۹)

۱۳۱، ۱۳۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

ترجمہ۔ سنو ایمان دارو! کسی قسم کا بھی سود مت کھاؤ بڑھ بڑھ کر اور اللہ ہی کو سپر بناؤ تا کہ تم فتح مند

ہو جاؤ۔ اور بچو اُس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

تفسیر۔ تھوڑی سی بات سے بڑی باتوں کا اِمتحان کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں تو یہ مسئلہ صاف ہے کیونکہ ہر امر کے لئے امتحان لیا جاتا ہے۔ امتحان کے معنے ہیں کسی کی محنت کو جانچ لینا اور اس کا بدلہ دینا۔ ایک جگہ فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى[1] (الحجرات: ۴) پھر ایک امتحان کا ذکر بقرہ میں کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ[2] (البقرۃ: ۲۵۰)

ایسا ہی یہاں جہاد کے لئے ایک امتحان ہے کہ سُود لینا چھوڑ دو کیونکہ بیاج خور مال میں وسعتِ حوصلہ سے کام نہیں لے سکتا اور جو مال خدا کی راہ میں نہیں چھوڑ سکتا وہ جان کیونکر دے گا۔ پس یہاں فرمایا کہ اوّل تو تم سُود کو چھوڑ و۔

رِبٰو کے لفظ پر بعض لوگوں نے بحث کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ربو کے معنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کئے۔ ان نادانوں سے کوئی پوچھے کہ کیا قرآن کے لفظ لفظ کے معنے حدیثوں میں آئے ہیں؟ جب خدا تعالیٰ ایک چیز کو حرام فرماتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کو خدا سے جنگ قرار دیتا ہے تو کیا وہ ایسا لفظ تھا جس کے معنے لُغتِ عرب سے واضح نہ ہوتے ہوں۔ نقدی کے اُوپر میعادِ معیّنہ کے لحاظ سے زیادہ لینا سُود کہلاتا ہے۔ ہاں بعض باریک باتیں بھی ہیں جو عام فہم نہیں ہیں مگر تاہم کوئی ایسی مشکل بات نہیں۔ بعض نابکار لوگ کہتے ہیں کہ سُود کے بغیر کام نہیں چل سکتا حالانکہ بارہ سو برس (بارہ سو برس میں نے اس لئے کہا کہ تیرھویں صدی میں مسلمانوں نے سُود لینا شروع کر دیا) کا تجربہ بتاتا ہے کہ بغیر سُود کے سب کام چل سکتے ہیں۔ میں اِس بات کا گواہ موجود ہوں کہ بغیر ربوٰ کے لینے اور دینے کے انسان تمام کام کر سکتا ہے۔

میں نے بھی ملازمت کی۔ کاشت کاری بھی کی۔ تجارت بھی کی۔ لاکھ لاکھ روپے کی تجارت کی مگر مجھے کبھی سُود کی ضرورت نہیں پڑی۔ ایسے ایسے وقت بھی مجھ پر گذرے ہیں کہ رات کو کھانے کے لئے سامان نہیں مگر پھر بھی میرے مولیٰ نے میری دستگیری کی۔

---

[1] وہی لوگ ہیں۔ اللہ نے امتحان لیا ان کے دلوں کا تقویٰ کے لئے۔ [2] اللہ آزمائے گا تم کو ایک نہر سے۔ (ناشر)

اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً۔اس کے ترجمے کے لئے میں نے بہت غور کیا ’’بڑھ بڑھ کر‘‘ سے زیادہ کوئی لفظ اِس مفہوم کو ادا کرنے والا نہیں۔ یہ معنے کرنے کہ ایک کے سات سو پھر سات سو کا دُگنا چودہ سو ایک روپیہ پر بیاج لینا منع ہے بہت ہی حماقت ہے۔

ایک سود کی وہ قسم بھی ہے جو لینا پڑتا ہے۔مثلاً ملازموں کی تنخواہ سے کچھ حصّہ کاٹا جاتا ہے بینک کا سُود ہے اسے میرے خیال میں مالِ غنیمت سمجھنا چاہیے اور اسے کسی نیک کام میں لگا دینا چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۹،۷۰)

اُعِدَّتْ ۔امام ابوحنیفہؒ ایک عظیم الشان امام گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں اَخْوَفُ اٰیَۃً عِنْدِیْ فِی الْقُرْاٰنِ [۱] اس لئے کہ جہنّم تو بے ایمانوں کے لئے ہے پس یہ مومنوں کا گھر کیوں ہو؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۳۴۔ وَ سَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّۃٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور جلدی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت حاصل کرنے لئے اور جنت کی جس کی قیمت (یا چوڑائی) آسمان اور زمین ہے۔وہ تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے۔

تفسیر۔ سَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ ۔ اللہ کی ، رسول کی اطاعت کرو۔ اگر کوئی غلطی ہو جاوے تو بخشش مانگو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۳۵۔اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ جو آسودگی اور ضرر میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور دباتے ہیں غیظ وغضب کو اور درگزر کر جاتے ہیں بعض لوگوں سے اور اللہ محبت کرتا ہے محسنوں کو۔

تفسیر۔ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ایک تو یہ بات ہے کہ غیظ وغضب پی جائے۔ پھر اس سے بڑھ کر ایک اَور درجہ ہے کہ نہ صرف اپنے جذبات کو روک لے بلکہ معاف بھی کر

---

[۱] میرے نزدیک قرآن میں سب سے زیادہ خوف دلانے والی آیت ہے۔

دے۔حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں حضرت ابوبکرؓ اپنے ایک بھائی پر ناراض ہو گئے اور اس کا وظیفہ بند کر دیا۔خدا نے فرمایا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔[۱]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۳۶۔ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ جب بدی کرتے ہیں یا اپنے حق میں ظلم کر بیٹھتے ہیں تو انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے پھر وہ استغفار کرتے ہیں اپنے قصوروں کے لئے اور کون قصوروں کو معاف کرتا ہے مگر اللہ۔اور جنہوں نے اصرار نہیں کیا اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں۔

تفسیر۔ فَاحِشَةً۔ایسی بدی جسے کھلم کھلا لوگ بُرا سمجھیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۴۰۔ وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ سُست نہ ہو اور نہ غمگین ہو تم ہی اعلیٰ ہو اگر تم مومن ہو۔

تفسیر۔ وَ لَا تَهِنُوْا۔نفس کے مقابلہ میں اور دشمن کے مقابلہ میں سُستی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۴۵۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ۔اور نہیں ہے محمدؐ مگر ایک رسول۔اس کے پہلے سب رسول مر چکے،کیا اگر وہ مر جائے تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور قریب ہی اللہ جزا دے گا شکر گزار بندوں کو۔

تفسیر۔ اور محمدؐ تو ایک رسول ہے۔پہلے اس سے بہت رسول ہو چکے۔پھر کیا اگر وہ مر جاوے یا

---

[۱] کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔

قتل کیا جاوے تو تم پھر جاؤ گے اُلٹے پاؤں پر اور جو کوئی پھر جاوے گا اُلٹے پاؤں وہ نہ بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ اور نزدیک ہے کہ اللہ ثواب دے گا شکر کرنے والوں کو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل صفحہ ۲۳ حاشیہ)

جنگِ اُحد میں نبی کریمؐ ایک گھمسان میں تھے۔ کسی نے یہ غلط خبر اُڑا دی کہ نبی کریمؐ قتل ہو گئے۔ اتنے بڑے عظیم الشّان شخص کے قتل کی خبر عین معرکۂ جنگ میں ہوش اُڑا دینے والی ہونی ہی تھی۔ بعض تو حیران رہ گئے بعض جان توڑ کر لڑے بعض نے ہمّت ہار دی۔ اللہ جلّ شانہٗ ان کو فرماتا ہے آخر محمدؐ رسول اللہ رسول ہی ہیں۔ اگلے رسول بھی مر چکے۔ گو یہ مسلّمہ بات ہے کہ نبی گھمسان میں نہیں مارا جاتا مگر فرض کر لو کہ وہ فوت ہو گئے یا مارے گئے تو کیا وہ دین جو تم نے قبول کیا وہ چھوڑ دو گے اور پھر اس بت پرستی کی طرف لوٹ جاؤ گے؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

مسیحؑ کی وفات...... کوئی نیا مسئلہ نہیں۔ جتنے رسول آئے سب ہی فوت ہوئے۔ کسی نے اپنے سے پہلے نبی کی حیات کا دعویٰ نہیں کیا۔ نبی کریمؐ کی وفات پر یہ مسئلہ پیش آیا تو مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے ابوبکرؓ کی مشکل آسان ہوگئی۔ باوجود اس صاف اور سیدھی تعلیم کے پھر بھی کوئی نہ مانے اور کہے کہ ہم نے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ لیا تو یہ لعنت کا نشان ہے۔

(بدر جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۹)

۱۴۷۔ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور بہت سے نبی گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے امام سردار عامہ مومنین نے لڑائی کی تو وہ سُست نہ ہوئے بسبب اُس مصیبت کے جو پہنچی ان کو اللہ کی راہ میں اور نہ ضعف دکھایا اور نہ ذلیل ہی ہوئے اور اللہ پسند کرتا ہے صابروں کو۔

تفسیر۔ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ۔ یعنی کس قدر نبی ہیں۔ بہت ہیں۔

وَ مَا اسْتَكَانُوْا۔ اِسْتَكَانَ میں بحث ہے بعض اسے کونؔ سے کہتے ہیں۔ میرا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بعض سکون سے مگر اس صورت میں اِسْتَكَنَ بنے گا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں نہیں ہوئے۔

رِبِّيٌّ ۔ امام، نیک لوگ، جماعت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۵۰، ۱۵۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ سنو اے مومنو! اگر تم کہا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو پلٹا دیں گے تمہاری ایڑیوں پر، پھر ہو جاؤ گے تم نقصان اٹھانے والے۔ بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ ہی بہت اچھا مددگار ہے۔

تفسیر۔ انسان میں دو طرح کی طاقتیں ہیں۔ ایک وہ جو اس کے دخل و تصرّف کے نیچے ہیں۔ ایک وہ جن پر اس کا کچھ تصرّف نہیں۔ نیکی کی راہ انسان دکھ، مصیبت، کسی بزرگ کے کلمہ یا الہام سے سمجھ لیتا ہے۔ نیکی سے روکنے کے اسباب بھی ہیں جن میں نفس، شیطان، معاندانِ حق شامل ہیں۔

اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تمام وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ نفس سے لے کر خدا کے کھلے منکروں تک۔ اگر ان کا کہا مانو گے یا ان کی ترغیب کے آگے دب جاؤ گے تو چونکہ انسان ایک حد تک ٹھہرتا نہیں اس لئے نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ ایمان سے تم بُعد میں پڑ جاؤ گے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔ اگر مولیٰ سے تعلق رکھو گے تو وہ دشمنوں کے مقابلہ میں تمہیں نصرت بخشے گا۔ چاہیے کیا؟ یہ کہ کفّار کے سامنے ایسے ہو کہ تمہارا رُعب ان پر پڑ جائے اور جیسے جونک پتھر پر کچھ اثر نہیں کر سکتی اسی طرح کفار کا تم پر کوئی اثر نہ پڑے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ [۱] (الفتح: ۳۰) کی یہی تفسیر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

---

[۱] وہ کافروں پر بہت مؤثر ہیں ان سے متاثر نہیں ہوتے شدید و غالب ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے متاثر ہوئے ہیں رحیم ہیں۔

۱۵۳۔ وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور اللہ نے تم کو سچا کر دکھایا اپنا وعدہ جب تم کاٹ رہے تھے اُن کو اس کے حکم سے یہاں تک کہ تم خود پھسل گئے اور تم نے نامردی کی اور خلاف کیا تم نے رسول کے حکم میں بعد اُس کے کہ اللہ تم کو دکھا چکا تھا جو چاہتے تھے۔ تم میں سے بعض تو دنیا چاہتے تھے اور بعض آخرت چاہتے تھے پھر تم کو اللہ نے دشمنوں سے پھیر دیا تا کہ تمہارا امتحان لے اور بے شک بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ بڑا فضل والا ہے مومنوں پر۔

تفسیر۔ اِذَا فَشِلْتُمْ ۔ اُحد کی پہاڑی میں جہاں جنگ تھی۔ اُحد کے مشرق کی طرف کفار تھے۔ ایک درّہ تھا پہاڑی پر۔ آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے پچّاس آدمی مقرر کئے کہ فتح ہو یا شکست ہو تم لوگوں نے یہاں سے بغیر میرے حکم کے نہیں ٹلنا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی یہ سمجھے کہ اب کیا ضرورت ہے وہاں سے ٹل آئے۔

فَشِلْتُمْ ۔ پھسل گئے۔

تَنَازَعْتُمْ ۔ افسر نے کہا کہ ٹھہرو۔ دوسروں نے کہا اب کیا ضرورت ہے؟ بس یہ جھگڑا تھا۔

وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۔ قریب تھا کہ خمیازہ اٹھاتے مگر ہم نے درگذر کی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۵۴۔ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْۤ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَکُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب تم چڑھائی کر رہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو بلا رہا تھا تمہاری پچھلی صفوں میں تو تم کو غم پر غم پہنچا تا کہ تم نہ پچھتاؤ اس پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور نہ اُس مصیبت پر جو تم کو پہنچی اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

تفسیر۔ غَمًّۢا بِغَمٍّ ۔ بڑا غم۔ دوم یہ کہ ایک غم کے بدلے جو تمہاری نافرمانی نے رسول کو پہنچایا۔ تم کو بھی پھر غم ہوا۔ تکلیف اُٹھائی۔ شکست کھائی۔

لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا۔ یہ سب کچھ یہیں بھگت گیا۔ اتنے میں ہی خیر گذری تا کہ تم غم نہ کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۵۵۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ؕ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَ لِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

ترجمہ۔ پھر اللہ نے اتارا تم پر غم کے بعد اطمینان (یعنی) اونگھنا جو گھیر رہا تھا تمہاری ایک جماعت کو اور ایک جماعت کو اپنی جانوں کی فکر پڑی تھی اور اللہ کے طرف ناحق بدگمانیاں کر رہے تھے جاہلیت کے گمان۔ کہتے تھے کیا ہمارے لئے اس حکومت میں کچھ بھی ہے تو کہہ سب اختیار اللہ ہی کا ہے وہ منافق اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ اگر ہمارے اختیار میں کچھ

بھی ہوتا تو ہم یہاں مارے ہی نہ جاتے تو کہہ کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو نکل آتے وہ لوگ جن پر قتل ثابت ہے اپنے گرنے کی جگہ کی طرف اور نتیجہ یہ ہے کہ اللہ امتحان لے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور تمہارے دلوں کو پاک صاف کرے اور نتھارلے اور اللہ بخوبی جانتا ہے سینوں کے بھید۔

تفسیر۔ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ۔ اگر ہوتا ہمیں حکومت سے کچھ حصّہ۔

مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا۔ یہ قُتِلْنَا قابلِ غور ہے۔ جو قتل ہو چکے ہیں وہ تو بول نہیں سکتے۔ یہ وہی بات ہے جو میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ضمیریں متکلّم کی ہوں یا غائب کی یا مخاطب کی۔ اپنے مثل کے معنے بھی رکھتی ہیں جیسے وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ[1] (البقرۃ:۶۲) میں مخاطب وہ نہیں جنہوں نے کہا کہ موسیٰؑ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔

وَ لِيَبْتَلِيَ ۔ تا ظاہر کرے۔ قرآن میں ایک جگہ ایسا محاورہ ہے جہاں فرمایا يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ[2] (الطّارق:۱۰)

لِيُمَحِّصَ ۔ خالص کر کے دکھادے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰)

۱۵۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ جو لوگ تم میں سے پیٹھ پھیر دیئے جماعتوں کے بھڑ جانے کے دن تو ان کے پاؤں پھسلا دیئے تھے شیطان نے اُن کے بعض گناہ کے سبب سے اور اللہ نے اُن کو معاف کر دیا بے شک اللہ بڑا قصوروں کا ڈھانپنے والا بُردبار ہے۔

تفسیر۔ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا۔ یہ عجیب مسئلہ ہے کہ نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ نماز میں لذّت نہیں آتی۔ مصیبت پر مصیبت پڑتی رہتی ہے۔

---

[1] اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم سے تو ایک ہی طرح کے کھانے پر نہیں رہا جاتا۔

[2] ایک دن تمام بھید جانچے جائیں گے۔ (ناشر)

انسان پہلے خود ایک بدی کرتا ہے پھر اس بدی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس شخص کے ساتھ دوستی پیدا کرتا ہے۔ پس یہ تعلقِ شیطان بَعْضِ مَا كَسَبُوْا کا اثر ہے۔ قرآن نے اِس مسئلہ کو کئی رنگوں میں بیان کیا ہے۔ شیطان کسی کے پھسلانے کی اس وقت کوشش کرتا ہے جب وہ پہلے کسی بدی کا ارتکاب کرے چنانچہ فرمایا فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [1] (الصفّ: ۶) دوسری آیت وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ [2] (التوبة: ۱۲۵) ہم نے بعض شخصوں کو دیکھا ہے کہ ایک وقت تھوڑے سے گناہ کا کام بھی کئی پردوں میں چھپ کر کیا ہے پھر یہاں تک بڑھے ہیں کہ عین سرِ بازار رنڈیوں کے ساتھ شطرنج کھیلتے دکھائی دیتے ہیں یا ٹمٹم پر سوار۔ ایک شخص اِس ابتلا میں پڑ گیا۔ اس کی ہدایت کا موجب یہ آیت ہوئی اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ [3] (الحديد: ۱۷) برق کی طرح اس کے دل میں اثر کر گئی اور سب منہیات کو چھوڑ دیا۔ اِنسان جب بدی کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا تو پھر وہ بدی اس کی نظر میں بدی ہی نہیں رہتی۔ ایک شخص قرآن شریف میں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ [4] (التوبة: ۱۱۹) پڑھ رہا تھا کہ اُوپر سے اس کا ایک دوست آیا اور کہا کہ فلاں نے مقدمہ دائر کر دیا۔ اس نے جواب دیا کہ تم بھی ایک دعوٰی دائر کر دو ہم گواہوں کا اِنتظام خود کر لیں گے یعنی جھوٹے گواہ مہیّا کر لیں گے۔ میں نے دیکھا ہے کئی آدمی بے وجہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس جھوٹ بولنے سے نہ ان کی عزّت کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے نہ مال میں زیادتی ہوتی ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ع

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ [5]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷)

---

[1] پھر جب وہ کجی کی راہ چلے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا بنا دیا۔ [2] اور جن کے دلوں میں کمزوری ہے تو ان کے گند پر گند بڑھا دیئے۔ [3] کیا وقت نہیں آیا ایمانداروں کے لئے اس بات کا کہ ان کے دل عاجزی کریں اللہ کی یاد کرتے وقت۔ [4] اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (ناشر) [5] اگر تُو نے سینکڑوں مرتبہ بھی عہدِ توبہ توڑا ہے (تو مایوس مت ہو) دوبارہ آ جا۔

۱۵۷۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! حق چھپانے والوں کی طرح نہ بنو وہ اپنے بھائیوں کی نسبت کہتے ہیں کہ جب وہ سفر کو نکلیں یا وہ جہاد میں ہوں کاش وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ اس (بات) کو ان کے دلوں میں حسرت بنا دے گا اور اللہ ہی جِلا تا مارتا ہے اور اللہ تمہارے کرتوتوں کو دیکھ رہا ہے۔

تفسیر۔ مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا۔ یہ کہنا حقیقت میں بڑی بھاری غلطی ہے کہ فلاں جگہ نہ جاتے تو یوں نہ ہوتا۔

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ بنا دے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷)

۱۶۰۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے پیارے محمدؐ! یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تو اُن کو نرم دل ملا اور اگر تو سخت دل بدخو ہوتا تو تیرے پاس سے اِدھر اُدھر ہو جاتے تو تُو اُن کو معاف کردے اور اُن کی مغفرت چاہ اور کاموں میں اُن سے مشورہ کر لیا کر پھر جب تو کسی کام کا پکا ارادہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر بھروسہ کر۔ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے متوکّلوں کو۔

تفسیر۔ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۔ اور معاملات میں ان سے مشورہ کر۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۶)

بڑے بڑے ذی وجاہت اور فہیم لوگوں سے بھی کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو ان سے درشتی نہیں چاہیے بلکہ بدستور انہیں مشورہ میں شامل رکھنا چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷)

۱۶۱۔ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو پھر کوئی بھی تم پر غالب نہ آئے گا اور جو وہی تم کو چھوڑ دے تو پھر تمہاری کون مدد کرے اس کے بعد اور مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

تفسیر۔ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ ۔ اگر وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

۱۶۲۔ وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت اور چوری کرے اور جو کوئی خیانت اور چوری کرے گا تو قیامت کے دن وہ چوری کی چیز لے آئے گا پھر ہر ایک شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلا دیا جاوے گا اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔

تفسیر۔ وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۔ یہ جو تم نے پہاڑی کو چھوڑا تو کیا تم کو نبی پر اعتبار نہ تھا کہ وہ تمہارے حصّہ کی حفاظت نہ کریں گے؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷)

وَ مَنْ يَّغْلُلْ ۔ جو لوگ خیانت کرتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

۱۶۴۔ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ درجات ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ دیکھ رہا ہے اُن کے اعمال کو۔

تفسیر۔ هُمْ دَرَجٰتٌ ۔ وہ انبیاء بڑے درجہ والے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷)

۱۶۵۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا یہ جو بھیج دیا اُن میں ایک رسول انہیں میں سے اور وہ پڑھ کر سناتا ہے اُن کو اللہ کی آیتیں اور ان کو پاک صاف کرتا ہے اور کتاب پڑھاتا ہے اور سمجھ کی باتیں سکھاتا ہے یقیناً وہ اس سے پہلے صریح جہالت میں تھے۔

تفسیر۔ يُزَكِّيْهِمْ ۔اپنی توجّہ سے مزکّی بنائے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷)

یاد رکھو صرف علم تسلّی بخش نہیں ہوسکتا جب تک معلّم نہ ہو۔ بائیبل میں نصیحتوں کا انبار موجود ہے اور عیسائی بھی بغل میں کتاب لئے پھرتے ہیں۔ پھر اگر ایمان صرف کتابوں سے مل جاتا تو کیا کمی تھی۔ مگر نہیں۔ ایسا نہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجتا ہے جو يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ کے مصداق ہوتے ہیں۔

ان مُزکّی اور مُطہّر لوگوں کی توجّہ، انفاس اور رُوح میں ایک برکت اور جذب ہوتا ہے جو ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے انسان کے اندر تزکیہ کا کام شروع کرتا ہے۔ یاد رکھو انسان خدا کے حضور نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ کوئی اس پر خدا کی آیتیں تلاوت کرنے والا اور پھر مزکّی کرنے والا اور پھر علم اور عمل کی قوت دینے والا نہ ہو۔ تلاوت تب مفید ہوسکتی ہے کہ علم ہو اور علم تب مفید ہوسکتا ہے جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور علم معلّم سے ملتا ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۲۴؍نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۸)

وعظ میں عبودیت کا رنگ ہو۔ اللہ کی کتاب پڑھی جاوے۔ اس کی حقیقت بتائی جاوے اور پھر اس کی تعلیم سے دل اس قسم کے پیدا ہوں جو اس تعلیم کے ساتھ مطہّر و پاک ہو جاویں۔ ایک بھی ہزار لوگوں میں سے ایسا پیدا ہو جاوے تو غنیمت ہے بلکہ اکسیرِ احمر ہے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۳۰؍دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۲)

پہلے لوگوں کو احکامِ الٰہی سنائے جاویں۔ ان کو کتاب وحکمت سکھائی جاوے۔ پھر ان کا تزکیہ ہو۔ تین مرتبے ہیں یَتْلُوْا۔ یُعَلِّمُھُمْ۔ یُزَکِّیْھِمْ۔ حدیث میں ان کو اسلام، ایمان، احسان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۹)

۱۶۶۔ اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

ترجمہ۔ کیا جب آ پڑی تم پر ایک مصیبت حالانکہ تم ان کو پہنچا چکے ہو دو چند اس سے، تم کہنے لگے یہ مصیبت ہم پر کہاں سے آ پڑی۔ جواب دو یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ بہت سے لوگ ہیں کہ انہیں دنیا کے کاموں میں بہت تکلیف پہنچتی رہتی ہے مگر اس کام کو چھوڑ نہیں دیتے لیکن اگر دین میں کچھ تکلیف پہنچے تو بہت جلدی بے دِلی ظاہر کرتے ہیں۔ میں ایک بزرگ سے پڑھتا تھا جو ہمیشہ سے سفر میں رہتے۔ جب وہ کہیں جاتے مجھے بھی ساتھ جانا پڑتا۔ ایک دفعہ کسی شخص کی بھینس چور لے گئے۔ چوروں کا پتہ مل گیا۔ ہمارے استاد کو سفارش کے لئے وہ لوگ جن کا نقصان ہوا تھا لے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے بہت کچھ کہا مگر چور یہی کہتے کہ بدلے کی دینی ہے اصل نہیں دیتے۔ اور وہ گاؤں ایسا تھا کہ اس میں سب مال چوری ہی کا تھا۔ ہمارے دوست ایک اور طالبِ علم تھے جو اولاد میں سلطان باہُو رحمۃ اللہ کے...... تھے انہوں نے کہا ہم خود کچھ انتظام کرتے ہیں یہ لوگ مولویوں کی بات نہیں مانتے۔ تم میرے ساتھ چلو وہاں جا کر تم نے کہنا۔ آج۔ میں کہوں گا۔ نہیں کل۔

چنانچہ ہم گئے اور ایسا ہی کیا۔ ایک نوجوان نے حیرت سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میرے دوست نے کہا یہ قریشی ہیں اور چلے ہیں تمہارے گھر اذان دینے۔ اس نے کہا خدا کے لئے ذرا ٹھہر جاؤ اور وہ ڈرتا ہوا گھر گیا کہ غضب ہو گیا۔ ستم ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ ہمارے استاد کے پاس گئے اور کہا کہ ہم بھینسیں لا دیتے ہیں خدا کے لئے ہمارے گھر اذان نہ کہنا۔ آخر انہوں نے راز بتایا کہ اِن

لوگوں کا خیال ہے قریشیوں نے مسجد میں اذان دی تو وہ ایسی ویران ہوئی کہ نہ اس میں کوئی بھینس باندھی جاسکتی ہے نہ گائے۔ پس یہ اذان دے کر ہمارے گھر کو بھی مسجد یعنی ویران بنادیں گے۔ پس وہ ڈرتے مارے بھینس لے آئے۔

میں نے دیکھا ہے کہ پیر خود بھی لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کسی پر ناراض ہوں اور اتفاق سے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں مگر انبیاء ایسے نہیں ہوتے وہ توحید کا جوش رکھتے ہیں اِس لئے ہر نیک بات اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ دُکھ اپنی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہیں۔

یہ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر ہے۔ اِس میں بتایا ہے کہ مصیبت تمہاری نافرمانی کا نتیجہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی شریعت کی خلاف ورزی کی جاتی ہے تو سزا ملتی ہے۔ قرآن پہلے سیّد و قریش کے گھر سے نکلا (گو اب اِس نکلنے کے یہ معنے ہیں کہ نکل ہی گیا) اور یہی لوگ اب قرآن سے جاہل ہوتے جاتے ہیں حالانکہ ان کی بڑائی کی وجہ ہی یہی تھی کہ وہ قرآن شریف جانتے تھے۔ لوگوں نے قرآن شریف سے دین و دنیا کے فائدے اُٹھائے ہیں مگر پھر تو نیّتوں میں فتور آ گیا۔ ایک محلہ میں بہت سے حافظ رہتے تھے۔ والد صاحب نے کہا کہ جانتے ہو کہ یہ کیوں اتنے حافظ ہیں۔ میں نے کہا فرمایئے۔ کہا یہ لوگ کابل کی طرف تجارت کرتے ہیں اور وہاں حفاظِ قرآن کے لئے محصولِ تجارت معاف ہے۔ پس یہ حافظ بن جاتے ہیں۔ ایک اور حافظ قرآن شریف یاد کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ قرآن کیوں یاد کرتے ہیں؟ کہا کہ قرآن شریف یاد کر کے کلکتہ جاؤں تو دوسو روپیہ لاؤں سندھ جاؤں تو ایک سو روپیہ۔

یہ تو پڑھنے والوں کا حال ہے اور جن کو پڑھنا چاہیے اور نہیں پڑھتے ان کا حال سنو کہ ایک بڑے آدمی سے میں نے کہا۔ آپ پڑھتے کیوں نہیں۔ تو وہ بڑے جوش میں آ کر کہنے لگا۔ کیوں ہم کوئی بندر ہیں؟ سیکھتے تو بندر ہیں شیر نہیں سیکھتے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی ایک مثال پیش کروں۔ باز تو سیکھتے ہیں مگر کوّے نہیں سیکھتے۔ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ ایسا فرقہ بھی ہے جو اپنے نیک اور

بدکام خدا سے منسوب کرتا ہے۔ تقدیر کے مسئلے کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔

میری والدہ اعوان قوم سے تھی۔ بڑی فہمیدہ عورت تھی۔ وہ ہمیشہ ایک مثال دیا کرتی تھی جو آگ کھاتا ہے انگارے ہگے گا یعنی جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔ وَ الْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی کے معنے بتایا کرتیں کہ ہر نیک و بد عالم کا اندازہ خدا کی طرف سے ہو چکا ہے۔ جیسا کریں ویسا نتیجہ پائیں۔ قَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا[1] (الفرقان: ۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

قُلْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ ۔ یومِ حنین، یومِ اُحد۔ صحابہ کی غلطی سے تکلیف پہنچی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

۱۶۷۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَ لِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور دو جماعتوں کے ملنے کے دن جو کچھ تم کو پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا کہ مومنوں کو نشان لگاوے۔

تفسیر۔ اِلْتَقَی الْجَمْعٰنِ ۔ اُحد کی جنگ میں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

فَبِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ جیل خانے میں جاتا ہے گورنمنٹ کے حکم سے مگر جاتا ہے اپنی بدعملی سے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

۱۶۸۔ وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۚ وَ قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰکُمْ ؕ ھُمْ لِلْکُفْرِ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ؕ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور نشان لگاوے منافقوں کو اور اُن سے کہا گیا آ وَ لڑو اللہ کی راہ میں یا ہٹا ہی دو انہوں نے

[1] اس کا بخوبی اندازہ کر دیا ہے۔ (ناشر)

جواب دیا اگر ہم لڑنا جانتے تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ لوگ اُس دن بہ نسبت ایمان کے کفر کے بہت قریب ہوئے وہ اپنے منہ سے وہ وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔

تفسیر۔ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔اعلاءِ کلمۃ اللہ میں۔اللہ کے بندوں کی عزّت اور وقعت کے لئے دشمنانِ دین۔دشمنانِ قرآن کریم۔نبی کریمؐ کے دشمنوں۔آپؐ کے جانشینوں کے دشمنوں سے مقابلہ کرو مگر اس راہ سے جس راہ سے وہ مقابلہ کرتے ہیں۔وہ اگر تلوار اور تیر سے کام لیں تو تم بھی تلوار اور تیر سے کام لو لیکن اگر وہ تدابیر سے کام لیتے ہیں تو تم بھی تدابیر ہی سے مقابلہ کرو ورنہ اگر اس راہ سے مقابلہ نہیں کرتے تو یہ اعتداء ہو گا اور اللہ تعالیٰ اعتداء کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ غرض جو راہ دشمن اختیار کرے اسی قسم کی راہ اختیار کرو۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

اَوِ ادْفَعُوْا۔ دفع کرو دشمن کو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

۱۷۲۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ خوش وقت ہوتے ہیں اور اللہ کے فضل و انعام کی بشارت پاتے ہیں اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مومنوں کا ثواب۔

تفسیر۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۔وہ اس بشارت کے منتظر ہیں کہ ہمارے خلف بادشاہ ہوں گے اور پھر ان پر نہ یہ خوف رہے گا نہ ان پر کوئی حُزن طاری ہو گا بلکہ مظفّر و منصور ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

۱۷۴۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا کہ مکہ والے لوگوں نے جتھا کیا ہے تمہارے (مقابلہ کے) لئے تم ان سے

ڈرو اس بات نے (ایمان داروں کا) ایمان بڑھا دیا اور وہ کہہ اٹھے کہ اللہ ہم کو بس ہے اور کیا ہی اچھا وکیل ہے۔

تفسیر۔ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ ۔ سپہ سالار فوج اُحد کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال ہم تم سے لڑائی کریں گے۔ پھر انہوں نے کچھ آدمی بھیجے تا مومنوں کو ڈرائیں مگر مسلمانوں نے سن کر کچھ پرواہ نہ کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (اٰل عمران: ۱۷۴) وہ جنہیں منافقوں نے اطلاع دی کہ دشمنوں نے تمہارے مقابلہ میں بڑی فوج جمع کی ہے اب ان سے تمہیں ڈرنا چاہیے لیکن یہ بات سن کر ان کے ایمان بڑھ گئے اور کہنے لگے اللہ ہمارے لئے بس ہے اور بہت اچھا کارساز ہے۔ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ (الانفال: ۴۸) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اپنے گھروں سے گھمنڈ کے طور پر اور لوگوں کو دکھانے کے لئے نکلے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴،۲۵)

بدرؔ میں دشمن نہ آیا اور مسلمان تجارت کر کے مال حاصل کر کے لوٹے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

۱۷۶۔ اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ وہ شخص جس نے آکر خبر دی وہ شیطان ہے وہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو ایمان دارو! تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو جب تم مومن ہو۔

تفسیر۔ ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ ۔ وہ خبر اُڑانے والا شیطان تھا۔

یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۔ اس کا اثر اسی کے دوستوں پر پڑتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

۱۷۸،۱۷۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

ترجمہ۔ جنہوں نے خریدا حق پوشی کو ایمان کے بدلے وہ دینِ الٰہی کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور ان کے لئے ٹیس دینے والا عذاب ہے۔کافر یہ گمان نہ کریں کہ یہ مہلت جو اُن کو ملتی ہے اُن کے لئے مفید ہے بات یہ ہے کہ ہم مہلت تو دیتے ہیں اُن کو، نتیجہ یہ ہے کہ وہ بدی میں بڑھتے ہیں اور اُن کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

تفسیر۔ پس اسبابِ ذلّت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ماننے کی باتوں کو چھوڑ کر ان کا انکار کرتے جائیں حتّٰی کہ سب صداقتوں کے منکر ہو جائیں جو خدا نے اپنے فضل و کرم سے ان پر انبیاء کے ذریعے ظاہر کیں اور اللہ کی نافرمانی میں بڑھتے جائیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰ ماہِ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۹۴)

۱۸۲۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔

ترجمہ۔ اللہ نے سن لی ہے بات اُن لوگوں کی جو کہتے ہیں اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ہم اس بات کو محفوظ اور نوٹ کر لیں گے جو انہوں نے کہا اور نبیوں کے مارنے کا قصد۔اور کہیں گے ہم کہ چکھو جلانے والا عذاب۔

تفسیر۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ (اٰل عمران:۱۸۲) اللہ نے سنی بات ان کی جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸۰)

ہر مومن کے کچھ دشمن بھی ہوتے ہیں۔مومن کا دل صاف ہوتا ہے۔اس کے دل میں کپٹ نہیں

ہوتی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمن مدینہ کی اطراف میں آپ کے دشمنوں کو اُکساتے رہتے۔فرمایا کہ جلد بازی نہ کریں وہ لوگ۔ہم ان کو عذابِ عظیم دیں گے۔تیرے مُنکر گمان نہ کریں کہ ان کو جو مُہلت دی گئی ہے وہ ان کے لئے مفید ہے۔مُہلت سے بعض لوگ بدی میں اور ترقی کرتے ہیں۔یہاں بھی بعض لوگ منافقانہ طرز اختیار کئے ہوئے ہیں۔جس سے ملے اُسی کی سی باتیں کرنے لگے۔ہم کو ایسے لوگوں کی خبر ہو جاتی ہے۔ایسے منافق لوگ انجام کار ذلیل ہوا کرتے ہیں...... یہ مال جس کا یہ بخل کرتے ہیں......اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔بعض لوگ بہت سے چندوں کی تحریکیں سن کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کا اگر خدا سے تعلق ہوتا تو یہ مانگتے ہی کیوں۔

سَنَكْتُبُ کے معنی سَنَحْفَظُ ہیں۔ہندوؤں میں ایک قربانی ہوتی تھی جس میں آدمی کو جلاتے یا جانور کو جلاتے ہیں۔اب اس کی بجائے گھی، شکر، چاول وغیرہ چیزیں جلاتے ہیں...... دنیا کا بڑا حصہ لوگوں نے دھوکہ میں ضائع کیا۔خدا تعالیٰ تم کو فہم عطا کرے اور جھوٹ، حرص، تکبر سے بچائے۔محبتیں پیدا کرے۔مسلمان بڑی فضولیاں کرتے ہیں۔اپنی طاقتوں سے بڑھ کر کام نہ کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

یعنی کافر ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔کیا معنی؟ ہم ان کی بات کو محفوظ رکھیں گے؟ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۸۰)

۱۸۴۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ یہودی جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے اقرار لے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول کو نہ مانیں جب تک وہ سوختنی قربانی کر کے ہم کو نہ دکھائے تم کہہ دو کہ لا چکے تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت رسول کھلی کھلی نشانیاں اور یہ فرمائش بھی جو تم نے کی پھر تم نے ان سے کیوں لڑائی کی اور ان کے مارنے کا کیوں ارادہ کیا جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۔ یہودیوں اور ہندوؤں میں اب بھی قربانی آگ میں ڈالتے ہیں ۔ پس انہوں نے کہا ہم اس نبی کو مانیں گے جو سوختنی قربانیوں کا حکم لائے ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

وہ جنہوں نے کہا کہ ہم رسول کی بات نہیں مانیں گے جب تک ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا جاتی (سوختنی قربانی) تو کہہ مجھ سے پہلے رسول بیّنات لے کر اور تمہاری مانگی ہوئی چیز (سوختنی قربانی) کو بھی لے کر آئے پھر تم نے انہیں کیوں قتل کیا اگر تم صادق ہو؟

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱)

اللہ تعالیٰ کے مُرسل و ماموراپنے اعداء کے سامنے ناکام ہوکر نہیں مرتے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ مامورین کے ساتھ جدال وقتال ہوتا ہے جس کا ذکر فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ...... میں ہے مگر یہ مقاتلہ ومقابلہ کرنے والے ناکام ونامراد مرتے ہیں اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر ومنصور اور کامیاب ہوکر دنیا سے جاتے ہیں ۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

۱۸۸۔ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ٝ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر! اہل کتاب کو وہ وقت کیوں نہیں یاد دلاتے) جب اللہ نے اہل کتاب سے قول وقرار لیا کہ (یہ کتاب جو تم کو دی گئی ہے) لوگوں سے اس کا مطلب صاف صاف بیان کردینا اور اس (کی کسی بات) کو چھپانا مت مگر انہوں نے (اس قول کی کچھ بھی پروا نہ کی) اور اس کو اپنے پسِ پشت پھینک دیا اور اُس کے عوض میں تھوڑے سے دام (یعنی دنیاوی فائدے) حاصل کئے سو (کیا ہی) بُرا (سودا) ہے جو یہ لوگ لے رہیں ہیں ۔

تفسیر۔ وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَکۡتُمُوۡنَہٗ۔اور جب لیا اللہ نے پختہ اقرار کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو گے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤ گے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل صفحہ ۵۶ حاشیہ)

۱۹۲۔ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور پڑے پڑے کروٹوں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی ساخت میں غور کرتے (اور بے اختیار بول اٹھتے) ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے (اس کارخانہ عالم کو) بے فائدہ (تو) نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔

تفسیر۔ فرشتوں پر ایمان بہت ضروری ہے ایک فرشتہ کی تحریک کو انسان مانتا ہے تو پھر اور ملائکہ سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔

جب انسان ملائکہ کی لعنت کے نیچے آتا ہے تو اس کا نشان یہ ہے کہ اَنَّ اَکۡثَرَکُمۡ فٰسِقُوۡنَ[1] (المآئدۃ:۶۰) کا شانِ نزول بنتا ہے۔

میں نے تجربہ کیا ہے کہ جو لوگ فسق اختیار کرتے ہیں ان کی سمجھ میں پاک باتیں آتی ہی نہیں چنانچہ مُردار خوار، خنزیر خوار مَاۤ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ[2] (البقرۃ:۱۷۴) ایسی تمام قوموں کا یہی حال ہے۔

مسلمان مُردار، سؤر نہیں کھاتے پھر بھی ان میں مجرم ہوتے ہیں اِس کی وجہ اکل الباطل جس سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ اِنسان کو چاہیے کہ ہر وقت خدا کو یاد رکھے اور دُعا میں لگا رہے جیسا کہ اِس رکوع میں الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا اور رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا سے ظاہر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

ذکرِ الٰہی اور تفکّر بھی علمِ صحیح کا باعث ہے چنانچہ فرمایا لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ

---

[1] اور تم تو اکثر نافرمان ہی ہو۔ (ناشر) [2] وہ چیز جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری جائے۔ (ناشر)

اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (اٰل عمران: ۱۹۲) یعنی نشان ہیں دانشمندوں کے لئے جو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے لیٹے اور تفکّر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں۔ دیانند نے بھی لکھا ہے کہ رشی لوگوں کو مراقبوں، سادھوں وغیرہ سے یہ سچّے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ غرض وہ تمام سچّے علوم قرآن کریم میں مذکور ہیں جو انسان کی فلاحِ دنیوی واخروی کے لئے ضروری ہیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۰۷، ۳۰۸)

۱۹۴۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔

ترجمہ۔ اور اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک منادی کرنے والے (یعنی پیغمبر) کو سنا کہ ایمان کی منادی کر رہے تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے پس اے پروردگار! ہم کو ہمارے قصور معاف فرما اور ہم (پر) سے ہمارے گناہ دور کر اور نیک بندوں کے ساتھ ہماری موت ہو۔

تفسیر۔ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا۔ یہ جب ہوگا کہ گناہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۷)

۱۹۶۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُکُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔

ترجمہ۔ اُن کو (یوں) جواب دیا کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو اکارت نہیں ہونے دوں گا مرد ہو یا عورت تم ایک دوسرے کی جنس ہو تو جن لوگوں نے ہمارے لئے (اپنے) دیس چھوڑے اور (ہماری ہی وجہ سے) اپنے گھروں سے نکالے اور ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے ہم ان کی خطاؤں کو اُن (کے نامۂ اعمال میں) سے ضرور محو کر دیں گے اور اُن کو ایسے باغوں میں لے جائیں اور داخل کریں گے

جن کے نیچے نہریں (پڑی) بہہ رہی ہیں اللہ کے ہاں سے (یہ اُن کے کئے کا) بدلہ (ہے) اور اچھا بدلہ تو اللہ ہی کے ہاں ہے۔

تفسیر۔ فَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ (اٰل عمران:۱۹۶)'' جولوگ اپنے گھر سے نکالے گئے اور انہوں نے ہجرت کی اس واسطے وہ مہاجر بنے اور ان سے لوگوں نے لڑائیاں کیں جیسے بدر میں اور اُحد میں ۔ ان کے سب گناہ ہم معاف کرتے ہیں اور ہم ان کو بہشت میں پہنچاویں گے۔'' ....اس آیت کو خوب یاد رکھو میری سمجھ میں یہ آیت صحابہ کے دشمنوں کا خوب مقابلہ کرتی ہے۔ قَاتَلُوۡا کے معنے لڑائی ہی درست ہیں۔ مرنے مارنے کا ذکر نہیں ہے آگے آتا ہے۔ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ (اٰل عمران:۱۹۶) یعنی ابوبکر، عمر، عثمان وغیرہ کو اور بھی بہت کچھ دیں گے۔ خلافت دیں گے حکومت اور بادشاہی دیں گے۔

(البدر کلام امیر حصہ دوم مورخہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۳)

اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ۔ یہ وہ عامل مراد نہیں جو تعویذ دھاگہ کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

۲۰۱۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا ۟ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔

ترجمہ۔ مسلمانو! برداشت کرو اور دوسرے کو صبر کی تعلیم دو اور دشمن کے مقابل میں تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ (آخر کار) تم اپنی مراد کو پہنچو۔

تفسیر۔ اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا۔ صبر کرو بھی اور سکھاؤ بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۵/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۲)

صَابِرُوۡا۔ دوسروں کو صبر سکھاؤ۔

رَابِطُوۡا۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی تیاری بھی رابطہ کہلاتی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

سُوْرَۃُ النِّسَآءِ مَدَنِیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

سورۂ نساء پڑھنا شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔

ترجمہ۔ لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو تنِ واحد سے پیدا کیا اور اُس کی (جنس سے) اُس کی بی بی بنائی اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورت پھیلا دیئے اور جس اللہ کا واسطہ دے دے کر تم اپنے کتنے کام نکال لیتے ہو آپس میں اُس اللہ کا اور رشتوں کا پاس ملحوظ رکھو کیونکہ اللہ تمہارا نگرانِ حال ہے۔

تفسیر۔ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جی سے اور پیدا کیا اس کی جنس سے اس کا جوڑا اور پھیلائے ان سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور بچو قطع رحم سے۔ بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔

(نورالدین بجواب ترک اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳)

اس سورہ شریف میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آرام کی زندگی عطا کرے تو کس طرح بسر کرنی چاہیے۔ مومن لڑائیوں میں انتظامات نہیں کرسکتا۔ امن کی حالت میں کرتا ہے اس لئے امن کی زندگی بسر کرنے کے قاعدے و طریقے سکھاتا ہے۔

بڑا امن تکبّر کے چھوڑنے سے پیدا ہوتا ہے کبرائیوں کے تمام شعبے چھوڑ دینے چاہئیں۔ شیطان کا پہلا گناہ جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ[1] (البقرہ:۳۵)

---

[1] (ابلیس نے جو کافر تھا) آدم کا انکار کر دیا اور اُسے اپنے سامنے ہیچ سمجھا۔

قومیت کے خیال کوتقویٰ کی حد کے اندر لانا چاہیے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ جب تم ایک شخص کی اولاد ہوتو پھر کبریائی کس لئے تقویٰ سے امن پیدا ہوتا ہے اور کبریائی سے فساد۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ [1] (الحجرات:۱۴) میں بتایا ہے کہ اللہ کے نزدیک معزز ومکرم صاحبِ تقویٰ ہے نہ کہ اعلیٰ ذات والا۔ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ دوبارہ حکم تقویٰ کا دیتا ہے کہ اُس اللہ کے متقی بنو جس کے حضور تم دعا کیا کرتے ہو۔ جس کے در پر جا کر مانگنا۔ اُس کے حکم کی خلاف ورزی ٹھیک نہیں۔

وَ الْاَرْحَامَ۔ انبیاء نے عورتوں کے رشتہ کی یہاں تک قدر کی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے صحابہؓ کو نصیحت کی کہ مصر کے قبطیوں کا خیال رکھنا۔ وہ تمہارے رشتہ دار ہیں کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کی ماں مصر کی تھی۔ پھر حضرت نبی کریمؐ جب قربانی کرتے تو خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ہاں بھی گوشت بھجواتے۔ رحموں کا بہت لحاظ رکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۳)

خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء:۲) کا لفظ ہے مگر اس مِنْ کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کریم میں جا بجا ہدایت نامے موجود ہیں۔ غور کرو خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ [2] (فاطر:۱۲) خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا [3] (الروم:۲۲)۔ (نورالدّین بجواب ترک اسلام۔ کمپیوٹرائیزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۴۳)

یہ ایک آیت شریف ہے جس سے ایک سورہ کا ابتداء ہوتا ہے اور ایسے خطبوں کے وقت اس کا پڑھا جانا مسلمانوں میں مروّج ہے وہ اس آیت کو ضرور پڑھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ساری سورۃ کی طرف گویا متوجہ کیا گیا ہے۔ جس میں میاں بیوی کے متعلق حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور تفاول کے طور پر اس کی ابتدا کو پڑھتے ہیں تا کہ سعادت مند لوگ ایسے تعلقات پیدا کرنے سے پہلے اور بعد ان امور پر نگاہ کرلیا کریں جو اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں۔

---

[1] بے شک تم میں زیادہ عزت دار اللہ کے نزدیک وہی ہے جو بڑا متقی ہو۔ (ناشر) [2] جس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے (یعنی مجموعہ عناصر سے) [3] اس نے پیدا کر دیا تمہارے لئے تمہارے ہی میں سے بیبیوں کو۔ (ناشر)

وہ تعلق جو میاں بیوی میں پیدا ہوتا ہے بظاہر وہ ایک آن کی بات ہوتی ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی دی۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے لی۔ بظاہر یہ ایک سیکنڈ کی بات ہے مگر اس ایک بات سے ساری عمر کے لئے تعلقات کو وابستہ کیا جاتا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریوں اور جواب دہیوں کا جؤا میاں بیوی کی گردن پر رکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس سورۃ کو یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ سے شروع کیا ہے۔ کوئی اس میں مخصوص نہیں ساری مخلوق کو مخاطب کیا ہے۔ مومن، مقرب، مخلص، اصحاب الیمین، غرض کوئی ہو کسی کو الگ نہیں کیا بلکہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ فرمایا۔ النَّاسُ جو اُنس سے تعلق رکھتا ہے وہ انسان ہے۔ انسان جب اُنس سے تعلق رکھتا ہے تو سارے اُنسوں کا سرچشمہ میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا اُنس ہے اس کے ساتھ اگر ایک اجنبی لڑکی پر فرائض کا بوجھ رکھا گیا ہے تو اجنبی لڑکے پر بھی اس کی ذمّہ داریوں کا ایک بوجھ رکھا گیا ہے اس لئے اس تعلق میں ہاں نازک تعلق میں جو بہت سی نئی ذمّہ داریوں اور فرائض کو پیدا کرتا ہے کامل اُنس کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس بوجھ کا اُٹھانا بہت ہی ناگوار اور تلخ ہو جاتا ہے لیکن جب وہ کامل اُنس ہو تو اس کی پاک رحمت اور فضل انسان کے شامل حال ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ غرض اس تعلق کی ابتدا اُنس سے ہونی چاہیے تا کہ دو اجنبی وجود متّحِد فِی الْاِرَادت ہو جائیں اس لئے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کہہ کر اس کو شروع فرمایا اور دوسری آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ سے شروع ہوتی ہے۔

لوگو! تقوٰی اختیار کرو۔

تقوٰی عظیم الشان نعمت اور فضل ہے جسے ملے۔ انسان اپنی ضروریاتِ زندگی میں کیسا مضطرب اور بیقرار ہوتا ہے خصوصًا رزق کے معاملہ میں لیکن متقی ایسی جگہ سے رزق پاتا ہے کہ کسی کو تو کیا معلوم ہوتا ہے خود اس کے بھی وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ[1] (الطّلاق: ۴) پھر انسان بسا اوقات بہت قسم کی تنگیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے جیسے فرمایا مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا[2] (الطّلاق: ۳)

---

[1] اس کو وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔

[2] جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے تو اللہ پیدا کر دے گا اس کے لئے کوئی راہِ نجات۔ (ناشر)

انسان کی سعادت اور نجات کا انحصار علومِ الٰہیہ پر ہے کیونکہ جب تک کتاب اللہ کا علم ہی نہ ہو وہ نیکی اور بدی اور احکامِ ربّ العالمین سے آگاہی اور اطلاع کیونکر پا سکتا ہے مگر تقوٰی ایک ایسی کلید ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے دروازے اسی سے کھلتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ متقی کا معلّم ہو جاتا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔[1] انسان اپنے دشمنوں سے کس قدر حیران ہوتا اور اُن سے گھبراتا ہے لیکن متّقی کو کیا خوف؟ اس کے دشمن ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔[2] اللہ تعالیٰ سے دوری اور بُعد ساری نامرادیوں کی جڑ اور ناکامیوں کی اصل ہے مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ[3] (النحل:۱۲۹) تقوٰی ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولیٰ کا محبوب بناتی ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ[4] (التوبہ:۴) تقوٰی کے باعث اللہ تعالیٰ متقی کے لئے مکتفی ہو جاتا ہے اور اس سے ولایت ملتی ہے وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ[5] (الجاثیۃ:۲۰) پھر تقویٰ ایسی چیز ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ[6] (المائدۃ:۲۸) بلکہ اس کے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔

غرض تقوٰی جیسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے اور تقوٰی نام ہے اعتقاداتِ صحیحہ، اقوالِ صادقہ اعمالِ صالحہ، علومِ حقّہ، اخلاقِ فاضلہ، ہمتِ بلند، شجاعت، استقلال، عفّت، حِلم، قناعت، صبر کا، حُسنِ ظن باللہ تواضع، صادقوں کے ساتھ ہونے کا۔

پس یہ تقوٰی اپنے ربّ کا اختیار کرو۔ رَبَّكُمُ میں بتایا ہے کہ وہ تمہیں کمالات بخشنے والا ہے۔ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت تک پہنچانے والا ہے۔ اس کے متقی بنو۔

مخلوق کی نظر کا متقی نہیں۔ اگر انسان مخلوق کی نظر میں متقی بنتا ہے لیکن آسمان پر اس کا نام متقی نہیں تو یاد رکھو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فتوٰی ہے مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ[7] (البقرۃ:۹) ایک غلط خیال عام

---

[1] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اللہ تم کو سکھاتا ہے۔ [2] اگر تم اللہ کو سپر بناؤ گے تو وہ تمہارے لئے ہر ایک کام میں ایک کھلا فیصلہ دے گا۔ [3] کچھ شک نہیں کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور ان کے ساتھ جو اس کو دینے والے صاحبِ نظر نیکو کار رہیں۔ [4] بے شک اللہ پسند کرتا ہے متقیوں کو۔ [5] اور اللہ تو متقیوں ہی کا دوست ہے۔ [6] اللہ تو متقیوں کی ہی نیاز قبول فرماتا ہے۔ [7] وہ ماننے والوں میں نہیں۔ (ناشر)

لوگوں میں پھیلا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو بھی دور کروں اور وہ یہ ہے کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ دین پر عمل درآمد کرنا انسان کی مقدرت سے باہر ہے اور یہ شریعت گویا کہنے کی ہے کرنے کی نہیں اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ یہ بدی عام پھیلی ہوئی ہے اور اس نے بہت بڑا حصہ مخلوق کا تباہ کیا ہے۔ دراصل اس قسم کے حیلے شریروں نے اپنی بدیوں کو چھپانے کے لئے تراشے ہوئے ہیں۔ مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہ بدی اور بدخیالی اللہ تعالیٰ پر سوءِ ظن سے پیدا ہوئی ہے کہ انسان کہلائے اور کہے کہ شریعت کی پابندی نہیں کرسکتے اور فرائض اور سنن ادا نہیں ہوسکتے یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ اسی ایک بدی نے ایک قوم کو تباہ کردیا اور اس نے شریعت کو نعوذ باللہ لعنت کہہ دیا۔ یعنی عیسائیوں کی قوم نے شریعت کو بالکل الگ رکھ دیا۔ یہ شیطانی وسوسہ تھا اور شیطان ان پر غالب آیا۔ پس ایسی باتوں اور خیالوں سے پرہیز کرو۔ میں نے ایک ایسے ہی خطبہ میں یعنی نکاح کے خطبہ میں (جو اگلے روز مجھے پڑھنا پڑا اور اسی طرح پر صادق امام کے حضور میں پڑھا)۔ اس امر پر زور دیا تھا (اور یہ میرا ایمان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی طرح ہو اور میں خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے ایسا کرنا چاہتا ہوں)۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴، ۱۵)

پھر فرمایا خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ قرآن شریف سے عمدہ اور نیک اولاد کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو دیکھو کہ خدا نے اسے کیسا برومند کیا جس میں صدہا نبی اور رسول آئے حتیٰ کہ خاتم الرُّسل بھی اسی میں ہوئے۔ مگر یہ طیّب اور مبارک اولاد کس طرح سے حاصل ہو؟ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے حصول کا یہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مدّنظر رکھے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقوٰی سے دُور پھینک دیتی ہے بچ سکو گے۔ دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہیں کرسکتا۔ ہر ایک بدی کرنے والا اپنی اس بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے پھر جب خدا تعالیٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اور اس پر سچا ایمان لائے گا تو ایسے ارتکاب سے

بچ جائے گا۔غرض تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریتِ طیّبہ بھی پالیتا ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۱۷؍نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اُس کا خاص فضل ہوا۔ اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی پھر تقویٰ سے حاصل ہو سکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ کیونکہ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھ کر جوش اس بات کا ہے کہ میں مسیح موعود کی بیوی، بچوں۔ متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو رِجَالًا كَثِيۡرًا اور تقویٰ اللہ والے کے مصداق بنائے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۵۰ مؤرخہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۹)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ۔شادی کے بعد لڑکی کے تمام رشتہ دار تمہارے اور تمہارے رشتہ دار لڑکی کے ہو گئے۔ (البدر کلام امیر حصہ دوم مؤرخہ ۵؍دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۹۰)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ۔ یہ ایک سورۃ کا ابتداء ہے۔ اس سورۃ میں معاشرت کے اصولوں اور میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیتیں نکاح کے خطبوں میں پڑھی جاتی ہیں اور غرض یہی ہوتی ہے کہ تا اُن حقوق کو مدّنظر رکھا جاوے۔

اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ سے شروع کیا ہے۔ النَّاسُ جو اُنس سے تعلق رکھتا ہے تو میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا تعلق بھی ایک اُنس ہی کو چاہتا ہے تاکہ دو اجنبی وجود متحد فی الِا رَادۃ ہو جائیں۔غرض فرمایا۔

لوگو! تقوٰی اختیار کرو۔ اپنے ربّ سے ڈرو۔ وہ ربّ جس نے تم کو ایک جی سے بنایا ہے اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔

خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا سے یہ مُراد ہے کہ اسی جنس کی بیوی بنائی۔ اس آیت میں اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی اصل غرض تقوٰی ہونی چاہیے اور قرآنِ مجید سے یہی بات ثابت ہے۔ نکاح تو اس لئے ہے کہ انسان اِحصان اور عفت کے برکات کو حاصل کرے مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مدّنظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دولتمندی۔ حُسن و جمال اور جاہ وجلال کو دیکھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَيۡكَ بِذَاتِ الدِّيۡنِ [۱]۔ بہت سے لوگ خط وخال میں محو ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے قول کے موافق تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا مگر عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ عمر اور حوادث کے ماتحت خط وخال میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ایسی چیز نہیں جس پر انسان محو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض تقوٰی بیان فرمائی ہے۔ دیندار ماں باپ کی اولاد دیندار ہو، پس تقوٰی کرو اور رِحم کے فرائض کو پورا کرو۔ میں تمہارے لئے نصیحتیں کرتا ہوں۔ یہ تعلق بڑی ذمّہ داری کا تعلق ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراضِ حُبّ پر ہوتے ہیں اُن سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی جو اس کی رُوح اور زندگی کو بہشت کر کے دکھائے۔ ان ساری خوشیوں کے حصول کی جڑ تقوٰی ہے اور تقوٰی کے لئے یہ گُر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا۔

جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقوٰی سے دُور پھینک دیتی ہے بچو گے۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۵ /مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

۳۔ وَ اٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤى اَمۡوَالِكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا۔

ترجمہ۔ اور یتیموں کے مال ان کے حوالے کرو اور مال طیّب کے بدلے مال حرام نہ لو اور ان کے مال

۱۔ تم دین دار عورت کی جستجو کرو۔

اپنے مالوں میں ملا کر خُرد بُرد نہ کرو کیونکہ یہ (بہت ہی) بڑا گناہ ہے۔

تفسیر۔ وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ ۔مظلوموں میں یتیم بڑا مظلوم ہے۔ایک جگہ فرمایا ہے لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ[1] (الانعام: ۱۵۳)

وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۔ان کی عمدہ چیز اپنی کسی ردّی سے مت بدلاؤ۔

حُوْبًا كَبِیْرًا۔ بھاری گناہ۔

حرام خوری کی بہت قسمیں ہیں۔ جو نوکر اپنی نوکری نہیں کرتا وہ حرام خور ہے۔ جو طبیب راکھ کی پُڑیا بنا کر سونے کے نام سے دے وہ بھی حرام خور۔ جو حرفے والے اپنے حرفے میں فریب کرے وہ بھی حرام خور۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۳)

الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۔ جو مال اُن کا ہے وہ تمہارے لئے حرام اور خبیث ہے اور تمہارا اپنا مال طیّب۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۔اور امانت کی اچھی قیمتی چیزوں کے بدلہ میں خراب ردّی چیزیں نہ دو یا حرام حلال کے بدلہ نہ لو۔ (نور الدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن۔صفحہ ۲۲)

۴۔ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔

ترجمہ۔ اور اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو۔ پھر اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ (کئی بیبیوں میں) برابری کے ساتھ برتاؤ نہ کر سکو گے تو (اس صورت میں) ایک ہی بی بی کرنا یا وہ جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں نامنصفانہ برتاؤ سے بچنے کے لئے یہ تدبیر زیادہ ترقرینِ مصلحت ہے۔

---

[1] یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ (ناشر)

تفسیر۔ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی ۔بعض وقت یتیم لڑکیوں پر یا ان لڑکیوں پر جو بیوی کے ساتھ آتی ہیں ظلم ہو جاتا ہے۔اس سے بچنے کا طریق بتایا تا امن ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲ ؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۳)

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ جوعورت تمہیں پسند آئے اُس سے نکاح کرو۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ۔اور اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸)

پس نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں، دو دو، تین تین، چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل صفحہ ۴۳ حاشیہ)

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ اس آیت میں حکم دیا۔ بی بی کو قبل نکاح پسند کرلو پھر نکاح کرو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۴۶)

۵۔وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا۔

ترجمہ۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ دے دو پھر اگر وہ خوش دلی کے ساتھ اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو رچتا پچتا (مزے سے) کھاؤ۔

تفسیر۔ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۔مسلمان جب پہلے پہلے یہاں آئے تو ان کے پاس روپیہ بہت تھا۔ وہ لاکھوں کا مہر باندھ دیتے تھے۔مگر اب یہ حالت نہیں۔ پس قدر کے مطابق مہر باندھو اور دل سے ادا کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲ ؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۳)

۶۔ وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

ترجمہ۔ اور مال جس کو اللہ نے تمہارے لئے (ایک طرح کا) سہارا بنایا ہے ان کے حوالے نہ کرو جو کم عقل ہوں ہاں اس میں سے ان کے کھانے پہننے میں صرف کرو اور ان کو نرمی سے سمجھا دو۔

تفسیر۔ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ ۔ کم عقلوں ۔نشیب و فراز نہ سمجھنے والوں کو مال سپرد نہ کرو۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن۔صفحہ ۲۲)

لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ ۔ مال کمانا سہل ہے۔ پر خرچ کرنا بہت اہم ذمہ داری کا کام ہے۔

عورتوں کی قوم بڑی کمزور ہوتی ہے۔پس اموال ان کو نہ دے دو۔ایسا ہی لڑکوں کے حوالہ مال نہ کیا کرو۔کئی لڑکے فضول خرچ ہوتے ہیں۔صرف اس لئے کہ انہیں پیسے دے دیئے جاتے ہیں۔ ہمیشہ چیز منگوا کر دینی چاہیے اس لئے محکمہ کورٹ آف وارڈز کا اصول اسلام ہی نے رکھا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۳)

۷۔ وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔

ترجمہ۔ اور یتیموں کو (دنیا کے) کاروبار میں لگائے رکھو یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچیں اس وقت اگر ان میں صلاحیت دیکھو تو اُن کے مال اُن کے حوالے کر دو اور ایسا نہ کرنا کہ اُن کے بڑے ہونے کے اندیشہ سے فضول خرچی کر کے جلدی جلدی اُن کا مال کھا (پی) ڈالو۔اور جو (ولی یا سرپرست) با مقدور ہو اسے بچا رہنا چاہئے اور جو حاجت مند ہو وہ دستور کے مطابق کھا لے پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

تفسیر۔ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۔ قرآن شریف نے لڑکے یا لڑکیوں کے سن بلوغ کے متعلق کوئی خاص حد مقرر نہیں فرمائی۔ بلکہ یوں فرمایا ہے کہ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ [1] (النساء:۷)۔اس میں سر یہ ہے کہ اس امر کا قرآن شریف کے نازل کرنے والے کو ہی اس وقت علم تھا کہ مختلف ممالک میں

[1] یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچیں۔(ناشر)

بوجہ شدت گرمی مختلف حد بلوغ ہیں۔ چنانچہ بعض ممالک میں بعض وقت ۲۶ یا ۲۷ برس تک پہنچ کر لڑکے یا لڑکیاں بالغ ہوتے ہیں اور بعض ممالک میں دس بارہ چودہ برس ہی میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ غرض اگر قرآن شریف کوئی حد مقرر کر دیتا تو اس وقت جبکہ ساری دنیا نفس واحد کا حکم رکھتی ہے قابل اعتراض ٹھہرتا ہے۔ سبحان اللہ کیا پاک تعلیم ہے۔ لڑکیاں عموماً حیض کے بعد اور لڑکے موئے ظہار پیدا ہونے کے بعد بالغ سمجھے جاتے ہیں۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۹ مؤرخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ فَاَشْھِدُوْا (النساء: ۷)۔ پھر جب ان یتیموں کے مال ان کے سپرد کرنے لگو۔ تو گواہ ٹھہرالو۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲)

۱۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔

ترجمہ۔ جو لوگ ناحق یتیموں کے مال خورد برد کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب (مرے پیچھے) دوزخ میں پڑیں گے۔

تفسیر۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲)

۱۲، ۱۳ ۔ يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ‌ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ‌ۚ فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ‌ۚ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ‌ؕ وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ‌ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ‌ؕ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ‌ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَـكُمۡ نَفۡعًا‌ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۔ وَلَـكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ‌ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ‌ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ‌ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ‌ۚ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ‌ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ‌ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ‌ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ‌ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔ (مسلمانو!) تمہاری اولاد کے (حصوں کے بارے) میں اللہ تم سے کہہ رکھتا ہے کہ لڑکے کو دولڑکیوں کے برابر حصہ (دیا کرو) پھر اگر لڑکیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو ترکے میں اُن کا حصہ دو تہائی ہے اور اگر اکیلی ہو تو اس کو آدھا اور میّت کے ماں باپ کو (یعنی) دونوں میں ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ اس صورت میں کہ میّت کی اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث (صرف) ماں باپ ہوں تو اُس کی ماں کا حصہ ایک تہائی (باقی باپ کا) پھر اگر (ماں باپ کے علاوہ) میّت کے (ایک سے زیادہ) بھائی (یا بہنیں) ہوں تو ماں کا حصہ چھٹا (مگر یہ حصّے) میّت کی وصیّت (کی تعمیل) اور (ادائے) قرض کے بعد (دئے جائیں) تم اپنے باپ (دادا یعنی اصول) اور بیٹوں (پوتوں یعنی فروع) کو نہیں جان سکتے کہ نفع رسانی کے اعتبار سے اُن میں کون سا تم میں سے زیادہ قریب ہے (پس اپنی رائے کو

دخل نہ دو اور یوں سمجھو کہ) حصوں کا قرار داد اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے اللہ بے شک (سب کچھ) جانتا ہے اور سب مصلحتوں سے واقف ہے۔ اور جو (ترکہ) تمہاری بیبیاں چھوڑ مریں اگر اُن کی اولاد نہیں تو اُن کے ترکے میں تمہارا آدھا۔ اور اگر اُن کی اولاد ہے تو اُن کے ترکے میں تمہارا چوتھائی (مگر) اُن کی وصیّت (کی تعمیل) اور ادائے قرض کے بعد، اور تم کچھ (ترکہ) چھوڑ مرو اور تمہاری کچھ اولاد نہ ہو تو بیبیوں کا (حصہ چوتھائی) اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں سے بیبیوں کا آٹھواں (حصہ اور یہ حصے) بھی تمہاری وصیّت (کی تعمیل) اور (ادائے) قرض کے بعد (دئے جائیں) اور اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور اس کا باپ بیٹا (یعنی اصل وفرع) نہ ہو اور اس کے بھائی یا بہن ہوں تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں (برابر کے) سب شریک (یہ حصّے بھی) میّت کی وصیّت (کی تعمیل) اور (ادائے) قرض کے بعد (دیئے جائیں) بشرطیکہ میّت نے (کسی کو) نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو (یہ) فرمانِ الٰہی ہے اور اللہ (سب کچھ) جانتا (اور لوگوں کی نافرمانیوں پر) برداشت کرتا ہے۔

تفسیر۔ یہ وہ رکوع ہے جس پر عمل مسلمانوں سے بہت کچھ اُٹھ گیا ہے۔ لڑکیوں کو حصّہ نہیں دیا جاتا۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ [1] (البقرة:۸۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو وراثت نہیں دیتے ان کے لئے خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [2] (البقرة:۸۶) ہے۔

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۔ تم حکیموں فلاسفروں عقل مندوں کی باتیں مانتے ہو پس علیم خدا کی باتیں بھی مان لو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۳، ۷۴)

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ ۔ ترجمہ صحیح یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ۔

كَلٰلَةً ۔ جس کا اصل ونسل نہ ہو۔

اَخٌ اَوْ اُخْتٌ ۔ یہ اس بہن بھائی کا حصّہ ہے جو ماں کی طرف سے ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷)

---

[1] کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان لاتے ہو اور بعض احکام سے انکار کرتے ہو۔

[2] دنیا کی زندگی میں بھی ذلیل کیا جاوے۔ (ناشر)

۱۶، ۱۷۔ وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا۔ وَ الَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

ترجمہ۔ اور مسلمانو! تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں تو ان (کی بدفعلی) پر اپنے لوگوں میں سے چار کی گواہی لو پس اگر گواہ (اُن کی بدکاری کی) تصدیق کریں تو (سزا کے طور پر) اُن (عورتوں) کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت اُن کا کام تمام کردے یا اللہ اُن کے لئے کوئی (اور) راستہ نکالے۔ اور جو دو شخص تم لوگوں میں سے بدکاری کے مرتکب ہوں تو ان کو مارو پیٹو۔ پھر اگر توبہ کریں اور اپنی حالت کی اصلاح کرلیں تو ان سے (اور زیادہ) تعرّض نہ کرو۔ کیونکہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

تفسیر۔ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا۔ اس سے شاید یہ مدّعا ہے کہ نیک ہوجائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۴)

اس کا مطلب تو صاف تھا کہ شریر عورت کو بے وجہ سزا نہ دی جاوے بلکہ اس کی شرارت پر چار گواہ گواہی دیں کہ یہ عورت شریر ہے تو اس کو قید کردو۔ جب تک خدا تعالیٰ کوئی راہ نہ نکالے اور اگر میاں بیوی دونوں شرارت کا ارتکاب کریں تو دونوں کو سزا دو اور اگر شرارت کرنے سے باز آجاویں اور سنوار کرلیں تو ان سے اعراض کرلو...... یہ احکام سلطنت کے متعلق ہیں جن کو سزاؤں کا اختیار ہوتا ہے اور وہی امر فَاَمْسِكُوْهُنَّ کے مخاطب ہیں۔ اس کے معنی ہیں بند کرو۔

(نور الدّین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵)

۱۸۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىِٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا۔

ترجمہ۔ اللہ توبہ قبول کرتا ہی ہے (مگر) انہی لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر

جلدی سے توبہ کر لی تو اللہ بھی ایسوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ سب کا حال جانتا (اور دنیا اور دین کی مصلحتوں سے) واقف ہے۔

تفسیر۔ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ۔ بدی کا ارتکاب جہل ہی سے ہوتا ہے۔ایک مولوی صاحب عورت کے معاملہ میں قید ہوئے تو ایک بزرگ نے انہیں گدھا گدھی کی شکل میں دیکھا میں نے کہا خواب سچا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا[۱] (الجمعة: ۶)

یادرکھو اللہ تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ لاکھوں بار بھی خطا ہو جائے پھر بھی توبہ کرے۔ جب انسان کو اللہ پر ایمان ہو تو وہ ارتکاب معاصی سے بچتا ہے۔جس قدر لوگ ارتکاب معاصی میں گرفتار ہیں۔ وہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ ورنہ ایک بچے کے سامنے گناہ سے جھجک ہو اور خدا کے سامنے نہ ہو۔ خود یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہلاکت سے بچتا ہے۔ انسان تو کُجا ایک اُونٹ کو مہار کے ذریعے کوسوں لے جاسکتے ہیں مگر ایک گڑھے میں ڈالو تو نہیں گرے گا کیونکہ اسے ہلاکت کا یقین ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۴۷)

۲۰۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔

ترجمہ۔ مسلمانو! تم کو روا نہیں کہ عورتوں کو میراث (میّت) سمجھ کر زبردستی اُن پر قبضہ کر لو اور جو کچھ تم نے ان کو (ترکہ شوہری میں سے) دیا ہے اُس میں سے کچھ چھین لینے کی نیّت سے ان کو (گھروں میں) قید نہ رکھو کہ دوسرے سے نکاح نہ کرنے پائیں۔ ہاں اُن سے کوئی کھلی بدکاری سرزد ہو تو (قید رکھنے کا مضائقہ نہیں) اور ان بیبیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے رہو سہو اور تم کو بی بی (کسی وجہ سے) ناپسند ہو تو عجب نہیں کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت سی خیر و برکت دے۔

۱؎ جیسے ایک گدھا ہے جو کتابوں سے لدا ہے۔ (ناشر)

تفسیر۔ لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا۔ ایک عورت کا خاوند آیا کہ میری بیوی کو آتشک ہوگیا ہے وہ بی بی بہت نیک تھی۔ مجھے یقین نہ آیا۔ آخر اس نے اقرار کیا کہ مجھے یہ خاوند پسند نہیں۔ اس لئے بہانہ بنایا ہے۔

کَرِھْتُمُوْھُنَّ ۔ عورت سے کوئی مکروہ اَمر دیکھو تو نیک برتاؤ کرو۔ اس میں تمہارے لئے خیرِ کثیر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۴۷)

لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا۔ حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے عورتیں زور سے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۴۴ حاشیہ)

تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا۔ کہ عورتوں کو مُشقّت میں ڈالو۔ اور خواہ مخواہ ان کو اپنی ورثہ سمجھنے لگو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸)

وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا (النساء:۲۰) اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ معقول (جو لوگوں میں پسند ہو) پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو تم کو نہ بھاوے ایک چیز اور اللہ رکھے اس میں بہت خوبی۔

ناظرین! منصفانہ طور پر اس آیت کے معنی میں غور کرو۔ تاکیدِ معاشرت کے واسطے قرآن مذہبی طور پر کیسے سخت اور لطیف طرز اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں فرمایا۔ اگر کسی باعث سے بی بی ناپسند اور ناگوار ہو تب بھی سلوک ہی کرو۔ اس سلوک کے بدلے ہم تم کو بہت سی بھلائی دیں گے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۴۶)

عورت مرد کے تعلق کی آپس میں ایسی خطرناک ذمّہ داری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حُسن و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہوجاتی ہیں اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچھ اور کا اور ہی بن جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ۔ پس عزیزو! تم دیکھو۔ اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو۔ اللہ فرماتا ہے۔ ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک بات

حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بُری معلوم ہوتی ہو۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۵۔ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵،۶)

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ تم عورتوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا برتاؤ کرو۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ اور اگر تمہیں ان کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم ہماری سفارش کو مان لو اور یاد رکھو کہ ہم ہر ایک امر پر قادر ہیں۔ ہم تمہیں بہتر سے بہتر بدلہ دیں گے۔

ایک لڑکے کی نسبت میں نے سنا کہ وہ اپنی بیوی سے بد اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ میرے سسرال کا گھر ہمارے شہر میں ہمارے گھر سے دُور تھا۔ بیوی تو میرے گھر ہی ہوتی تھی مگر میں اکثر اپنے سسرال جایا کرتا تھا راستہ میں وہ لڑکا مجھے مل گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ قرآن میں ایک نسخہ لکھا ہے وہ میں تم کو بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ اس کے دل پر ہماری اس نصیحت کا بجلی کی طرح سے اثر ہوا۔ میں تاڑ گیا کہ اس پر خوب اثر ہو گیا ہے۔ مجھے کہنے لگا کہ مجھے ایک کام ہے۔ اجازت دیجئے۔ وہاں سے سیدھا بیوی کے پاس گیا۔ اور اُس کو کہا کہ دیکھ تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا کیسا دشمن ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں آج سے صرف نورالدین کی نصیحت کو آزمانے کیلئے تیرے ساتھ سچی محبت کرتا ہوں۔ پھر اس نے اس سے جماع کیا۔ ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر اور پیدا ہوا۔ پھر اور پیدا ہوا۔ پھر اور پیدا ہوا۔

(بدر کلام امیر۔ حصہ دوم مؤرخہ ۵؍دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۹۰)

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ جہاں تک ہو سکے ان سے بھلائی کرو۔ تم ان سے نیکی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تم کو اس کے عوض بہتر سے بہتر اجر دے گا۔ چونکہ میرا مطالعہ بہت ہے۔ اور مرد عورتوں کو اکثر درس دینے کا مجھے موقع ملا ہے اس لئے مرد اور عورتوں کی طبائع کا مجھے خوب علم ہے اور ان کی فطرت سے خوب واقف ہوں۔ میرے خیال میں عورتیں چشم پوشی و ترس کی بہت مستحق ہیں۔

(بدر جلد ۱۳ نمبر ۹ مؤرخہ یکم مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۹)

عورتوں سے پسندیدہ معاشرت رکھو۔ پس اگر تمہیں ناپسند ہوں تو قریب ہے کہ اگر کوئی بات تم کو مکروہ لگے تو اللہ تعالیٰ اس میں بہت بہتری رکھ دے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۲)

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (النساء:۲۰)

اور اس کے پہلے ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[1] (النساء:۲۰) مطلب یہ ہے عورت اگر مکروہ ہے تو اس سے نیک سلوک کرتے رہو اس کا نعم البدل ہم دیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ قادر کریم کا وعدہ ہے۔ پس آپ گھبرائیں نہیں۔ نیک سلوک بی بی سے کرنا ضروری ہے۔ سلوک کرتے جاؤ تھکو نہیں اور ہرگز نہ تھکو۔ اس کے رشتہ دار شیعہ ہیں تو ہوا کریں ان سے کیا تعلق ہے۔

آپ خلجان اور فکر نہ کریں خود کردہ را چہ علاج۔

بہرحال آپ کا قصور ہے اس لیے آپ توبہ استغفار لَآ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﵋ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ[2] (الانبیاء:۸۸) سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے امداد ہوگی۔ آپ جلدی نہ کرو اور ہرگز نہ کرو۔ یہ ہے میرا مشورہ اس کو مان لو۔ (بدر جلد ۱۲ نمبر ۳۱، ۳۲، ۳۳۔ مورخہ ۲۷ رفروری ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۰)

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (النساء:۲۰) ترجمہ۔ اور تم عورتوں سے اچھی طرح برتاؤ کرو پس اگر تمہیں بری لگیں تو سمجھ لو کہ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں بری لگے اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

---

[1] ان بیبیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے رہو سہو۔ [2] کوئی سچا معبود نہیں تیرے سوا۔ تیری پاک ذات بے عیب ہے میں ہوں کمزور مصیبتوں میں پھنسا ہوا۔

۲۴۔ حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ اُمَّھٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ وَ عَمّٰتُکُمۡ وَ خٰلٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُ الۡاَخِ وَ بَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَ اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیۡۤ اَرۡضَعۡنَکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ وَ اُمَّھٰتُ نِسَآئِکُمۡ وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِھِنَّ ۫ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِھِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ ۫ وَ حَلَآئِلُ اَبۡنَآئِکُمُ الَّذِیۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِکُمۡ ۙ وَ اَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَیۡنَ الۡاُخۡتَیۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔

ترجمہ۔ مسلمانو تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری (رضاعی) مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا۔ اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں (یہ سب) تم پر حرام ہیں اور جن بیبیوں کے ساتھ تم صحبت کر چکے ہو ان کی پہلی لڑکیاں جو غالباً تمہاری گودوں میں پرورش پاتی ہیں (تم پر حرام ہیں) لیکن اگر ان بیبیوں کے ساتھ صحبت داری نہ کی ہو تو (گیلٹر لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیبیاں بھی تم پر حرام ہیں اور دو بہنوں کا ایک ساتھ (نکاح میں) رکھنا (بھی تم پر حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

تفسیر۔ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور وہ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔ اور دودھ کی بہنیں۔ اور تمہاری ساسیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم نے جماع کیا اور اگر تم نے ان سے جماع نہیں کیا تو تم پر ان کے نکاح میں کوئی گناہ نہیں اور حرام کی گئیں تمہاری ان بیٹوں کی جورُوئیں جو تمہاری پشتوں سے ہیں اور حرام کیا گیا تم پر ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے نکاح کرنا۔ ہاں جو گزر چکا اسلام سے پہلے، تو اللہ غفور رحیم ہے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸)

رَبَآئِبُکُمۡ ۔ تمہاری بیوی کی لڑکیاں جو پہلے خاوند سے ہوں۔

خاندانوں میں بعض موروثی بیماریاں ہوتی ہیں۔ قریب کے رشتے اسی لئے منع ہیں مگر ان کی کوئی

حد بھی چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے قرآن کریم کے ذریعے بتادی۔

اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ خالہ و بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو بھی جمع نہ کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۴)

۲۵۔ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔

ترجمہ۔ (اور حرام ہیں تم پر) خاوند والی عورتیں مگر وہ جائز ہیں جو تمہاری مملوکہ ہو جائیں یہ اللہ کا تحریری محفوظ حکم ہے تم پر اور ان کے علاوہ سب عورتیں تم پر حلال ہیں اس طرح کہ تم ان کو مہر دو قابو میں لانے والے ہو نہ متعہ اور نیوگ کرنے والے شہوت رانی کے لئے۔ پھر جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا مہر ٹھہرا کر تو دے دو ان کو ان کے مہر جو ٹھہرایا تھا اور تم پر کچھ گناہ نہیں اس بات میں کہ جس میں تم آپس میں راضی ہو جاؤ مہر ٹھہرانے کے بعد بے شک اللہ بڑا خبردار بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ وَّ الْمُحْصَنٰتُ ۔ وہ بی بی جو کسی دوسرے کی بیوی ہو۔ گویا وہ ایسی ہے جیسے کوئی قلعہ میں ہوتا ہے۔

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔ جنگی قیدیوں کا تعلق اپنے ملک سے قطع ہو جاتا ہے۔ وہ جنگ ایسا ہی قطع تعلق کرتی ہے۔ جیسے کہ طلاق۔ پس اس لئے یہ جائز ہیں۔

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۔ صرف مستی اتارنے کے لئے نہ ہوں۔

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۔ ہندوستان میں لاکھوں کے مہر باندھے جاتے ہیں۔ میرا بھی ایک نکاح ہوا جب مہر حد سے زیادہ بندھنے لگا۔ میں بول پڑا۔ عورتوں میں شور مچ گیا۔ استاد بھی ناراض ہو گئے کہ دولہا بولتا ہے مگر ہم نے ۵۰۰ سے زیادہ منظور نہ کیا۔

جُنَاحَ کے لُغوی معنی ہیں۔ جھکنا۔ اسی لفظ سے گناہ نکلا ہے۔ جؔ مبدل بہ گؔ اور حؔ ہؔ کا۔ ہمارے ملک میں فرق نہیں۔ میں نے اکثر پادریوں سے کہا۔ کسی نبی کے لئے جناحؔ کا لفظ نکال دو۔ وہ نہیں نکال سکے۔ عربی میں خطاء، ذنب، عصیان۔ ایسے اکیس لفظ ہیں جن کے معنے بالکل الگ الگ ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۲)

نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو بلکہ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ کو مدنظر رکھے اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتھ میں مال، جان، اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۵ مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

۲۶۔ وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ جس کو تم میں سے مالی طاقت اتنی نہ ہو کہ وہ حفاظت میں رہنے والی عزت دار اور ایمان والی عورتوں سے نکاح کر سکے تو لونڈیوں ہی سے کر لے اپنی ایمان دار چھوکریوں میں سے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارا ایمان۔ تم آپس میں ایک ہی ہو تو اُن سے نکاح کر لو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور اُن کو اُن کے مہر دے دو دستور کے مطابق حفاظت میں لانے (کے لئے) متعہ اور زنا اور نیوگ کرنے والی نہ ہوں چوری کا نکاح اور چھپی دوستی کرنے والی نہ ہوں۔ جب وہ قید نکاح میں آ گئیں یا اسلام لائیں اور فاحشہ کا وقوع ان سے ہو تو ان کو بیبیوں کی آدھی سزا دی جائے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو تم

میں سے زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر رکھتا ہو اور اگر تم صبر کرو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ بڑا ڈھانپنے والا سچی محنتوں کا بدلا دینے والا ہے۔

تفسیر۔ اَنۡ یَّنۡکِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ۔ یعنی حُرَّۃ۔ (آزاد عورت۔ ناقل)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

۲۷۔ یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمۡ وَ یَہۡدِیَکُمۡ سُنَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ یَتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔ اللہ چاہتا ہے (کہ) تم سے کھول کھول کر بیان کر دے اور تم کو کامیابی کے راستوں پر چلائے ان لوگوں کے رستے پر جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں اور تم پر رجوع برحمت فرمائے اور اللہ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ نے یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمۡ وَ یَہۡدِیَکُمۡ سُنَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ یَتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ (النساء:۲۷) اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پہلے نیک لوگوں کی راہیں تم پر ظاہر کرے اور ان پر تجھے چلائے اور تم پر رجوع برحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ کو سب علم ہے کہ پہلے لوگوں کی کیا راہیں تھیں اور وہ اپنی حکمت کاملہ سے اُنہیں تم پر کھولتا ہے۔

(بدر کلام امیر حصہ دوم مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۱)

یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمۡ وَ یَہۡدِیَکُمۡ سُنَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ (النساء:۲۷) (یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے آگے تمام ہدایت کی راہیں ان لوگوں کی جو گزر گئے۔)

فرمایا۔ یہ دعویٰ کسی کتاب کا نہیں ہے سوائے قرآن شریف کے۔ اللہ فرماتا ہے کوئی بھی ایسی راہ نہیں جو کسی ملک کی بھلائی کے واسطے یا کسی قوم کی بھلائی کے متعلق پہلے لوگوں میں گزر چکی ہو اور ہم نے قرآن میں بیان نہ کی ہو۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کوئی راہ بتاوے کہ جس سے اللہ راضی ہو جاوے اور مخلوق کا بھلا ہو جس کو کسی بزرگ نے بتایا ہو اور وہ اتم طور پر قرآن میں بیان نہ ہو۔ خواہ وہ ارسطو کا قول ہو، خواہ جالینوس نے بیان کیا ہو، خواہ زرتشت کا یا رام چندر کا یا کرشن جی کا یا بدھ فرمان ہو۔

غرضیکہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے اور مخلوق پر شفقت کرنے کے لیے کوئی قانون نہیں جو قرآن میں اتم طور پر اس کا بیان نہ ہو۔ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور سب کو پوچھتا ہی رہا ہوں مگر کسی نے بیان نہیں کیا۔ اب تم لوگوں کا کام ہے تم کسی سے پوچھو۔ ایک شخص عزیز مرزا نے ایک مضمون لکھا تھا کہ میں نے بدھ کی کتاب میں ایک فقرہ دیکھا ہے جو کسی مذہب میں نہیں۔ ہمارے میر محمد اسحاق کو توفیق ملی، انہوں نے اس کا ایسا لطیف جواب دیا کہ عزیز مرزا کو ماننا پڑا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ میں نے میر صاحب کے لیے بہت دعا کی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے میرے سامنے کہا کہ خدا کی ایک صفت ہم ہندوؤں میں ہے جو قرآن میں نہیں ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم خدا کو باپ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا یہ بڑی بات ہے، باپ کا تعلق بیٹے سے پچیس منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا جو اوسط مدت امساک کی ہے اور اس عرصہ میں اس کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا دے رہا ہوں، لڑکا یا لڑکی اور وہ اس بات سے بھی بے خبر ہوتا ہے کہ اچھا ہوگا یا برا۔ اس کے بعد پھر اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کی پرورش کون کر رہا ہے۔ کیا باپ کے تعلقات ربّ سے زیادہ ہو سکتے ہیں؟ ربّ کے ہم ہر آن میں محتاج ہیں۔ وہ ہر وقت ہماری پرورش کرتا ہے۔ کھانا، پینا، روشنی، ہوا، آگ، سب اسی کا ہے۔ اندر سے نکلنے والی کاربن بھی اسی کی ہے۔ یہ سب ربّ کا فضل ہے نہ ابّ کا۔ مولوی عبدالکریم نے ایک بحث میں کیا لطیفہ فرمایا ہے کہ برہمو خدا کو ماں کہتے ہیں، آریہ باپ کہتے ہیں کیا اچھا ہو یہ دونوں آپس میں بیاہ کرلیں۔ یہ میں نے اس واسطے کہا ہے کہ تب دوسروں سے ایسی تحدی کرو جب پہلے تم کو قرآن کا پورا علم ہو۔ (نور) (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۶ مؤرخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ وہ راہیں سکھائیں جن کے ذریعے وہ مقرّب بارگاہِ صمدی ہوئے ہیں۔

يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۔ اللہ تم پر متوجّہ ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔ انبیاء، اولیاء، علماء اور حکماء کی باتیں بھی اسی لئے مانی جاتی ہیں کہ ان میں علم وحکمت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۹۳ مؤرخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

۲۸۔ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۟ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور اللہ تو چاہتا ہے کہ مہربانی سے تم پر متوجہ ہو مگر خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے لوگ چاہتے ہیں کہ تم راہِ راست سے بہت دور جا پڑو۔

تفسیر۔ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۔ اللہ کسی کو پکڑ پکڑ کر تو نہیں بتاتا۔ مگر انسان کو ایک طاقت ومقدرت عطا کر دی۔ اگر تم کسی اور کی طرف جھکو گے تو تمہاری جان و مال کو نقصان پہنچے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

الشَّهَوٰتِ ۔ ۱۔خواہش جماع ۲۔طمع ۳۔غضب ۴۔بزدلی وجبن ۵۔حرص۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

۲۹۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔

ترجمہ۔ اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے۔

تفسیر۔ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۔ دیکھو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے معمولی لباس کافی ہے۔ مگر دیکھ لو جب کسی برات میں جاتے ہیں تو کیسا قیمتی لباس پہن کر جاتے ہیں۔ ایک ہمارا دوست تھا۔ اس نے میراثیوں کو آٹھ ہزار روپیہ دے دیا اسی طرح مرنا بھی دیکھ لو۔ معمولی کفن ہے۔ شادی میں بھی یہی حال ہے۔ لوگ اپنی رسوم کے ماتحت خواہ مخواہ اپنے اوپر بوجھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کی بتائی ہوئی راہ میں آرام و تخفیف نہیں مگر ہماری بتائی ہوئی راہ میں یہ بات ہے کہ کیونکر لوگوں کو فطرت کا علم نہیں۔ عیسائیوں نے اپنے خود ساختہ قواعد سے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ شریعت صرف اس لئے آئی تا انسان کو مجبور ثابت کرے۔

ہمارے زمانہ کے نوجوان سوسائٹی سوسائٹی پکارتے ہیں ان کو معلوم نہیں۔ انگریز خود اپنی سوسائٹی کی قیود سے کس قدر تنگ ہیں۔ ایک مولوی نے مجھ سے ذکر کیا۔ مجھے ایک جنٹلمین نے انگریزی سوسائٹی میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ ایک برات کے موقعہ پر میرے ستّر روپے ایک سوٹ پر

خرچ کرا کے مجھے ساتھ لے گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ کھانے کا سوٹ، سونے کا سوٹ، فٹبال کا سوٹ، سیر کا سوٹ، ملاقات کا سوٹ، تین دن تک مولوی صاحب بیمار بن کر پڑے رہے۔ آخر جب رُخصت کا وقت آیا تو پھر چند لمحہ کے لئے اس لباس نے کام دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

۳۰۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! ایک دوسرے کا مال آپس میں نہ کھا جایا کرو ناجائز طور پر مگر تمہاری آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو اور خودکشی نہ کرو بے شک اللہ سچی کوشش کا تمہیں بدلا دینے والا ہے۔

تفسیر۔ عَنْ تَرَاضٍ ۔ دھوکہ میں تراضی نہیں ہوسکتی۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۔ انفس۔ اہل ملّت۔ جنس انسانی۔ اکل بالباطل بھی قتل اَنفس ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

۳۲۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔

ترجمہ۔ تم بڑے گناہوں سے ایک جانب رہو گے جن کی تم کو ممانعت کی گئی ہے تو ہم تم سے دور کر دیں گے تمہارے گناہ اور تم کو عزت دار مقام میں داخل کریں گے۔

تفسیر۔ یہ ایک مسئلہ ہے جس میں جھگڑے کرتے تیرہ سو برس گزر گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسئلہ حل ہو ہی نہیں سکتا۔ پہلے جھگڑا یہ کیا ہے کہ کبیرہ گناہ کس کو کہتے ہیں۔ پھر اگر کبیرہ گناہ کا فیصلہ ہو جاوے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ بخشا جاوے گا یا نہیں۔ پھر یہ کہ کبیرہ گناہ والا کافر کے برابر ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ بحث صحابہ کے وقت ہی شریر لوگوں نے چھیڑ دی تھی۔ مجھے اللہ کے فضل سے مذہب کے ساتھ ایک خاص تعلق دیا گیا ہے۔ ہم آپ کو سناتے ہیں اللہ نے ہم پر کھول دیا ہے۔ ان لوگوں نے اس آیت کا یہ مطلب لیا ہے کہ اگر تم اجتناب کرو کبیرہ گناہوں سے تب ہم معاف کر دیں گے دوسرے گناہ،

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم توبہ سے معاف کرتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ ہم گناہ معاف کرتے ہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو بدی، بدکاری، شرارت، اللہ کی نافرمانی ہے یہ سب گناہ پہلے ادنیٰ سیڑھی سے شروع ہوتے ہیں پھر وہ اس میں ترقی کرتا جاتا ہے اس کی آخری حالت کبیرہ ہے۔ مثال یہ ہے کہ کسی نے ایک عورت کو بدنظری سے ایک دفعہ دیکھا پھر مکرر، سہ کرر دیکھا۔ پھر کسی دوست سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ پہلے آنکھ کا گناہ تھا اب زبان کا ہو گیا، جواب سننے سے کان کا ہو گیا۔ پھر پوچھتا ہے کہ یہ کس طرح ملتی ہے؟ وہ کوئی عورت بتائے گا۔ پھر ادھر چلے گا یہ پاؤں کا گناہ ہو گیا۔ اس کو ماں بہن بنا کر روکے رکھے گا۔ اب ہاتھ کا اور مال کا گناہ ہو گیا۔ اسی طرح بڑھتا جاوے گا۔ اگر اب یہ کامیاب ہوگا اور بدکاری کے لیے تیار ہو گیا تو پھر اس کے آخری فیصلہ کا وقت ہے یہ آخری فیصلہ کبیرہ ہوگا۔ اگر اللہ کریم اس پر رحم کرے اور وہ خدا کا خوف کر کے قبل از ارتکاب ہٹ جاوے تو وہ جو ابتدائی کام کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ[۱] (النساء:۳۲) وہ ہم معاف کر دیں گے۔ اس دعوے کی دلیل میں ایک واقعہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص اپنی چچازاد ہمشیرہ پر عاشق ہو گیا تھا اور سو پونڈ اس کو دیئے۔ جب بدی پر تیار ہوئے تو عورت نے کہا کہ اگر تم اب ربّ سے ڈر جاؤ تو ہم بدی سے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ باز رہے اور اللہ نے ان کے پچھلے ابتدائی گناہوں سے درگزر فرمایا۔ اب اس طرح سے وہ کبیرہ صغیرہ کا جھگڑا ہی نہ رہا۔

رہی وہ بات کہ جس نے کبیرہ کیا ہے اس کی پہلی کارروائیاں معاف نہیں ہو سکتیں کیونکہ وہ کبیرہ سے ٹلا نہیں۔ سو اس آیت میں صرف یہی صورت مذکور ہے جو بیان کی گئی۔ البتہ عام کبیروں اور صغیروں کا فیصلہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:۱۱۷) (ترجمہ) تحقیق اللہ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے ساتھ اس کے اور بخشے گا ماسوائے اس کے جس کو چاہے گا۔

اور جگہ فرمایا۔ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا (الفرقان:۷۲) (ترجمہ) اور جو شخص توبہ کرے اور عمل اچھے کرے پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف پورا پورا۔

---

[۱] ہم تم سے دور کر دیں گے تمہارے گناہ۔ (ناشر)

ایک میرے پیر نے گناہوں سے بچنے کا قاعدہ بتایا تھا۔ میں اس کا عمل کر رہا تھا ایک دفعہ دوپہر کو سو گیا اٹھا تو جماعت ہوگئی تھی۔ میرا خون خشک ہوگیا کہ گویا میں ہلاک ہوگیا ہوں۔ مدینہ کے ایک دروازہ پر لکھا ہے کہ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ [1] (الزمر:۵۴) جب میں نے یہ آیت دیکھی تو اس سے میرے دل میں اتنا جوش کم ہوگیا کہ مسجد میں داخل ہوسکا۔ منبر اور آنحضرتؐ کے گھر کے درمیان نماز شروع کردی۔ منبر اور حضرت صلعم کے گھر کے درمیان کا ٹکڑہ بہشتی ہے میں نے دعا مانگی کہ الٰہی اگر یہ گناہ ترک جماعت کا معاف کردیا جائے تو مجھے دلیل بتائی جائے۔ ظہر کی نماز تھی رکوع میں ہی مجھے یہ آیت بتائی گئی وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ [2] (حٰمٓ السّجدۃ:۳۲) اور یہ سمجھایا گیا کہ تمہارا گناہ بخشا گیا ہے۔　　　(بدر جلد ۱۳ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۰؍مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۱، ۱۲)

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ ۔ ایک غلطی سے دوسری۔ دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پھر گناہ کی انتہا ہوجاتی ہے۔ اس انتہا کو گناہِ کبیرہ کہتے ہیں۔

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ ۔ اگر کوئی درمیان میں اس بدی سے علیحدہ ہوجاوے تو ہم اسے عزت کے مقام پر پہنچائیں گے۔　　　(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ ۔ ہر نافرمانی کا ابتداء صغیرہ اور انتہاء کبیرہ کہلاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

جن کبائر گناہوں پر ابدی سزا کا ہونا بیان ہوا وہ بیان بالکل راست ہے۔ وہ کبائر ایسے ہیں کہ ابدی سزا میں پھنسائیں۔ اِلّا خدا پر ایمان لانا اور اس کی توحید پر ثابت قدم ہونا اور جس بلائے بد شرک میں مُشرک پھنس کر تباہ ہوئے اُس بلا سے الگ ہوجانا۔ بلکہ صرف رحم بھی ایسے فضل کے لائق کردیتا ہے کہ بڑے گناہ کے مرتکب کو وہ فضل ابدی جہنم سے نکال لاتا ہے اور اس ابدی سزا کے موجب پر یہ فضل نجات کا موجب غالب آجاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے تھوڑی سی گرم چیز کھالی وہ

---

[1] اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر خطا کر بیٹھے ہو اپنے ہاتھ سے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ ڈھانپتا ہے تمام گناہوں کو۔ [2] اور تمہارے لئے وہاں موجود ہوگا جو کچھ تم مانگو گے۔ (ناشر)

گرم چیز ضرور گرمی کرے گی۔ اِلّا اگر اس کے ساتھ بہت سی سرد چیز کھائی گئی تو ظاہر ہے کہ اس سردی کی سردی اُس گرم کی گرمی کو باطل کر دے گی اور دوسری قسم کی نجات اُن نیک اعمال کی کثرت سے ہوگی جو سچے ایمان کا ثمرہ ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حاصل ہوگی۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۹۵)

ہر ایک بدی کی ایک ابتدا ہوتی ہے ایک اوسط ہوتا ہے اور ایک انتہا ہوتا ہے۔ انتہا کو کبیرہ کہتے ہیں۔ جو شخص ابتدا اور اوسط کا مرتکب ہوجاوے اور انتہا سے بچ جائے اس کا گناہ بخشا جاتا ہے۔ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ [۱] (النساء: ۳۲) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کا مال دیکھا اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا کہ اس کا مال چوری کروں۔ یہ چوری کا ابتدا ہے۔ اس نے اس کے گھر میں داخل ہونے کے وسائل پیدا کیے اور داخل ہوا، یہ اوسط ہے۔ اب باقی رہا مال کو لے کر چلے آنا، یہ انتہا ہے اور اس کا نام کبیرہ ہے۔ اگر اس وقت اس کے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوا اور وہ چوری کا مال نہ لے اور اپنے پہلے خیال اور دخل پر پشیمان ہوکر چلا آئے تو اس کبیرہ کا ارتکاب نہ کرنے کے سبب اس گناہ کا ابتدا اور اوسط اسے معاف ہوجائے گا۔ قرآن شریف نے کبائر کی کوئی تعداد مقرر نہیں فرمائی ہر گناہ کی آخری حالت کا نام کبیرہ ہے۔ (بدر جلد ۱۳ نمبر ۱ مؤرخہ ۶ / مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

۳۳۔ وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور تم ہوس اور جھوٹی تمنا نہ کرو اس کی کہ اللہ نے دی تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت۔ مردوں کے لئے اُن کا حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ان کا حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔ اور اللہ کا فضل مانگتے رہو اللہ سے۔ بے شک اللہ ہر ایک چیز کا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ وَ لَا تَتَمَنَّوْا۔ ایسی آرزوئیں جن کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔ نہ کرو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

---

[۱] تم بڑے گناہوں سے ایک جانب رہوگے۔ (ناشر)

وَ لَا تَتَمَنَّوْا ۔ اللہ تعالیٰ کچھ تو انسان کو بلا معاوضہ دیتا ہے جو صفتِ رحمانی سے ملتا ہے اور کچھ بدلہ میں جو صفت رحیمی کا عطیہ ہے۔حُسن و جمال، رنگت، جسم، طاقت وغیرہ میں، تفاضل میں۔تفاضل انسان کی طاقت سے باہر ہے۔پس اس میں دخل نہ دو۔یہ دخل دینا تمنّی کہلاتا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ ۔انسان کے لئے کچھ کرنے کے کام ہیں۔ان کاموں میں اللہ کا فضل مانگو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۔مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصّہ ہے اپنی کمائی سے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۴۴ حاشیہ)

۳۴۔ وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۔

ترجمہ۔ اور ہر ایک کے لئے ہم نے ولی اور وارث مقرر کر دیئے ہیں اُس مال میں سے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں۔اور تم نے جس سے عہد و اقرار مضبوط کر لیا ہو تو اُن کو اُن کا حصہ دے دو۔بے شک اللہ ہر ایک شَے کا گواہ ہے۔اور ہر ایک شَے اُس کے پیش نظر ہے۔

تفسیر۔ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔انسان کے کچھ دوست ہوتے ہیں، کچھ وارث، ہر ایک کے ساتھ ان کی حیثیت و قربت کے مطابق عمل کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵)

۳۵۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۔

ترجمہ۔ مرد مہتمم اور حاکم ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ اللہ نے بزرگی دی ہے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے بھی کہ مردوں نے مال خرچ کئے ہیں۔تو سنوار والی نیک بیبیاں کہا مانتی ہیں،

فرمانبردار ہیں، ادب والی ہیں۔ حفاظت رکھتی ہیں پیٹھ پیچھے تنہائی میں اللہ کی حفاظت سے، اور جن عورتوں کی شرارت اور نافرمانی کا تم کو اندیشہ ہو تو ان کو سمجھا دو اور جدا کر دو ان کو ہم بستری سے اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان پر الزام کی راہ نہ ڈھونڈو۔ بے شک اللہ بلند مرتبہ والا بڑی شان والا ہے۔

تفسیر۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ۔ یہ آیت بیاہے ہوئے مردوں کو بہت اچھی لگتی ہے۔ اس کا معنٰی یہ ہے کہ مردوں کو چاہیے۔ اپنی بیویوں کے محافظ اور ان کی درستی اور ٹھیک رکھنے کا موجب بنیں۔

بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ۔ کیونکہ مردوں کو خدا نے اس قسم کی لیاقتیں اور موقعے بخشے ہیں۔ عورتیں بھی مردوں کے ناموس کی محافظ ہیں۔

نُشُوْزَهُنَّ۔ ان کی بدخوئی کا ڈر ہے۔ تو ان کو نصیحت کرو۔ پھر بستر سے الگ کرو (فِي الْمَضَاجِعِ میں جو اشارہ ہے اور آجکل کے رسمی مسلمانوں میں جو بُود و باش کا طرز ہے۔ قابل غور ہے) اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے تعلقات کو واضح کیا۔ مردوں کو فرض ہے کہ ان کی اصلاحیں سمجھائیں تا کہ وہ نیک اور فرماں بردار بنیں۔

صوفیوں نے کہا۔ انسان تو رَجُل ہے اور نفس مؤنث ہے۔ مومن انسان وہ ہوتا ہے جو اس عورت کو وعظ کرے یعنی اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے بہت سی حمائلیں خرید لیں۔ ایک جیب میں، ایک صدری میں اور ایک ہاتھ میں۔ ایک بسترے میں۔ ایک الماری میں۔ غرض کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ جب خیال آتا فوراً قرآن نظر پڑتا یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اپنی کتاب میں بُخل کا علاج لکھا ہے کہ جب ایک پیسے کا بُخل ہو تو اس سے دُگنا چوگنا بلکہ سینکڑوں روپے خرچ کرے تا عادت ہو جائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۵، ۷۶)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ۔ مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۴۴ حاشیہ)

فِی الۡمَضَاجِعِ۔ گھر سے نکالنا منع ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

انہیں نصیحت کرواور ان کی چار پائی الگ کردواور سزادواور اگر اس پر بھی باز نہ آئے تو عورت کے رشتہ دار اور مرد کے رشتہ دار دونوں کورٹ کرکے صلح کرادیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۹۶)

مردوں کی ذمہ داریاں عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ[1] (النساء:۳۵)۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب واصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں رفق ومدارات سے پیش آئیں۔ بچوں میں بدعادتیں نہ پڑنے دیں۔ اگر ہوں تو دور کرنے کی سعی کریں۔ محلہ میں شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مومن اپنے نفس سے سوال کرے کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ ٔ قدرت میں ہے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مؤرخہ ۲۲؍جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۳۶۔ وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہٖ وَ حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہَا ۚ اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیۡنَہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا خَبِیۡرًا۔

ترجمہ۔ اور اگر تم کو اندیشہ ہو میاں بی بی کے آپس میں جھگڑے فساد کا تو ٹھہرالو، کھڑا کرو، ایک پنچ مرد کے گھر والوں میں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں میں سے اگر یہ دونوں صلاح اور ملاپ کرا دینا چاہیں گے تو اللہ توفیق دے دے گا میاں بی بی میں (ملاپ کی)۔ بے شک اللہ بڑا جاننے والا خبردار ہے۔

تفسیر۔ اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضِد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک مُنصف مرد والوں میں سے اور ایک مُنصف عورت والوں میں سے۔ اگر یہ دونوں چاہیں گے صُلح تو اللہ مِلاپ دے گا اُن میں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل صفحہ ۴۶ حاشیہ)

[1] مرد مہتمم اور حاکم ہیں عورتوں پر۔ (ناشر)

(یعنی حتی المقدور سمجھاؤ کبھی سرزنش سے ،کبھی الگ سونے سے اگر اس طرح بھی نہ سمجھیں تو جیسے مذکور ہوا) پھر مرد اور عورت کے رشتہ داروں سے حکم بلاؤ۔اس تدبیر کے موافق اگر عورت اور مرد کا ارادہ اصلاح کا ہوگا تو اللہ ان میں موافقت پیدا کر دے گا۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۹۶)

۳۷۔ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا۔

ترجمہ۔ اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ رشتہ داروں اور یتیموں اور بے کسوں اور قرابت دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والے رفیقوں اور بیبیوں اور مسافروں اور غلام باندیوں اور جانوروں کے ساتھ جو تمہارے قبضہ میں ہوں نیک سلوک کرو۔ بے شک اللہ اُن کو دوست نہیں رکھتا جو اِتراتے اور بڑائی مارتے پھرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا (النساء:۳۷) فرمانبردار عبادت کرنے والے اللہ کے بنو اور کسی چیز کو کچھ ہی ہو اس کا کسی امر میں ساجھی اور شریک نہ بناؤ۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱۷)

وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۔ لوگ غیروں سے احسان کرتے ہیں۔ پر اپنوں سے نہیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔رحم نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا۔ تیرے نام رحمن، رحیم میں بھی یہی مادہ موجود ہے میرا لحاظ رکھو۔ اللہ نے فرمایا۔ میں تیرا ایسا خیال رکھوں گا۔ جو تجھے قطع کرے گا۔ میں اس سے قطع کر دوں گا۔

الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ ۔ ایک سیٹ پر بیٹھنے والے۔ساتھ کے دکاندار، ہم نشین، ہم عہدہ، ہم محکمہ، ہم دفتر، ایک آقا کے دو ملازم۔ایک جہاز یا ریل کے سوار۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲ /جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

وَالْجَارِ الْجُنُبِ۔ اس میں مذہب کی قید نہیں۔

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ۔ کلاس فیلو۔ہم پیشہ۔رفیقِ سفر۔

(تشحیذ الاذہان۔جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔اللہ تعالیٰ جوا کڑباز۔شیخی خور ہواُسے دوست نہیں رکھتا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰ ماہِ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۹۵)

۳۸۔ اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جوخود بھی بخل کرتے ہیں اورلوگوں کوبھی بخل کرنے کو کہتے ہیں اور اللہ نے اُن کو جو کچھ اپنی مہربانی سے دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں اور ہم نے تیار کررکھا ہے حق چھپانے والوں کے لئے ذلّت کا عذاب۔

تفسیر۔ جو بُخل کرتے ہیں اورلوگوں کو بُخل کی تحریک کرتے رہتے ہیں اور جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے منکروں کے لئے اہانت کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰ ماہِ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۹۵)

یَبْخَلُوْنَ ۔کسی کے پاس کوئی چیز ہواور وہ اس کے دینے سے مضائقہ کرے۔ یہ تو عام لوگوں کے نزدیک بُخل ہے۔قرآن کریم کی اصطلاح میں سچی بات اورمفید مشوروں کے دینے سے جولوگ اپنے آپ کو روکیں وہ بھی بخیل ہیں۔لوگ اپنی اولاد کوالگ قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ یہ بھی بُخل ہے۔اپنے ایک دوست سے میں نے کتاب مانگی اس نے مکرّر سہ کرّر مانگنے پر انکار کیا۔میں نے باآوازِ بُلند اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا۔ چندروز گزرے ایک بڑا پلندہ پشاور سے آیا۔اس میں وہ کتاب بھی تھی بلکہ اس کی شرح۔پھراس شرح کی شرح۔

شُیخ ۔آپ دینا تو درکنار کوئی دوسرا دے تو بھی اس کو ناگوار ہو۔ یہ سچ ہے۔اس قسم کے لوگ ذلت کے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں ایسے علماء کی اولاد جاہل رہتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

۳۹۔ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا۔

ترجمہ۔ (اور اِترانے والے اور بڑائی مارنے والے وہ بھی ہیں) جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ کو نہیں مانتے اور نہ روزِ قیامت اور مرے بعد جی اٹھنے کو۔ اور جس کا ساتھ بیٹھنے والا یار شیطان ہو وہ کیا ہی بُرا ساتھی ہے۔

تفسیر۔ رِئَآءَ النَّاسِ ۔لوگوں کے دکھاوے کے لئے تو خرچ کرتے ہیں پر خدا کی راہ میں ایک کوڑی دینا بھی دُوبھر ہو۔

عرب میں ایک حکیم گزرے ہیں۔ ان کا مقولہ ہے کہ کسی شخص کا حال معلوم کرنے کے لئے اس شخص کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے دوستوں سے اس کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

۴۱، ۴۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور کسی کی ذرّہ برابر نیکی ہو تو اس کو بہت بڑھاتا ہے اور اپنی خاص مہربانی سے اس کو بڑا ثواب دیتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا جب لائیں گے ہم اور بلائیں گے ہر ایک جماعت میں سے ایک گواہ اور تجھ کو لائیں گے اور بلائیں گے ان لوگوں پر گواہ بنا کر۔

تفسیر۔ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ذرہ عربی زبان میں لال چیونٹی کو کہتے ہیں اور مِثْقَالَ اس کے سر کو۔

فَكَيْفَ ۔ تعجب کے رنگ میں یہ لفظ آتا ہے۔ یعنی کیا حال ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

۴۴۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔

ترجمہ۔ اے ایمان دارو جب تم نشہ کی حالت میں ہوتو نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ تم سمجھو جو تم کہتے ہواور نہ جب کہ نہانے کی حاجت ہومگر جو مسافر ہو۔ ہاں جب تم نہالواور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آوے جائے ضرور سے یا ہم صحبت ہو عورتوں سے اور پانی میسر نہ آوے تم کو تو ارادہ کرو پاک مٹی کا پھر مَل لو اپنے چہرے اور ہاتھ۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا بڑا قصوروں کا ڈھانپنے والا ہے۔

تفسیر۔ سُكٰرٰى ۔ سُکر۔ نیند کا غلبہ۔ شراب سے بدمست ہونا۔

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان نماز سمجھ کر پڑھے۔

عَابِرِیْ سَبِیْلٍ ۔ جو لوگ انگریزی پڑھے ہوئے نہیں اور ان کو ریل وغیرہ کے سفر میں نہانے کا موقع نہ ملے یا آسانی سے نہ ملے تو ایسے مسافر کو تیمم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اور اسی قسم کی مجبوریوں میں انسان تیمم کرلے ورنہ بِلاغسل نماز نہ پڑھے۔

اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى ۔ عوام کو بیماری کی حالت میں خواہ وہ بیماری کیسی ہو تیمم کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ بیماریوں کے حقائق تو اطباء سے بھی بعض اوقات مخفی رہتے ہیں کہ تیمم مُضر ہے یا مُفید۔ ایک مرتبہ مَیں نے رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے شروع کئے تو میری بیماری دستوں کی رفع ہو گئی۔ میں سمجھا یہ روزے تو اکسیر ہیں لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری قوتِ رجولیت قطعی مفقود ہو گئی۔ پھر میں نے اٹھارہ بیس روز خوب توبہ کی جب کہیں جا کر وہ کیفیت دُور ہوئی۔

غَآىٕطِ ۔ علیحدہ مکان۔ اونچی جگہ جہاں سے چھینٹیں اُڑ کر نہ پڑیں۔

لَمَسْ۔ ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں سے چھونا۔ الٹے ہاتھ سے چھونا لَمس نہیں۔ دوسرے معنے جماع۔

تیمم کا طریق یہ ہے کہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے۔ پھر پھُونک دے تا کوئی کنکر وغیرہ ہاتھ کو لگ گیا ہو تو چھوٹ جائے۔ پھر مُنہ پر پھیر کر ہاتھ پہنچوں تک ایک دوسرے سے مَل لے۔ یہ وہ طریق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

۴۶۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۔

ترجمہ۔ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ ہی حمایت کے لئے بس ہے اور مددگار بس ہے۔

تفسیر۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ۔ عجیب عجیب قسم کے لوگ ہیں کئی لوگ ہم سے ملتے ہیں۔ بڑی خوشامد سے مزاج پُرسی کرتے ہیں۔ حضور کا مزاج کیسا اور السلام علیکم نہیں کہتے!

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا۔ جس شخص کی روزانہ غلطیاں کم نہیں ہوتی جاتیں اور بُرائی وضد میں بڑھتا جاتا ہے۔ خدا اُس کا ولی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

۴۷۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَ اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ الفاظ کو اُن کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں اور بظاہر کہتے ہیں کہ ہم نے سنا۔ دل میں ہمارے نافرمانی کی نیت ہے، اور سن، نہ سنایا جاوے تو۔ اور رَاعِنَا اپنی زبانوں کو موڑ موڑ کر اور دین میں طعنہ مارنے کے طور پر کہتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور آپ سنئے اور نگاہ فرمایئے ہماری طرف تو ان کے حق میں بہتر اور پائدار ہوتا لیکن اللہ نے اُن کے کفر کے سبب سے اُن کو در بدر کر دیا تو وہ مانیں گے نہیں مگر تھوڑے سے۔

تفسیر۔ وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ۔ پیچ دار لفظ شریر لوگوں کا قاعدہ ہے۔ ان سے بچو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۶)

جن لوگوں کو کتاب دی ان کو نصیحت کرتا ہے۔ دوستی کرو مگر ایک حد تک دشمنی کرو مگر ایک حد کی۔ کسی سے دشمنی ایسی کرو کہ اگر وہ دوست بن جائے تو تم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ کسی سے دوستی کرو تو ایسی کہ وہ دشمن ہو جائے تو نقصان نہ پہنچا سکے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ ۔ لفظوں کے معنی بگاڑتے ہیں۔

وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ ۔ آپ کو خوشی کی خبر نہ پہنچے۔ بددعا کا کلمہ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

۴۸۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

ترجمہ۔ اے اہل کتاب مان لو جو ہم نے اتارا (قرآن شریف کو) تصدیق کرنے والا تمہارے پاس والی چیزوں کا اس سے پہلے کہ ہم تمہارے (بڑے آدمیوں کو مٹا دیں) تمہارے منہ بگاڑ دیں پھر پھیر دیں تم کو تمہاری پشتوں کی طرف یا ہم ان پر لعنت کریں جیسے ہم نے لعنت کی آرام کے دن والوں پر اور اللہ کا کام واقع شدہ ہے۔

تفسیر۔ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا ۔ مُکھ۔ اعلیٰ درجہ کے لوگ۔

فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ ۔ ادنیٰ آدمی سے جو اعلیٰ بنے۔ وہ پھر ادنیٰ بنا دیئے جاتے ہیں۔

نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۔ اصحٰب السبت یہود کو کہتے ہیں جب ان کو آرام ملا وہ بدکار ہو گئے۔ یہودیوں کے اوپر یہ لعنت آئی ہے کہ وہ دوسروں کے ماتحت بندروں کی مانند ہو گئے کہ جیسے نچاتے ہیں ناچتے ہیں۔ یہاں یہودی نہیں بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ یہودی نہ تھے۔ مسلمان تھے۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں ہی کو سکھاتا ہے کہ تم یہودیوں کی مانند نہ بن جانا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

۴۹۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ یہ قصور نہیں معاف کرتا کہ کسی کو اُس کے برابر سمجھا جائے، اُس کا شریک کیا جائے اور معاف کر دیتا ہے اس کے سوائے نیچے کے گناہ (سب قصور) جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک کیا تو اس نے گناہ کا بڑا طوفان باندھا۔

تفسیر۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔ کسی آدمی پر بھروسہ نہ کرو۔ ڈپلومے اور سند پر بھروسہ کرنا بھی شرک ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے بڑے فخر و ناز سے میرے سامنے ڈپلومہ کی بڑائی کا ذکر کیا تو میرے پاس بھی ایک سند تھی۔ اُسی کے سامنے منگا کر اُس کو چاک کر دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ ؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس سے شرک کیا جائے اور اس کے نیچے ورے جسے چاہے معاف کرتا ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۱)

اللہ یہ نہیں بخشتا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جاوے اور اس سے نیچے بخشتا ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۸۹ حاشیہ)

قرآن بیان کرتا ہے۔ گناہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل شرک، دومؔ کبائر، سومؔ صغائر۔ شرک کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہے کہ وہ ہرگز بدوں توبہ معاف نہ ہوگا۔ اس کی سزا بھگتنی ضرور ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ (النساء: ۱۱۷)۔ انجیل بھی با ایں کہ بڑی بشارت اور بشیر ہے۔ فرماتی ہے "روح کے خلاف کا کفر معاف نہ ہوگا" [۱] (متی باب ۱۲: ۳۱)

۱؎ قرآن مجید کی تنذیر و تبشیر برخلاف توریت و انجیل کی افراط و تفریط کے ٹھیک انسان کی حالت اُمید و بیم کے مناسب ہے جو بحسب فطرت اس کی جبلّت میں مرکوز ہے۔ کیا ہی عجیب آیت قرآن کی ہے نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (الحجر: ۵۰، ۵۱) ترجمہ۔ خبر سنا دے میرے بندوں کو کہ میں اصل بخشنے والا مہربان ہوں اور یہ بھی کہ میری مار وہی دُکھ کی مار ہے۔ (ناشر)

دوسری قسم گناہوں کی وہ کبائر اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہیں اور صغائر یا مبادی کبائر سے اوپر۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک کبیرہ اور بڑے گناہ کی ابتداء میں چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیرہ سے کم ہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا ضرور ہے کہ ارتکابِ زنا سے پہلے وہ اُس نظر بازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب تک نوبت پہنچی یا ابتداً وہ باتیں سنیں جن کے باعث اُس بدکاری کے ارتکاب تک اُس زنا کنندہ کی نوبت پہنچی۔ ایسے ہی ان باتوں کا ارتکاب جن کے وسیلے سے اس کو وہ شخص ملا جس سے زانی نے زنا کیا اور بالکل ظاہر ہے کہ ان ابتدائی کارروائیوں کی بُرائی زنا کی برائی سے ضرور کمی پر ہے۔ ایسے کبائر اور بڑے گناہوں کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ [۱] (النّساء:۳۲)

کیا معنی۔ جن بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے تم لوگ منع کئے گئے۔ اگر ان بڑے گناہوں سے بچ رہو تو ان کے مبادی اور ان کے حصول کی ابتدائی کارروائی صرف ان بڑے گناہوں سے بچ رہنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے۔

مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جماع کرنا چاہا جو اس کے نکاح میں نہیں اور اس عورت کے بلانے پر کسی کو ترغیب دی یا کچھ مال خرچ کیا اور اُسے خالی مکان میں لایا اور اُسے دیکھا بلکہ اس کا بوسہ بھی لے لیا۔ لیکن جب وہ دونوں برضا و رغبت بُرائی کے مرتکب ہونے لگے اور کوئی چیز روک اور بدکاری کی مانع وہاں نہ رہی۔ اور اس بدکاروائی کا آخری بدنتیجہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا کہ اس زانی کے ایمان نے آ کر اسے زنا سے روک دیا۔ اب یہ شخص با ایں کہ مال خرچ کر چکا ہے یا ثانی کی رضامندی پا چکا۔ صرف ایمان کے باعث ہاں صرف ایمان ہی کے باعث اور خدا کے خوف سے باہمہ وسعت و طاقت اس بڑی بُرائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا۔ اور اس کا مرتکب نہ ہوا۔ تو صرف اسی اجتناب سے اس کی ابتدائی کارروائیاں جو حقیقت میں مبادی گناہ اور گناہ کی محرّک تھیں معاف ہو

[۱] اگر تم بچتے رہو گے بری چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم اتار دیں گے تم سے تقصیریں تمہاری۔ (ناشر)

جائیں گی۔ کیونکہ اس کا ایمان بڑا تھا جس نے آخری حالت میں خدا کے فضل سے دستگیری کی۔ اور تیسری قسم گناہ کی صغائر ہیں۔ جن کا ذکر کبائر میں ضمناً آ گیا۔

ناظرین! نجات صرف رحم اور فضل سے ہے اور رحم اور فضل کا مستحق ایمان دار ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ[1] (الاعراف:۵۷)

بے شک مِہر اللہ کے نزدیک ہے نیکی والوں سے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰)

۵۲۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔ کیا تمہیں علم نہیں اُن لوگوں کا جن کو کتاب کا کچھ تھوڑا حصہ ملا ہے وہ مانتے ہیں، دھوکہ باز گنڈہ فلیتے کرنے والے اور بتوں کو اور حد سے باہر نکلنے والے شیطان کو اور کافروں کے لئے کہتے ہیں کہ یہی لوگ ایمان داروں سے زیادہ سمجھ دار ہیں اور راہ پانے والے ہیں۔

تفسیر۔ دیکھتے ہو ان کو جن کو کتاب سے بہرہ ملا وہ شیاطین اور ناپاک رُوحوں پر اعتقاد لا رہے ہیں اور (ضِدّ میں) کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مومنوں سے اچھی راہ پر ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۴ حاشیہ)

طَاغُوْت۔ حد سے بڑھا ہوا۔

جِبْتِ۔ سحر، دھوکہ دینا۔

دھوکہ دینے والوں اور چالاکی کرنے والوں کو بعض لوگ بہت جلد مان لیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ یوروپ آجکل کس قدر ترقی کر رہا ہے حالانکہ وہ مسلمان نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء جس تعلیم کو لے کے آئے۔ اس میں مثلاً خشیتِ الٰہی میں انہوں نے کس قدر ترقی کی؟ یہی کہ ایک ہگنے موتنے والے کو خدا بنا لیا۔ ہم لوگ پانچ وقت میناروں پر چڑھ کر خدا کی توحید کا وعظ

[1] کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت قریب ہے محسنوں سے۔ (ناشر)

کرتے ہیں یوروپ نے بایں ہمہ اقتدار کیا کیا؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

۵۳۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۔

ترجمہ۔ یہ ہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے دربدر کر دیا اور اللہ جس پر لعنت کرے تو تم اُس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے کبھی۔

تفسیر۔ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۔ اللہ تعالیٰ سے جب انسان دُور ہو جاوے تو پھر اس کا کوئی مددگار نہیں رہتا۔ یاد رکھو۔ بدی کے وقت تو لوگ شریک ہو جاتے ہیں پر دکھ کے وقت کم ہی شریک ہوا کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

۵۴۔ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۔

ترجمہ۔ کیا اُن کا سلطنت میں کچھ حصہ ہے کہ یہ نہ دیں گے لوگوں کو ذرّہ سا۔

تفسیر۔ نَقِيْرًا۔ کھجور کی گٹھلی پر جو نقطہ ہوتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

۵۵۔ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ یا جلے مرتے ہیں لوگوں سے اس مال پر کہ اللہ نے دیا ہے اُن کو مہربانی سے۔ بے شک ہم نے تو ابراہیم کے خاندان میں کتاب اور دانائی دی ہے اور بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے۔

تفسیر۔ کیا ان یہود اور عیسائیوں کو اس بات پر حسد آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عربوں میں رسول بھیجا اور اُسے کتاب دی۔ تُو انہیں کہہ۔ تم ابراہیم کے فرزند ہو۔ اب بھی تو کتاب اور حکمت اور بڑی بادشاہت ابراہیم ہی کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمٰعیل ابراہیم کا پہلوٹھا تھا اور قریش جن میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے۔ اسی کی اولاد ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے ابراہیم کی نسل والو! عہدۂ رسالت ابراہیم کے گھر سے نہیں نکلا پس تمہیں کیوں حسد آ گیا۔

عیسائی یہودی مانتے ہیں کہ ابراہیم راست باز کے ساتھ اس کی راست بازی پر وعدہ ہے کہ اس کے گھرانے کو معزّز و ممتاز کیا جاوے اور اس کے گھرانے سے تمام گھرانے برکت پاویں (پیدائش ۱۲ باب ۳) یہ وعدہ جیسا اس راست باز سے الہامی طور پر کیا گیا۔ ویسا ہی الحمد للہ اس کا ظہور مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ غور کرو۔ آریہ اپنے گھرانے کی کتابوں کی اشاعت اور ابراہیمی گھرانے کی تعلیمات کی اشاعت دیکھ لیں ابراہیمی تعلیمات کی اشاعت عیسائیوں کے ذریعہ سے ہو یا اہل اسلام کے وسیلہ سے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۵)

۵۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا ۙ وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے تم کو کہ اماناتِ الٰہی مستحقوں کو دو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو اللہ تم کو کیا ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ بڑا سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔

تفسیر۔ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کا انتظام ایسے لوگوں کے سپرد کرو۔ جو اس کے اہل ہوں۔ کمیٹیوں میں ممبروں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرو۔

حضرت نبی کریمؐ کے رُوبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے۔ ہم اس کے اہل ہیں۔ فرمایا۔ جن کو ہم خود حکم فرمادیں۔ خدا ان کی مدد کرتا ہے۔ جو خود کام کو اپنے سر پر لے۔ اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس دو۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲)

۶۰۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

ترجمہ۔ (شریعت کے خلاف حکم دیتے ہیں تو حکم ہوا) اے ایماندارو! اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو اور اُن کا جو تم میں سے حکومت والے ہوں پھر اگر جھگڑو کسی امر میں تو اُس کو قرآن اور سنت سے ملا لیا کرو جب تم اللہ کو مانتے ہو اور روز آخرت کو۔ یہ بہت بہتر ہے اور انجام بخیر ہے۔

تفسیر۔ الٰہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرماں برداری، سیاست و تمدّن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے! بلکہ ان کی فرماں برداری خود الٰہی فرماں برداری ہے۔ قرآن میں ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [1] (النساء:۸۱) اور فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۲۸)

وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔جہنم والوں کو فرمایا۔ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ ۔کیا رسول دوزخیوں سے ہوں گے۔ پس مِّنْكُمْ سے مُراد نوعِ انسانی ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۸)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:۶۰) اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی اطاعت کرو۔ اس آیت شریف میں سب سے اول خدا کی اطاعت کا حکم ہے جو ہمارا خالق ہے ہمارا ربّ ہے، ہمارا مالک ہے، حیّ اور قیوم خدا ہے ہمارے ذرہ ذرہ کا وہی خالق اور وہی مالک ہے۔ روحوں کا خالق بھی وہی ہے اس کا حق ہے کہ ہم کو اپنا مطیع بنائے۔ ہمارا فرض ہے اس کی اطاعت کریں اس کے صفات سے آگاہی حاصل کریں پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہم پر فرض ہے جس کی اطاعت ہم کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:۳۲) کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو

[1] جس نے رسول کا حکم مانا اور اس کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (ناشر)

میری اطاعت کرو خدا کے محبوب بن جاؤ گے خدا تمہارے گناہوں کو بخشے گا اور خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ رسول کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ وہ حصہ انتظامی کے مظہر ہیں۔ اولی الامر میں بادشاہِ وقت ہے پھر صوبہ کا حاکم ہے پھر شہر کا افسر ہے پھر نمبردار ہے پھر محلہ کا چوہدری ہے۔ غرض انتظامی معاملات میں سب کی اطاعت کرنا انسان کا فرض ہے بعض لوگ اس آیت کے معنوں میں لفظ منکم پر اٹکے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ تم میں سے کیا معنے صرف مسلمانوں میں سے جو حاکم ہو اس کی بات مانو۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ منکم کی مثالیں اور بھی قرآن شریف میں موجود ہیں جیسا کہ دوزخ والوں کو کہا جائے گا اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ (الانعام:۱۳۱) کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ اس میں کفار کو کہا گیا کہ رسول تم میں سے آئے۔ ظاہر ہے کہ وہ کافر تھے اور یہ مومن تو رسول کافروں میں سے کس طرح ہوئے۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول ان کے زمانہ میں تھے ان کے ملک میں تھے اور ان کی طرف رسول ہو کر آئے تھے اس تعلق کے لحاظ سے ان کو منکم کہا گیا۔ قدرت خداوندی کے عجائبات میں سے ایک یہ بات ہے کہ چونکہ مسلمانوں کو آئندہ زمانہ میں ایسے واقعات پیش آنے تھے کہ وہ عیسائیوں کے زیر حکومت رہیں گے اس واسطے ابتدائے زمانہ نبوی میں بھی اس کی نظیر قائم کی گئی تھی کہ مسلمانوں کو عیسائیوں کی ماتحتی میں کس طرح رہنا چاہیے۔ ابتدائے اسلام کے زمانہ میں جب کہ کفار نے مسلمانوں کو عرب میں دکھ دینا شروع کیا تو آنحضرت نے صحابہ کو فرمایا کہ حبشہ میں چلے جاؤ چنانچہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کے پاس آپ کے صحابہ کو بہت امن ملا۔ مسلمانوں کو عیسائی سلاطین کے ماتحت امن ملنے کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت بھی راہ نمائی کرتی ہے وَ لَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰى (المائدة:۸۳) اور تو ضروری نصارٰی کو مومنوں کے ساتھ مودت کرنے میں دوسرے لوگوں سے بڑھ کر پائے گا۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۲۱ مؤرخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، اللہ کے رسول کی فرمانبرداری، اولوالامر کی فرمانبرداری اور اگر ان کا حکم خلاف ہو تو اللہ اور رسول کے حکم کو مقدم کرنا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِي الۡاَمۡرِ

مِنْكُمْ [۱] (النساء:۶۰)

اس آیت میں دو لفظوں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جو آج کل کی بیماریوں کے لحاظ سے بہت ہی ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ کتاب اللہ کے علاوہ رسول کریم کی فرمانبرداری کی بھی بہت ہی ضرورت ہے اور بدوں اس کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہی نہیں۔ اسی لئے فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [۲] (الاحزاب:۲۲)

ایک قوم ہے جو کہتی ہے کہ رسول اللہ کی فرمانبرداری کی ضرورت نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ سے مراد قرآن ہے۔ یہ دجال کی ایک قسم ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے۔ میں انہیں سورۃ نوح کی ایک آیت سناتا ہوں۔ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَطِيْعُوْنِ [۳] (نوح:۳،۴)۔ پس اگر اطاعت الرسول سے شرک لازم آتا ہے تو پھر اس کی بنا نوح نے ڈالی۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اصل یہی ہے کہ رسول کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ چنانچہ فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [۴] (النساء:۸۱)

اولوا الامر سے مراد حاکم ہے۔ حکام کی فرمانبرداری کی تعلیم اسلام نے دی ہے اور اس کو داخل شعب ایمان کیا ہے۔ ہم طوائف الملوکی میں بھی رہ چکے ہیں۔ جب ہم مکّہ میں تھے۔ پھر حبشہ کی طرف جب ہجرت ہوئی تو عیسائی سلطنت کے نیچے رہے۔ جمہوری سلطنت میں بھی رہے کیونکہ مدینہ میں جمہوری حکومت ہی تھی۔ پس ہمیں کسی حکومت کے ماتحت رہنے میں کوئی بھی مشکل نہیں۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ سچے دل سے **حاکم وقت** کی اطاعت کریں۔ میرے دل میں اس کے لئے درد ہے۔ **حکام کے مطیع اور فرمانبردار رہو۔ بلکہ میرا تو یہ جوش ہے** کہ سپاہی ہو نمبردار ہو اس کی بھی اطاعت کرو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ **تم گورنمنٹ کے سچے فرمانبردار بنو اور کسی ایسے منصوبے میں شریک نہ ہو جو** اولوا الامر کے **خلاف** ہو جیسا کہ اب تک تم نے اپنے طرز عمل سے دکھایا ہے آئندہ اور بھی مضبوطی

---

[۱] اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اُن کا جو تم میں سے حکومت والے ہوں۔ (ناشر)

[۲] تمہارے لئے موجود ہے اللہ کے رسول میں نیک چلنی کا نمونہ۔

[۳] میں تم کو صاف صاف ڈرسنانے والا ہوں۔ عبادت کرو اللہ کی اور اسی کو سپر بناؤ اور میرا کہا مانو۔ (ناشر)

[۴] جس نے رسول کا حکم مانا اور اس کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (ناشر)

سے اس پر عمل کرو۔ اسلام کی یہی ہدایت ہے۔ قرآن کریم نے یہی تعلیم دی۔ صحابہ کا نمونہ موجود ہے۔ ہمارا امام اس کی تاکید کرتا آیا اور اس نے متعدد کتابوں میں اس امر پر بحث کی اور تم نے اس کے منہ سے سنا اور میں بھی تمہیں وہی کہتا ہوں جو تم پہلے سن چکے ہو۔ غرض اولوا الامر کی اطاعت کرو۔

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۹ تا ۱۱ مؤرخہ ۷، ۱۴، ۲۱ /مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۴،۳۴، ۳۵)

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ (النساء:۶۰) یعنی اگر تم میں کسی امر کی نسبت تنازع ہو تو اس کا آخری فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع سے کرلو۔ یہی ایک سیدھی راہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اہل حق کے انکار کا مدار تکبر پر ہوتا ہے اس لئے اس سے دور رہو۔ ورنہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں کہ مَا کُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:۱۰) میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لے کر اب تک جو رسول آئے ہیں ان کو پہچانو۔ ان کی معاشرت، تمدن اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا، ان کی صداقت کے کیا اسباب تھے، ان کی تعلیم کیا تھی، ان کے اصحاب نے ان کو پہلے پہل کس طرح مانا، ان کے مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو ان کو ذرا سی دقت پیش نہ آتی اور ایک مجدد، مہدی، مسیح، مرسل من اللہ کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا۔ مگر اپنے خیالات ملکی اور قومی رسوم بزرگوں کے عادات کے ماننے میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اس کے احکام کے لئے خدا کے علم اور حکمت کے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھوپڑی سے ناپنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک امام کی شناخت کے لئے یہ عام قاعدہ کافی ہے کہ کیا یہ کوئی نئی بات لے کر آیا ہے؟ اگر اس پر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اس پر کھول دے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھے اور تکبر نہ کرے ورنہ تکبر کا انجام یہی ہے کہ محروم رہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۹ مؤرخہ ۲۴ /مئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

۶۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِہٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا۔

ترجمہ۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہوا اُن لوگوں کا حال جو زعم تو یہ کرتے ہیں کہ وہ مان چکے اُس کلام کو جو تجھ پر اترا اور جو تجھ سے پہلے اترا اور چاہتے یہ ہیں کہ مقدمہ لے جائیں حد سے باہر نکلنے والے شیطان کی طرف حالانکہ وہ لوگ حکم دئے گئے ہیں کہ اُس کا کفر کریں اور انکار کریں اور الشیطان چاہتا ہے کہ اُن کو راہ سے بھٹکا کر دور دراز گمراہی میں ڈال دے۔

تفسیر۔ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ۔ چاہتا ہے شیطان کہ اُن کو بہکائے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۵)

۶۲۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔

ترجمہ۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور رسول کی جانب تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ وہ بہت رکتے ہیں تجھ سے۔

تفسیر۔ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ۔ کوئی مسلمان ایسا خیال نہیں کرتا کہ ہماری شریعت میں جھوٹ ہے۔لیکن عملدرآمد اس کے خلاف ہے۔ جو کچھ مسلمان کر رہے ہیں وہ شریعتِ اسلامی کے خلاف ہے۔لڑکیوں کو ورثہ تک نہیں دیتے۔ اپنے مقدّمات کو اللہ و رسول کے فیصلہ کے مطابق کرا کے خوش نہیں ہوتے شیعہ سے ہم نے بارہا کہا ہے۔آؤ۔قرآن شریف سے فیصلہ کریں مگر وہ کبھی نہیں مانتے۔

رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔ایک کہانی تو مشہور ہے۔ کسی یہودی کا کسی منافق سے جھگڑا ہوا۔ وہ دونوں بارگاہِ نبویؐ میں گئے۔ نبی کریمؐ نے یہودی کو ڈگری دی۔ جو منافق کے مُضر

تھی۔ اُس نے کہا۔ میں تو حضرت عمرؓ کا فیصلہ مانوں گا۔ چنانچہ وہاں گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ میں تمہاری گردن اُڑاتا ہوں کہ تُم نے نبی کے فیصلہ سے نفرت کی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

۶۳۔ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا۔

ترجمہ۔ پھر کیا ہوگا جب اُن پر آ پڑے گی کوئی مصیبت اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے جو وہ کر چکے ہیں پھر تیرے پاس وہ اللہ کی قسمیں کھاتے آئیں گے کہ ہماری تو کچھ غرض نہیں تھی مگر نیکی اور موافقت ہی کرنا۔

تفسیر۔ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۔ پھر وہ کیسا کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے کئے سے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۲)

۶۵۔ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ ان کا کہا مانا جاوے اللہ کے حکم سے اور کاش یہ لوگ (منافق یا منکر) جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آ جاتے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی اُن کے لئے معافی چاہتا تو وہ ضرور پاتے اللہ کو رجوع برحمت فرمانے والا اور سچی کوشش کا بدلہ دینے والا۔

تفسیر۔ اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا بُرا کیا تھا اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۹۶ حاشیہ)

۶۷۔ وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا۔

ترجمہ۔ اور اگر اُن کو ہم تحریری حکم دے دیتے کہ تم اپنی جانوں کو ہلاک کر ڈالو یا تم اپنے وطن یا گھر بار سے چلے جاؤ تو وہ ایسا کبھی نہ کرتے مگر ہاں تھوڑے سے۔ان میں کے اگر وہ اتنا بھی کریں جس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو اُن کے حق میں یہ بھی بہت ہے اس وجہ سے مضبوطی کے ساتھ دین میں جمے رہیں گے۔

تفسیر۔ اور اگر یہی کریں جو اُن کو نصیحت ہوتی ہے تو اُن کے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہوں دین میں۔اور ایسے میں ہم دیں ان کو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلا دیں ان کو سیدھی راہ۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۲۵ حاشیہ)

وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ ۔ اللہ تعالیٰ جان بھی لینا چاہے۔وطن بھی۔

مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۔ بہت کم لوگ یہ کام کر سکتے ہیں میں یہاں قادیان میں صرف ایک دن کے لئے آیا اور ایک بڑی عمارت بنتی چھوڑ آیا۔حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا۔اب تو آپ فارغ ہیں میں نے عرض کیا۔ارشاد! فرمایا۔آپ رہیں! میں سمجھا دو چار روز کے لئے فرماتے ہیں ایک ہفتہ خاموش رہا۔فرمایا۔آپ تنہا ہیں۔ایک بیوی منگوا لیں۔تب میں سمجھا کہ زیادہ دنوں رہنا پڑے گا۔تعمیر کا کام بند کرا دیا۔چند روز بعد فرمایا کتابوں کا آپ کو شوق ہے۔یہیں منگوا لیجئے۔تعمیل کی گئی۔فرمایا۔اچھا دوسری بیوی بھی یہیں منگوا لیں۔پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک دن ذکر کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔

''لَا تَصْبُوَنَّ اِلَى الْوَطَنِ فِيْهِ تُهَانُ وَ تُمْتَحَنُ'' [1]

یہ الہام نورالدین کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔مجھ سے فرمایا۔وطن کا خیال چھوڑ دو۔چنانچہ میں نے

---

[1] تو وطن کی طرف مائل نہ ہو۔اس میں تیری توہین کی جائے گی اور تو مشقت میں ڈالا جائے گا۔

چھوڑ دیا اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷)

۷۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو چوکس ہوشیار رہا کرو اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ رکھا کرو پھر ٹکڑی ٹکڑی چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ چلو یا عظیم الشان لشکر کے ساتھ چلو۔

تفسیر۔ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ۔ بہت سے لوگ اسراف میں حد سے بڑھ جاتے ہیں پھر کنجوسی کرتے ہیں تو وہ بھی حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ عداوت میں بھی اس قدر بڑھتے ہیں کہ خود ہی پچھتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو چوکس رہنا چاہیے۔

ثُبَاتٍ۔ جماعتیں بن کر۔

مسلمانوں میں استقلال نہیں۔ جس کام کو شروع کرتے ہیں نباہ نہیں سکتے۔ بعض امور اسلام میں ایسے ہیں۔ جو جماعت کے کرنے کے ہوتے ہیں بعض ایسے کہ خاص خاص آدمیوں کے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۷، ۷۸)

۷۳۔ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا۔

ترجمہ۔ اور تم میں بعض بعض ایسا بھی ہے جو ضرور دیر لگاتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آ پڑے تو (یعنی منافق پیچھے رہا ہوا) کہنے لگے کہ اللہ نے مجھ پر بڑا افضل کیا کہ میں مصیبت زدوں کے ساتھ موجود نہ تھا۔

تفسیر۔ لَّيُبَطِّئَنَّ۔ اب جنگ کا کام تو ہے نہیں۔ اب تو دوسرے چلتے ہوئے کاموں میں بُطُؤ[۱] ڈالتے ہیں۔

قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ ۔ اگر بھائی بلاء میں مبتلا ہوا تو فکر نہیں۔ بلکہ خوش ہیں کہ ہم تو مطمئن ہیں۔ تم کو چاہیے کہ جو دُنیا کو مقدّم کر رہے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرو جو دنیا میں مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ

۱؎ دیر کرنا۔ تاخیر کرنا۔ (ناشر)

میں تم بھی ایسے جائز ذرائع ترقی سے کام لو کہ ان سے بڑھو۔ ایسا ہی دین میں اور اپنے دوستوں میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

۷۶۔ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚۙ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔

ترجمہ۔ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اُن کی نجات کے لئے جو کمزور ہیں مرد اور عورت اور بچے ہیں جو کہتے ہیں۔ اے اللہ! ہم کو اِس شہر کے ظالم آدمیوں سے بچا اور بنا ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی اور اپنے پاس ہی کا ایک بڑا مددگار۔

تفسیر۔ اور تم کو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور واسطے ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے جو کہتے ہیں۔ اے ربّ ہمارے! نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں اس کے لوگ اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۹۶ حاشیہ)

۷۷۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا۔

ترجمہ۔ جو ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہی رہتے ہیں اور جو حق پوش کافر ہیں وہ سرکش شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں پس تم شیطان کے ساتھیوں سے جنگ کرو (اور جان رکھو کہ) بے شک شیطان کی جنگ کمزور ہوتی ہے۔

تفسیر۔ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ۔ مفسدوں اور شریروں کی حمایت میں۔

كَيْدَ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کی جنگ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۷۸۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۔

ترجمہ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں اُن لوگوں کا حال جن کو کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رہو اور نماز کو ٹھیک درست رکھو، اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر جب اُن پر جنگ کرنا ضروری ہوا تو یکا یک اُن میں سے ایک فریق لوگوں سے ایسا ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور کہنے لگا اے ہمارے رب! تو نے ہم پر کیوں ڈالا اور فرض کیا جنگ کرنا ہم کو کیوں نہ جینے دیا تھوڑے دنوں۔ تم جواب دو کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہی سا ہے اور انجام کار ہی بہتر ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے اور تم پر تو کچھ بھی ظلم نہ ہوگا فتیل برابر۔

تفسیر۔ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو کہا گیا اپنے ہاتھ روک رکھو۔ نماز کو پڑھتے اور زکوٰۃ کو دیتے رہو۔ پس جب ان کو لڑنے کا حکم دیا گیا۔ اس وقت ایک فریق ان میں سے اللہ کے ڈر کی طرح لوگوں سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ڈرتا ہے اور وہ بول اٹھے کہ اے ربّ! تو نے کیوں لڑائی ہمارے ذمہ لگا دی۔ تھوڑی مدّت تک ہمیں کیوں اور ڈھیل نہ دی۔ تو ان کو کہہ دے کہ دنیا کا فائدہ تو تھوڑا ہے اور جو تقویٰ کرتا ہے انجام اس کے لئے بہتر ہے۔ اور کوئی ایک فتیلہ کے برابر بھی بے انصافی نہیں کیا جاوے گا۔

بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں کہ ہم یوں کریں گے ووں کریں۔ اور اپنی جواں مردی اور بہادری کی ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ ایسے متکبر کبھی اپنے دعووں کو پورا اور ثابت کر کے نہیں دکھلایا کرتے اور نہ دکھلا سکتے ہیں۔ بدی کو چھوڑنا اور نیکی کو کرنا یہ صرف انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوا کرتا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے نہ انسان برائیوں اور فضولیوں کو چھوڑ سکتا ہے اور نہ

کوئی بہادری کا کام کرسکتا ہے بدوں حکمِ الٰہی دعوے کرنے والے اکثر ناکام رہتے ہیں۔میں نے ایک جنگی افسر سے پوچھا کہ آپ کے لشکر میں بہادر اور بزدل کی کیا نشانی ہوا کرتی ہے۔اس نے کہا کہ میرا تجربہ ہے کہ جو سپاہی اکثر مونچھوں پر تاؤ دیتے رہتے ہیں وہ عموماً میدانِ جنگ میں بزدلی ظاہر کرتے ہیں اور جو سیدھے سادھے ہیں وہ لڑائی کے وقت شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں۔

غرض خوب سمجھ رکھو کہ جو لوگ بلاوجہ تکبّر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عمل کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس قدر جلد باز تھے کہ ان کو کُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ کہنا پڑا لیکن جب ان کو لڑنے کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ۔

اس قسم کی لاف زنی وغیرہ کی غلطیاں انسان میں جو ہوتی ہیں ان کا علاج اور نیز ہر ایک مرض کا علاج۔کثرت سے استغفار اور لاحول پڑھنا ہے۔خدا تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ سابقہ گناہوں کے بدنتائج سے محفوظ رکھے اور آئندہ بدی کے ارتکاب سے حفاظت بخشے۔

استغفار اور لاحول کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تیری قوت کے بغیر میں کوئی بدی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور نہ تیری قوت کے بغیر کوئی نیکی کا کام کرسکتا ہوں۔تب خدا نیکی کرنے کی توفیق بخشے گا۔انسان پر مشکلات آتے ہیں لیکن اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

میں خود بھی قرآن پڑھتا ہوں اور تم کو بھی سُناتا ہوں۔تم جانتے ہو کہ قرآن میں دو طرح کی راہیں بیان کی ہیں ایک طرف انبیاء اور متقین کا ذکر اور ایک طرف فاسقوں اور فاجروں کا بیان ہے۔ کہیں گندے آدمیوں کے برے انجام بتلائے ہیں کہیں بھلوں کے نیک انجام دکھلائے ہیں۔پس مومن کا کام ہے کہ ان تمام راہوں سے واقفیت حاصل کرے۔کسی کو یہ خیال نہ گزرے کہ بعض وقت درس میں ایسی باتیں بیان ہوتی ہیں جن کی لڑکوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور جب بیان ہوتی ہیں تو وہ ان سے آگاہ ہوجاتے ہیں تو اس بدی کا ارتکاب کرتے ہیں ایسا خیال کرنا بے وقوفی ہے۔میرے پاس ہزاروں خط اس مضمون کے بھرے ہوئے آتے ہیں کہ ناواقفی کی وجہ سے ہم ہلاک ہوگئے۔ناواقفی بہت بری بلا ہے۔جو لڑکا ہم سے سنے کہ زنا بھی کچھ شے ہے اور پھر اس سننے پر زناکاری شروع کر

دے اس کو تو پھر خدا اور رسول کے کلام سے بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ کہتے رہنا کہ نیکی کرو۔ نیکی کرو اور بدی کو چھوڑ دو۔ یہ کوئی وعظ نہیں ہے۔ اور نہ اس سے سننے والے کو فائدہ ہوتا ہے فائدہ تو جب ہی ہوگا۔ جب نیکی اور بدی کا علم ہوگا اور کسی بدی کے ارتکاب سے وہ اس وقت بچ سکے گا جب وہ جانتا ہوگا کہ یہ بدی ہے۔ پھر اس قسم کے وعظ تو آدمی گرجوں اور ٹھاکر دواروں میں بھی بیٹھ کر کرسکتا ہے جس سے بھلے اور برے دونوں قسم کے آدمی خوش ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ مخالفت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب کھول کھول کر بیان کیا جاوے۔ اگر انبیاء علیہم السلام ان باتوں کو مفصّل کھول کر بیان نہ کرتے تو کوئی ان کا مخالف بھی نہ ہوتا۔ آنحضرت صلعم کی مخالفت اسی واسطے ہوئی کہ انہوں نے مکّہ والوں کے عیوب کھول کر ان پر ظاہر کر دیئے۔ اگر عیوب کو بیان نہ کریں تو پھر اور کیا بیان کر سکتے ہیں۔ قومِ لُوطؑ کی بداخلاقی اور ان کی تباہی کی نسبت اگر کچھ بیان کرنا ہو تو کیا اصل واقعہ کو چھوڑ کر ہم کہہ دیا کریں کہ انہوں نے کوئی بدی کی تھی اور ہلاک ہوئے۔

انجام ہمیشہ متقی کا ہی اچھا ہوا کرتا ہے۔ اور ہر ایک خیر کا وارث بھی متقی ہی ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کی حق تلفی نہیں کیا کرتا۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۱۸ مؤرخہ ۲۲؍مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۱)

۷۹، ۸۰۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَا لِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔

ترجمہ۔ تم کہیں بھی ہو تم کو موت آ پکڑے گی گو کہ تم مضبوط گنبدوں میں ہو۔ اگر اُن کو کوئی فائدہ پہنچ جائے تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تم کہو کہ سکھ دکھ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے تو اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کی سمجھ کے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔ تجھ کو جو کچھ بھلائی پہنچی وہ تو اللہ کی طرف سے ہے

اور (جو) تجھ کو کچھ برائی پہنچے وہ تیرے ہی نفس کی طرف سے ہے۔ اور ہم نے تجھ کو رسول بنا کر بھیجا لوگوں کے لئے اور اس بات پر اللہ ہی کی گواہی بس ہے۔

تفسیر۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ محض فضل سے کسی وقت صبر کا حکم دیتا ہے کسی وقت بدلہ لینے کا۔ صبر کے دن مقابلہ کے دن نہیں ہوتے۔ ان اوقات کو انبیاء خوب پہچانتے ہیں یہ انبیاء کے ناشناس لوگوں کی باتیں ہیں کہ جب تک مکّہ میں تھوڑے آدمی تھے۔ صبر کا حکم تھا۔ قلّت و کثرت مومن کے لئے کچھ بات نہیں۔ انبیاء تو جب اللہ حکم دیتا ہے صبر کرتے ہیں۔ جب مقابلہ کا حکم دیتا ہے۔ مقابلہ۔ وہ نہ ہتھیاروں کی پرواہ کرتے ہیں نہ آدمیوں کی۔ کیا موسیٰ اور نوح علیہما السلام نے تلوار سے کام لیا تھا؟ دیکھا وہ پانی جو مخالف کے غرق کا موجب ہوا۔ آپ کی نجات کا ذریعہ بنا۔ پھر دیکھو یَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ۔[۱] (التوبة:۲۵) میں کثرت کو عجب کا موجب ٹھہرایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے احمق مقابلہ صرف تلوار کا سمجھتے ہیں جبھی تو جتھے کے منتظر ہوتے ہیں۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ۔ بعض لوگ بندوں سے ایسے ڈرتے ہیں۔ جیسے خدا سے ڈرنا چاہیے۔ فرماتا ہے بندوں سے کیا ڈر۔ جہاں آدمی ہو۔ جس حال میں ہو۔ موت تو اپنے وقت اپنا کام کر کے رہے گی ہمارے طبیب استاد تھے۔ ایک پہلوان کو دیکھا۔ ہیضہ ہے۔ مگر اسے کہا۔ تمہیں بدہضمی ہے۔ تا کہ دل شکستہ نہ ہو اس نے کہا بدہضمی کی کیا مجال۔ ایک مگدر اُٹھایا کہ اسے پھیر کر کھانا ہضم کرے۔ پھیرتے ہی راہیٔ عدم ہوا۔

بُرُجٌ۔ چونکہ برج گول ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو برج کہتے ہیں ورنہ برج کے معنے ستارے کے ہیں آتش بازی کے غباروں کو اِس لئے برج کہتے ہیں کہ وہ اوپر جا کر ستاروں کی مانند ہو جاتے ہیں۔

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ بہت لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ دوسری جگہ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ فرمایا ہے مگر انہوں نے سمجھا نہیں۔ جزا وسزا جو انسانی اعمال کی پاداش ہے۔ وہ سب اللہ

---

[۱] حنین کے دن جب تم کو تعجب میں ڈال دیا تھا تمہاری کثرت نے۔

کے حکم سے ہی آتی ہے بعض اوقات اللہ معاف بھی کر دیتا ہے پس دکھ سکھ پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی اس کے ذرائع ہیں۔ آرام تو فضل اللہ سے جس کی جاذب نیک عملی ہے اور دکھ انسان کی اپنی بدعملی کی پاداش ہے۔ بعض دیگر مصالحِ الٰہیہ بھی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹/ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

تم جہاں ہو گے تم کو موت گھیر لے گی اگرچہ تم مستحکم برجوں میں ہو گے اور اگر انہیں کوئی سکھ مل جائے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی دکھ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے۔ تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پس کیا ہوا ان لوگوں کو کہ بات کو نہیں سمجھتے۔ جو سکھ (فائدہ) تجھے پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو دکھ پہنچے وہ تیری ہی طرف سے ہے اور ہم نے تجھے لوگوں کے لئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت میں حقیقت واقعیہ اور سچائی کا کامل اظہار جناب الٰہی نے فرمایا ہے جو لوگ دینی اور قومی لڑائیوں سے سستی اور غفلت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چندروزہ زندگی تو گزارنے دو۔ ان کو کہا کہ آخر تم نے مرنا ہے۔ پھر ان کی نافہمی کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایسے ہیں اگر ان کو سکھ پہنچے تو بول اٹھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے مل گیا اور اگر انہیں دکھ پہنچے تو پکار اٹھتے ہیں کہ یہ دکھ تیرے (نبی کریم سے) سبب سے پہنچا۔ تو کہہ دے کہ دکھ اور سکھ تو اللہ تعالیٰ سے پہنچتا ہے۔ یہ نادان بات کی تہہ کو نہیں پہنچتے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹۳، ۹۴)

جہاں تم ہو تم کو موت پالے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ اگر انکو کچھ سکھ اور نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر دکھ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ دے کہ سکھ اور دکھ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ ہی بھیجتا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کو نہیں سمجھتے۔ بات یہ ہے کہ جو سکھ اور نیکی پہنچتی ہے۔ اس کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے اور جو دکھ پہنچتا ہے اس کا سرچشمہ تیرا اپنا ہی نفس ہے اور ہم نے تو تم کو لوگوں کی طرف پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس بات پر خدا کی گواہی کافی ہے۔

جنگوں کی فلاسفی سے تم آگاہ ہو کہ دین، آبرو، جان اور مال کی حفاظت کے واسطے اس قسم کی ضرورت آپڑتی ہے کہ جنگ کی جاوے اور بہت سی بیش قیمت جانوں کو بچانے کے واسطے کچھ جانیں قربان کردی جاتی ہیں۔ موت سے انسان بچ سکتا تو ہے نہیں پھر ذلّت کی موت کیوں اختیار کی جاوے۔

ہر ایک قسم کا سکھ اور نیکی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے میں یہ طاقت نہیں ہے کہ سکھ دے سکے۔ خدا تعالیٰ رحمن ہے اس نے سکھ کے سامان ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک وغیرہ سب اعضاء اور آرام دہ اشیاء اپنے فضل سے عطا کئے ہیں۔ قسم قسم کے لباس، پھل، پھول، عقل اور قوت ادراکی وغیرہ یہ سب سکھ کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے حاصل ہوتی ہیں لیکن دکھ انسان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور ان کو بے محل استعمال کرتا ہے تو دکھ پاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ہرگز ہرگز ظالم نہیں ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کے یہ معنے ہیں کہ گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ دکھ کا سرچشمہ کیوں اللہ تعالیٰ کو کہا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی بدکاری کی وجہ سے اس کا دکھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے دکھ کو بھی اُس کی طرف منسوب کیا گیا۔ مثلاً ایک قیدی جو جیل خانہ میں جاتا ہے تو گورنمنٹ کے ہی حکم سے جاتا ہے اور گورنمنٹ اسے اس کے بداعمال کی پاداش میں جیل خانہ بھیجتی ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے منصب جو لوگوں کو ملتے ہیں وہ بھی گورنمنٹ سے ہی ملتے ہیں۔ غرضیکہ گورنمنٹ ہی کی عنایات سے ایک شخص موردِ انعام ہوتا ہے اور گورنمنٹ کی ہی خلاف ورزی سے موردِ عذاب ہوتا ہے۔ لیکن موردِ عذاب ہونے کی ایک وجہ ہوتی ہے جو کہ نافرمانی ہے اور موردِ انعام ہونے کی بہت راہیں ہیں۔ کبھی انسان اپنی لیاقت سے۔ کبھی ذاتی اور خاندانی وجاہت سے۔ کبھی حسنِ خدمات سے اور کبھی کسی مقرب کی سفارش سے موردِ انعام ہوجاتا ہے۔ مثلاً اگر میں چوروں یا ڈاکوؤں کے گھر پیدا ہوتا۔ تو باوجود اس کوشش اور محنت کے جو میں نے آج تک کی ہے۔ اس موجودہ ترقی پر نہ پہنچ سکتا۔ تم معلوم کر سکتے ہو کہ کس قدر رکاوٹیں درمیان میں تھیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی تھا کہ اس نے اس مقام تک پہنچایا ہوا ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ۔اللہ تعالیٰ کی گواہی دوطرح سے ہوتی ہے۔ایک تو اس طرح کہ وقت پر ان تمام پیشگوئیوں کو پورا کر دیا جو کہ آنحضرت صلعم کے دعاوی اور زمانہ کے متعلق تھیں۔دوسرے اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی نصرت کر کے اور آپؐ کے دشمنوں کو ہلاک کر کے اور آپؐ کی کامیابی میں ہر ایک روک کو دور کر کے گواہی دے دی کہ یہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔دونوں فریق اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق تھے اور دونوں کے اعمال سے وہ خوب واقف تھا جو سچا تھا آخر کار اللہ تعالیٰ نے اسے فتح دے دی اور نیز اچھے لوگوں کو اپنے مکالمات سے بھی آگاہ کیا کہ یہ رسول اللہ اور راست باز ہے۔جیسے فرمایا۔اِذۡ اَوۡحَيۡتُ اِلَى الۡحَوَارِيّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِىۡ وَبِرَسُوۡلِىۡ۔[1] (المائدہ:۱۱۱)

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۹)

(مَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ .... الخ) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سکھوں اور دکھوں کا دینے والا حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کہ اصل خالق اور پیدا کرنے والا اسبابِ رنج وراحت کا وہی ہے۔اور یہی نہایت سچی بات ہے کہ سکھ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عنایت سے ملتے ہیں اور دکھ تمہارے اپنے ہی سبب سے تم پر آتے ہیں ...... اس قدر بھی اس آیت سے نکل سکتا ہے کہ سکھ ابتداءً بھی جنابِ الٰہی سے آسکتے ہیں ...... کیونکہ اس کی صفت رحمن ہے۔

البتہ یہ نئی بات ہے اور سچّا اور واقعی سائنس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے۔تمام سکھ ابتداءً بھی جنابِ الٰہی کی طرف سے آتے ہیں۔حقیقی چشمہ ان کا وہی اور خلق اشیاء واسباب اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل مضمون چاہتا ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۹۴)

۸۱۔مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا۔

ترجمہ۔ جس نے رسول کا حکم مانا اور اس کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا اور رسول کی اطاعت نہ کی (تو وہ خود خراب ہوا) کچھ ہم نے تجھ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

---

[1] جب میں نے حواریوں کے طرف وحی کی کہ مجھے مانو اور میرے رسول کو۔

تفسیر۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ حضرت نبی کریمؐ تمام فضائلِ انسانی کے خاتم ہیں۔ زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتم نہیں کہ آپؐ کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہے۔ دنیا میں مذاہب کے تین حصے ہیں۔ عبرانیوں کا مذہب۔ ایرانیوں کا مذہب۔ تیسرا مشرک۔ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ...... نبی کریمؐ اوران کے پیروؤں کے ہاتھوں پر تینوں کے صدر مقام فتح ہوئے۔ مکہ معظّمہ پر کسی نے فتح نہ پائی تھی۔ حتٰی کہ سکندر ایسا فاتح بھی محروم رہا۔ میرا مذہب ہے کہ آپؐ خاتم کمالاتِ انسانی ہیں۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [1] (المائدۃ:۴) دنیا میں تمام مذاہب کی کتابیں کسی میں دعوٰی کے ساتھ دلیل نہیں۔ پس خاتم الکتب بھی انہی کی کتاب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

جس نے رسولؐ کا کہا مانا اس نے بے شک اللہ تعالیٰ کا ہی کہا مانا اور جس نے اطاعت سے منہ پھیرا تو ہم نے تجھ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

یہ آج کل ایک مسئلہ ہے جو کہ لوگوں کی جہالت اور شوخی سے پیدا ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حدیثوں کے ماننے اور ان پر عملدرآمد کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب اس آیت میں دیا ہے کہ رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ دیکھو یہ نہیں کہا کہ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ فَقَدْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ بلکہ کہا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ماننا ہی تھا اگر انکار ہوتا تو رسولؐ کے حکم کا ہونا تھا اور ممکن تھا کہ اگر مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ فَقَدْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ لکھا ہوتا تو لوگ رسولؐ اور اس کے احکام کی مطلق پرواہ ہی نہ کرتے۔ جیسے کہ اب اس وقت بعض لوگوں کا خیال ہو گیا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ حکیم، علیم اور خبیر نے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

جو لوگ احادیث کے منکر ہیں ان کو چاہیے کہ اس آیت شریف کے بالمقابل ایک اس مضمون کی آیت قرآن شریف میں سے پیش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی اتباع سے بالکل منع کیا

---

[1] آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین۔

ہو۔اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہیں ہی ۔لیکن جو احکام رسولؐ کے ہیں ۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے جس طرح قرآن شریف کی حفاظت کی ہے اسی طرح تعامل اور حدیث کی بھی کی ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۰ مؤرخہ ۵ ؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۷)

۸۲۔ وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ؗ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔

<u>ترجمہ</u>۔ وہ کہتے ہیں ہم تیرے فرماں بردار ہیں پھر جب تیرے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک جماعت اُن میں کی رات کو خفیہ منصوبے کرتی ہے اُس کے خلاف جو تیرے سامنے کہتی تھی اور اللہ نوٹ کر لیتا ہے اور محفوظ رکھتا ہے جو کچھ وہ راتوں کو منصوبے کرتے ہیں تو تُو اُن سے منہ پھیر لے اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کارساز بس ہے۔

<u>تفسیر</u>۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو فرماں بردار ہیں ۔ پس جب باہر چلے جاتے ہیں تیرے پاس سے تو جو کچھ تُو کہتا ہے اُس کے خلاف رات کو چھپ چھپ کر ایک گروہ کانا پھوسی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے محفوظ رکھتا ہے۔ تو ان سے اعراض کر لے اور اللہ پر توکّل کر اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۵ ؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۷)

۸۳، ۸۴۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۔ وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔

<u>ترجمہ</u>۔ کیا وہ قرآن میں گہری فکر اور تدبر نہیں کرتے کیونکہ اگر وہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پایا جاتا۔ جب اُن کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس خبر کو رسول کے پاس پہنچاتے اور اپنے افسر کے پاس تو اُس بات کی مصلحت

کومعلوم کر لیتے وہ لوگ جو مصلحتوں کو معلوم کر سکتے ہیں اُن میں سے۔اور اگر اللہ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا اور اُس کی رحمت تو سب شیطان کے مطیع ہو جاتے مگر تھوڑے سے لوگ (اللہ کے فضل سے بچ جاتے)۔

تفسیر۔ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ وعید وعدے میں اختلاف تو ہوتا ہے مگر کثیر نہیں ہوتا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

قرآن میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پُر شوکت تعلیم کے خلاف یہ الزام لگایا جائے کہ اس میں شرک کی تعلیم ہے......قرآن کریم اپنی نسبت دعویٰ کرتا ہے جیسے فرمایا۔ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ اگر قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۳)

وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا کے معنی ہیں اگر قرآن جناب الٰہی کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔ بات یہ ہے کہ لمبے چوڑے دعویٰ کرنے والے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔اوّل پاگل:۔اور ظاہر ہے کہ ان کے تمام دعاوی صرف مہمل اور نقش برآب ہوتے ہیں۔ان کی دشمنی اور دوستی کچھ بھی قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔قرآن کریم نے نبی کریم کو اس اتہام سے یوں بری کیا۔مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ۔ وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ۔ بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔(القلم:۳تا۷) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے ربّ کے فضل سے تو مجنون نہیں اور بے ریب میرا بدلہ غیر منقطع ہے کیونکہ تو اعلیٰ اخلاق پر ہے اور مجنون کے اخلاق وفضائل اعلیٰ کیا ادنیٰ درجہ پر بھی نہیں ہوتے پھر مجنون تمام دن اور رات میں کوئی کام کرے اس کے کاموں پر کچھ نتائج وثمراتِ صحیحہ واقعیہ مرتب نہیں ہوا کرتے اور جو تو نے کام کئے ہیں ان کے نتائج تو بھی دیکھ لے گا اور تیرے مخالف بھی دیکھ لیں گے کہ مجنون کون ہے۔ اب غور کرو کہ جا بجا قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رسولوں اور ان کے ساتھ والوں کی نصرت وتائید کرتے ہیں اور یہ گروہ ہمیشہ مظفر ومنصور ہوتا ہے۔غور کرو! جب رسول آئے

وہ آخر ہمیشہ منصور اور ان کے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲) بے ریب ہم (اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ) نصرت دیتے ہیں اپنے مرسلوں کو اور ان کو جو ایمان لائے (مانا ان ان رسولوں کو) اسی وَرلی زندگی میں۔ اور فرمایا وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:۹) اور اللہ ہی کے لئے عزت ہے اور اُس کے رُسول کے لئے اور مومنوں کے لئے اور فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (البقرہ:۶) وہی ہدایت پر ہیں اور وہی مظفر و منصور اور بامُراد ہیں۔ دیکھ! جو فرمایا سرِمُو تفاوت اس میں نہ ہوا۔ نبی کریمؐ اور آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ تمام مخالفوں کے سامنے مظفر منصور بامُراد رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات نہ ہوتی تو اس کے خلاف ہوتا۔ اور یہ بات مجنون کی بڑ بن جاتی۔ مخالفوں کے حق میں فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (المجادلة:۲۰) یہ مخالف شیطانی گروہ ہے۔ خبردار رہو! بے ریب شیطانی گروہ ناکام رہے گا۔ اور فرمایا فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ۔ (الانفال:۳۷) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کریں گے پھر ان پر افسوس ہوگا اور مغلوب ہوں گے (اب ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہیں دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے۔) پھر بار بار بتایا کہ منکروں پر عذاب عظیم ہوگا۔ پھر دیکھ تمام عرب و عراق عرب و عراق عجم، شام و روم و مصر و بربر کے مخالفوں پر کیسے کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے۔ خشن پوش کھجور پر زندگی بسر کرتے تھے ان کے لئے کہا گیا۔ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔[۱] (البقرہ:۲۶) پھر دیکھا اب تک ہم لوگ قریش اس جنت کے مالک ہیں۔ وہ بصیرت تو تم کو نہیں کہ اتباع نبی کریمؐ کو حقیقی جنّتوں کے بھی وارث ہوئے دیکھے۔ مگر ظاہری جنّت کی وراثت سے تم بے خبر نہیں ہو سکتے۔ جنابِ الٰہی نے آپؐ کے مخالف منافقوں کے لئے خبر دی اور فرمایا۔ وَ هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (التوبہ:۷۴) انہوں نے بڑے بڑے

۱؎ اچھی خبر سنا دو ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کو مانا اور بھلے کام کئے یہ کہ ان کے لئے عمدہ عمدہ باغ ہیں۔ پھر رہی ہیں نہریں اُن میں۔ (ناشر)

ارادے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم اللہ **القادر** اور **العالم** کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کی کوئی تعلیم تو سُنَنِ الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی۔ کیونکہ تم مانتے ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ رسول تھے۔ عرب میں کوئی کتاب، مدرسہ یونیورسٹی قرآن کے لئے نہ تھی۔ وہاں اگر یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ تو تیرہ سو برس کی تحقیقاتِ یورپ نے کوئی امر قرآن کریم کا خلافِ سائنس ثابت کر دیا ہوتا مگر میں چیلنج کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم مشترکہ تعلیم انبیاء ورسل کے خلاف نہیں۔ اٹکل پچّو باتیں کرنے والے کی باتیں اکثر غلط نکلتی ہیں۔ پس اگر قرآن کریم اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کی اکثر باتیں غلط نکلتیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳)

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء: ۸۳) یعنی اگر قرآن یا یہ دین خدا سے نہ ہوتا تو البتہ اس میں اختلاف ہوتا اور بہت اختلاف ہوتا حالانکہ اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں۔ تیس برس دکھ اور سکھ کی مختلف اوقات میں باتیں کیں۔ مختلف احکام دیئے۔ سبحان اللہ پھر سب کے سب باہم موافق۔ قرآن آیات کو اسی واسطے متشابہات اور متشابہ کہتا ہے کہ ایک آیت دوسرے کی مصدق اور مثل ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کوئی شخص دو حدیث صحیح ایک مرتبے کی میرے سامنے لاوے میں اسے تطبیق کر کے دکھائے دیتا ہوں۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۷۴، ۷۵)

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء: ۸۳)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ قرآن خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت بڑا اختلاف ہوتا۔

قرآن کے منجانب اللہ ہونے کے جو دلائل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف پاتے۔ میں نے اس امر پر غور کیا ہے کہ کیا کیا اختلاف ہو سکتے

تھے تو ان میں سے مجھے چند ایک بڑے بڑے اختلاف یہ معلوم ہوئے ہیں۔

اوّل۔ انسان جب بات کرنے لگتا ہے تو اس کے مخاطب مختلف قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ کبھی جاہل، کبھی عالم، کبھی نادان، کبھی کم سمجھ، کبھی زکی الطبع، تو ایسے موقع پر ایک سپیکر یا خطیب کو ناظرین کی طرز اور لیاقت کا خیال کر کے ان کے فہم اور عقل کے مطابق بات کرنی پڑتی ہے اور مختلف موقعوں پر اسے مختلف کلام کرنے کا اتفاق پڑتا ہے تو اکثر اوقات دو مختلف موقعوں اور مجلسوں کی باتوں میں جو وہ کرتا ہے، بڑا بڑا اختلاف ہو جایا کرتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ قرآن کو ہر ایک قسم کے مذاق کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے مگر اس میں یہ اختلاف بالکل ممکن ہی نہیں ہے۔ قرآن جیسے مکہ معظّمہ کے جاہلوں کے لئے ہے ویسے ہی مدینہ طیّبہ کے بڑے بڑے عالم اور فقیہ یہودیوں کے لئے بھی ہے۔

دوم۔ زمانہ کی تعداد سے بھی آدمی کے بیان پر اثر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک لیکچرار متواتر تئیس برس تک لیکچر دیتا رہے۔ تو اس کے پہلے اور پچھلے لیکچروں میں ضرور اختلاف ہوگا لیکن قرآن اس قسم کے اختلاف سے بھی بری ہے۔ اس کا طرزِ بیان شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی ہے۔

سوم۔ ایک وقت میں جب انسان لکھتا ہے یا کچھ تقریر کرتا ہے تو جن قدرت کے اردگرد کے نظاروں کا اُسے محدود علم ہوتا ہے۔ انہی کے مطابق وہ بیان کرتا ہے اور اپنے استدلال میں انہی کے نظائر لاتا ہے۔ لیکن چند دنوں کے بعد قدرت کے نظارے جب اور رنگ دکھاتے ہیں اور سابقہ تجارب جھوٹے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں تو اسے اپنے خیالات کی تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً اس سے پیشتر سب یہ مانتے تھے کہ ہوا اپنا بوجھ اشیاء پر ڈالتی ہے اور اب ایک کتاب لکھی گئی ہے کہ ہوا اپنا کوئی بوجھ نہیں ڈالتی۔ اور یہ مسئلہ سابقہ علمِ طبیعات کی تحقیقات کے بالکل برخلاف ہے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۵؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۷)

علیٰ ہذا القیاس پہلے زمانہ میں آگ کو ایک عنصر کہتے تھے۔ مگر اب کہا جاتا ہے کہ یہ آگ

صرف رگڑ کا نتیجہ ہے۔ اس سے یہ بھی ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی تحقیقات محدود ہے اور جس قدر ایجادات یا معلومات آج تک ہوئی ہیں یا آئندہ ہوں وہ ہمیشہ اتفاقی ہوا کرتی ہیں اور جب ایک بات ہو جاتی ہے تو پیچھے سے انسان اس کے لئے وجوہات گھڑ لیتا ہے۔ جن لوگوں نے علمِ سائنس اور طبیعات وغیرہ کے بڑے بڑے مسائل حل کئے ہیں۔ وہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب مسائل اتفاقی طور پر ہی حل ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فرمانا بالکل سچ ہے اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ[1] (الحجر:۲۲) جب اللہ چاہتا ہے تو کوئی بات یا مسئلہ کسی کو معلوم ہو جاتا ہے۔ غرضکہ قرآن نے ایسا اُسلوب بیان کا اختیار کیا ہے کہ ان نظاروں میں بھی اس کا اختلاف کہیں نہیں ہوتا۔ کوئی تحقیقات کسی قسم کی کیوں نہ ہو۔ آج تک قرآن کے خلاف ثابت نہیں ہوئے۔

جس قدر نئی تحقیقات والے ہیں۔ وہ تمام کلام اللہ کے دشمن ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں قرآن پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یورپ کے تاریخ دان۔ نجومی۔ اسٹرانومر۔ سائنٹسٹ۔ ڈاکٹر وغیرہ ہر عالم اپنے علم کے رو سے قرآن کی مخالفت پر آمادہ ہے لیکن ان میں سے کامیابی کسی کو نہیں ہوتی اور قرآن کسی سچی بات سے بھی کہیں مخالفت نہیں کرتا۔ اسی لئے میں ہمیشہ نئی تحقیقات کا متلاشی رہتا ہوں۔ ہر ایک نئی ایجاد اور کتاب کو دیکھتا ہوں لیکن آج تک مجھے ثابت نہیں ہوا کہ قرآن کی تکذیب کسی طریق سے بھی ہوئی ہو۔ پھر میرے جیسے آدمی کو تو بہت سے مشکلات کا سامنا ہے۔ کیونکہ میں قرآن میں ناسخ منسوخ کا قائل نہیں ہوں۔ لُغت عرب سے باہر نہیں جاتا۔ حدیثوں کو مانتا ہوں۔ باوجود اس کے میں نے کسی سچی بات کو قرآن سے باہر نہیں دیکھا۔

چہارم وجہ اختلاف کی یہ ہوا کرتی ہے کہ جب مذہب پر کچھ زمانہ گزر جاتا ہے تو مذہب والے اپنے اصلی مذہب سے دور جا پڑتے ہیں اور اصل مذہب کا پتہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسے اس وقت عیسائی مذہب کے بڑے بڑے عالم حیران ہیں کہ مسیح کی اصل کلام کدھر گئی اور اس کا کچھ پتہ نہیں

---

[1] سب چیزوں کے ہمارے ہی پاس خزانے ہیں اور ہم ان کو اتارتے رہتے ہیں مقرر اندازے کے موافق۔

ملتا۔ پہلے بعض لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ متی کی انجیل پرانی انجیل ہے۔لیکن اب اس کی مخالفت ہوئی ہے۔توریت میں بھی جھگڑا ہے کہ آیا وحی ہے یا نہیں؟ لیکن ادھر اسلام میں دیکھو کہ ہر صدی میں نیا قرآن سنایا جاتا ہے۔اور جو مجدّد آتا ہے وہ قرآن ہی کو پیش کرتا ہے اور باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے قرآنی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پچاس ۵۰ برس کے بعد مجدّد آتا ہے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ ہر وقت ایک قوم خادمِ قرآن خادمِ حق اور صدق ضرور موجود رہتی ہے۔

اس تمام (بات) کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا ابتداء اور انتہاء ایک ہی طرز پر ہے۔جاہلوں اور عالموں سے یہ ایک نئی آواز سے بولتا ہے۔بڑے بڑے محقّق باوجود بڑی بڑی کوشش کے قرآن کے برخلاف کوئی بات ثابت نہیں کر سکے اور یہ کہ قرآن محفوظ ہے۔اس کا مذہب محفوظ ہے۔اس کے اصل میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

پنجم ایک اور بات ہے وہ بھی اختلاف میں نہیں آ سکتی۔قرآن نے جو پیشگوئیاں کی تھیں کہ محمد صلعم کے دشمن ہلاک ہوں گے اور مومن فتح یاب ہوں گے اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔جیسے پیشگوئیاں کی گئی تھیں ویسی پوری ہوئیں۔رسول اللہ صلعم لڑائی کے وقت اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو بھی ساتھ لے جاتے تھے لیکن کوئی بھی کسی وقت ان کو پکڑ نہ سکا۔اور رسول اللہ صلعم نے اپنے دشمنوں کو غلام بنایا۔پھر آزاد بھی کیا۔

بعض لوگ آنحضرت صلعم کے تلوار پکڑنے پر اعتراض کرتے ہیں۔یہ انکی بڑی بیوقوفی ہے۔ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلعم کے بالمقابل عرب کے پاس تلوار نہ تھی۔اعتراض تو تب ہوتا کہ ان کے پاس تلوار نہ ہوتی اور اہل اسلام پھر ان پر تلوار چلاتے۔جب مقابلہ پر بھی تلوار ہے تو پھر اعتراض کس بات کا؟ علاوہ ازیں مسلمان تو قانون کے پابند تھے ان کو حکم تھا کہ عورتیں اور بچے اور بوڑھے قتل نہ کئے جائیں۔پھلدار درخت نہ جلائے جاویں لیکن مخالف تو کسی ایسے قانون کے پابند نہ تھے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۱ مؤرخہ ۱۲؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۵)

آنحضرت صلعم کا لشکر محدود تھا اور عرب بے شمار مقابلہ پر تھے۔اب بھی اس کی نظیر موجود ہے

کہ حضرت مرزا صاحب اکیلے اور ان کے مقابلہ پر بڑے بڑے ادیب۔شاعر اور عالم موجود ہیں اور کوئی مقابلہ پر عربی کی کتاب نہیں لکھ سکتا۔ پھر ایک بات یہ بھی بڑے مزے کی تھی کہ جب کوئی دشمن مقابلہ کے لئے جاتا۔اس کے بعد ہی جلد اسلام قبول کر لیتا۔اور وہ فوراً فوج کا سپہ سالار بنا دیا جاتا غرضیکہ نصرت اور تائید کے جو وعدے اللہ تعالیٰ کے آنحضرتؐ اور مومنوں کے ساتھ تھے ان میں بھی کوئی تخلّف نہیں ہوا اور یہ سب باتیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

ردّ شیعہ۔اس آیت سے بھی شیعوں کے خیالات کی تردید ہوتی ہے۔قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ ہم نے سب مومنوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور ان کے دلوں میں کوئی کینہ اور حسد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اگر حضرت عمرؓ اور علیؓ میں اخلاص۔اتفاق اور باہمی محبت نہ تھی تو پھر تو قرآن کے خلاف ہوا مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔دیکھو حضرت عمرؓ جب شام کو تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ (مقرر) کر گئے۔ بقول شیعہ اگر علیؓ حضرت عمرؓ کو حق بجانب نہ جانتے تھے تو اب تو عنانِ حکومت ان کے ہاتھ میں تھی۔اپنا پورا تصرّف کر لیتے۔لیکن ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ اتنی جرأت کہاں سے لاتے چونکہ وہ سب آپس میں بھائی بنا دیئے گئے تھے اس لئے کوئی فساد کی بات نہ ہوئی اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں دغا تھی۔غرضیکہ قرآن پر عمل درآمد کرنے والوں میں بھی اختلاف نہیں ہوا کرتا۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مؤرخہ ۱۹؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی۔اس کو پھیلا دیتے ہیں اور اچھا ہوتا اگر لے جاتے اس کو رسول کے پاس یا اپنے میں سے ان لوگوں کے پاس جو بات سے بات نکالتے ہیں۔اور اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم سب شیطان کے مطیع ہو جاتے۔

اِلَّا قَلِيْلًا۔ یہ محاورہ عرب ہے۔اس کے معنے ہوا کرتے ہیں۔سب کے سب یعنی جس قدر ہوں۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مؤرخہ ۱۹؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ وعدہ وعید کی پیشگوئیاں قرآن میں ہیں۔عین مطابق واقعہ ہوتی ہیں۔

اِذَا جَآءَ ھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ۔ قرآن اس طریق کو منع کرتا ہے کہ ہر ایک امن یا خوف کی بات کو سوائے عظیم الشان انسان کے کسی اور تک پہنچایا جاوے۔ مسلمان جیسے معاشرت سے ناواقف ہیں ایسے ہی امن کی راہ سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

۸۵۔ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔

ترجمہ۔ تو لڑ و اللہ کی راہ میں۔ صرف تجھی کو تکلیف دی جاتی ہے اور ایمان داروں کو بہت ترغیب دے۔ کیا عجب ہے کہ اللہ روک دے حق پوشوں کی لڑائی (یعنی تیری کوشش سے) اور اللہ کی جنگ زیادہ سخت ہے اور وہ بڑا نکیل ڈال دینے والا ہے۔

تفسیر۔ پس مقابلہ کرو اللہ کی راہ میں نہیں تکلیف دی جاتی مگر تیری جان کو اور مومنوں کو ترغیب دے۔ قریب ہے کہ اللہ روک دے کافروں کی جنگ۔ اللہ جنگ کرنے میں بہت سخت ہے اور وہ نکیل ڈال کر سیدھا کر دیتا ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ یہاں سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ نبی کریمؐ نے اس وقت جہاد کا حکم دیا جب جتّھا ہو گیا۔ دیکھو محض نبی کریمؐ کو قتال کا حکم ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

۸۶۔ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا۔

ترجمہ۔ جو کوئی بھلائی کی سفارش کرے تو اس کو ملے گا اُس میں سے حصہ اور جو کوئی بُرائی کی سفارش کرے تو اُس کو ملے گا اُس میں کا حصہ۔ اور اللہ ہر ایک چیز کا بدلہ اور رزق دینے والا مقتدر و حافظ ہے۔

تفسیر۔ جو نیک بات کی سفارش کرے اس کے اجر میں اس کو بھی حصہ ملے گا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا اور اللہ ہر شئے پر ضابط ہے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً ۔ جہاں تمدن ومعاشرت ہو وہاں حکام ورعایا بھی ہوتی ہے۔ وہاں سفارشیں بھی لوگ بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے متعلق ہدایت فرمائی کہ وہ سفارش کرو جو نیکی و بھلائی کے متعلق ہو۔ جس کا نتیجہ نیک ہو۔ جو کسی مظلوم کی مدد ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

۸۷۔ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۔

ترجمہ۔ اور جب کوئی تم کو دعا دے اور تواضع کرے یا سلام کرے کسی طرح پر، تو تم اُس کو اُس سے بہتر دعا دو، تواضع کرو اور سلام کرو یا پلٹا کر اتنا ہی کہہ دیا کرو۔ بے شک اللہ ہر ایک چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ جب تم کو کوئی دُعا دے تو تم اس کے جواب میں اس سے بہتر دُعا دو یا کم از کم اتنی ہی دو۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مؤرخہ ۱۹ / جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ ۔ جب تم اچھا سلوک کئے جاؤ تو تم اس سے بہتر سلوک اس کے ساتھ کرو۔

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۔ مگر حساب کھولنے کی ضرورت نہیں۔ حساب رکھنے والا خدا ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ ۔(النساء:۸۷) اور جب تمہیں سلام کہا جائے اس سے بہتر سلام کہو۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰)

اگر کوئی تم سے نیکی کرے تو تم اس کا ضرور خیال رکھو اس احسان کا بدلہ دینے کی کوشش کرو اگر نہ دے سکو تو دعا کرو۔ دعا کرو حتی کہ تمہیں یقین ہو جاوے کہ حق ادا ہو گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۔ (النساء:۸۷) (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۷ / مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

۸۸۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔

ترجمہ۔ اللہ وہ پاک ذات ہے جس کے سوائے کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ تم کو ضرور جمع کرے گا قیامت کے دن جس کے ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ اور اللہ کی بات سے زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

تفسیر۔ لَیَجْمَعَنَّکُمْ ۔ جو کچھ سمجھا یا جاتا ہے۔ ضائع نہیں جائے گا۔ تم سب جمع ہو گے۔ وہاں بدلہ ملے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ ؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ضرور ضرور وہ تم سب کو قیامت کے دن میں جمع کرے گا اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ دوسروں کے سامنے ذلیل ہونا پسند نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ گھر میں، شہر میں، ملک میں جہاں ہو، ہر جگہ اس کی عزّت ہو اور کسی قسم کی ذلّت اُسے نہ پہنچے۔ اس کے اس فطری تقاضا کو پیش کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تم سب کو ہم جمع کریں گے جہاں آدم سے لے کر قیامت تک کی ساری ساری مخلوق موجود ہو گی پھر جس حال میں تم اپنے محلہ اور گھر والوں کے سامنے کسی قسم کی ذلّت پسند نہیں کر سکتے تو اس قدر مخلوق کے سامنے کس قدر ذلّت ہو سکتی ہے اس بے عزّتی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مؤرخہ ۱۹ ؍ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

۸۹۔ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَاللّٰہُ اَرْکَسَھُمْ بِمَا کَسَبُوْا ط اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَھْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ ط وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا۔

ترجمہ۔ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو جماعت بن رہے ہو حالانکہ اللہ نے ان کو ہدایت نہیں دی الٹ دیا، نگوں سار کر دیا ان کو اس کی سزا میں کہ انہوں نے اعمال نفاقیہ کئے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اس کو کامیابی کی راہ پر لگا دو جس کو اللہ نے ناکام کیا اور جس کو اللہ نے گمراہ کیا تو تُو اس کے لئے کوئی راستہ نہ پائے گا۔

تفسیر۔ دنیا میں تین قسم کے آدمی ہیں۔ ۱۔جنہیں مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہے۔ ۲۔جوان لوگوں کی باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ ۳۔ لَا یَعْقِلْ۔

فَمَا لَکُمْ ۔ اللہ تعالیٰ ماموروں کے سامنے ادب سکھلاتا ہے کہ یہ ہر ایک کا کام نہیں کہ رائے زنی کرتے پھرتے ہو۔نفاق کے اسباب کئی ہیں۔ایک سبب بتایا ہے اَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ[۱] (التوبۃ: ۷۷)۔ منافق کے یہ نشان نبی کریمؐ نے فرمائے۔اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ۔ بولے تو جھوٹ، وعدہ خلاف، لڑائی کے وقت گند تولنے والا، عہد شکن، امانت میں خیانت کرنے والا، ایک شخص کو میں نے گالیوں سے منع کیا اس نے دو چار گالیاں دے کر کہا کہ میں کس ایسے......کو گالیاں دیتا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

وَاللّٰهُ اَرْکَسَهُمْ بِمَا کَسَبُوْا۔اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کاموں پر۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۲۲)

وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ۔ اللہ نے جس پر ضلالت کا فتویٰ دیا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۹۲۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَ یَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ کُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَی الْفِتْنَةِ اُرْکِسُوْا فِیْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْکُمْ وَ یُلْقُوْۤا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ وَ یَکُفُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَ اُولٰٓئِکُمْ جَعَلْنَا لَکُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا۔

ترجمہ۔ قریب ہی تم پاؤ گے کچھ اور لوگ جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی۔ جب کبھی کسی شرارت اور جنگ کے سبب سے واپس کئے جاتے ہیں تو اوندھے منہ اس میں گرتے ہیں پھر اگر تم سے الگ نہ رہیں اور تم سے صلح نہ رکھیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو

[۱] اللہ نفاق ان کے دلوں میں رکھ دیتا ہے۔

انہیں پکڑ لو اور مار ڈالو جہاں کہیں پاؤ۔ یہی لوگ ہیں جن کے مقابلہ میں ہم نے تمہارے لئے صریح غلبہ پیدا کر دیا ہے۔

تفسیر۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ ۔ یہ منافقوں کی دوسری قسم ہے۔ فریقین کو خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑے بڑے اہم امور میں دخل نہ دیا کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۸)

۹۳۔ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ٝ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔

ترجمہ۔ کسی مومن کو زیبا نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے ہاں خطا ہو تو ہو اور جو مومن کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو ایک مومن غلام آزاد کرے اور خون کا بدلہ بھی پہنچا دے مقتول کے وارثوں کو مگر مقتول کے وارث معاف کر دیں (تو خیر) پھر اگر مقتول ایسی قوم میں کا ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود ایماندار ہو تو صرف ایک مومن غلام آزاد کرے اور اگر وہ ایسی قوم میں کا ہو کہ تم میں اور ان میں مضبوط عہد ہو تو خون بہا ضرور پہنچا دینا چاہئے مقتول کے وارثوں کو اور ایک ایماندار غلام بھی آزاد کرنا چاہئے۔ جس کو غلام آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو تو وہ دو مہینے کے لگا تار روزے رکھ لے یہ اللہ کی طرف سے توبہ کا طریقہ بتایا گیا ہے اور اللہ ہی بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ بہت ملک ہیں جہاں مسلمان رہتے ہیں۔ جیسے یاغستان۔ بعض حصص افغانستان۔ سرحدی ملک عرب، روم، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو دکھ نہیں دیتا۔ لیکن جہاں مسلمانوں کے قبضے میں تلوار ہے جیسے مذکورہ بالا ممالک میں۔ وہاں تلواریں چلاتے ہیں۔ جہاں تلوار

پر قبضہ نہیں وہاں لٹھ ہاتھ وغیرہ چلاتے ہیں۔ ہاتھ نہ چلے تو زبان ہی چلاتے ہیں۔ ہر قسم کی گالیاں ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ عورتوں کا بس نہ چلے تو اپنی اولاد ہی کو کوستی ہیں۔ یہاں فرماتا ہے کہ مومن قتلِ عمد تو کرتا ہی نہیں۔ اگر خطا ہو تو غلام آزاد کرے۔ دیت دے جو دس بارہ ہزار ہو جاتی ہے۔ دو مہینے کے روزے رکھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

۹۴۔ وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا۔

ترجمہ۔ اور جو کوئی مار ڈالے کسی ایمان دار کو جان بوجھ کر تو اس کی جزا جہنم ہے رہ پڑے اُس میں ہمیشہ اور اُس پر اللہ غضب ناک ہوا اور اس کو در بدر کیا اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا۔

تفسیر۔ وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا ۔ تین گناہ کئے ہیں ۱۔ جناب الٰہی کا حکم توڑا۔ ۲۔ اس کے منافع سے محروم کیا ۳۔ اس کی زندگی برباد کی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ ۔ غضب خود ایک جہنم ہے۔ غضب کرنیوالوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اختلاجِ قلب میں گرفتار رہتے ہیں۔ خُدا نے جھگڑوں کی ایک جڑ بتائی ہے۔ فَنَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوۡا بِہٖ ۪ فَاَغۡرَیۡنَا بَیۡنَہُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَ الۡبَغۡضَآءَ (المائدة:۱۵) جب لوگ نصائح کو بھول گئے تو ان میں عداوت اور بغضاء شروع ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

۹۵۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوۡا وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤی اِلَیۡکُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنًا ۚ تَبۡتَغُوۡنَ عَرَضَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۫ فَعِنۡدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیۡرَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ فَتَبَیَّنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا۔

ترجمہ۔ اے ایمان دارو! جب اللہ کی راہ میں چلو تو تم پر واجب ہے کہ ہر بات کو ڈھونڈ لیا کرو اور اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو اور نہ کہو اس کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تُو تو مومن نہیں۔ تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو اللہ کی یہاں بہت سی غنیمتیں ہیں۔ تم ایسے ہی تھے پہلے تو اللہ نے تم پر فضل کیا تو اب چوکس

ہوشیار رہا کرو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

تفسیر۔ فَتَبَيَّنُوْا۔ سفر میں ہر چیز کی تحقیق ضروری ہے اور بہت سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ ۔ جو تم کو سلام کہتا ہے سلامت روی سے پیش آتا ہے اُسے کافر نہ کہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

فَتَبَيَّنُوْا۔ رستہ کے مشکلات۔ لوگوں کے اطوار اخلاق وغیرہا سے خوب واقفیت حاصل کرو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۹۶۔ لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ برابر نہیں ہو سکتے وہ بیٹھ رہنے والے ایمان دار جو معذور نہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اپنے جان و مال سے۔ اور کوشش کرنے والوں کو فضیلت دی ہے جو اپنے مالوں جانوں سے کوشش کرتے ہیں بیٹھ رہنے والوں پر عزت اور مرتبہ میں اور ہر ایک سے نیک وعدہ اللہ نے کر رکھا ہے۔ اور اللہ نے فضیلت دی ہے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑے ثواب کی۔

تفسیر۔ اُولِى الضَّرَرِ ۔ بیمار۔ اندھے۔ لنگڑے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۹۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ۔ وہ لوگ جن کی فرشتے ایسی حالت میں جان نکالتے ہیں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہیں اُن سے فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ جواب دیں گے ہم اس ملک میں بے بس

تھے۔فرشتے کہیں گے کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ اس میں تم کسی طرف کو چلے جاتے۔ ہاں تو یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

تفسیر۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (النساء:۹۸)۔ان ظالموں کی روح کو ملائکہ قبض کرتے ہیں۔ان آیات کریمہ میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ ہی کو متوفی فرمایا ہے اور پھر ملک الموت کو اور پھر اور اور ملائکہ کو۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ نمبر ۶،۷ جون جولائی ۱۹۰۸ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۹)

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً ۔تم سب نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات انسان کا جی چاہتا ہے کہ آج عبادت ہی کریں۔بعض آدمیوں کو دیکھ کر بھی عبادت کو جی چاہتا ہے۔اسی طرح بعض موقعوں پر خدا سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ملنے سے خدا سے نفرت پیدا ہو کر دنیا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بعض شخصوں کو دیکھ کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کا خیال آ جاتا ہے۔ یہ ایک دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ دونوں حالتیں قریباً ہر انسان پر وارد ہوتی ہیں۔بعض کھانے۔ چارپائی اور مکان میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریمؐ کا حکم ہے کہ ایسی جگہ کو بدل دو۔ چارپائیوں کے بستروں کے بدلنے سے بھی حالت بدل جاتی ہے۔

یہاں اسی مسئلہ کو خدا نے بیان کیا۔جس ملک میں رہنے سے آدمی دین کو بھولے اسے کیوں نہ چھوڑ دے۔فرشتے ان پر سختی کریں گے اور کہیں گے کہ تم ایسے مقاموں میں رہے کیوں؟ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔تم اس جگہ سے یہ سبق سیکھو۔ جہاں غفلت کی صحبت ہو۔اس میں مت بیٹھو۔ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم کو کئی دن سے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا ہاں سستی ہوگئی۔فرمایا تم نے قصاب کی دوکان نہیں دیکھی؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ دیکھو قصاب جب دو چھریاں آپس میں رگڑتا ہے تو تیز ہو جاتی ہیں۔اسی طرح صحبتِ صادقین کا فائدہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ /جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۔ ہجرت نہیں ہوتی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۰۱۔ وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو وہ زمین میں بہت کشائش پائے گا اور بڑی جگہ اور جو نکلے اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے پھر اس کو موت آ ملاوے تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمّہ ثابت ہو چکا اور اللہ بڑا عیبوں کا ڈھانپنے والا اور سچی محنتوں کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ قرآن شریف میں آیا ہے مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے واسطے سب سامان مہیا کر دیتا ہے اور اسے کوئی تنگی نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک قسم کی فراخی حاصل ہوتی ہے۔

(بدر جلد ۱۲ نمبر ۲۵ مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا۔ مہاجر کی نیتِ ہجرت اگر للّٰہ ہو تو وہ کبھی تکلیف نہیں پاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

مُرٰغَمًا۔ دشمن کے مُنہ پر مٹّی ڈالنے کے اسباب پاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۰۲۔ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ۔ اور جب تم سفر کرو ملک میں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ نماز میں سے کچھ کم کر دو جب تم کو ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے کھلے دشمن ہیں۔

تفسیر۔ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ ۔ جب تم سفر کرو۔

اَنْ تَقْصُرُوْا۔سفر میں دوگانہ پڑھا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ۔ تین طور پر کمی ہوسکتی ہے۔ ۱۔ چار رکعت کی دو۔

۲۔ظہر وعصر۔مغرب وعشاء جمع ۳۔قرأت کم کردی۔(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۰۳۔ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔

ترجمہ۔ اور جب تو اُن میں موجود ہو اور اُن کو نماز پڑھانے لگے تو چاہئے کہ ایک جماعت اُن کی تیرے ساتھ کھڑی ہو جائے اور وہ اپنے ہتھیار بھی لئے ہوئے ہوں جب یہ سجدہ کر چکیں تو وہ پیچھے ہٹ جائیں اور آ جاوے دوسری جماعت جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تو یہ تیرے ساتھ نماز پڑھیں اور اپنا بچاؤ رکھیں اور ہتھیار لئے رہیں۔ کافر چاہتے ہی ہیں کہ کاش تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں وساز وسامان سے تو تم پر ایک بار ٹوٹ پڑیں اور سخت حملہ کردیں۔ اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو برسات سے کچھ تکلیف ہو یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار ہاں اپنا بچاؤ ضرور کرلو۔ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب۔

تفسیر۔ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ ۔ یہ تمام آیت آجکل کے انگریزی پڑھنے والوں کے لئے غور طلب ہے دیکھو مومن ایسے ہوتے ہیں کہ گھمسان کی لڑائی ہے جان کے لالے پڑ رہے ہیں۔ مگر نماز سے غافل

نہیں۔آجکل انگریزی پڑھنے والے نمازی مسلمانوں کو کھڑ کنّے اور اولڈ فیشن کہتے ہیں۔

لَوْ تَغْفُلُوْنَ۔ دیکھو مومن کو بہت چوکس رہنے کا حکم ہے۔عجز وکسل مومن کی شان سے بعید ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

۱۰۴۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔

ترجمہ۔ پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو یاد کرتے رہو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے و لیٹے لیٹے کروٹوں پر پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جائے تو نماز کو قائم کرلو۔ بے شک نماز مومنوں پر ایک محفوظ حکم ہے وقت مقرر کیا ہوا۔

تفسیر۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ یہ سنتوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے یا عام ذکر کی طرف ہے فرض کے بعد سنتیں پڑھنی چاہئیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا۔ وہ اذکار جو احادیث میں آئے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۰۵۔ وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور ہمت نہ ہارو اُن لوگوں کا پیچھا کرنے میں (یعنی دشمنوں کا) اگر تم کو تکلیف ہوتی ہے تو انہیں بھی ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے تمہیں اور تمہیں تو اللہ کی طرف سے وہ وہ امیدیں ہیں جو انہیں نہیں۔اور اللہ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ۔قوم کے پکڑنے میں۔(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۰۶، ۱۰۷۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا۔ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔ ہم نے اتاری ہے تیری طرف محفوظ برحق کتاب تا کہ تو فیصلہ کرے لوگوں میں جیسا کہ اللہ نے تجھ کو دکھایا ہے اور دغا بازوں کا طرف دار نہ بننا۔ اور اللہ سے مغفرت چاہو۔ بے شک اللہ بڑا عیبوں کا ڈھانپنے والا سچی محنتوں کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی قرآن کو خوب سمجھتا ہے۔

وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا۔ شریر کی طرف سے حمایت کا بیڑا کبھی نہ اٹھانا چاہیے خائن کی طرف سے بھی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی عزیز رشتہ دار کی مصیبت پڑ جاوے۔ تو استغفار بہت پڑھو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بچالے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

۱۱۰۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا۔

ترجمہ۔ ہوشیار ہو جاؤ وہ تمہیں لوگ ہو جو دنیا کی زندگی میں جھگڑا کرتے ہیں چوروں کی طرف سے۔ پھر کون جھگڑے گا اللہ سے اُن کی طرف سے قیامت کے دن یا ان کا کون وکیل بنے گا۔

تفسیر۔ هٰٓا۔ خبردار ہو جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

۱۱۳۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ۔ اور جو کماوے کسی خطا یا گناہ کو پھر اس کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دے تو اس نے اٹھایا بڑا بہتان اور صریح گناہ۔

تفسیر۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود کوئی بدی کر کے دوسرے کے ذمّے لگا دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔا۔ خود بدی کرتے ہیں اور دوسرے کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۱۴۔ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تجھ پر نہ ہوتی تو ایک جماعت نے ان میں سے قصد کرلیا تھا کہ تجھے راہ سے ہٹا دیں اور وہ راہ سے نہیں ہٹاتے مگر اپنے ہی کو اور تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نے تجھ پر کتاب نازل کی اور دانائی کی باتیں اور تجھے سکھا دیا وہ سب کچھ جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔

تفسیر۔ میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔

اَنْ يُّضِلَّ ۔ خبردار ہو جاؤ ایک گروہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔

وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۔ اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ یوروپ والوں نے کس قدر ترقی کی ہے لیکن دیکھو ایک بندہ کو خدا بنالیا ہندوؤں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنالئے۔ آریہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ نہیں کہہ سکتے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ دیکھو۔ نبی کریمؐ ایسے انسان کو ارشاد ہے کہ اگر قرآن شریف نہ آتا تو مجھ کو کچھ نہ آتا۔ بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ قرآن شریف ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کو عظیم فرماتا ہے اور ان پر جو فضل ہوا اسے بھی عظیم فرمایا۔ اب خیال کرو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے عظیم کہا

وہ کس قدر عظیم الشان ہوگا۔ اب جو رسول اس شان کا ہے اس کے بغیر ہم کو کسی اور کے مقتدا بنانے کی ریجھ بھی کیا ہوئی۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۲۳ مؤرخہ ۳۱؍مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

۱۱۵۔ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ وہ جو کانوں میں بہت باتیں کرتے ہیں اُس میں کچھ بہتری نہیں مگر ہاں جو حکم دے خیرات کا یا دستور کے موافق نیک کام کرنے یا لوگوں میں میل ملاپ کرانے کا اور جو ایسا کرے گا اللہ ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تو ہم اس کو بہت بڑا اجر دیں گے۔

تفسیر۔ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ ۔ امن کی زندگی۔ عمدہ معاشرت وتمدّن کے لئے یہ ضروری نصیحت ہے۔ مخفی کمیٹیاں کرنے والے بجائے اصلاح بین الناس کے تفریق بین الناس کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص قرآن وحدیث کا علم نہیں رکھتا تو اُسے یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ میں حق کی حمایت کرتا ہوں۔ پس تم کسی خفیہ مشورہ میں سوائے اہل الرّائے عالمانِ قرآن کے شامل نہ ہو اور یہ لوگ بھی مشورہ کریں تو نیک، چندہ دینے۔ کسی نیکی اور اصلاح کے متعلق مشورہ کریں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۹)

۱۱۶۔ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ۔ اور جو عداوت کرے رسول کی بعد اس کے کہ اس پر ہدایت کھل چکی اور مومنوں کے خلاف راہ چلے تو ہم اسے اُدھر چلائیں گے وہ جدھر پھرا ہے اور اسے پہنچا دیں گے جہنم میں اور وہ کیا ہی بُری جگہ ہے جانے کی۔

تفسیر۔ وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ دیکھو سنّی شیعہ پنج ارکانِ اسلامی میں اصولی طور پر متفّق ہیں۔ پھر آپس میں ایسے کھچے رہتے ہیں کہ کیا مجال ایک دوسرے کی مسجد میں چلا جاوے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۱۷۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۔

ترجمہ۔ اللہ یہ تو معاف نہیں کرتا کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک کیا جاوے اور اس کے نیچے کے گناہ کی مغفرت کرتا ہے جس کو چاہے اور جو اللہ کا شریک کرلے وہ دور دراز گمراہی میں جا پڑا۔

تفسیر۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ ۔شرک کے معنے ہیں کسی کے ساتھ ساجھی کرنا۔اللہ کی ذات ۔اللہ کی صفات ۔اللہ کے افعال کا کسی کو ہمتا بنانا۔اللہ کی عبادت جس طرح کی جاتی ہے۔اسی طرح کسی دوسرے کی عبادت و تعظیم کرنا۔

ایسی کوئی قوم پیدا نہیں ہوئی ہے جس نے خدا کی ذات جیسی کوئی ذات مانی ہو۔اسی لئے انبیاء علیہم السلام نے خدا کی ذات کی توحید کا بیان کم فرمایا ہے۔صرف ایک قوم ہے جو ثنویہ کہلاتی ہے۔ وہ یزدان و اہرمن مانتے ہیں۔صفاتِ الٰہی میں بھی لوگوں نے شرک بہت کم کیا ہے۔خدا کے افعال میں بھی لوگوں نے شرک کم کیا ہے۔مشرک بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ہاں چوتھی قسم کا شرک شرک فی العبادت ہے۔کل انبیاء اسی شرک کے دور کرنے کے لئے آئے ہیں۔بتوں سے مشرک حاجات مانگتے ہیں۔ان کے آگے سجدہ کرتے (ہیں)۔

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔ میں مَادُوْنَ کے معنے ہیں کہ اس سے نیچے اتر کر جو گناہ ہیں وہ معاف کر دیتا ہے۔کیونکہ خدا کا انکار شرک سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔پس مَادُوْنَ کا ترجمہ سوائے پسندیدہ نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ ۔ ۱۔اللہ کی ذات جیسی ذات ۔ ۲۔صفات جیسی صفات ۔ ۳۔افعال جیسے افعال مانے جائیں۔ ۴۔عبادت کے طریق میں جو انبیاء نے بتائے کسی کو شریک کرے۔ ۵۔ایک شرک فی العادت ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

شرک وہ بُری چیز ہے کہ اس کی نسبت خدا نے فرما دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ پھر بھی مسلمان اس کے معنے نہ سمجھیں تو افسوس۔

سب سے پہلا کلام جو انسان کے کان میں بوقتِ پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید

میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں۔ مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنّت سے یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ اگر یہ لغوفعل ہوتا تو کبھی رسولؐ کی سنّتِ مؤکدہ نہ بنتا۔ یقظہ نومی جو بیماری ہے اس کے عجائبات سے بھی اس کی حکمتیں معلوم ہوسکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کے لئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اسی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اشاعت کے لئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے میں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی اس میں بھی اسی پر زیادہ تر بحث ہے۔

چونکہ بعض لوگ حکیموں کی بات کو بہت پسند کرتے ہیں اور ان کے کلمہ کا ان کی طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے اس لئے یہاں ایک حکیم کی نصیحت کو بیان کیا ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو وہی بات بتاتا ہے جو بہت مفید ہو اور مضر نہ ہو۔

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں سانجھ کرنے کو۔ کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۱۹ مؤرخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۔ (النساء: ۱۱۷) اور جو شخص اللہ سے کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ بہت گمراہ ہوا۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا۔ (النساء: ۴۹) اور جس شخص نے اللہ سے شرک کیا اس نے بڑی بھاری بدی تراشی۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۶)

۱۱۸۔ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا۔

ترجمہ۔ یہ مشرک اللہ کے سوا دیویوں کو ہی پکارتے ہیں اور دربدر کئے گئے شیطان کو پکارتے ہیں۔

تفسیر۔ اِنٰثًا۔ دیویاں۔ عرب بھی لات وغیرہ مؤنث بتوں کے پجاری تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۲۲۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا۔

ترجمہ۔ یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے کبھی مخلصی و نجات نہیں پاتے۔

تفسیر۔ مَحِيْص۔ بھاگنے کی جگہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۲۵۔ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا۔

ترجمہ۔ اور جو شخص سنوار کے کام کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان دار ہو تو یہ ہی لوگ جنت میں جائیں گے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا خشخش برابر۔

تفسیر۔ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (النساء:۱۲۵) جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت حال یہ ہے کہ مومن ہو پس ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۰)

لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۔ کھجور کی گٹھلی کی پُشت پر ایک نقطہ ہوتا ہے اسے نقیر کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰۔ مؤرخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۲۸۔ وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور تجھ سے فتویٰ پوچھتے ہیں عورتوں کے مقدمہ میں۔ تم جواب دو کہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو ان کے مقدمہ میں اور وہ (جو سورۃ النساء کے ابتدا میں حکم دیا تھا) ان یتیم بچوں کے مقدمہ میں جن کو تم نہیں دیتے وہ حق جو ان کے لئے ٹھہرادیا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو اور وہ حکم ان بچوں کے مقدمہ میں ہے جو بے کس اور بے بس ہیں اور یہ حکم ہے کہ یتیموں کے ساتھ ٹھیک ٹھیک انصاف رکھو اور تم کچھ بھی نیکی کروگے تو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

تفسیر۔ بعض وقت لوگ یتیم لڑکوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ ان کے مال کو کھا لیتے ہیں۔ اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ یتیموں کے لئے انصاف پر قائم رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۲۹۔ وَ اِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔

ترجمہ۔ اور اگر کوئی عورت ہو جو اپنے خاوند کی جانب سے شرارت کا اندیشہ کرے یا بے رغبتی یا بے رخی کا تو میاں بی بی پر کچھ گناہ نہیں جو آپس میں صلح کر لیں کسی طرح کی صلح اور صلح بہت اچھی بات ہے اور ہر ایک نفس میں بخیلی، دنیا طلبی اور حرص تو لگی ہوئی ہے۔ اور اگر تم نیک سلوک کرو اور اللہ کو سپر بناؤ تو اللہ تمہارے اعمال سے بڑا اخبر دار ہے۔

تفسیر۔ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا۔ صلح بڑی اچھی چیز ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ عداوت کو بڑھاتے ہی رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۳۰۔ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور تم ہرگز عورتوں سے اعتدال حقیقی نہ کرسکو گے گو تم کتنی ہی حرص کرو تو بالکل الگ بھی نہ ہو جاؤ کہ اس کو چھوڑ بیٹھو ادھر لٹکتی ہوئی اور اگر تم سنوار کرتے رہو اور اللہ کو سپر بناؤ تو بے شک اللہ بڑا ڈھانپنے والا ہے اور سچی کوششوں کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ كَالْمُعَلَّقَةِ۔ ایسا نہ کرو کہ وہ عورت درمیان میں لٹکی رہے کہ نہ اس کو خاوند والی کہہ سکتے ہیں نہ بے خاوند والی۔

وَ تَتَّقُوْا۔ تقویٰ بہت ضروری ہے۔ ایک امیر کو میں اچھا سمجھتا تھا اور میرے استاد اسے بہت برا سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ذکر چل پڑا۔ میں نے متقیوں کی مثال میں اس امیر کو پیش کیا آپ نے کہا کہ تقویٰ کے معنے جانتے ہو؟ عرض کیا جو کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرے۔ فرمایا یہی بات ہے کہ وہ شریعت کی تو آڑ رکھتا ہے اور کرتا وہی ہے جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔ اپنے اغراض کے موافق احکام کو ڈھال لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۳۲۔ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا۔

ترجمہ۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے اور البتہ تحقیق تم سے پہلے کتاب والوں کو ہم نے کہہ رکھا ہے اور خاص تم سے بھی کہ اللہ ہی کو سپر بناؤ اسی کا خوف رکھو۔ اور اگر تم منکر ہو گے حق کو چھپاؤ گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ بہت بے نیاز بڑی ہی خوبیوں والا ہے۔

تفسیر۔ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا۔ ایک پولیس مین کی مخالفت سے انسان سکھ نہیں پا سکتا تو خدا کی مخالفت کر کے وہ کیونکر آرام پا سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹ ؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۳۶۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔

ترجمہ۔ ایمان والو! منصف بنو۔ عدل پر قائم رہنے والے ہو اللہ لگتی گواہی دو اگرچہ تمہاری ذات کے برخلاف ہو یا تمہارے ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو اگرچہ وہ مال دار ہو یا فقیر پھر اللہ ان دونوں کے لئے بہت اولیٰ اور مہربان ہے تو تم خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو یہ کہ حق سے منہ پھیرو اور اگر تم پیچ دار الفاظ بولو گے یا منہ پھیرو گے اور پہلو تہی کرو گے تو بے شک اللہ تمہاری کرتوتوں سے بڑا خبردار ہے۔

تفسیر۔ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ (النساء:۱۳۶) انصاف پر کھڑے ہونے والے اللہ کے لئے گواہ بنو اگرچہ اپنے یا والدین اور رشتہ داروں کے برخلاف گواہی دینی پڑے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۵)

کئی وقت انسان کے لئے امتحان کے ہوتے ہیں۔ایک تو غضب کا وقت ہوتا ہے۔غضب کی حالت میں آدمی دوسروں کو انواع واقسام کے نقصانات پہنچا دیتے ہیں۔پھر کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی۔ عفو کرو لیکن جب دوسرا کوئی نقصان پہنچائے تو ہرگز عفو پر رضامند نہیں ہوتے۔اسی طرح آدمی بعض اوقات محبت میں بھی حد سے بڑھ جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ایک وقت وہ ہوتا ہے جبکہ مقدمات میں گواہی دینے کا ہوتا ہے آدمی اپنے عزیز و دوست کا نقصان گوارا نہیں کرسکتا۔اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کو مقدّم رکھو اور گواہی انصاف سے دو خواہ اپنے عزیزوں کے مقابلہ میں ہو۔اپنی جان پر یا اپنے ماں باپ ہی کے متعلق گواہی دینی پڑے۔

فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا۔ اللہ تعالیٰ ہی غریب وغنی کی رعایت سے بہتر ہے۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی۔ گری ہوئی بات انصاف کے خلاف ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۳۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا۔

ترجمہ۔ اے ایمان دارو! اللہ کو مانو اور اس کے رسول کو اور اس کتاب کو جو اللہ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے۔اور اس کتاب کو جو پہلے اتار چکا۔اور جو اللہ کا منکر ہو اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں کا اور مر کر آخرت میں جی اٹھنے کا تو وہ بہت دور دراز گمراہی میں جا پڑا۔

تفسیر۔ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ۔ ملائکہ کا کفر یہ ہے کہ اندرونی پاک تحریکات کے خلاف کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۳۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔ جولوگ مومن ہوئے اور پھر کافر ہوئے پھر مومن ہوئے اور پھر کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھ گئے تو اللہ اُن کی مغفرت نہ کرے گا اور نہ اُن کو کامیابی کی راہ دکھائے گا۔

تفسیر۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب پکڑے جاتے ہیں تو مومن ہو جاتے ہیں۔ پھر موقع پاتے ہیں پھر گمراہ۔ منافق کی ایک بڑی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ بارہا اقرار کرتا ہے اور پھر اس کو پورا نہیں کرتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۴۱۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا۔

ترجمہ۔ اور تحقیق کہ تم پر حکم اتار چکا کتاب میں کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ انکار کیا جارہا ہے اور اُن کی ہنسی کی جارہی ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھا کرو جب تک کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جاویں ورنہ تم بھی انہی کے جیسے ہو جاؤ گے۔ بے شک اللہ سب منافقوں اور کافروں کو جمع کرنے والا ہے جہنم میں۔

تفسیر۔ يُسْتَهْزَاُ بِهَا۔ حقیر سمجھا جاتا ان کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹/جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۴۴۔ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔ لٹک رہے ہیں بیچوں بیچ نہ اِدھر والوں میں اور نہ اُدھر والوں میں۔ اور جسے اللہ توفیق نہ دے تو اُس کے لئے کوئی راہ نہ پاوے گا تو۔

تفسیر۔ ہم نے بار ہا تمہیں بتایا کہ منافق امانت میں خیانت کرتے۔ وعدہ پورا نہیں کرتے۔ جھوٹ بولتے ہیں لڑتے ہیں تو گند بکتے ہیں۔ پھر منافق وہ ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو۔ منافق کا دل کمزور ہوتا ہے اس میں نہ قوّتِ فیصلہ، نہ تابِ مقابلہ، منافق اللہ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ۔ مکّھی کی طرح سے کبھی ادھر جاتا ہے کبھی اُدھر۔ آجکل لوگ جس کو پالیسی کہتے ہیں وہ نفاق کا ٹھیک ترجمہ ہے۔ منافق کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۰ مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۰)

۱۵۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔ جو منکر ہوتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق نکالیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ ماننے اور نہ ماننے کے درمیان ایک راہ نکال لیں۔

تفسیر۔ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ۔ ایسے بھی لوگ ہیں۔ خدا کو مانتے ہیں مگر رسولوں کو نہیں مانتے۔ اللہ فرماتا ہے جو رسولوں کو نہ مانیں وہ پکّے کافر ہیں۔ مومن کو چاہیے اللہ پر بھی ایمان اور اس کے رسولوں پر بھی ایمان لاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

۱۵۴۔ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ۔ اہل کتاب تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ تو اُن پر آسمان سے ایک کتاب اتار لائے

تو بے شک موسیٰ سے تو اس سے بڑھ کر درخواست کر چکے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم کو دکھا دے اللہ کو کھلم کھلا ان کو پکڑ لیا بجلی نے ان کے گناہ کے سبب پھر بچھڑے کی پوجا اختیار کی اس کے بعد کہ آ چکی تھیں کھلی کھلی نشانیاں ان کے پاس (توحید و نبوت کی) پھر ہم نے اس سے بھی درگزر کیا اور موسیٰ کو صریح سند اور غلبہ دیا۔

تفسیر۔ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا۔ شریر لوگ جب کسی نیک بات پر عمل نہیں کرنا چاہتے تو طرح طرح کے عذر تراشتے ہیں مثلاً یہ کہ خدا ہم پر بھی ایک کتاب بھیج دیتا۔ پھر موسیٰ سے اس سے بھی بڑھ کر کہا کہ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً[1] (النساء : ۱۵۴) چنانچہ ان پر عذاب آیا۔ پر بے وجہ نہیں بلکہ بِظُلْمِهِمْ۔ (ان کے ظلم کی وجہ سے)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

۱۔ خیالی تصویر انسانی جو دل میں کسی کی بٹھا لیتا ہے خلاف واقعہ نکلنے پر ابتلاء میں پڑتا ہے۔ اس لئے احتیاط کرو وہ کتاب جملۃ واحدۃ چاہتے تھے۔ ۲۔ الصّٰعقۃ۔ بجلی میں کبھی یکدم دو تین سے زیادہ آدمی نہیں مرتے صٰعقۃ کے معنی عذاب کے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۴۹)

۱۵۵۔ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔

ترجمہ۔ اور وہ طور کے نیچے تھے جب ان سے قول و قرار لیا ہم نے اور ہم نے ان کو کہا کہ دروازہ میں داخل ہو فرمانبردار ہو کر اور ہم نے ان سے کہا آرام اور سکھ کے دن میں زیادتی نہ کرو اور ان سے ہم نے پکّا قول بھی لیا۔

تفسیر۔ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا۔ یہ ہم نے تم کو بارہا نصیحت کی ہے۔ جب کسی شہر میں جانے لگو تو داخل ہوتے وقت دعا مانگو۔ فرماں بردار ہو کر شہر میں داخل ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

---

[1] ہم کو دکھا دے اللہ کو کھلم کھلا۔

۱۵۶۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ تو ان کے قول وقرار توڑنے کی وجہ سے اور اللہ کی نشانیوں کے انکار کے سبب سے اور ناحق نبیوں کے قتل کرنے کے منصوبوں اور مقابلہ کرنے کے باعث اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل بڑے معظم اور مکرم ہیں (معظم اور مکرم کیا ہیں) بلکہ اللہ نے اُن کے دلوں پر نقش کر دیا ہے ان کے کفر کے سبب سے وہ تو ایمان لاتے ہی نہیں مگر بہت کم۔

تفسیر۔ وَ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ ۔اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے کوئی نہیں پر اللہ نے مُہر کی ہے ان پر مارے کفر کے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۳۱۸ حاشیہ)

۱۵۸۔ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا۔

ترجمہ۔ اور یہ کہنے سے کہ ہم نے ملعون ثابت کر دیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو (بزعم خود) رسول اللہ تھا حالانکہ نہ وہ ملعون ثابت ہوا اور نہ وہ سولی پر مرا لیکن وہ مصلوب کی طرح ان کو دکھا، اور جن لوگوں نے ہماری اس بات میں اختلاف کیا تو وہ لوگ ایک شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ان کو یقینی اور علمی طور پر مسیح کا مصلوب ہونا ثابت نہیں، ہاں ایک گمان ہے اس کی پیروی کی ہے اور یقینا یقینا اس کو ملعون نہ ثابت کر سکے۔

تفسیر۔ وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ رسول اللہ کہنا بطور استہزاء ہے اور اس لئے کہ ان کی کتابوں میں تھا کہ اللہ کا نبی مقتول بالصلیب نہ ہوگا۔اس لئے انہوں نے کہا تا ظاہر ہو کہ وہ اللہ کے رسول نہ تھے۔اس لئے اللہ نے فرمایا کہ وہ مقتول بالصلیب نہیں کر سکتے۔ بلکہ مشابہ بالمصلوب بنایا گیا مسیح ان کے لئے۔

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ سیالکوٹ میں ایک پادری تھے۔ان سے میری گفتگو ریل پر ہوئی۔ میں نے تمام واقعات متعلقہ صلیب ان سے منوا لئے گویا اس نے دبی زبان سے اقرار کیا کہ مسیح کے مقتول ہو جانے کا ان کو یقین نہیں۔ظن ہی ظن ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵ ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۔ مشبّہ بالمصلوب بنایا گیا۔ان کے لئے بارہ باتیں بتائی ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے آیا وہ مصلوب ہوئے ہیں اگر ہوئے ہیں تو آیا صرف صلیب پر لٹکائے گئے اور رہے وہ زندہ یا مصلوب ہونے کے معنے صلیب پر لٹکانے کے بعد موت بھی لازمی نتیجہ ہوتی ہے اور آیت قرآن کریم مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ [۱] (النساء: ۱۵۸) کو کس طرح مطابق کیا جاتا ہے اور کیا معنے لئے جاتے ہیں؟ ....

حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔مصلوب کے معنے عربی زبان میں ہیں وہ دکھ جس سے انسان کی چربی پگھل کر نیچے گر جاوے۔صرف لکڑی پر چڑھنے کا نام صلیب نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ مصلوب وہ ہوتا ہے کہ جس کی پیٹھ کی چربی پگھل کر گر جاوے۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۶ مورخہ ۱۷ ر فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱)

۱۵۹، ۱۶۰۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔

ترجمہ۔ (وہ ملعون کیونکر ہو سکتا تھا) جس کا رفع الی اللہ ہو یعنی اس کو اللہ نے اپنا مقرب نبی بنایا اور اللہ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں (خواہ یہودی ہو یا نصاریٰ) وہ ایمان لائے ہیں اور لائیں گے یا سدا ایمان رکھیں گے (اس کی صلیبی موت اور لعنتی موت پر) اپنے مرنے سے پہلے اور قیامت کے دن خود حضرت مسیح ان لوگوں پر گواہی دیں گے۔

۱۔ وہ ملعون ثابت ہوا اور نہ وہ سولی پر مرا۔

تفسیر۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ بلند مرتبہ بتایا اپنی جناب میں۔

اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ۔ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے کے معنی ہوں تو پھر اسلام کو کیا۔ جس میں حضرت محمد مصطفیٰؐ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صحیح معنی یہ ہیں۔ کوئی اہلِ کتاب ہو (یہودی، عیسائی) حضرت مسیحؑ کے قتل پر (بہ) ایمان لاتا ہے (لاتا رہے گا)۔ مگر یہ سب ایمان ہر ایک کتابی کا مرنے سے پہلے تک ہے۔ مرنے کے بعد حقیقت کھلے گی کہ مَیں غلطی پر تھا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ (النساء:۱۶۰) کا ترجمہ یہ ہے اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور ایمان لائے گا ساتھ اس قتل کے قبل موت اپنی کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے قتل نہیں کیا مسیح کو یقیناً بلکہ اللہ نے اسے بلند کیا اپنی طرف۔ اللہ تعالیٰ ان کا ردّ فرماتا ہے کہ مشتبہ غیر یقینی بات پر ایمان کیسی حماقت ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۔ اس سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن مسیح گواہی دے گا۔ دنیا میں آ کر نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

آیت وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۔۔۔۔ کی تشریح وتصریح

سوال اوّل۔ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (النساء:۱۶۰) میں ضمیر موتہٖ کیوں مسیح علیہ السلام کی طرف راجع نہ سمجھی جاوے جس سے کہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کا منشاء آیت پورا ہو۔ ورنہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی بشارت کے معنے ناقص رہ جاتے ہیں۔

الجواب۔ قرآن کریم کی کسی آیت کے معنے کرنے کے لئے منجملہ بہت سے اصولوں کی یہ اصل ہاتھ سے نہیں دینی چاہئے کہ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید میں دیکھے جاویں اور پھر اسماء الٰہیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ لئے جاویں۔ ایسا ہی تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے اور سنن الٰہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے اور لغت عرب اور محاورات ثابتہ عن العرب

کے خلاف نہ ہو۔ پھر عرف عام سے جس کو معروف کہتے ہیں معانی باہر نہ ہوں۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہ ہوں۔ کتب سابقہ کے مسلمہ حصوں کے خلاف نہ ہوں۔

قرآن مجید کے ترجمہ کرنے میں جن لوگوں نے ان اصولوں اور دوسرے اصولوں کی پرواہ نہیں کی انہوں نے غلطی کھائی ہے خصوصاً معترضین ومخالفین اسلام اسی اصل کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں اور افسوس سے کہا جاتا ہے کہ اکثر مسلمان بھی ان اصولوں سے ناواقف ہیں ورنہ ہم جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق استشہاد قرآنی پیش کرتے ہیں ان کے سمجھنے میں انہیں دقت نہ ہوتی۔

مثال کے طور پر آپ اسی آیت کو لیجئے جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو معنی ہمارے مخالف اس آیت کے کرتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئے گا۔ یہ معنے اگر کئے جاویں تو اس سے ایسی قباحت لازم آتی ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہوسکتا اور قرآن مجید میں عظیم الشان اختلاف پیدا ہوجاوے گا۔ حالانکہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ فرمایا ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔[۱] (النساء: ۸۳) کیونکہ اس صورت میں معنے آیت کے یہ ہوں گے کہ مسیح کے آنے پر سب اہل کتاب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ اب جائے غور ہے کہ کیا مسیح کی آمد ثانی پر وہ سب اہل کتاب جو اس وقت سے پہلے مر چکے ہوں گے۔ پھر زندہ ہوجائیں گے؟ جو صریحاً باطل ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا اور اگر یہ ہو کہ صرف اس زمانہ کے اہل کتاب ایمان لائیں گے تو پھر کل کل نہ رہا۔

پھر دوسری خرابی ایسے معنے کرنے میں یہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو بطور وعدہ بشارت دیتا ہے وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔(آل عمران:۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکھے گا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ قیامت

---

[۱] اگر وہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

تک مسیح کے منکروں کا وجود بھی رہے۔ پھر اس آیت کے یہ معنے کس طرح صحیح ہوں گے؟

اس کے سوا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (المائدۃ:۱۵) یعنی ہم نے قیامت تک عیسائیوں اور یہودیوں میں عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ اس آیت سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں قیامت تک بغض اور عداوت کا رہنا لازمی ہے لیکن اگر آیت اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کے وہی معنے تسلیم کئے جاویں تو اس آیت کا مضمون صادق کس طرح ٹھہرے گا؟

پھر ایک اور آیت ہے۔ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (المائدۃ:۶۵) یہ آیت بھی اس مضمون کی ہے اور پھر ایک اور آیت لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ [۱] (ھود:۱۱۹) بھی یہی ظاہر کرتی ہے۔ ان تمام آیات پر یکجائی نظر کرنے سے یہ امر نہایت صفائی کے ساتھ کھل جاتا ہے کہ یہود اور عیسائیوں میں قیامت تک مخالفت اور عداوت باقی رہے گی لیکن اگر سب کے سب ایمان لے آئیں تو پھر ان آیات کی معاذ اللہ تکذیب کرنی پڑے گی۔ بلکہ قرآن مجید پر اعتراض کرنے کا موقع دینا ہوگا۔ اور ہماری تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ یہودی اور عیسائی باہم مل کس طرح سکتے ہیں کیونکہ یہودی مسیح کی نبوت تک کے بھی قائل نہیں بلکہ ان کو معاذ اللہ ملعون ٹھہراتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہیں اور تورات میں کسی خدا کے آنے کی کوئی بشارت دی نہیں گئی۔ اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ وہ تورات کو چھوڑ کر مسیح کو مان لیں گے تو وجہ اختلاف باقی نہ رہے گی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہودیوں نے اول مسیح کا انکار کیوں کیا؟ اس کی وجہ تو وہی ملاکی نبی کا صحیفہ تھا جس میں مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آنا لکھا تھا اور یہی سوال علماء یہود نے مسیح سے کیا تھا۔ جنہوں نے ایلیا کا آنا برنگ یوحنا بتایا۔ اب ان کی دوبارہ آمد پر خواہ وہ بفرض محال آسمان سے بھی اترتے کیوں نہ نظر آجائیں یہودی جب تک ایلیا کو اترتا نہ دیکھ لیں گے کبھی مسیح کو مان ہی نہیں سکتے۔ پس ایسا خیال نہ صرف قرآن کریم کی ان آیات کے متعارض اور مخالف ہے بلکہ عقلی دلائل اور مشاہدہ بھی

---

[۱] یہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔

اس کے خلاف ہے اور علاوہ بریں مسیح پر ایمان لانے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ اور خوشی؟ اس میں یہ تو کوئی ذکر نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں گے۔ غرض یہ معنے جس رنگ اور پہلو سے دیکھو غلط ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ اس آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو قرآن کریم کی کسی آیت کے متعارض واقع نہ ہوں بلکہ مصدق اور موید ہوں۔ چنانچہ وہ معنے ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں ان معانی میں کسی تاویل رکیکہ کی بھی ضرورت نہیں پڑتی اور قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرنے والے ہیں اس آیت سے اوپر قتل مسیح یا ان کے مصلوب ہونے کی بحث اللہ تعالیٰ نے شروع فرمائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۔ (النساء:۱۵۸ تا ۱۶۰)

اور یہودیوں کے اس قول پر نظر کرو کہ ہم نے یقیناً مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے قتل کر ڈالا بحالیکہ انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی ہاں یہ تو ہوا کہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا اور بے شک جو لوگ قتل مسیح میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارہ میں شک میں ہیں ان کو اس قتل کا یقینی علم نہیں وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں یہودیوں نے یقیناً یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو طبعی موت سے وفات دے کر ان کا رفع کیا (جو مقتول یا مصلوب کا نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ عزیز وحکیم ہے۔

اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں جو قتل مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لا رہا ہو اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہوگا۔ ان آیات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مختلف طرز اور رنگ میں نفی قتل کی ہے۔ اور یہی مضمون زیر بحث چلا آتا ہے اور یہ واقعات اور مشاہدہ صحیحہ کے موافق ہے۔ کیونکہ ہر ایک یہودی اور عیسائی نے مسیح کے اس قتل بالصلیب کو اپنا ایمان مانا ہے عیسائی تو اس پھانسی کو کفارہ کے رنگ گناہوں میں ایمان مانتے ہیں اور یہودی ان کے ادعائے نبوت کے ابطال کے لئے۔ ایسی صورت میں لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کے معنے کیسے کھلے اور صاف ہیں۔

ہر ایک یہودی اور عیسائی اس پر ایمان لایا ہے اور لا رہا ہے اور لائے گا۔امید ہے کہ اس قدر تصریح اس آیت کی کافی سمجھی جاوے گی ۔ اگر اس پر کوئی اور کلام ہو تو اس پر پھر نظر کی جاسکتی ہے۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲۳، ۲۴ مؤرخہ ۱۷، ۲۴/جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

۱۶۱۔ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔

ترجمہ۔ پس یہودیوں کی شرارت کی وجہ سے ہم نے ان پر حرام کردی پاکیزہ اور ستھری چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اور اس سبب سے بھی کہ وہ اللہ کے رستے سے بہت روکتے تھے۔

تفسیر۔ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ ۔طیبات سے آدمی محروم ہو جاتا ہے جب وہ شرک پر کمر باندھے سَبِيْلِ اللّٰهِ سے روکے۔ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ[1] کھانا شروع کردے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

۱۶۴۔ اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔

ترجمہ۔ ہم نے تیری طرف وحی کی جیسے نوح کی (طرف) اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی (راست باز) اولاد کی طرف اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

تفسیر۔ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ۔ وحی کہتے ہیں جو جلدی سے کسی کو بات بتادے۔وحی کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو زمین کو بھیجی گئی۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا[2] (الزلزال:۶) پھر وہ جو شہد کی مکھی کو بھیجی جاتی ہے۔ پھر وہ جو حضرت موسیٰؑ کی ماں کو بھیجی گئی۔ پھر اور وحی جوان بزرگوں کو بھیجی گئی جو نبی نہ تھے۔ جیسے فرماتا ہے۔ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ[3] (المائدۃ:۱۱۲)۔

---

[1] لوگوں کے مال ناجائز طور پر۔ [2] اس لئے کہ تیرے رب نے اس کو وحی کی۔ [3] اور جب میں نے حواریوں کے طرف وحی کی۔

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وحی ان معمولی وحیوں سے نہیں بلکہ یہ وہ ہے جو اولوالعزم رسولوں کی طرف بھیجی جاتی رہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

۱۶۵۔ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔

ترجمہ۔ اور بہت سے رسول ہیں جن کا حال ہم بیان کر چکے تجھ سے پہلے ہی اور بہت سے رسول ہیں جن کا حال نہیں سنایا ہم نے تجھ کو، اور موسیٰ سے اللہ نے باتیں کیں صریح الفاظ میں۔

تفسیر۔ کلام کے لفظ کے ساتھ بھی جب تک تکلیمًا وغیرہ کا لفظ نہ ہو یا قرائن نہ ہوں تب تک اس کے معنے بھی زبان سے کلام کرنے کے نہیں ہوتے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النساء: ۱۶۵) تکلیمًا کے لفظ نے یہاں اس امر کو صاف کیا ہے کہ ضرور مکالمہ ہی تھا۔

اس امر کے سمجھنے کے لئے کہ کون سا ایسا مقام ہوتا ہے کہ وہاں قال کا لفظ ہو اور اس کے معنے کلام الٰہی کے ہوں۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ کا مخاطب کوئی اس کا برگزیدہ اور صاحب فضل شخص ہے کہ نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ برگزیدوں سے ہی کلام کرتا ہے شریر اور بدکار اس کے خطاب کے مستحق نہیں ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ [۱] (البقرۃ: ۲۵۴) یہاں اس امر کی تخصیص ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ رسولوں یا رسول صفت انسانوں سے ہی کلام کرتا ہے۔ (البدر جلد ۴ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۸؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۷)

۱۶۹، ۱۷۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے حق کو چھپایا اور شرک اور بے جا کام کیا تو اللہ ان کی مغفرت نہ کرے گا

۱؎ یہ سب رسول ہیں ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر بزرگی دی اُن میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ ان سے اللہ نے باتیں کیں۔

اوران کوراہ راست بھی نہ دکھائے گا۔ہاں جہنم ہی کا راستہ دکھائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، اور یہ بات اللہ پر بہت سہل ہے۔

تفسیر۔ جولوگ منکر ہوئے اورحق دبا رکھا۔ ہرگز اللہ بخشنے والانہیں ان کواور نہ ان کوملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی ۔ پڑے رہیں اس میں ہمیشہ۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۳۲۳ حاشیہ)

۱۷۱۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔

ترجمہ۔اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول آیا برحق سچا تمہارے رب کی طرف سے تو مان لواس کو کہ تمہارے لئے بہتر ہے، اوراگراس کاانکار کرو گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، اور اللہ بخوبی جاننے والاحکمت والا ہے۔

تفسیر۔ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سبق سیکھ سکتا ہے۔وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی،شہد بناتی، دانائی کو کام میں لاتی ہے۔قناعت بھی حد درجے کی کرتی ہے۔محنت وکسب سے اپنے لئے کھانا مہیا کرتی ہے۔بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی۔پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

۱۷۲۔ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ٞ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔

ترجمہ۔اے کتاب والو! حد سے نہ گزر جاؤ اپنے اپنے طریقے میں اور نہ بولو اللہ کی نسبت مگر حق بات۔سوائے اس کے نہیں عیسیٰ مسیح مریم کے بیٹے صرف اللہ کے رسول اور اللہ کی ایک بات اور اللہ کی

ایک وحی ہیں جو مریم کی طرف اتاری گئی تو اللہ اور اس کے رسولوں کو مانو۔ اور نہ کہو اللہ تین ہیں۔ رک رہو اور باز آ جاؤ کہ تمہارا بھلا ہو اللہ تو بس ایک اکیلا ہی سچا معبود ہے پاک ذات ہے اس سے کہ اس کی کوئی اولاد ہو ہاں سب کچھ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اللہ ہی کارسازی کے لئے بس ہے۔

تفسیر۔ کَلِمَتُہٗ۔ اس کے بارے میں ایک کلام آیا تھا مریم کی طرف کہ ایسا لڑکا ہوگا اور وہ کلامِ مبشر اسی اللہ کی طرف سے نازل ہوا تھا (رُوۡحٌ مِّنۡہُ)۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ ۚ اَلۡقٰہَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡہُ ۫ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ۔ اس کے سوا نہیں کہ عیسٰی بن مریم اللہ کا بھیجا ہوا اور اس کا مخلوق ہے جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی رُوح ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۹۹ حاشیہ)

اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ عیسٰی ابن مریم اللہ کا رسول اور اس کا مخلوق ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اللہ کی طرف سے روح ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸۳)

اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ ۚ اَلۡقٰہَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡہُ

(النساء:۱۷۲)

عیسائیوں کا ثبوت ان آیات میں حسب تسلیم اہل اسلام کے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی روح فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی روح اللہ تعالیٰ سے کم نہیں بلکہ عین خدا ہے۔

الجواب:- عیسائیو! اگر ایسے دلائل سے کام چلانا ہے تو پھر یوں کہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی خدا ہیں (معاذ اللہ) کیونکہ قرآن مجید نے حضرت جبرائیلؑ کی نسبت بھی اسی طرح روحنا (ہماری روح) کا کلمہ بولا ہے جس طرح سوال کی پہلی آیت میں حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی نسبت روحنا فرمایا۔ غور کرو اس آیت پر فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِہِمۡ حِجَابًا ٝ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہَا رُوۡحَنَا

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔(مریم:۱۸) پس بنالیا مریم نے اپنے اورلوگوں کے درمیان ایک پردہ توبھیج دیا ہم نے (اللہ فرماتا ہے) اسی کی طرف اپنے روح کوتب بن گئی وہ روح ہمارا مریم کے سامنے پورے آدمی کی شکل پر۔ اگراس میں کسی کو وہم پڑے کہ یہاں بھی حضرت مسیح مراد ہیں تو اس کے ساتھ کی اور دوآیتیں پڑھ لے۔ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔(مریم:۱۹،۲۰) تب کہا مریم نے میں الرحمٰن کی حمایت چاہتی ہوں تیرے مقابلہ میں اگرتو خدا کا خوف کرنے والا ہو۔کہا(اسے خدا کی روح جبرائیل نے) میں توصرف تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اوراس لئے آیا ہوں کہ تجھے ایک اچھا بچہ دے جاؤں (اس کی بشارت سے مراد ہے) بلکہ چاہئے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سانس بھی جس کی نسبت خدانے روحی فرمایا ہے خدا ہو۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۔(الحجر:۳۰) پس جب میں اسے (آدم کو) ٹھیک درست کردوں اوراس میں اپنی روح (سانس) پھونک دوں تو اس کے لئے گر پڑیو سجدہ کرتے۔ بلکہ سب آدمیوں کی ارواح خدا ہوں۔کیونکہ قرآن مجید میں نسل آدم کی نسبت آیا ہے کہ ان کی روح خدا کی روح ہے۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔(السجدہ:۹،۱۰) پھر بنائی اولاد آدم کی ایسے خلاصہ سے جو سیال اور کمزور ہے پھر ٹھیک درست کیا اور پھونک دی اس میں ایک روح جو اللہ کی طرف سے آئی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی کلام کسی شخص کے منہ سے کسی کو سنانے کے واسطے نکلتا ہے تو اس وقت ایک شخص اس کلام کا سنانے والا ہوا کرتا ہے اور دوسرا اس کلام کا سننے والا بولنے والا اپنے کلام کے ایک معنی رکھتا ہے اوراس کلام میں اس کی ایک معہود غرض ہے۔ وہ اسی معنے اور غرض کے واسطے اس کلام کو بولتا ہے مگر سننے والا غالباً اس کلام کے معنی اور مطلب کو ایسے مذاق واعتقاد پر ڈھالا کرتا ہے جو معنی متکلم کے مذاق اور مشن کے مناسب نہیں ہوا کرتے۔ اسی واسطے بولنے والے کو اپنے کلام کے معنی بتانے پڑتے ہیں یا لائق اور منصف سننے والوں کو اس متکلم کا مشن اور طرز ملحوظ رکھ کر

متکلّم کے کلام کے معنے کرنا چاہیے۔ مثلاً جب سیّدنا نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا لفظ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ یا بِسۡمِ اللّٰہِ میں بولا تو اللہ تعالیٰ نے ہی جس کے الہام سے آپ نے یہ کلمہ توحید کا لوگوں کو سنایا پھر آپ کو اپنے پاک الہام سے آگاہ فرمایا کہ تیرے مخاطب عیسائی ہیں جو مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں یا عرب کے مشرک جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ اللہ کے لفظ سے یقیناً وہ ایسا اللہ سمجھیں گے جو کہ باپ ہو بیٹا ہو بیٹیاں رکھتا ہو یا تیرے مخاطب مجوسی ہوں گے جن کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند یزداں کا ایک دوسرا جوڑی بھی ہے جو کہ شر کا خالق ہے اور جسے اہرمن کہتے ہیں اور یزداں ایسا ہے جس کے ماتحت ہزاروں ربّ النوع آسمانی روشن ستارے کام کرتے ہیں تو کہہ دے کہ میری مراد اللہ کے لفظ سے وہ چیز نہیں جسے تم اللہ کہتے ہو بلکہ اور چیز ہے۔ جیسے فرمایا☆ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ يُوۡلَدۡ۔ وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص: ۲ تا ۵) **ناظرین!** ایسا ہی روح کا لفظ تھا اس لفظ کو جب عیسائیوں نے سنا تو لگے اپنے مذاق واعتقاد پر اس کے معنے بنانے۔ مگر ان کو مناسب تھا کہ قرآن کے مذاق اور مشن کو دیکھتے اور اسی کے مطابق و مذاق پر قرآن میں روح کے معنے کرتے۔ اگر ان سے اتنا نہ ہو سکا تو کم سے کم وہ اتنا تو کرتے کہ عربی زبان کے مطابق قرآنی لفظ روح کے معنے لیتے۔ کیونکہ قرآن کریم عربی میں نازل ہوا۔ پس ہم ان کو بتاتے ہیں کہ قرآنی لفظ روح قرآن میں کن کن معنوں پر بولا گیا ہے اور پھر بتاویں گے کہ عربی زبان میں اس لفظ کے اور کیا معنے ہیں۔ اس بیان سے بہتوں کو حیرت ہوگی کہ روح کی تحقیق میں لوگ کیسے کیسے غلطی میں پڑے ہیں اور بات کیسی صاف ہے۔

سنو! اوّل روح کا لفظ کلام الٰہی پر بولا گیا ہے اور اسی واسطے قرآن مجید کو روح کہا ہے۔ ثبوت وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِيۡ مَا الۡكِتٰبُ وَ لَا الۡاِيۡمَانُ۔ (الشوری: ۵۳) اور اسی طرح وحی کی ہم نے تیری طرف ایک روح (قرآن) اپنے حکم سے۔ تجھے کیا خبر تھی کہ کتاب اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ (۲) يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ

☆ اومخاطب! تو کہہ دے! اصل بات تو یہ ہے کہ خود بخود ہستی جس کا نام اللہ ہے پوجنے کے لائق فرمانبرداری کا

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔(النحل:۳)اتارتا ہے فرشتے روح (کلام الٰہی) کے ساتھ اپنے حکم سے اس پر جس پر اپنے بندوں سے چاہتا ہے اور اس کلام میں حکم دیتا ہے کہ ان مشرکوں کو سنا دو کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جو کاملہ صفات سے موصوف اور برائیوں سے منزہ ہو اور فرمانبرداری کا مستحق۔ پس اس کے فرمانبردار بنے رہو۔(۳) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔(بنی اسرائیل:۸۶) لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ قرآن کیا چیز ہے۔ تو کہہ دے قرآن روح ہے تیرے رب کی طرف سے اور تم لوگ تو کم علم ہو (کہ ایسی صریح بات نہیں سمجھتے) دوسرا محاورہ روح، جبرائیل کو کہا ہے کیونکہ وہ کلام الٰہی کے لانے والے ہیں جیسے فرمایا (۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ۔ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ۔ (الشعراء:۱۹۴، ۱۹۵) روح الامین (جبرائیل) اس قرآن کو تیرے دل پر لایا ہے تاکہ تو نافرمانوں کو ان کی نافرمانی پر ڈرانے والا ہو۔(۲) فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔(مریم:۱۸ تا ۲۰) پس بنالیا مریم نے اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پردہ۔ تو بھیج دیا ہم نے (اللہ فرماتا ہے) اس کی طرف اپنا روح تب بن گیا وہ روح ہمارا مریم کے سامنے پورے آدمی کی شکل پر۔ تب مریم نے کہا میں الرحمٰن سے تیرے مقابلہ میں حمایت چاہتی ہوں۔ اگر تو ہو خدا کا خوف کرنے والا۔ (اسے خدا کی روح جبرائیل فرشتہ نے کہا) میں تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں اور اس لئے آیا کہ تجھے ایک اچھا بچہ دے جاؤں۔ (یہ فرشتہ بشارت دینے کو آیا تھا) قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔(النحل:۱۰۳) تو کہہ دے

بقیہ حاشیہ۔ مستحق وہ ایک ہے اپنی ذات میں یکتا صفات میں بے ہمتا ترکیب وتعدد سے پاک وہ اصل مطلب مقصود بالذات بھروسہ کے قابل ہر کمال میں بڑھا ہوا جس کے اندر نہ کچھ جاوے کہ کھانے پینے کا محتاج بنے نہ اس کے اندر سے کچھ نکلے کہ کسی کا باپ بنے پھر نہ وہ کسی کا باپ اور نہ بیٹا اس کے وجود میں اس کی بقا میں اس کی صفات میں اس کی ذات میں کوئی اس کا ہمتا اس کا جوڑی نہیں۔

(اس قرآن کو) روح القدس (جبرائیل) تیرے رب کی طرف سے آہستہ آہستہ لایا ہے اور یہ قرآن کامل راستبازی کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ کلام الٰہی کے لانے والے اور کلام الٰہی بندوں کو سمجھانے والے تھے ان کو بھی روح فرمایا جیسے فرمایا: وَ كَلِمَتُهٗۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ۔(النساء:۱۷۲) اور مسیح الٰہی کلمہ ہے (اس پاک کلام الٰہی اور بشارت خداوندی کا ظہور ہے جو جبرائیل لائے تھے) جو پہنچا مریم کی طرف اور اسی کی طرف سے وہ روح ہے۔

انسانی سانس کو بھی قرآن کریم نے روح فرمایا ہے جیسے کہا ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔(السجدۃ:۹،۱۰) پھر بنائی اولاد آدم کی ایک ایسے خلاصہ سے جو سیال اور کمزور ہے۔ پھر ٹھیک درست کیا اس کو اور پھونک دی اس میں ایک روح جو اللہ کی طرف سے آئی اور فرمایا۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ -(الحجر:۳۰) پس جب ٹھیک درست کردوں میں اس کو اور پھونک دوں اس میں اپنی روح تو اس کے لئے گر پڑیو سجدہ کرتے۔

عرب کی زبان میں بھی اسی نفس اور سانس کو روح کہا گیا۔ دیکھو ذو الرُّمّۃ عرب کے قدیم شاعر کا قول ہے۔

فَقُلْتُ لَهُ ارْفَعْهَا اِلَيْكَ وَ اَحْيِهَا بِرُوْحِكَ وَاجْعَلْهُ لَهَا قِيْتَةً قَدْرًا

پس میں نے اسے کہہ دیا (اپنے ساتھ والے کو کہا) اس آگ کو اپنے منہ کی طرف اُٹھالے۔ اور اسے روشن و زندہ کر اپنی پھونک سے اور اپنی پھونک کو اس آگ کے واسطے لکڑیاں بنا ہانڈی کی خاطر۔ تاج العروس شرح قاموس اللغۃ میں یہ شعر ذو الرُّمّۃ کا موجود ہے۔ دیکھو مادہ، روح اور اسی روح کے معنے کلام الٰہی وغیرہ وغیرہ لکھ کر کہا ہے سَمِعْتُ اَبَا الْهَيْثَمِ يَقُوْلُ الرُّوْحُ اِنَّمَا هُوَ النَّفَسُ الَّذِيْ يَتَنَفَّسُهُ الْاِنْسَانُ وَهُوَ جَارٍ فِيْ جَمِيْعِ الْجَسَدِ فَاِذَا خَرَجَ لَمْ يَتَنَفَّسْ بَعْدَ خُرُوْجِهٖ فَاِذَا تَمَّ خُرُوْجُهٗ بَقِيَ بَصَرُهٗ شَاخِصًا ۔ نَحْوَهٗ حَتّٰى يَغْمَضَ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَانُ يُذَكَّرُ (وَيُؤَنَّثُ) اِنْتَهٰى۔ میں نے ابو الہیثم سے سنا فرماتے تھے روح تو آدمی کی سانس ہی ہے اور وہ تمام بدن میں چلتی

ہے اور جب نکل جاوے تو آدمی سانس نہیں لے سکتا اور جب پوری نکل جاوے تو آنکھیں اسی طرف کھلی رہ جاتی ہیں جب تک بند نہ کی جاویں اسی کو فارسی زبان میں جان کہتے ہیں۔ مذکر کا لفظ ہے (اور مؤنث بھی بولا جاتا ہے)۔ غالباً الروح عام جاندار کو اسی واسطے کہا ہے جہاں کہا ہے لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا☆ بلکہ مقدسہ کتب میں بھی روح وسیع معنی رکھتا ہے۔ ہاں الٰہی روح مقدسہ کتب میں وسیع معنی رکھتا ہے۔ چند ایسے معنی سنو جو اس مقام کے مناسب ہیں۔

اس **ہوا کے معنے** جو پانی پر چلتی ہے۔ ''زمین ویران اور سنسان تھی اور گہرایوں کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی'' پیدائش ۱ باب ۲۔ اس **سانس کے معنی** جس سے آدمی زندہ ہوتا ہے۔ ''جب میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا اور تم کو تمہاری قبروں سے نکالوں گا تب تم جانو گے کہ خداوند میں ہوں۔ جب میں اپنی روح تم میں رکھوں گا اور تم جیو گے۔'' حزقیل ۳۷ باب ۱۴۔ **کلام الٰہی کے معنے**۔ خداوند کی روح اس دن سے ہمیشہ داؤد پر اُترتی رہی۔ ۱ سموئیل ۱۶ باب ۱۳ بلکہ بری روحوں کو بھی خدا کی روح کہا ہے۔ جیسے لکھا ہے پر خداوند کی روح ساؤل پر سے چلی گئی اور خداوند کی طرف سے ایک بری روح اسے ستانے لگی۔ ۱ سموئیل ۱۶ باب ۱۴۔ رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے یا یوں کہیے کہ قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی روح فرمایا۔ سو جیسے بیان ہو چکا اتنے امر سے حضرت مسیح کا خدا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور قرآن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور انسانی سانس کو بھی اپنی روح فرمایا ہے۔ بات یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہی مخلوق ہے۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اس کے خاص بندے اور اس کے کلام کے پہنچانے والے تھے اس واسطے ان کو اپنی روح فرمایا۔ ایسی اضافتیں ہر زبان میں عزت کے لئے ہوا کرتی ہیں جیسے حضرت صالح کی اونٹنی کو قرآن کریم نَاقَةُ اللهِ۔ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی فرماتا ہے اور اچھے بندوں کو عباد اللہ یعنی اپنے بندے فرماتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر جس قدر دلائل میں نے سنے

☆ (بعض احادیث میں آیا ہے) جاندار چیز کو نشانہ مت بنایا کرو۔

ہیں ان سب سے تعجب انگیز وہ دلیل ہے جو قرآنی لفظ کَلِمَۃٌ سے عیسائیوں نے ماخذ کی ہے۔عیسائی کہتے ہیں جب حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا کلمہ ہوئے تو خدا ہی ہوئے۔

الجواب۔ اگر قرآنی محاورہ سے کسی چیز کا کلمۃ اللہ ہونا اس چیز کے خدا ہونے کی دلیل ہے تو تمام کلمات الٰہیہ کو چاہئے کہ خدا ہوں مثلاً قرآن مجید میں وارد ہے وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ (الصّٰفّٰت:۱۷۲) اورضرور پہلے ہوچکی بات ہماری ہمارے رسول بندوں کی نسبت۔اب اس کی تفسیر سنیئے کہ وہ کلمہ کیسا ہے اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۔ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ (الصّٰفّٰت:۱۷۳، ۱۷۴) بے ریب (وہی اللہ کے رسول) ضرور اللہ تعالیٰ کے یہاں سے مدد دیئے گئے ہیں اور بے ریب ہمارا ہی لشکر (رسول اوران کے سچے اتباع) ضرور وہی غالب ہیں اور فرمایا وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (الانعام:۱۱۵، ۱۱۶) اور وہ جن کو دی ہم نے کتاب وہ جانتے ہیں بے شک یہ قرآن تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا۔کامل صداقت اور حکمت کے ساتھ پس نہ ہو گا تو او مخاطب یا نہ ہوجیو تو او مخاطب متردد اور پورا ہے کلام تیرے رب کا سچائی اور انصاف میں کوئی بھی نہیں جو اس کے کلاموں کو بدلا وے اور وہ سنتا جانتا ہے اور فرمایا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ (التوبہ:۴۰) اور زیر کر دیا اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو اور زبردست اور پکی ہیں اللہ کی باتیں۔کتب عہد عتیق وجدید میں بھی کلمۃ اللہ کے معنے کلام خدا اور حکم خدا آئے ہیں۔سنو! بِكَلِمَةِ الرَّبِّ ثَبَتَ السَّمٰوٰتُ وَبِرُوْحِ فِيْهِ جَمِيْعِ جُنُوْدِهَا زبور ۳۳۔۶۔خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے۔فَلَمَّا كَانَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ حَلَّتْ كَلِمَةُ اللهِ عَلٰى نَاثَانِ النَّبِيِّ ★ اخبار الایام کی پہلی کتاب ۱۷ باب ۳۔اسی رات کو ایسا اتفاق ہوا کہ خداوند کا کلام ناثان نبی کو پہنچا۔حلت کلمۃ الرب علیٰ یوحنا بن ذکریا فی

☆ درہماں شب چناں اتفاق افتاد کہ کلام خداوند بہ ناثان نبی رسید

البریۃ۔ لوقا ۳ باب ۲۔ خدا کا کلام بیابان میں یحییٰ زکریا کے بیٹے کو پہنچا ترجمہ ۴۰ و ۴۴۔ اسی طرح کے بہت محاورات کتب سابقہ میں موجود ہیں اگر کوئی چیز کلمۃ اللّٰہ ہونے سے عین اللہ ہو سکتی ہے تو تمام وہ تامہ جملے جو انبیاء علیہم السلام اور ان کے پاک اتباع کو مکالمہ الٰہیہ اور مخاطبہ ربّانیہ سے پہنچے چاہئے کہ وہ سب خدا ہوں۔ اعاذنا اللہ اصل یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت آپ کی والدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کو آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بشارت کا کلمہ اور آپ کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی یا اس لئے کہ آپ خاص حکم الٰہی سے صدیقہ مریم کو عطا ہوئے آپ کو کلمہ فرمایا۔

(ابطال الوہیت مسیح۔ تصنیف خلیفۃ المسیح الاول صفحہ ۵۳ تا ۵۹)

۱۷۳۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا۔

ترجمہ۔ مسیح کو اس بات سے ہرگز عار نہیں کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب فرشتوں کو۔ اور جو عار کرے اللہ کی عبادت سے اور تکبر کرے قریب ہی اللہ ان سب کو اپنی طرف کھینچ لائے گا۔

تفسیر۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ۔ عیسائی لوگ حضرت مسیحؑ کو خدا سمجھتے ہیں۔ بعض بیٹا کہتے ہیں۔ قرآن شریف نے جب بڑے بڑے وعظ کئے کہ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے تو بعض احمقوں نے کہا۔ اتنی مدّت سے ہم اسے بڑا مانتے آئے ہیں۔ کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ خدا فرماتا ہے کہ مسیح ناک نہیں چڑھاتا۔ برا نہیں مناتا۔

يَسْتَكْبِرْ۔ اَلْكِبْرِيَآءُ رِدَائِيْ۔ تکبر خدا کی صفت ہے۔ انسان کے لئے تکبر کرنا بہت ہی بری چیز ہے۔ میں جب پاخانہ میں جاتا ہوں تو مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ جس کے اندر سے یہ نکلتا ہے وہ کبریائی کرے ذرا ہوا بند ہو جائے تو بس پھر خاتمہ ہے۔ پھر قریباً سب کی مائیں چوہڑیوں کا کام کرتی ہیں[1]۔ بس انسان کو اپنی ذات پر کیا گھمنڈ ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

---

[1] یعنی بچوں کو پاخانہ پیشاب کرواتیں اور ان کے کپڑے وغیرہ صاف کرتی ہیں۔ (مرتّب)

۱۷۵۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ۔ اے لوگو! تمہارے پاس آ چکی ہے برہان تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے اتارا تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور۔

تفسیر۔ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔ افسوس کہ آجکل قرآن شریف مسلمانوں نے پانچ کاموں کے لئے بنا رکھا ہے ۱۔ سرحد میں تو اس لئے کہ کسی کے ساتھ دغا کرنا ہو تو اس پر پنجہ لگاتے ہیں ۲۔ کچہری میں جھوٹی قسموں کے لئے ۳۔ عام طور پر کسی منتر جنتر کے لئے ۴۔ حافظ لوگ کبریائی کے لئے کہ کوئی کہے ہم بھی حافظ ہیں ۵۔ بعضے روپیہ کمانے کیلئے۔

کئی لوگ آتے ہیں مجھے کہتے ہیں کوئی وظیفہ بتاؤ۔ ایک عامل نے بتایا کہ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ ..... يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔[1] (الطلاق: ۴) رٹا کرو۔ ہم اس نکتہ کو سمجھ گئے کہ یہ رٹنے کیلئے نہیں۔ عمل کے لئے ہے۔ پھر اسے مجرّب پایا۔ متقی بن جاؤ۔ خدا اپنی جناب سے رزق دے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۱)

۱۷۶۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔

ترجمہ۔ تو جن لوگوں نے اللہ کو مانا اور اپنے آپ کو دکھوں سے بچا لیا اللہ کے ساتھ ہو کر تو عنقریب ان کو اپنی خاص رحمت اور فضل میں اللہ لے لے گا اور اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ بتا دے گا۔

تفسیر۔ سو جو یقین لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی مہر میں اور فضل میں اور پہنچاوے گا اپنی طرف سیدھی راہ پر۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۳۲۴)

---

[1] جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے تو اللہ ...... اس کو وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔

۱۷۷۔ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں کلالہ میں۔ کہہ دو اللہ حکم دیتا ہے تم کو کلالہ میں اگر کوئی ایسا مرد مر گیا جس کی اولاد نہیں اور اس کی صرف ایک بہن ہو تو بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہے اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو دو تہائی کل ترکے کا۔ اور اگر کئی بھائی بہن ہوں مرد اور عورتیں تو مرد کا حصہ عورت کے دو حصہ کے برابر ہے۔ اللہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے تم سے تا کہ نہ بہکو۔ اور اللہ ہر ایک شے کا خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۔ ربط پہلی آیات سے یہ ہے کہ مسیحؑ مر چکا۔ وہ کلالہ تھے اس لئے اس کے بھائی اسمٰعیلی وارث ہوئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت قلم دوات منگائی اور چاہا کہ میں تم کو ایسی بات لکھ دوں کہ اَنْ تَضِلُّوْا (کہ تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو)۔ جن لوگوں کی عقل باریک اور سمجھ مضبوط اور علم کامل تھا وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی طرف متوجہ کیا اور جن کی زبان پر حق چلتا تھا۔ اس نے اس بات کا یقین کر لیا کہ آپؐ جو بات ہمیں لکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہی پاک کتاب تھی۔ چنانچہ اس نے صاف کہا کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ[۱] یہ ایک نکتۂ معرفت ہے جو ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولا تھا۔ آنحضرتؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں کہ میں ایسی بات لکھ دوں کہ اَنْ تَضِلُّوْا دوسری طرف قرآن شریف میں یہ آیات موجود ہیں يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا بمعنے لِئَلَّا تَضِلُّوْا پس تطابق سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن ایک کافی کتاب ہے۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۱؎ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں پڑھنا شروع کرتا ہوں بسبب عظمت تام اللہ تعالیٰ کے جو رحم بلا مبادلہ کرنے والا سچی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ط اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! اقراروں کو پورا کرو تمہارے لئے حلال کر دئے گئے نادان چار پائے ان کے سوا جو تم کو آگے پڑھ کر سنائے جائیں گے مگر نہ حلال سمجھنا شکار جب تم احرام باندھے ہوئے ہو۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے اپنے حسبِ مرضی۔

تفسیر۔ سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہر دو میں جہاد کا ذکر ہے ہاں پہلی میں زیادہ تر یہود مخاطب ہیں اور دوسری میں نصاریٰ۔ پھر سورۃ نساء اور اس سورۃ مائدہ میں اندرونی انتظام کا ذکر ہے۔ کیونکہ گھر بیٹھے بیٹھے بھی بڑے بڑے کام کرنے پڑتے ہیں اور بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ دونوں سورتوں میں تمدّن و معاشرت کا ذکر ضروری تھا۔ چونکہ بآرام بیٹھے بیٹھے مباحثات بھی چھڑ جاتے ہیں۔ اس لئے نسآء میں یہود کے ساتھ اور مائدہؔ میں نصرانیوں کے ساتھ مباحثہ کا طریق سکھایا ہے۔ تم لوگوں (احمدیوں) کو اپنے فرضِ منصبی کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ دونوں قوموں سے تمہیں بھی مقابلہ ہے۔ تم میں سے بعض سپاہی تو ہیں جو قلم کا ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ مگر بہت وہ ہیں جو آرام سے بیٹھے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ مناظرہ کا طرز سیکھیں۔

پہلی سورۃ میں بیبیوں کے تعلقات کا بھی ذکر ہے۔ میں نے کسی کتاب میں جو خدا کی طرف منسوب کی گئی ہو اس شرح و بسط کے ساتھ معاشرت کا ذکر نہیں دیکھا۔ تھوڑا ذکر توراۃ میں ہے۔ مگر انجیل۔ پھر وید اس سے بالکل خالی ہیں۔ دیانند کی ستیارتھ پرکاش دیکھی مگر جب بیبیوں کے

تعلقات کا ذکر آیا تو منّو وغیرہ کے حوالے دیئے۔ اگر وید پر ہاتھ پڑتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

مجھے تعجب ہے کہ انجیل میں تمدن کا کوئی ذکر نہیں بیبیوں کی معاشرت کے متعلق کوئی مسئلہ نہیں مگر پھر بھی عیسائی اپنی بیبیوں کے ساتھ کیسی محبت کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں کس قدر تاکید ہے مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ یہ قرآن مجید کی سخت بے ادبی ہے۔ مجھے بہت دکھ پہنچتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا [۱] (الروم:۲۲) اور جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً [۲] (الرووم:۲۲) کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔

چونکہ معاشرت میں پہلی بات معاہدہ ہے اس لئے پہلے تو اسے نباہنے کی تاکید فرمائی کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ لین دین۔ بِعْتُ۔ اِشْتَرَيْتُ۔ زَوَّجْتُ۔ تَزَوَّجْتُ ہیں۔ یہ سب عقد ہیں حتیٰ کہ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا [۳] (النساء:۲۲) اگر پوچھو کہ میثاقِ غلیظ کیا ہے۔ تو کئی ہیں جن کو اس کا علم ہی نہیں۔ بس نکاح میں نوبہار ایک خطبۂ فارسی ہے وہ پڑھ دیں گے۔ فرماتا ہے تمام عقود۔ قرض لین دین۔ بیاہ، دوستی و دیگر معاہدات وفاداری کے ساتھ نباہو۔ ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے جو بھلی بات کہو گے۔ مان لیں گے۔ ہم نے تمہیں کئی بھلی باتیں بتائیں۔ ان پر عمل چاہیے۔ یادرکھو کہ اگر لوگ معاہدات پر قائم ہو جائیں تو تمدن میں بڑا آرام ہو جائے اور کبھی کوئی جھگڑا نہ اٹھے۔ چونکہ کھانا پینا بھی معاشرت میں شامل ہے۔ اس لئے فرمایا کہ حلال کھاؤ۔

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ قرآن شریف میں بکری، بھیڑ دنبہ، ہرن، گائے، نیل گائے، اُونٹ کو بَهِيْمَه کہا گیا ہے۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبد بنانا چاہا ہے۔ تمام وہ اعضاء جو شریعت کے ماتحت رکھے ہیں ان کو فرمانبرداری سکھائی ہے۔ مثلاً بولنا۔ اس کے متعلق حکم جاری کیا کہ لغو مت بکو۔ اب ہم کو واجب ہے کہ دیکھیں بولنا مفید ہے یا نہیں۔ فرمایا بولو مگر جھوٹ نہ بولو۔ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ [۴] (آل عمران:۶۲) جھوٹ نہ بولیں تو پھر کیا کریں۔ سچ بولیں مگر پھر یہاں بھی اپنی معبودیت کا رنگ جمایا ہے اور کہا کہ دیکھو۔ سچ میں سے بھی ایک سچ منع

---

[۱] تا کہ تم آرام پاؤ ان کے ساتھ۔ [۲] تمہارے میں پیار رکھ دیا اور مہربانی۔ [۳] بیبیاں (نکاح کے وقت مہر ونفقہ وغیرہ کا) تم سے پکا قول لے چکی ہیں۔ [۴] جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

ہے۔ وہ کیا؟ غیبت۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کسی میں وہ عیب واقعی ہے تو اس کا تذکرہ تو برا نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ عیب واقعی نہیں تو اس کا نام بہتان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جابجا اپنی عبودیت سکھائی ہے۔ پھر سچ ہو۔ غیبت نہ ہو۔ تو اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ مجاز بولو مگر ایک دو مجاز کی بھی اجازت نہیں۔ مثلاً اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (بہار نے سبزی اُگائی) بول سکتے ہیں مگر مُطِرْنَا بِنَوْءٍ کَذَا[1] بولنا منع ہے حالانکہ یہ صحیح ہے کہ جب برج آبی میں چاند چلا گیا تو بارش ہوتی ہے۔ مگر حکمِ الٰہی آ گیا کہ ایسا کہنا چھوڑ دو تو چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح جانوروں کے کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہرنی بھی بے شک بکری ہے اور نیل گائے بھی گائے ہے۔ حالتِ احرام میں شکار نہ کرو۔ وجہ سمجھ نہ آئے تو عام مومن یہی سمجھ لیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مورخہ ۵/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۲)

الْعُقُوْدِ۔ محامدات۔ حدود۔ اوامر۔ نواہی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۳۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! جہاں عظمتِ الٰہی کے نشان کا پتہ لگے اُسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھو اور نہ تعظیم والے مہینے کو اور نہ قربانی کے عام جانوروں کو جو دینی ہوں اور نہ نیازِ الٰہی کے جانورں کو جن کے گلوں میں پٹے پڑے ہوں نشان دہی کے لئے اور نہ ان کو جو عزت والے گھر کو جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل کے طلب گار ہوں اور خوشنودی کے طالب بن کر۔ اور جب تم احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کر لو اور تمہیں کسی قوم کی عداوت مجرم نہ بنا دے کہ انہوں نے روک دیا تھا تمہیں عزت والی مسجد سے تو تم زیادتی کرو، اور نیکی

---

[1] فلاں ستارے کے طفیل ہم پر بارش برسائی گئی۔

میں اور اللہ کو سپر بنانے میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اسی کا ڈر رکھو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

تفسیر۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ ۔ جن چیزوں سے اللہ پہچانا جاتا ہے۔ان کی بے حرمتی مت کرو۔ ہم نے قرآن مجید سے خدا کو پہچانا۔اس لئے اس کی بے حرمتی جائز نہیں۔بھلا یہ حرمت ہے کہ اس پر پاؤں رکھ لو۔یا اور کتابوں کے نیچے رکھو۔یا یونہی صفوں پر ڈال دیا جاوے۔میں نے بھی تمہیں پہچان کی راہ بتائی ہے۔میری بھی حُرمت کرو۔

وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ ۔ پھر حرمت کے مہینے وہ بھی شعائر اللہ ہیں ان سے خدا کا شعور حاصل ہوتا ہے کہ کس قدر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔

وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ ۔ اسی طرح قربانیوں کے جانور ہیں کہ وہ سکھاتے ہیں اسی طرح انسان کو اپنے آقا کے حضور جان دینی چاہیے۔دنیا کے آقاؤں کے لئے جان دیتے ہیں۔پس دنیا وآخرت کے آقا زمین وآسمان کے مالک پر جان کیوں نثار نہ کریں۔

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ ۔اگر کوئی دشمن ہے تو اس سے دشمنی کی حد بندی کرو۔ حد بندی نہ کرو گے تو دن بدن دشمنی بڑھتی جاوے گی۔

اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔کسی آدمی سے دشمنی ہے تو دشمنی کے باعث اس سے قطع تعلق نہ کر لو اگرچہ وہ دشمن ایسا ہے کہ عزت کے مقام سے تمہیں روکتا ہے۔

اَنْ تَعْتَدُوْا ۔ اگر تمہیں کوئی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے تو جس مسجد میں تمہارا اختیار ہے اس میں نماز پڑھنے سے نہ روکو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵ ؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۲)

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۠ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرو۔خدا ترسی اور نیکی کے کاموں میں اور مت مدد کرو بغاوت اور بدکاری کے کاموں میں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۶)

۞ ۞ ۞

۴۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ تم پر حرام کر دیا گیا ہے خود مردہ اور بہتا ہوا خون اور سؤر کا گوشت اور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر پکارا جاوے اور گلا گھونٹ کر مارا جاوے اور جو چوٹ سے مارا جاوے اور جو گر کر مرا اور جو سینگ لگ کر مرا اور جن کو درندے نے پھاڑ کھایا مگر ہاں تم نے جس کو مرنے سے پہلے ذبح کر لیا۔ اور حرام ہے جو کسی تھان یا دیوی کے سامنے ذبح کیا گیا ہو اور وہ جو تیروں سے تقسیم کرو۔ یہ اطاعت سے باہر نکلنا ہے۔ تو اب تم اُن سے نہ ڈرو مجھ ہی سے ڈرو آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لئے دینِ اسلام پھر جو بے بس ہو جان کنی اور سخت بھوک میں، گناہ کی طرف اس کی رغبت نہ ہو تو اللہ بڑا گناہوں کا ڈھانپنے والا سچی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ۔ معاشرت میں ضرورت ہے عمدہ اخلاق کی اور بدن کو حوادث سے محفوظ رکھنے کی۔ پس مُردار کو استعمال کر کے جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسی طرح خون میں بھی بہت سی زہریں ہوتی ہیں۔ وہ لطیف طاقتیں جو خدا کی معرفت کے لئے ضروری ہیں خون کھانے والوں میں نہیں رہتیں۔ چوہڑے (ہلاک خور) کو اگر جنابِ الٰہی کی عظمت و جرأت کا مضمون سمجھاؤ تو وہ نہ سمجھے گا۔ اسی طرح وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ ۔سؤر کا گوشت ہے جو شہوت و غضب کو بڑھا دیتا ہے بعض آدمی بات بات پر آگ ہوتے ہیں۔ گویا ان کا دوزخ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے ناک چڑھاتے جائیں گے۔ ہر وقت ایک جلن محسوس کرتے رہیں گے۔

شیر باوجود اتنا بہادر ہونے کے اپنے دشمن کے مقابلہ میں احتیاط کرتا ہے اِدھر اُدھر ہو کر حملہ کرتا ہے۔مگر سؤر غضب کے وقت سیدھا آتا ہے اسی طرح اس جانور میں شہوت بڑی ہوتی ہے۔تمام گناہوں کی مبدء یہی دو قوتیں ہیں۔غضب و شہوت۔اس لئے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ پھر وہ چیزیں ہیں جن پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے۔ان کا کھانا بلحاظ عقائد اللہ سے بُعد میں ڈال دیتا ہے۔اس کے بعد مَیْتَة اور مَآ اُهِلَّ کی کچھ تفصیل دی۔پہلے پہلے اسلام نے عقائد سکھائے۔اللہ کی عظمت۔پھر ملائکہ پھر رسولوں پھر کتابوں کا علم سکھایا۔پھر عبادت کے طریق بتلائے۔پھر زکوٰۃ، روزہ، حج، پھر بتدریج سکھاتے سکھاتے تمدّن کے ضروری مسائل سکھائے۔پھر کھانے پینے کے مسئلے بھی بتادیئے۔اس پر کہا کہ اب تو تمہارا کھان پان بھی بیان ہو چکا اس لئے شریعت کے اصول کامل ہونے سے کافر ناامید ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۲، ۸۳)

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے غیر کا نام پکارا جائے۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۷)

اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعًا حرام اور نیست و نابود کر دیا ہے۔اوّل وہ قربانیاں جن میں بت پرستی اور شرک ہو۔کیونکہ شرک میں مبتلا انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کر کے اپنی دیوی دیوتا سے امیدوار کامیابی کا ہوتا ہے اس لئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے اور دوسرے ان مشرکوں اور پجاریوں کو اپنی اپنی دکان گرم کرنے کے لئے صدہا جھوٹے قصّے بنانے پڑتے ہیں اس لئے توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا اور محرمات میں اس کو رکھ دیا اور فرمایا حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (المائدۃ:۴)۔حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ چیزیں جن پر اللہ کے سوا کا نام پکارا جاوے۔

اور ہمارے صوفیا کرام نے تو یہاں تک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا کا لفظ جو مَآ اُھِلَّ میں آیا ہے۔ وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحاتِ مکیہ میں لکھا ہے۔ دیکھو فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۲۱ باب نمبر ۳۹۸ والشِّعْرُ فِيْ غَيْرِ اللّٰهِ مَآ اُھِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَاِنَّهٗ لِلنِّيَّةِ بِهٖ اَثَرٌ فِي الْاَشْيَآءِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُ اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ (البیّنہ۔۶)

غیر اللہ کے لئے شعر کہنا مَآ اُھِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے ہے کیونکہ نیّت کا اثر چیزوں میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہیں حکم کئے گئے وہ لوگ مگر اس بات کا کہ عبادت و پرستش کریں اللہ کی صرف اس لئے خالص کرنے والے ہوں اپنے دین کو۔

ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے پرہیز کیا ہے جو کسی محبوبِ مجازی کے حق میں یا غیر اللہ کے لئے وہ شعر بولے گئے کیونکہ وہ مَآ اُھِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہیں اور وہ حرام ہیں۔ دوم ان تمام سوختنی قربانیوں سے روک دیا گیا ہے۔ جو اشیاء آگ میں تباہ کی جاتی ہیں اور جن کا ذکر صدہا بلکہ ہزارہا بار یجر، رگ، سام ویدوں میں ہوا ہے...... تیسری وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں جن میں یہ خیال پیدا ہو سکے کہ وہ تراکیب ہمارے گناہوں بدکاریوں، نافرمانیوں کا کفّارہ ہوں گی۔ ایسی ہی قربانیوں نے جو ایک برّے کی ہوئی یا نہ ہوئی تمام عیسائیوں کو دلیر و بے باک کر دیا ہے۔

(نور الدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۷۹۔۱۸۱)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

یہ آیتِ شریف قرآن مجید میں کس وقت نازل ہوئی؟ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے۔ اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو جس دن وہ اتری تھی اسے عید کا دن قرار دیتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اس نے یہ آیت پڑھی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ جناب عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ کس وقت نازل ہوئی؟ کہاں نازل ہوئی؟ میں اسے خوب جانتا

ہوں۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ وہ عرفہ کا دن تھا۔ وہ اسی عید الاضحیہ کا مقدمہ تھا۔ عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... [۱] روز زندہ رہے۔ یوں تو اللہ جلّ شانہٗ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخر ثلث میں ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن پانچ دفعہ اور عرفات کو نو دفعہ نزول ہوتا ہے۔ احادیثِ صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یاس میں نہیں ہوتا۔ جیسے عرفات کے دن۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ہماری نعماء دینیہ کے لئے جس کتاب کو نازل فرمایا تھا اسے کامل کر دیا۔ کامل دین جس کا نام اسلام ہے اسے اسی دن کامل کر دیا جس دین کی متابعت ضروری اور اس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے۔ اس کے اصول اور فروع اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دن میں تمام وکامل کر دیئے وہ چیز جس کو کامل طور پر تمہیں نہیں بلکہ دنیا کو پہنچانے کے لئے سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤں اور کل طاقتوں اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا۔ اس کا نام اسلام ہے۔ اور اس کی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے۔

تمام ادیانِ مروّجہ اور مذاہبِ موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہیں اور غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظِ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے۔ اور بالکل ہیچ دکھائی دیتے ہیں اس کے اہم ترین امور میں سے اللہ جل شانہٗ کا ماننا۔ اس کو اسماء حُسنٰی اور صفات ومحامد میں یکتا و بے ہمتا ماننا ہے جس کا خلاصہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں موجود ہے جس کا نام افضل الذّکر ہے اور جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کُل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ اور آج میں بھی کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ اس کی حقیقت یہ ہے انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی کے برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں افعال میں یکتا، وجود و بقاء میں یکتا۔ تمام نقائص سے منزّہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرے۔ وہی معبود حقیقی ہے اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ عبادت کا مدار ہے حسن و احسان پر۔ پھر یہ دونوں باتیں بدرجہ کامل کس میں

---

[۱] ۹۰ (نوے)۔ مرتّب

موجود ہیں۔ اللہ ہی میں۔ احسان دیکھ لو۔تم کچھ نہ تھے تم کو اس نے بنایا۔ کیسا خوبصورت تنومند اور دانش مند انسان بنا دیا۔ بچے تھے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کیا، سانس لینے کو ہوا، پینے کو پانی، کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں، طرح طرح کے نفیس لباس اور آسائش کے سامان کس نے دیئے؟ خدا نے! میں کہتا ہوں۔ کیا چیز ہے جو انسان کو فطرۃً مطلوب ہے اور اس نے نہیں دی۔ سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ حسن دیکھو تو کیسا اکمل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو ہو رہ جاتا ہے۔ پاخانہ سے کیسی سبز اور نرم دل خوش کن کونپل نکالتا ہے۔ انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ اِدھر دیکھو۔ اُدھر دیکھو۔ آگے پیچھے۔ دائیں بائیں۔ جدھر نظر اٹھاؤ گے اس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا اور یہ بالکل سچی بات پاؤ گے یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ [۱] (الجمعہ : ۲) ساری دنیا میں جس قدر مذاہب باطلہ ہیں۔ انہیں دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے ان کو بطلان پر پہنچا دیا ہے۔ ایک بت پرست اگر خدا تعالیٰ کو علیم، خبیر، سمیع، بصیر، قادر جانتا ہے تو کیوں پتھر، شجر، ہوا، سورج، چاند اور ارذل ترین چیزوں کے سامنے سجدہ کرتا اور کیوں اس کی استتی کرتا ہے اور کوئی جواب نہیں ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اسی لئے ہے کہ یہ اصنام و معبود ہم کو خدا تعالیٰ کے حضور پہنچا دیں اور مقرّب بارگاہِ الٰہی بنا دیں۔

اصل یہی ہے کہ وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر غریب و گنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر اک دور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہے۔ اونچی آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے۔ وہ سمیع ہے۔ اگر ایسا مانتے تو کبھی وہ مخلوق عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے ہاں ان اشیاء کے آگے جو انسان کے لئے بطور خادم ہیں سر نہ جھکاتے اور یوں اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے ......

سچے پرستارِ الٰہی اور مخلص عابد بنو۔ خدا کی طرف قدم اٹھاؤ۔ یہاں بھی رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا فرمایا۔ اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ موجودہ حالت میں ہم نے (ہم سے مُراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام [۲] کے ہاتھ پر توبہ کی ہے) اور مسلمانوں سے بڑھ کر امتیاز پیدا کیا ہے۔ ہم میں

---

[۱] اللہ ہی کی تسبیح میں لگی ہوئی ہیں سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ [۲] امام سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہیں۔ ناقل

مُلْہَم ہے۔ ہم میں ہادی اور امام ہے۔ ہم میں وہ ہے جس کی خدا تائید کرتا ہے۔ جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اس کو حکم اور عدل بنا کر خدا نے بھیجا ہے مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو۔ کیا مدد اور عمل درآمد کے لئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا ہے جیسا کہ واجب ہے۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۵ رمئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳ تا ۵)

جو دین لے کر یہ خدا کا سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آیا۔ اس کا نام اسلام رکھا جس کے معنی ہی میں سلامتی موجود ہے یہی وہ دین ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار یہ کہہ کر فرمایا وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور اس اسلام پر عملدرآمد کرنے والے سچے مسلمان کو جس نتیجہ پر پہنچایا وہ دارالسلام ہے۔ پس کون ہے جو اس قدر سلامتیوں کو چھوڑے؟ وہی جو دنیا میں سب سے بڑھ کر بدنصیب ہو!

(الحکم جلد ۵ نمبر ۵ مؤرخہ ۱۰ رفروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربّانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا ہے تو کوئی بتائے کہ وادیٔ غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاز پہنچ سکتے۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسّر ہوتے مگر نہیں۔ وادیٔ غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا اس لئے کہ انسانی عقل اُن اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی جو اس انتخاب میں تھی۔ اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا جو پیدا ہونے والے تھے عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا۔ اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیاداروں کا حال ہے کہ وہ ہر روز غلطیاں کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں آخر خائب اور خاسر ہو کر بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں لیکن جناب الٰہی کا انتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل، شفا، نور اور رحمت دکھلاتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کی صدا کس کو آئی؟ کیا اپنی دانش اور عقل کے انتخاب کو یا وادیٔ غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو؟ جناب الٰہی ہی کا منتخب بندہ تھا جو دنیا سے نہ اٹھا جب تک یہ صدا نہ سن لی۔ پس یاد رکھو کہ مامور من اللہ

کے انتخاب میں جو جنابِ الٰہی ہی کا کام ہے چون و چرا کرنی درست نہیں ہے۔ ہزار ہا مصائب اور مشکلات آئیں وہ اس کوہِ وقار کو جنبش نہیں دے سکتیں آخر کامیابی اور فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۷ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب سے آخر دست بردار ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسے آیات بیّنات ہیں اور کیسے برکات ہیں۔ کیا کوئی قریشی آپؐ کا مخالف دنیا میں موجود ہے۔ آپؐ کی ساری قوم آپؐ کے سامنے آپؐ کے جیتے جی اس دین میں داخل ہو گئی جس میں داخل کرنے کا آپؐ نے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں جہاں آپؐ نے وعظ شروع کی (قربانت شَوَم)[۱] یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ الہام سُن لیا اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یہ نصرت کسی ہادیٔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدمِ نظیر میں اس کامیابی کے خرقِ عادت ہونے میں کون سا شبہ ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷۳)

دنیا میں صرف آپؐ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں جنہوں نے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ:۴) کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔[۲] (النصر:۳) کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و بارك فانہ حمید مجید۔ اس پر بھی نہ ماننے والوں نے نہ مانا۔ پر نہ مانا۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۶۵، ۶۶)

قرآن کریم حسب ارشاد الٰہی اکمال کے لئے آیا ہے۔ جیسا اس نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۱۳)

---

[۱] میں آپ پر قربان جاؤں۔ [۲] تو دیکھے لوگوں کو کہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں۔

۵ ۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ٝ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔

ترجمہ۔ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا کیا حلال ہے تو کہہ دے کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں ہیں اور جو شکاری جانور تم نے شکار کے واسطے سدھار کھے ہوں اللہ نے جو تم کو سکھا رکھا ہے تم ان کو سکھا چکے ہو تو کھالو اس شکار میں سے جو وہ تمہارے واسطے پکڑ رکھیں تمہارے اشارہ سے دبوچیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ ہی کو سپر بناؤ۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

تفسیر۔ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ۔ پوچھتے ہیں ۔کیا کیا حلال ہے؟ ہم نے حرام بتادیئے ہیں۔ باقی سب حلال ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ طیّب ہوں۔ فطرتِ صحیحہ بتادیتی ہے کہ طیّب کیا ہے۔ مثلاً پاخانہ ہے۔ یہ بدن سے نکالا گیا ہے۔ پس اسے واپس کرنا فطرت کے خلاف ہے۔

الطَّيِّبٰتُ ۔جن سے تمہارے بدن اور اخلاق و مذہب کو ضرر نہ پہنچے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ (المائدۃ:۵) پوچھتے ہیں کیا کچھ کھانے میں حلال ہے۔ جواب دے اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ تمہارے لئے تمام وہ چیزیں جو غالب عمرانات کے سلیم الفطرتوں میں ستھرے اور پسندیدہ ہیں وہ تو حلال کردی گئیں۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات ۔تصانیف حضرت مولانا نورالدین صفحہ ۱۶)

۶ ۔ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ٝ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ٝ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے

حلال ہے جو تمہارے کھانے کا ہو اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے (ہر حال میں) اور پاک دامن عورتیں ایمان دار اور قابو میں رہنے والی عورتیں اہل کتاب میں سے (تمہارے واسطے حلال ہیں) جب تم ان کو ان کے مہر دے چکے قابو میں لانے والے ہو نہ نیوگ کرنے والے اور نہ متعہ کرنے والے شہوت رانی کے لئے، اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کو۔ اور جو نہ مانے ایمان کی باتیں اور ایمان کا انکار کرے تو سب اس کا کیا کرایا اکارت ہوا اور وہ انجام کار نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

تفسیر۔ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۔ یعنی اہلِ کتاب تمہاری دعوت کریں تو حلال ہے۔ بشرطیکہ کوئی حرام چیز نہ ہو۔

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۔ شہوت کے مٹانے کے لئے ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ /اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ان کو ضرورتیں پیش آئیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ بعض جگہ گائے کا دودھ اور جو کے ستّو اور ساگ نہیں مل سکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتے ہوں کہ ہمارے بزرگ چکر ورتی راجہ تھے۔ وہ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (المائدہ:٦) کا سرّ کس طرح سمجھے۔ تجربہ کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کے لئے ضروری البیان ہے۔ بیان کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کتاب بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھیں یا نہ چاہیں۔ تو آپ کی خاطر کیوں ضرورتوں کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا برہمچر یہ مذہب رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دماغ، برین اور اعصاب میں مختلف خواص رکھے ہیں ان خواص کو مدّنظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہے۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۷۱)

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۔ نکاح سے یہ غرض ہو کہ تم پابندی میں رہنے والے ہو نہ مستی نکالنے والے اور نہ یارانہ کے طور پر عورتوں کو رکھنے والے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸)

۷۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو جب تم ارادہ کرو نماز کا تو اپنے منہ دھولیا کرو اور کہنیوں تک ہاتھ اور سر کا مسح کرلیا کرو اور دونوں ٹخنوں تک اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو تو اچھی طرح پاک صاف ہو کر نہاؤ اور جب تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے آئے جائے ضرور سے عورت سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی میسر نہ ہو تو ارادہ کرو پاک مٹی کا پھر اپنے منہ مل لو اور ہاتھوں کو اس سے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور ظاہری اور باطنی نعمت تم پر پوری کرے تا کہ تم شکر گزاری اختیار کرو۔

تفسیر۔ سورۃ نساء میں معاشرت کا ذکر ہے جو اپنی بی بی، بچے، نوکر، ماں باپ کے ساتھ تعلقات میں عمدگی کا نام ہے اور تمدن کا ذکر ہے۔ جو کسی گاؤں یا شہر میں مل کر رہنے کے اصول کا نام ہے۔ کچھ باتیں پچھلے رکوع میں بتائی ہیں۔ اب کچھ اور فرماتا ہے کہ عمدہ معاشرت میں یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ مل کر نمازیں پڑھیں اور نمازوں کے لئے وضو کرو جس کا طریق سکھاتا ہے۔

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ۔ اپنے منہ دھولو۔ ہاتھ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہ فطری بات ہے۔ کوئی ہاتھ ناپاک ہو تو منہ نہ دھوئے گا۔

الْغَآىِٕطِ ۔ باہر سے آئے۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ ریح۔

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ ۔ چھونے کے دو معنی ہیں۔ صرف ہاتھ لگانا۔ دوم صحبت کرنا۔ دونوں معنے بہت عمدہ ہیں۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً ۔ اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اگر پانی نہیں ملتا یا ملتا ہے۔ مگر اس

کے لینے میں خوفِ نقصان مال یا جان یا عزّت ہےتو پھر مٹی سے تیمم کرلو۔اس بات میں بحث ہے کہ صاف پتھر پر کہ ازجنس ارض ہے تیمم ہوسکتا ہے یا نہیں؟

وَ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ ۔ایسی باتیں بتاکے اللہ طہارت کی روح تم میں پھونکنا چاہتا ہے۔ان ذرائع سے ترقی کرو۔تو اللہ تم پر اپنی نعمت کامل کردے گا شریعت نے ہر ظاہر کے لئے ایک باطن رکھا ہے مثلاً ہر چیز کو دائیں ہاتھ سے لینے کا حکم ہے۔دائیں کو فارسی میں راست اور اردو میں سیدھا۔عربی میں یَمِین اور بائیں کو چَپ ، الٹا، شمال کہتے ہیں۔اس میں ایک نصیحت ہے کہ لین دین میں ہمیشہ راستی کو مدّنظر رکھو۔سیدھا دو۔الٹے ہاتھ سے نہ دو، نہ لو۔ایسا ہی انسان کو اپنی قومیت کا گھمنڈ ہوتا ہے۔اس میں اصلاح فرماتا ہے کہ تم کو ماء یا تراب سے پیدا کیا۔آخر تم انہی میں ملنے والے ہو۔ضرورت کے موقع پر انہی سے ظاہری جسم پاک کرنے کا ارشاد کیا جیسا کہ ان کی اصلیت کا خیال باطنی خیالات کو پاک کرتا ہے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۔ شوافع مِنْ بعضیہ بتاتے ہیں حنفی ابتدائیہ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ (المائدۃ:۷)۔

اَرْجُلَكُمْ يُقْرَءُ بِالنَّصَبِ کیونکہ یہ معطوف علی الوجوہ والایدی الی فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اس طور کا عطف عربی میں بلا کسی خلاف کے جائز رکھا ہے اور سنت نبوی نے اس کی توضیح کر دی ہے کہ وضو کے ساتھ پاؤں کا دھونا فرض ہے۔اور بعض روایات میں ارجلکم میں لام پر ضمہ بھی پڑا ہے اور مبتدا بنا کر اس کی خبر محذوف نکالی ہے۔مغسولہ مگر یہ قراءت شاذ ہے۔اور جر کے ساتھ بھی اکثر قراءت ہیں۔اس میں دو وجہیں ہیں۔ارجلکم کو معطوف علی الرؤس بنایا ہے اعراب میں اور حکم مختلف ہے۔رؤس ممسوحہ ہیں اور رجل مغسولہ ہیں ایسے اعراب کو اعراب الجوار کہتے ہیں۔یہ عربی کثرت سے ہے کوئی منع نہیں اور قرآن کریم میں بھی کثرت سے واقع ہے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۸ مؤرخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۶)

وضو کی آیت کریمہ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔[1] (المائدۃ:۷) پر عملدرآمد کرنا فرض الٰہیہ سے ہے اور حدیث شریف پر عمل درآمد کرنا اس سے کم پایہ پر سنت اور مستحب ہے۔

حدیث کے حکم کے مطابق ابتداء وضو میں ہاتھ دھونا اور آیت کے رو سے پہلے منہ کا دھونا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اور پاؤں کا ٹخنوں تک ملنا اور دھونا اور حدیث کے رو سے پاؤں پر پانی تین بار ڈالنا ثابت ہے۔

شیعہ لوگ بھی الفاظ قرآنی پر زیادتی کرتے ہیں جیسے کہ ابتدائے وضو میں ہاتھ دھوتے ہیں اور سر کے مسح کے واسطے پانی لیتے ہیں اور بعض وضو سے پہلے پاؤں دھو لیتے ہیں حالانکہ یہ سب قرآن شریف کے الفاظ پر زیادتی ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ پہلے پہل ہاتھ آیت میں کہاں ہیں اور سر کے مسح کے لئے پانی سے ہاتھ تر کرنا اور مسح پاؤں کے لئے ہاتھ تر کرنا کہاں ہے۔
(بدر جلد ۹ نمبر ۱۱ مورخہ ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

۸۔ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی اور اس کا مضبوط اقرار جو تم سے لیا گیا ہے جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی تو اللہ کو سپر بناؤ اور اُسی کا خوف رکھو بے شک اللہ دلوں کی باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔

تفسیر۔ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ ۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ بھی ایک عہد ہے۔

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ ظاہر داریوں سے کام نہیں چلے گا۔ وہ تمہارے سینہ کی باتوں سے واقف ہے۔ اب چونکہ معاشرت میں تعظیم لِاَمر اللہ کے سوا شفقت علیٰ خلق اللہ بھی چاہیے اس

---

[1] جب تم ارادہ کرو نماز کا تو اپنے منہ دھو لیا کرو اور کہنیوں تک ہاتھ اور سر کا مسح کر لیا کرو اور دونوں دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک (بھی دھو لیا کرو)۔

لئے اس کی نسبت ہدایت فرماتا ہے کہ چونکہ معاملات میں مقدمات بھی ہوتے ہیں اس لئے تم جب ان میں گواہی دو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو مضبوط ہو جایا کرو اللہ کے واسطے انصاف کی گواہئیں دینے کو اور تمہیں کسی قسم کی عداوت مجرم نہ بنا دے کہ تم انصاف چھوڑ دو۔ برابر انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے بہت قریب ہے اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اسی کا خوف رکھو بے شک اللہ تمہاری کرتوتوں سے بڑا خبردار ہے۔

تفسیر۔ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۔تو تمہاری گواہیاں اللہ کے لئے عدل کے ساتھ ہوں۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ کسی کی دشمنی انصاف کی مانع نہ ہو۔ مثلاً آرین لوگ تم کو دفتروں سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تو اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ تم ان کے مقابلہ میں بھی ایسی کوشش کرو۔ جہاں تمہیں اختیار حاصل ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ تقویٰ کا علاج بتایا کہ تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا (المائدۃ:۹) کسی قوم کی عداوت کے سبب سے ان سے بے انصافی مت کرو۔ انصاف کرو۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۵)

۱۰۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ ایمانداروں اور بھلے کام کرنے والوں سے اللہ نے وعدہ فرمالیا ہے کہ اُن کی ہم حفاظت فرمائیں گے اور ان کو بڑا اجر دیں گے۔

تفسیر۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ چونکہ پھر بھی انسان کمزور ہے اس لئے فرمایا کہ جن مومنوں

کے اعمالِ صالحہ زیادہ ہوں ان کے لئے مغفرت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

۱۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ ۔ اے ایمان والو! اللہ کا وہ احسان یاد رکھو جو تم پر ہوا جب کہ قصد کیا تھا ایک قوم نے کہ دست درازی کرے تم پر تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور اللہ ہی کو سپر بناؤ۔ اور اللہ ہی پر سب ایمانداروں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

تفسیر ۔ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ ۔ حدیبیہ میں بھی ایسا معاملہ ہوا کہ دشمن کی ضرر رسانی سے مسلمانوں کو بچایا تبوک کے راستے میں بھی یہ فضل ہوا۔ مدینہ طیّبہ میں بھی جب یہود نے چکّی کا پاٹ گرانا چاہا تو آپؐ محفوظ رہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدوں اور ان کی جماعت کو مشکلات پیش آتے اور وہ دشمنوں سے بچائے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳)

۱۳۔ وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔

ترجمہ ۔ اور البتہ تحقیق بنی اسرائیل سے پکّا اقرار لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں جب تم نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے پیغمبروں کو مانتے رہو اور ان کی مدد کرو ہر طرح کی اور تعظیم کرو اور قوت دو اور اللہ کے لئے مال کا حصہ الگ کردو عمدگی سے تو میں ضرور ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کردوں گا اور ضرور تم کو داخل کروں گا ایسے باغوں میں جن میں نہریں بہتی ہوں گی پھر اس کے بعد تم میں سے کوئی کافر حق پوش ہوگا تو بے شک

اس نے سیدھی راہ کو گم کر دیا۔

تفسیر۔ وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کبھی یہود کا ذکر کرتا ہے کبھی عیسائیوں کا کبھی مشرکوں کا، کبھی ابراہیم وموسیٰ کا، ہمارے سامنے نہ یہود ہیں، نہ موسیٰ ہیں۔ پس تم کو اور ہم کو سناتا ہے۔ فرعون کس طرح فرعون بنا۔ اور موسیٰ کیونکر موسیٰ ہوا۔ فرماتا ہے۔ ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا تھا اور ان میں بارہ سردار بنائے۔ چھاؤنیوں کو اب تک بارہ پتھر کہتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ نے بھی بارہ حواری بنائے۔ ہمارے نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ بارہ شخص قریشی بڑے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں کوئی اسلامی ملک ایسا نہ تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے تحت تصرّف سے باہر ہو۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے پچوں تک تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک سردار ہوتا تھا۔ دوسرا دعویدار تک نہ تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں قطعاً خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ۔ زکوٰۃ کے فرض کا لوگوں کو بہت کم خیال ہے۔ میں نے سوائے ایک کے کسی مولوی کو زکوٰۃ دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۳، ۸۴)

۱۴۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ پس ان کے اقرار توڑنے کے سبب سے ہم نے ان کو دربدر کر دیا اور ان کے دل سخت کر دیئے وہ الفاظ کو اپنی جگہ سے ہٹاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اس حصہ کو جس کا ان کو وعظ کر دیا گیا ہے اور تو ہمیشہ مطلع ہوتا رہتا ہے ان کی کسی نہ کسی چوری پر ان میں کے چند آدمیوں کے سوا۔ تو درگزر کر اور معاف فرما بے شک اللہ محسنوں کو پیار کرتا ہے۔

تفسیر۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ۔ مسلمانوں میں عیاشی حد سے بڑھ گئی تو خدا نے ایک شخص کو مسلط کیا جس کا نام ہلاکو تھا۔ اسلام جہاں جہاں بادشاہ ہوا اس نے غیر قوموں کو رہنے دیا لیکن

عیسائیوں کے تین زمانے ہیں، ایک زمانہ تو اس کا وہ ہے کہ انہوں نے زبردستی لوگوں کو عیسائی بنایا اور ظلم کئے۔ دیکھو۔ اسلام کا حال سپین میں۔ پھر شبہات، شکوک دوسروں کے مذہب میں ڈالنے شروع کئے یہ بھی ایک جبر ہے۔ پھر یہ کہ خاص عہدے عیسائیوں کے لئے مخصوص ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ پس ان سے عفو کر اور درگزر۔ بے شک احسان والے خدا کو پیارے ہیں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۵۳)

۱۵۔ وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کا جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ہم نے اقرار لیا پس انہوں نے بھی وہ حصہ چھوڑ دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس پر وہ عمل کریں پس اس لئے ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور کینہ کو بھڑکا دیا ہے قیامت تک اور آگے ایک زمانہ آتا ہے کہ ان کو اللہ بتائے گا ان کی کاری گری کا نتیجہ۔

تفسیر۔ اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں۔ ہم نے پختہ اقرار ان کا لیا اس یاد دلائی گئی بات پر عمل کرنا بھول گئے۔ پھر ہم نے ان میں عداوت اور بیر کو اکسا دیا۔ سوچو اگر انہیں اتفاق ہوتا تو تمام دنیا پر جو چاہتے کرتے۔ مگر جرمن سے فرانس۔ روس سے انگلستان کو جو کچھ کھٹکا ہے ظاہر ہے۔ باایں کہ سب عیسائی ہیں! مسلمانو! تمہارا مالک رازق اللہ ایک۔ تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ایک۔ عیسائی تین کے بندے ہیں۔ آریہ چار کتابوں کے متبع ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ بھی کیوں ہوا؟

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰)

جب لوگوں نے ترک کر دیا اس پاک راہ کو جس کی ان کو تعلیم دی گئی تھی تو پھر ہم نے ان میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلّط کر دیا۔ بھلا شیر اور اس کے شکار بلّی، چوہے کا خالق کوئی صلح کرنے والا ہے یا لڑاکا؟ جو کوئی قوم باہمی محبّت و نیکی و ہمدردی و اخلاص اور دوستانہ برتاؤ کی تعلیم کو ترک کر دے

اور نہ مانے تو ان میں باہمی عداوت و بغض لا بُدی ہے یا نہیں؟

(نور الدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۹۱)

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (المائدۃ:۱۵)
جب ہمارے حکم کو بھول گئے تو ہم نے ان کے درمیان بغض ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو دیکھو اپنی برادری کو دیکھو اور دکھ سے کہتا ہوں کہ بعض بعض احمدیوں کو بھی دیکھو کہ ان میں بغض اور کینہ موجود ہے ابھی تم کچھ ہوئے بھی نہیں پھر بھی تم میں وہی فساد ہے جو پہلے تھا جب اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو بغض اور عداوت پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر تمہارے اندر بغض اور عداوت ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں کو چھوڑ دیا۔ (بدر جلد ۱۲ نمبر ۲۸، ۲۹، ۳۰ مورخہ ۳۰؍جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۸)

۱۷۔ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

ترجمہ۔ اس کے ذریعہ سے اللہ سلامتی کی راہوں کی طرف راہ نمائی فرماتا ہے جو اس کی رضا کے طالب ہوں اور ان کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالتا ہے آپ ہی اور ان کو سیدھی راہ کی طرف چلاتا ہے۔

تفسیر۔ جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے جو کوئی تابع ہو اس کی رضا کا۔ بچاؤ کی راہ پر۔ اور ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا ہے سیدھی راہ۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۲۵)

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جا رہا تو وہ مومن نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

۱۸۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔ تو کہہ (اگر وہ اللہ

تھا) تو پھر کس کا بس چلتا ہے اللہ پر کچھ بھی (پھر یہ کیا ہوا) جب کہ ارادہ کیا تھا اللہ نے مسیح ابن مریم کے مار ڈالنے کا اور اس کی ماں کا اور جو اس خاص ملک میں تھے سب کا (تو کوئی روک نہ سکا) اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور جو ان کے درمیان ہے وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے، اور اللہ ہر ایک چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ شرک کیا ہے؟ جس کے واسطے قرآن شریف نازل ہوا۔ سنو!۔ دوسرا مرتبہ صفات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے۔ سب چیزوں کا خالق ہے وہ غیر مخلوق ہے۔ پس یہ صفات کسی غیر کے لئے بنانا شرک ہے۔

آریہ قوم نے پانچ ازلی مانے ہیں ۱۔ اللہ قدیم ازلی ہے ۲۔ رُوح ازلی ہے ۳۔ مادہ ازلی ہے۔ ۴۔ زمانہ ازلی ہے ۵۔ قضاء ازلی ہے۔ جس میں یہ سب چیزیں رکھی ہیں۔ اس واسطے یہ قوم مشرک ہے۔

عیسائی قوم نے کہا ہے کہ بیٹا ازلی ہے۔ باپ ازلی ہے۔ روح القدس ازلی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ[1] (المائدة: ۷۴) ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرّف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

اِنْ اَرَادَ۔ اِنْ تاکید یہ۔ جب ارادہ کیا اللہ نے مسیح اور اس کی ماں اور اس ملک کے لوگوں کے مارنے کا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۱۹۔ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ٝ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔

ترجمہ۔ یہود اور نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔ تم جواب دو (ایسا ہے تو) پھر تم کو اللہ عذاب کیوں دیتا ہے یا دے گا تمہارے گناہوں پر ہاں تم تو بشر ہی ہو اس

---

[1] البتہ البتہ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

کی مخلوق میں اللہ جس کے چاہے گناہ ڈھانپے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور جو ان دونوں میں ہے اور اُسی کی طرف پھرنا ہے۔

تفسیر۔ یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی وہ یہی تکبّرِ علم تھا فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ۔[۱] (المومن: ۸۴) انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے۔ صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں اس تکبّر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّٰی اور شیریں چشمہ جاری ہوا۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

بنی اسرائیل جب مصر کی طرف گئے تو پہلے پہل ان کو یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آرام ملا۔ پھر جب شرارت پر کمر باندھی تو فراعنہ کی نظر میں بہت ذلیل ہوئے مگر آخر خدا نے رحم کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ان کو نجات ملی۔ یہاں تک کہ وہ فاتح ہو گئے اور وہ اپنے تئیں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ سمجھنے لگے لیکن جب پھر ان کی حالت تبدیل ہوگئی۔ ان میں بہت ہی حرامکاری، شرک اور بدذاتیاں پھیل گئیں تو ایک زبردست قوم کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلّط کیا۔

(بدر جلد ۸ نمبر ۱۵ مؤرخہ ۴/فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ۔ آجکل سیّدوں کی بھی یہی حالت ہے۔ کوئی کبریائی ایسی نہیں جو ان میں نہیں حالانکہ بعض ذلیل ہو رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

۲۱۔ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور (وہ یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم اللہ کے وہ احسان یاد کرو جو اس نے تم پر کئے ہیں۔ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تم کو بادشاہ بنایا یعنی سلطنت والی قوم اور تم کو وہ کچھ دیا جو تمہارے زمانے میں کسی کو ہم نے نہیں دیا تھا دنیا جہان سے۔

---

[۱] یہ لوگ خوش ہوئے اس پر جو اُن کے پاس علم تھا۔

تفسیر۔ کیسا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اسباب کو مہیّا نہیں کرتا۔ اور وہ انسان تو بہت ہی بدقسمت ہے جس کو اسباب میسر ہوں لیکن وہ ان سے کام نہ لے۔ اب میں تمہیں توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ گھر کی حالت پر۔ تمہیں یا مجھے یا ہماری موجودہ نسلوں کو وہ وقت تو یاد ہی نہیں جب ہم اس ملک کے بادشاہ تھے۔ سلطنت بھی خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ فرمایا جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا یعنی اے میری قوم خدا نے تجھ میں انبیاء کو مبعوث فرمایا اور تجھ کو بادشاہ بنا دیا۔

جب قوم کی سلطنت ہوتی ہے تو قوم کے ہر فرد میں حکومت کا ایک رنگ آجاتا ہے۔ ہاں ہمیں تو وہ وقت یاد نہیں جب ہم بادشاہ تھے۔ اچھا تو قوم کی سلطنت اب ہے نہیں اور خدا کا شکر بھی ہے کہ نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتی تو موجودہ نا اتفاقیاں۔ یہ لاچاریاں۔ یہ بیکسی اور بے بسی۔ خود رائی اور خود بینی ہوتی ضروریاتِ زمانہ کی اطلاع نہ ہوتی تو کس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا۔ اور کیسے دکھوں میں پڑتے۔ بیرونی حملہ آور اندرونی بغاوتوں کو دیکھ کر حملہ آور ہوتے اور ہلاک کر دیتے تو یہ خدا کا رحم ہے جو اس نے سلطنت لے کر دوسروں کے حوالے کی اور ہم کو اس دکھ سے بچا لیا جو اس وقت موجودہ حالت کے ہوتے ہوئے ہمیں پہنچتا۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱ / مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۶۔ ۷)

۲۲۔ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے قوم اُس پاک ملک میں داخل ہو جاؤ جس کو اللہ نے تمہارے لئے محفوظ رکھا ہے (اور لکھ دیا ہے کہ وہ تمہیں کو ملے) اور تم الٹے پھر و تو تم بڑے ٹوٹا پانے والے ہو جاؤ گے۔

تفسیر۔ بندے ایک وہ ہوتے ہیں جن کو الہام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو فہم عطا کرتا ہے اور اپنے فہم سے خدا تعالیٰ کی باتوں کو سمجھتے ہیں۔ ایک وہ ہوتے ہیں کہ جن کو نہ الہام ہوتے ہیں نہ خدا ان کو تفہیم کرتا ہے لیکن ان کو وسعتِ نظر حاصل ہوتی ہے اور علم وسیع ہوتا ہے۔ تیسرے وہ ہوتے ہیں جن کو نہ علم ہوتا ہے نہ تفہیمِ الٰہیہ۔ ان تیسری قسم والوں کو پہلی دو قسم والوں کی

اطاعت کرنی چاہیے۔ یہاں اسی کے متعلق فرمایا کہ یٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَۃَ موسیٰؑ فرماتے ہیں اگر میرا کہا نہ مانو گے تو گھاٹا پاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ فِیۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِیۡنَ[1] (المائدۃ: ۲۳) آپ کو خبر نہیں کہ وہاں طاقتور لوگ رہتے ہیں اور وہ اپنے بگاڑ کی اصلاح جلد کر سکتے ہیں۔ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ ان باتوں میں تجربہ کار ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ رَجُلَانِ ہیں جن کے نام یوشع بن نون اور کلب ہے جنہوں نے کہا۔ بسروچشم حاضر ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی وعظ کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

۲۳ تا ۲۵۔ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ فِیۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِیۡنَ ٭ۖ وَ اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَا حَتّٰی یَخۡرُجُوۡا مِنۡهَا ۚ فَاِنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا فَاِنَّا دٰخِلُوۡنَ۔ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَیۡهِمُ الۡبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ ۚ۬ وَ عَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِیۡهَا فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ۔

ترجمہ۔ قوم نے کہا اے موسیٰ! اس ملک میں تو ایسی زبردست قوم ہے کہ ذرّہ بھی نقص آ جاوے تو اصلاح کر لیتی ہے اور ہم تو وہاں ہرگز نہ جاتے ہیں نہ جائیں گے جب تک وہ لوگ وہاں سے نہ نکل جائیں، ہاں جب وہ وہاں سے نکل جاویں گے تو ہم وہاں داخل ہوں گے۔ قوم نے کہا اے موسیٰ! ہم تو اس میں کبھی بھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ اس میں رہیں گے۔ پس تو اور تیرا رب جاؤ اور ان سے تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔

تفسیر۔ جو لوگ آپؐ کی تعلیم سے تیار ہوئے۔ وہ کیسے نمونہ تعلیم محمدیؐ کے تھے۔ اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہما السّلام کی تعلیم میں تھے وہ کیسے نمونہ تھے۔

ایک نمونہ وہ ہیں جن کو فرعون کی غلامی سے موسیٰؑ کے سبب آزادی ملی۔ مصر کے آہنی تنور سے۔ (یرمیاہ باب ۴) بہت کچھ مال واسباب لے کر بڑے سمندر سے خشکی پر نکلے موسیٰؑ کے ذریعہ

[1] اے موسیٰ! اس ملک میں تو ایسی زبردست قوم ہے کہ ذرّہ بھی نقص آ جاوے تو اصلاح کر لیتی ہے۔

من وسلویٰ کھایا جب موسیٰؑ نے حکم دیا حالانکہ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے خدا سا تھا (خروج ۷ باب ۱) تو صاف انکار کر گئے۔ دیکھو (گنتی ۱۳ باب ۲۳ و گنتی ۱۴ باب ۱۔۳) قرآن شریف میں بھی اشارہ ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا۔(المائدۃ:۲۳)

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔(المائدۃ:۲۵)

بولے اے موسیٰؑ وہاں ایک قوم ہے زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے جب تک وہ نہ نکل چکیں وہاں سے۔

بولے اے موسیٰؑ۔ ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے جب تک وہ اس میں رہیں گے۔ سو تو جا اور تیرا رب اور دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھیں گے......

اور ادھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دیکھئے۔ آپؐ کی اتباع میں وطن سے نکالے گئے۔ اموال واسباب سے محروم ہو گئے۔ کمال مصیبت کی حالت میں پوری کمزوری کے وقت میں کہتے ہیں لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ۔ (بخاری جلد ۲۔ کتاب المغازی۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۳)

ہم نہیں کہتے جیسے موسیٰ کی قوم نے کہا۔ جا تو موسیٰ اور تیرا رب اور دونوں لڑو۔ لیکن ہم تیرے داہنے اور تیرے بائیں اور تیرے آگے اور تیرے پیچھے تیرے دشمنوں سے لڑیں گے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل صفحہ ۲۲)

۲۶۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں کسی کا مالک نہیں مگر اپنی ذات کا اور اپنے بھائی کا تو جدائی کر دے ہم میں اور فاسق نافرمان قوم میں۔

تفسیر۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ ۔ اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو کس قدر رنج پہنچا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

۲۷۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا وہ ملک ان پر حرام ہوا چالیس برس ہلاک ہو جاویں ملک میں ۔تو نافرمان قوم پر کچھ افسوس نہ کرنا۔

تفسیر۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ ۔ یہ ہے نبی کی نافرمانی کا نتیجہ۔

بعض لوگ غلطی کر لیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ اب بخشو نا۔ معاف کرو۔ خدا کا یہاں کارخانہ الگ ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اب اس میں جانا چالیس برس کے لئے بند ہے۔

يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۔ یونہی جنگلوں میں جھک مارتے مرجائیں گے۔ ہاں ایک قوم پیدا ہو گی ۔یعنی ان کے بچے جو اس خطا میں شریک ہی نہ تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

۲۸۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔

ترجمہ۔ ان کو پڑھ کر سنا دے آدم کے دو بیٹوں کے سچے حالات جب دونوں نے کچھ نیاز چڑھائی تو ان میں سے ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ ہوئی تو قابیل نے کہا (حسد سے) میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے جواب دیا (میں کیا کروں) اللہ تو متقیوں کی ہی نیاز قبول فرماتا ہے۔

تفسیر۔ ابْنَيْ اٰدَمَ ۔ آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ نام قرآن شریف میں نہیں۔ تورات میں ہیں۔ انکار کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ایسے مواقع پر تحریف کا گمان ہے۔

قَرَّبَا قُرْبَانًا ۔ قربانی کی۔ وہ قربانی کیا تھی۔ یہ نہیں بتایا۔ کچھ ہو گا۔

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا ۔قبولیت کا پتہ معلوم ہو۔کلام الٰہی سے یا آدم علیہ السلام کو بذریعہ الہام الٰہی علم ہوا۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ یہ آیت قابلِ غور ہے۔اعمال نیک بھی نیکوں ہی کے قبول ہوتے ہیں۔دوسرے موقعہ پرفرما چکا ہے کہ جو رِئَآءَ النَّاسِ (النساء:۳۹) پر عمل کرتے ہیں ان کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی پتھر پر مٹی بچھا کر تخم ریزی کرے۔بارش آئے وہ کھیتی کو مع زمین بہالے جائے اور صاف چٹیل چھوڑ جائے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

اسلام نے کن قربانیوں کو جائز رکھا ہے؟ سواوّل انسانی قربانی کا ذکر کرتے ہیں۔مگر قبل اس کے کہ اس کا بیان کریں قربان کے لفظ کی جس سے قربانی کا لفظ نکلا ہے۔تشریح کرتے ہیں۔سُنو! اس لفظ قربان کے لُغت عرب میں کیا معنی ہیں۔

قَرُبَ الشَيْئُ قُرْبَانًا۔ خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز۔

اَلْقُرْبَانُ بِالضَّمِّ مَا قَرُبَ اِلَى اللهِ ۔قربان پیش کے ساتھ جو اللہ کی طرف نزدیک کرے۔

وَمَا تَقَرَّبْتَ بِهٖ ۔اور قربان وہ ہے جس کے ذریعہ تو اللہ کے نزدیک ہو۔

وَالْقُرْبَانُ جَلِيْسُ الْمَلِكِ وَخَاصَّةٌ۔ قربان بادشاہ کا مجلسی اور اس کا ممتاز۔

وَمِنْهُ الصَّلٰوةُ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ۔ اسی محاورہ پر ہے کہ نماز ہر ایک متقی کے لئے قربان ہے۔اور حدیث میں آیا ہے۔

مَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ. فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يَبْصُرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا ۔(بخاری) میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے۔یہاں تک کہ میں اسے پیار کرتا ہوں۔جب میں اسے پیار کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے چلتا ہے۔

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندیوں میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اس کے نزدیک کرنا اور اس کے خاصوں میں ہو جانا۔جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ

اس کو کسی کے ساتھ مخلوق میں ذاتی رنج و غضب ہوتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ مخلوق میں سے ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہے۔ اس کی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر لِلّٰہِ۔ وَ بِاللّٰہِ۔ وَ فِی اللّٰہِ ہوتی ہے۔ اور اس کا بغض بھی ہوتا ہے مگر لِلّٰہِ۔ وَ بِاللّٰہِ۔ وَ فِی اللّٰہِ ہوتا ہے۔ وہ فانی باللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا صرف اس لئے ہوا کرتا ہے کہ جناب الٰہی نے کُلُوْا کا حکم دیا ہے اور ایسے آدمی کا پینا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو پینے میں الٰہی ارشاد ہے وَ اشْرَبُوْا اور اس کا بی بی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کا حکم ہے۔

پس شہوت و غضب، طمع و جزع، عجز و کسل، بے استقلالی وغیرہ رذائل اس میں نہیں رہتے وہ انعامات کے وقت اگر شکر کرتا ہے تو ارشاد الٰہی سے۔ اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضاء الٰہی کے لئے۔ وہ اپنے اور دوسرے کے معاصی پر اس لئے ناراض ہوتا ہے کہ اس کا مولیٰ ان باتوں پر ناراض ہے۔ وہ مشرکوں، بے ایمانوں، شریروں پر تلوار اٹھاتا ہے مگر الٰہی ہتھیار بن کر۔ یہی قربانی ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے۔

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ (المائدۃ:۲۸)

جب ان دونوں نے قربانی دی۔ آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی ردّ ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا۔ اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔

دوسری انسانی قربانی جس کو اسلام نے جائز رکھا ہے جو انانِ قوم اور مدّبرانِ ملک کی قربانی ہے مگر اس وقت کے بڑے بڑے سیاسی بلاد یورپ و امریکہ۔ ہاں عام بلاد کا ذکر کیوں کریں۔ خود انگلستان نے میری ذرہ سی شخصی زندگی میں جہاں انڈیا، کابل، پنجاب، دہلی کے غدر، سوڈان، خرطوم، ٹرانسوال اور صومالی لینڈ وغیرہ جزائر میں صرف تجارت یا یوں کہو حکومت کے لئے لاکھوں نیئر اور ڈیئر[1] قربانی کئے ہیں تو وہاں اَن تراشے گلوں نے اپنے ملک و قوم کو تو دنیا کے صراط پر سے کیا گزارا۔

---

[1] NEAR AND DEAR (قریبی اور عزیز)۔ مرتّب

دنیا کی جنت میں پہنچا دیا ہے اور وید کی تعلیم نے تو ہزارہا منتروں میں اس نرمیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائز ڈایڈیشن صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳)

اولادِ آدم (یہاں اس امر سے بحث نہیں کہ کتنے آدم گزرے ہیں۔ بہرحال ایک آدم کی اولاد) نے قربانی کی۔قربانی کہتے ہیں اللہ کے قرب کے حصول اور اس میں کوشش کرنے کو۔ میرا ایک دوست تھا اسے کبوتروں کا بہت شوق تھا۔شاہ جہان پور سے تین سو روپے کا جوڑا منگوایا اسے اڑا کر تماشہ کر رہا تھا کہ ایک بحری نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹ دیا۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہ بھی قربانی ہے باز ایک جانور ہے اس کی زندگی بہت سی قربانیوں پر موقوف ہے۔اسی طرح شیر ہے اس کی زندگی کا انحصار کئی دوسرے جانوروں پر ہے۔ بلی ہے اس پر چوہے قربان ہوتے ہیں۔ پھر پانی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مچھلیوں میں بھی یہ طریق قربانی جاری ہے۔وہیل مچھلی پر ہزاروں مچھلیوں کو قربان ہونا پڑتا ہے اسی طرح اژدہا ہے کہ جس پر مرغا قربان ہوتا ہے۔غرض اعلیٰ ہستی کے لئے ادنیٰ ہستی قربان ہوتی رہتی ہے۔اسی طرح انسان کی خدمت میں کس قدر جانور لگے ہوئے ہیں۔کوئی ہل کے لئے۔کوئی بگھیوں کے لئے۔کوئی لذیذ غذا بننے کے لئے۔ پھر اس سے اوپر بھی ایک سلسلہ چلتا ہے وہ یہ کہ ایک آدمی دوسروں کے لئے اپنے مال یا اپنے وقت یا اپنی جان کو قربان کرتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لڑائیوں میں ادنیٰ اعلیٰ پر قربان ہوتے ہیں سپاہی قربان ہوتے جائیں مگر افسر بچ رہے۔ پھر افسر قربان ہوتے جائیں مگر کمانڈر انچیف کی جان سلامت رہے۔ پھر کئی کمانڈر انچیف بھی ہلاک ہو جاویں مگر بادشاہ بچ رہے۔غرض قربانی کا سلسلہ دور تک چلتا ہے اس پر بعض ہندو جو ذبح اور قربانی پر معترض ہیں ان سے ہم نے خود دیکھا کہ جب کسی کے ناک میں کیڑے پڑ جاویں تو پھر ان کو جان سے مارنا کچھ عیب نہیں سمجھتے بلکہ ان کیڑوں کے مارنے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔شکریہ کے علاوہ مالی خدمت بھی کرتے ہیں۔ پھر اس سلسلہ کائنات سے آگے اگلے جہان کے لئے بھی قربانیاں ہوتی رہتی ہیں۔اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ جب کوئی بادشاہ مرتا تو اس کے ساتھ بہت سے معززین کو قتل کر دیا جاتا تا اگلے جہان میں اس کی خدمت کر سکیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جس ملک میں تھے شام اس کا نام تھا وہاں آدمی کی قربانی کا بہت رواج تھا اللہ نے انہیں ہادی کر کے بھیجا اور اللہ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا۔حضرت

ابراہیمؑ نے رؤیا میں دیکھا جب کہ ان کی ۹۹ سال عمر تھی کہ میں بچہ کو قربان کروں ایک ہی بیٹا تھا۔ دوسری طرف اللہ کا وعدہ تھا۔ کبھی مردم شماری کے نیچے تیری قوم نہ آئے گی۔ ادھر عمر کا یہ حال ہے اور بچہ چلنے کے قابل ایک ہی ہے اسے حکم ہوتا ہے کہ ذبح کر دو۔ رؤیا کا عام مسئلہ ہے اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی بجائے کوئی بکرا وغیرہ ذبح کر دے۔ اسی طرح یہاں لوگوں کو کہا کہ میں بیٹے کو ذبح کرتا ہوں مگر وحی الٰہی سے حقیقت معلوم ہوئی کہ دنبہ ذبح کرنا چاہیے۔ پس لوگوں کو سمجھایا کہ اے لوگو! تمہارے بزرگوں نے جو کچھ دیکھ کر قربانی انسانی شروع کی اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ آدمی کی قربانی چھوڑ کر جانور کی قربانی کی طرف توجہ کرو۔ اس کی برکت یہ ہوئی کہ ہزاروں بچے ہلاک ہونے سے بچ گئے کیونکہ انہیں ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کرنے کا سبق پڑھا دیا گیا۔ یہ قربانی کا سلسلہ پرندوں چرندوں درندوں میں بھی پایا جاتا ہے پھر دنیوی سلطنتوں میں ...... ادنیٰ محبوبوں کو اعلیٰ محبوبوں پر قربان کرنے کا نظارہ ہر سال دیکھتا ہوں اس لئے ادنیٰ محبت کو اعلیٰ محبت پر قربان کرتا ہوں مثلاً سڑک ہے جہاں درخت بڑھانے کا منشاء ہوتا ہے وہاں نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں پھر درخت پر پھول آتا ہے اور وہ درخت متحمل نہیں ہوسکتا تو عمدہ حصّے کیلئے ادنیٰ کو کاٹ دیتے ہیں میرے پاس ایک شخص سردہ لایا اور ساتھ ہی شکایت کی کہ اس کا پھل خراب نکلا۔ میں نے کہا کہ قربانی نہیں ہوئی۔ چنانچہ دوسرے سال جب اس نے زیادہ پھلوں اور خراب پودوں کو کاٹ دیا تو اچھا پھل آیا۔ لوگ جسمانی چیزوں کے لئے تو اس قانون پر چلتے ہیں مگر روحانی عالم میں اس کا لحاظ نہیں کرتے۔ اور اصل غرض کو نہیں دیکھتے...... جو قربانی کرتا ہے اللہ اس پر خاص فضل کرتا ہے۔ اللہ اس کا ولی بن جاتا ہے پھر اسے محبت کا مظہر بناتا ہے پھر اللہ انہیں عبودیت بخشتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں لامحدود ترقیاں ہوسکتی ہیں...... قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کے لئے بہت مفید ہے اپنے اعمال کا مطالعہ کرو اپنے فعلوں میں، باتوں میں، خوشیوں میں، ملنساریوں میں، اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے ترک کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو تو مبارک ہے ہمارا وجود۔ عیب دار قربانیاں چھوڑ دو۔ تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب ہو نہ سینگ کٹے ہوئے۔ نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کے لئے تین راہیں ہیں۔ ۱۔ استغفار ۲۔ دُعا ۳۔ صحبت صلحاء۔ انسان کو صحبت سے بڑے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبتِ صالحین حاصل کرو۔ قربانی

کے لئے تین دن ہیں۔ پر روحانی قربانی والے جانتے ہیں کہ سب ان کے لئے یکساں ہیں۔ میں تمہیں وعظ تو ہر روز سناتا ہوں۔ خدا عمل کی توفیق دیوے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۲۱ / جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۷، ۸)

تقوٰی ایسی چیز ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ بلکہ اسکے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۳۱ / اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵)

۳۰، ۳۱۔ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ البتہ میں چاہتا ہوں کہ تو ہی میرے قتل کرنے کے گناہ اور اپنے (دوسرے) گناہ کو حاصل کرلے اور دوزخیوں میں سے ہو جائے اور بے جا کام کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔ پھر رغبت دلا دی اور آمادہ کر دیا قابیل کو اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کرنے پر تو اس نے اس کو مار ڈالا اور ہو گیا ٹوٹے والوں میں سے۔

تفسیر۔ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ۔ یعنی میرے قتل کا جو گناہ ہے وہ بھی تو حاصل کرے۔ یہ بھی ایک جذباتِ رحم کو برانگیخت کرنے والی درخواست اور نصیحت دینے والی بات تھی کہ اور ہر طرح سے تو شریر تو ہے ہی۔ اب یہ ایک گناہ ہے۔ یہ بھی کرلے اور دوزخی بن جا۔ میں نے کیا کہنا ہے۔

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ ایسا ٹوٹا پانے والا ہوا کہ جس خاندان نے اس سے شادی کی وہ بھی تباہ ہوا۔ معلوم ہوا۔ شادی صلحاء میں کرنی چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵ / اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

بِاِثْمِيْ۔ وہ بدی جو مجھے قتل کرنے سے تو حاصل نہ کرے گا۔

وَ اِثْمِكَ۔ اور تیری اور بدیاں بھی تیرے ذمّہ ہیں۔

اس قصے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا اس کے دو بیٹے اسمٰعیل واسحاق تھے۔

اسرائیلیوں نے وہ نبی (اسمٰعیلی) کا قتل چاہا۔اس قصّہ سے متنبّہ فرمایا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۳۲ ۳۳،۳۴۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ۔ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ١ؗ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر اللہ نے بھیجا ایک کوّا وہ زمین کریدنے لگا تاکہ اس کو دکھاوے کہ کس طرح وہ چھپاتا ہے اپنے بھائی کی لاش کو۔قابیل نے کہا مجھ پر افسوس ہے کہ میں (اس کوّے سے بھی گیا گزرا ہوا) کاش اس کوّے ہی کے جیسا ہوتا جو کہ چھپا دیتا ہے وہ اپنے بھائی کی لاش کو۔ پھر وہ سخت نادم ہونے لگا۔اس واقعہ کے سبب سے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جو کسی کو مار ڈالے بغیر بدلے یا بغیر ملک میں شرارت کرنے کے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو مار ڈالا اور جس نے اس کو زندہ رکھا گویا اس نے سب کو زندہ رکھا۔اور بے شک ان کے پاس آ چکے اور لا چکے ہیں ہمارے رسول کھلی کھلی نشانیاں پر بہت سے لوگ ان میں کے ان دلیلوں کو دیکھے بعد بھی ملک میں زیادتیاں کرتے پھرتے ہیں۔

تفسیر۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا۔کوّے میں تین صفتیں عجیب ہیں ۱۔کوّے کو کسی نے جماع کرتے کم دیکھا ہے۔ ۲۔ایک ٹکڑا بھی کھانے کو مل جائے۔اڑ کر اوروں کو اطلاع ضرور کرے گا کہ یہاں کچھ ملنا ہے۔ ۳۔کسی کوّے کو صدمہ پہنچے سب وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔اسی واسطے شور وغل کو ہماری زبان پنجابی میں ’’کاواں رَولی‘‘ کہتے ہیں۔ہم نے ایک بڑے شکاری سے پوچھا۔کبھی کسی کوّے کی لاش تم نے جنگل میں دیکھی ہے۔تو اس نے کہا نہیں۔اس سے تین باتیں نکلیں۔ ۱۔شرم وحیاء بھی کوئی چیز ہے ۲۔نیک برتاؤ کرنا چاہیے اور ہمدردی۔ ۳۔مردے کی لاش کو دبانے کی فکر۔یہ قصّہ اشارہ ہے اس

بات کی طرف کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا (اسے ابوالانبیاء کہتے ہیں) اس کے دو بیٹے تھے اسحٰق اور اسمٰعیل۔ مدینہ کے یہود جو بنو اسحاق تھے انہوں نے نبی کریمؐ اسمٰعیل کی اولاد کو قتل کرنا چاہا۔ سو انہیں بتایا گیا کہ دیکھو اس سے پہلے ایک بھائی نے دوسرے کو قتل کرکے کیا لیا۔ سو اس کے کہ خاسر و نادم ہوا اور انہیں سمجھایا کہ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ صرف اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا جو ایسے عظیم الشان نفس کو قتل کرے گا وہ گویا سارے جہان کے قتل کا مرتکب ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

نَفْسًا۔ نفس محمدؐ رسول اللہ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۳۴۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ بس ان کی سزا تو یہی ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد پھیلانے کے لئے دوڑتے اور کوشش کرتے ہیں ان کو قتل کر دیا جائے، سولی دے دیا جائے یا کاٹ دیئے جائیں ان کے ہاتھ پاؤں خلاف ورزی کے سبب یا وہ وطن سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں تو ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

تفسیر۔ سزا ان کی جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا صلیب دیئے جائیں۔ اس خلاف ورزی یا مخالف سمتوں سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں۔ یا ملک سے نکالے جائیں۔ یہ سزا اس لئے ہے کہ دنیا میں انہیں رسوائی ہو اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹۷)

سوائے اس کے نہیں کہ جزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں

فساد کرنے کو دوڑتے ہیں۔ یہ ہے کہ قتل کئے جاویں یا سولی دیئے جاویں یا اس زمین سے جلاوطن کئے جاویں۔ یہ واسطے ان کے رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۵۸)

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ۔ اللہ کے دین کا مقابلہ کرتے ہیں۔

مِنْ خِلَافٍ۔ بوجہ ان کی خلاف ورزی کے۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مجرموں کی کئی قسمیں ہیں پس ان کے موافق ان سزاؤں میں سے کوئی سزا دی جاوے گی۔

خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یہ نشان ہے آخرت میں عذاب کا۔ دنیا میں حسبِ پیشگوئی جب مل گیا تو آخرت کی خبر درست ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۴)

۳۶۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایمان دارو! اللہ کا خوف رکھو اور اس کو سپر بناؤ اور جناب الٰہی سے حاجت طلب کرو اور خوب کوشش کرو اللہ کی راہ میں اور قرآن میں مجاہدہ کرو تا کہ تم نہال و بامراد ہو جاؤ۔

تفسیر۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ۔ اصل مقصد ساری تعلیم کا تقویٰ ہے۔تقویٰ کا ابتداء یہ ہے کہ ایمان بالغیب خدا پر ہو۔ دعا میں لگا رہے۔ کچھ ہاتھ سے دے۔ پھر اس سے بڑھ کر کسی نبی پر بدگمان نہ ہو۔ الٰہی کتابوں پر ایمان رکھے۔قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے جانے۔

دوسرا مرتبہ وہ ہے جو رکوع سورۃ بقرہ لَيْسَ الْبِرُّ (البقرة:۱۹۰) میں اللہ پر، ملائکہ پر، کتب پر، انبیاء پر ایمان ہو۔ ذَوِي الْقُرْبٰى۔ یتامٰی، مساکین وغیرہ کو دے۔صبر و استقلال سے بسر کرے۔

تیسرا مرتبہ۔ آخری یہ ہے کہ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔[1] (حم سجدہ:۳۱) اور قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ۔[2] (الانعام:۹۲) اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ یاد رکھو معاشرت کے اصولوں میں سے اعلیٰ

---

[1] جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب تو اللہ ہی ہے (پھر سب کا دھیان اور مطلق گناہ چھوڑ دیا) اور اسی حالت پر جمے رہے۔

[2] تو کہہ دے فقط اللہ ہی نے (اتارا ہے) پھر ان کو چھوڑ دے۔

اصول یہ ہے کہ حکموں کا پابند ہو۔ یہ بدمعاش لوگوں کا اصول ہے کہ دنیا کھائے مکر سے۔ ایسے لوگ کبھی سکھ نہیں پاتے۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ وسیلہ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو حاجت۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اپنی حاجتیں جناب الٰہی میں لے جاؤ۔ دیکھو سورۃ بنی اسرائیل اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ۔ (بنی اسرائیل:۵۸) یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنی حاجتیں ربّ کے حضور مانگتے ہیں ابن عباسؓ کا ایک شعر

كُلُّ الرِّجَالِ لَهُمْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ [1]

دوسرے معنے ہیں ذریعہ کے۔ اور ذرائع چار قسم کے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو باایمان کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو عقل مند کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو بے ایمان کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو بے عقل کہتے ہیں۔

مثلاً اللہ کے حکموں کو ماننا۔ نیک بننا۔ ہدایت کی بات مان لینا۔ یہ تمام مذہبوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے پس اس ذریعہ پر عمل کرنے والا باایمان ہے۔

دوم۔ مثلاً پار جانا ہے۔ دریا میں موجوں پر موجیں آ رہی ہیں۔ اب وہاں کشتی کا سامان کرنے والا عقل مند کہلاتا ہے۔

سوم۔ مثلاً بُت پرست بُت کے آگے ناچتا ہے۔ عمدہ کھانے پکا کے اس کے سامنے رکھتا ہے۔ قبر کو سجدہ کرتا ہے۔ اللہ کے نام کے سوا کسی کا روزہ، طواف، قربانی کرتا ہے۔ اس وسیلہ کو اختیار کرنے والا بے ایمان ہے۔

چہارم۔ مثلاً ایک ایسا آدمی ہے جو ان وسائل کو جو قدرت نے کسی مطلب کے حصول کے لئے

---

[1] سب لوگوں کے لئے تو ہی حاجت روا ہے۔

بنائے ہیں ۔ ان پر جھوٹا قیاس کرتا ہے مثلاً باریک سوئی ململ کو سی سکتی ہے تو وہ سمجھے کہ ہل کا پھالا بطریق اولیٰ اسے جلد سی سکتا ہے یا جیسے بیوقوف لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب معمولی آدمی اس دنیا میں ہماری مدد کرتے ہیں ۔تو نبی ، ولی جسم سے الگ ہو کر بعد وفات بطریق اولیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں ۔کوئی شخص جہاز میں لوہا سمجھ کر پھر بہت سا لوہا لے کر اس پر ہو بیٹھے اور سمجھے کہ میں اس پار اتر جاؤں گا ۔ یہ بے عقل ہے ۔

پس الوسیلہ فرمایا ۔ یعنی ذریعہ ہو ۔ مگر اس ذریعہ کو دیکھ لو وہ بے ایمانی کا تو نہیں ۔ عقل و تجربہ و ایمان کے موافق ہے یا نہیں ۔ مکلّف انسان عقل و تجربہ و ایمان سے تقویٰ کے سامان کرے مگر وہ عقل و تجربہ و شریعت کے خلاف نہ ہوں ۔ پھر یہ کہ مجاہدہ فی سبیل اللہ کرے ۔ جب ان تین قاعدوں پر چلے گا تو مظفر و منصور ہو گا ۔بعض لوگ حقیقی ذرائع سے کام نہیں لیتے اور چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے ہم کو عمدہ لباس ، عمدہ مکان ، راحت و آرام کی چیز مل جائے ۔ایسے لوگ آخر مثلاً چوری کا پیشہ وغیرہ ناجائز اختیار کر لیتے ہیں ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۵)

۳۹۔ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ ۔ چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ہے ان کے کرتوت کی عذاب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے ۔

تفسیر ۔ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۔ چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو ۔ یہ بدلہ ہے ان کے کسب کا اور عبرت کا موجب ہے اللہ کی طرف سے ۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹۷)

السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ ۔ مرد ہو یا عورت ایسے پیشہ وروں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۵)

۴۱۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

ترجمہ۔ کیا تم نہیں جانتے اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی وہ عذاب دے جس کو چاہے اور کمزوری معاف کرے جس کی چاہے۔ اور اللہ ہر چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ رزق کے لئے ایسی بُری راہ اختیار کرنا نہایت قبیح ہے وہ تو جائز طریقے سے رزق دینے پر قادر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۵)

۴۲۔ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔

ترجمہ۔ اے رسول! تجھے غمگین نہ کرے ان لوگوں کا کوشش کرنا حق پوشی اور انکار میں جو بظاہر منہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے مانا حالانکہ ان کے دلوں نے نہیں مانا۔ اور وہ جو یہودی ہیں جھوٹ بولنے کے لئے کچھ سننے آتے ہیں مان لیتے ہیں اور قوموں کی باتیں (یا دوسروں کے جاسوس ہیں) جو تیرے پاس ابھی نہیں آئے۔ بدل دیتے ہیں لفظوں کو ان کے ٹھکانوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو لے لینا اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہنا۔ اور اللہ جس کو عذاب دینا چاہے تو اللہ پر تیرا اس کے لئے کچھ بس نہیں چلتا (کہ نہ ہونے دے) یہی لوگ ہیں جن کے لئے اللہ نے نہیں چاہا کہ ان کے دل پاک کرے۔ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

تفسیر۔ اے رسول نہ غمگین کریں تجھے وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے بڑھتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ وہ لوگ کان لگاتے ہیں کہ یہاں سے سن کر باہر جا کر جھوٹ پھیلائیں۔ یا دوسرے مخالفوں کی بھی مان لیتے ہیں جو ابھی تیرے پاس نہیں آئے۔ ٹھیک موقعوں سے بات کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم کو یہ تعلیم ملے تو لے لو۔ اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو اور جسے اللہ عذاب دینا چاہے تو اسے اللہ سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۳)

جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذرّاتِ عالم پر ایک تصرف ملتا ہے اس کی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں جو نیکوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں ایسی فطرتوں کا ذکر آیا ہے سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ۔ بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ جب دوسروں کے پاس جا بیٹھتے ہیں تو پھر ان کی باتیں قبول کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ متقیوں کی صحبت میں رہیں اور وہ وقت نہ ملے تو استغفار، لاحول اور دعا کریں۔ دعا کی حقیقت سے لوگ کیسے بے خبر ہیں۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۳ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹، ۱۰)

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ ۔ بعض وقت کفر کرنے والے کو آرام میں دیکھ کر ضعیف مومن کا دل گھبرا اٹھتا ہے کہ یہ بے ایمان ہو کر کیسے آرام اور عزت میں ہے۔ یہ دھوکہ ہوتا ہے ورنہ ہم نے کئی ایسے لوگوں کو بظاہر دیکھا ہے کہ اتنا بڑا مکان ہے اور اس میں ایک ہی بڑی دری ہے مگر ساتھ مرگی کا عارضہ ہے جو کثرتِ زنا کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ایک اور کو دیکھا۔ ہر وقت وہاں راگ و رنگ رہتا۔ آہستہ آہستہ موقع آیا کہ اس نے آتشک سے اپنا بالکل تباہ ہونا مانا۔ اور یہ صرف غم میں دل بہلانے کے لئے تھا۔

اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ ۔یعنی اگر یہ بات ان میں پائی گئی تو سچے۔ورنہ نہیں۔لوگ گھر ہی سے باتیں بنا کر لے آتے ہیں۔ایک دفعہ حضرت صاحب کے پاس ایسے آدمی آئے جو گھر سے یہ مشورہ کر آئے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔اگر انہوں نے کہا۔جائز نہیں۔تو سچے ورنہ جھوٹے۔ایسی خود ساختہ باتوں میں بہت دھوکہ لگتا ہے۔مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ جو لوگ اپنی شرارتوں سے اس حد تک پہنچ گئے۔خدا ان کے فتنہ کا ارادہ رکھتا ہے۔ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ .... فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ۔[1] (الصف:٦) سے اس کی تشریح ہوتی ہے یعنی خدا ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا جو خود ٹیڑھا پن سے اس حالت کو پہنچ گئے کہ پھر سیدھے نہیں ہونا چاہتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/ اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۵،۸۶)

۴۵۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے توریت اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے اس کے موافق حکم دیتے تھے فرمان بردار نبی یہودیوں کو اور علماء وفقہاء اور حکماء اللہ والے درویش کیونکہ وہ محافظ ٹھہرائے گئے اللہ کی کتاب سے۔اور وہ تھے اور رہیں گے گواہ اور خبر گراں (ان سے کہا گیا تھا) تم لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو اور نہ لو میری آیتوں کے بدلے دنیا کا تھوڑا سا فائدہ۔اور جو اللہ کے اتارے ہوئے کے موافق حکم نہ دیں تو یہی لوگ کافر ہیں۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو بہت آسان رکھا ہے۔دین کا مدار تعظیم لامر اللہ، شفقت علیٰ خلق اللہ پر ہے دیکھئے ایک طرف نماز کیسی اعلیٰ عبادت ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتوں کی جامع ہے دوسری طرف زکوٰۃ۔قرآن مجید میں دونوں کی تاکید ہے۔اس کے علاوہ اور جو عیوب لوگوں میں ہوں ان کی اصلاح فرماتا ہے۔جوں جوں زمانہ پیچھے جاتا ہے۔نبوت کے ثبوت بڑھتے جاتے ہیں۔آدم کے

---

[1] پھر جب وہ کجی کی راہ چلے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا بنا دیا۔

وقت میں اگر کوئی مسئلہ الہام ونبوت پر اڑ بیٹھتا تو جواب دینا مشکل تھا لیکن ہمارے زمانے میں کوئی مشکل نہیں۔ انبیاء، اولیاء، ملہمین گزر چکے ہیں۔ امم کا مشترکہ تعامل موجود ہے۔ پھر سب سے زیادہ سہولت یہ ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب کے دلائل، حالات، اخلاق، کارنامے ہم کو میسر آ سکتے ہیں۔ ژندوستا ملتے نہ تھے۔ اب چند پیسوں پر ملتے ہیں۔ ویدوں کے لئے ایک زمانہ تو وہ تھا کہ احمد بیرونی، ایک شخص انجمن تحقیقِ مذاہب کا ممبر ۴۰ سال ہند میں رہا۔ وہ ہندوؤں کے حالات کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ انکی ایک اور کتاب ہے جس کو یہ لوگ زبانی بعض مقامات سے پڑھتے ہیں اور میں نے اسے دیکھا نہیں۔ دیکھئے یا تو وہ زمانہ کہ ۴۰ سال ایک شخص محض اسی تحقیق کے لئے رہتا ہے اور سنسکرت کی تحصیل میں ایسی سرگرمی دکھلاتا ہے کہ وہ اس کی مادری زبان کی طرح ہوگئی۔ مگر وید دیکھنے نصیب نہیں یا اب یہ زمانہ کہ چاروں وید [illegible][1] روپیہ پر ملتے ہیں۔ یہی حال بائیبل کا ہے کہ ایک روپیہ تک مل سکتی ہے۔

پس تحقیق کے لئے بہت آسانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تورات والوں کو متنبّہ کرتا ہے کہ تم تورات ہی کو غور سے پڑھو ہم نے اس میں هُدًى ہدایت نازل کی یعنی اس عہد نامہ کے رسول کی طرف راہنمائی کی چنانچہ بتادیا کہ موسیٰؑ کا مثیل آئے گا اور وہ بت پرستی کا دشمن ہوگا۔ اس کا خلاف کرو گے تو تم سے حساب لیا جاوے گا۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ ۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈر کر بلکہ میرا ڈر رکھ کر اور دنیا کی آیت اللہ کے سامنے مطلق پرواہ نہ کر کے مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کو حاکم بناؤ۔ صاف معلوم ہوگا کہ محمد رسول اللہ ہیں۔ مگر تم نبی پر ایمان لانا تو کجا اس کی ایذا رسانی اور قتل کی فکر میں ہو حالانکہ تورات ہی میں درج ہے کہ نفس کے بدلے نفس مارا جائے گا۔ بلکہ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ان آیات میں بتایا ہے کہ تم تورات کے اور احکام بھی چھوڑ چکے ہو۔ نبی کی مخالفت میں۔ تو یہ بتاتے ہیں کہ ہمیں اپنا دین بڑا عزیز ہے ہم اپنے دین پر قائم ہیں مگر واقعات اس کے خلاف ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۶)

---

[1] ۲۲

هُدًی وَّ نُوْرٌ۔ ہدایت اس لئے کہ اس میں نبی کریمؐ کی پیشگوئی ہے اور نور یہ کہ اس میں توحید بھی سکھائی ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۴۹۔ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ پر برحق سچی کتاب اتاری جو سچا بتاتی ہے پاس والی کتابوں کو اور امین حافظ اور شاہد ہے اس کی۔ تو فیصلہ کر ان لوگوں میں اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا اور ان کی گری ہوئی خواہشوں پر نہ چل وہ راہ حق چھوڑ کر جو تیرے پاس آ چکی (اے مخاطب!) تم میں سے ہر ایک کے لئے راستہ اور عملی نمونہ ہم نے مقرر کیا ہے اور اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اللہ تم کو انعام دینا چاہتا ہے ان طاقتوں میں جو ہم نے تم کو دیں ہیں تو کوشش کرو نیکیوں میں۔ تم سب کو اللہ ہی کے طرف پلٹنا ہے پھر اللہ تم کو خبردار کرے گا جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔

تفسیر۔ بِالْحَقِّ ۔ سراپا حق۔ بعض کتابیں بالکل باطل ہوتی ہیں۔ بعض میں حق و باطل ملا جلا۔ بعضوں میں حق زیادہ ہوتا ہے اور باطل کم۔ مگر یہ قرآن سراپا حق ہے۔

مُهَیْمِنًا۔ جامع، محافظ۔

شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا۔ شِرْعَةً کہتے ہیں پانی کے گھاٹ کو۔ اور مِنْهَاجًا خشکی کا راستہ کہتے ہیں۔ انسان کو دو ضرورتیں ہیں۔ ایک ضرورت تو اللہ کی پاک شریعت ہی سے حل ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کی ضرورت کو اللہ نے انسان کے عقل وفہم پر چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم زراعت کرو۔ اب کھیتوں میں بیج بونے کے طریق کو شریعت میں داخل نہیں کیا۔ ایسا ہی کپڑے پہننے کا حکم ہے مگر اب ہر ملک کے موسموں کے سبب جیسا کپڑا چاہیے یہ انسان کے فہم پر چھوڑ دیا ہے۔

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ یعنی تمہیں ایک ہی مذہب پر بنا دیتا۔ مگر یہ جبر ہو جاتا۔ لیکن ہم نے تمہیں ان قوٰی میں جو ہم نے دیئے ہیں۔

لِيَبْلُوَكُمْ انعام دینا چاہا ہے پس تم نیکیاں بڑھ بڑھ کر کرو اور اجر لو۔ اگر اپنے اختیار سے تم نیکی نہ کرو بلکہ فطرتاً تو پھر اجر کیسا ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۶)

میں دنیا پرست واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ ان کی اغراض محدود، ان کے حوصلے چھوٹے' خیالات پست ہوتے ہیں۔ جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دنیوی وعظ سب اس کے اندر آجاتے ہیں کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے۔ ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بُری بات سے روکنے والا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے مُهَيْمِنْ فرمایا۔ یہ جامع کتاب ہے جس میں جیسے ایک ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقوں اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے ویسے ہی نظامِ مملکت اور سیاست مُدن کے اصول اعلیٰ درجہ کے بتائے گئے ہیں۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے اصول یہ بتاتا ہے۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۷/مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

۵۱۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا وہ جاہلیت کے زمانہ کا حکم مانگتے ہیں اور اللہ سے بہتر کون حکم کرنے والا ہے یقین کرنے والی قوم کے لئے۔

تفسیر۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ۔ یعنی شتر بے مہار بننا چاہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۶)

۵۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اے ایمان دارو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دلی دوست نہ بناؤ (وہ) آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور تم میں سے جو ان کو دوست رکھے گا کوئی تو بے شک وہ انہیں میں کا ہو جائے گا بے شک ظالم جس راہ پر چل رہے ہیں وہ اللہ کی بتائی ہوئی نہیں۔

تفسیر۔ اَوْلِيَآءَ ۔ دل کا متصرف۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۶)

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ ۔ یہ جنگ کے وقت کا ذکر ہے۔ سورۃ ممتحنہ دیکھو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۵۳۔ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ تو تُو ان کو دیکھے گا جن کے دلوں میں کمزوری ہے کہ وہ دوڑ رہے ہیں ان کی طرف، کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آ پڑے تو امید ہے کہ اللہ لائے گا فتح کو یا کوئی خاص فیصلہ اپنے پاس سے تو اس وقت اس بدگمانی پر جو وہ اپنے دلوں میں کرتے تھے پچھتائیں گے۔

تفسیر۔ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ ۔ ان میں شامل ہونے کے لئے جلد بازی کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۶)

۵۵۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ ۔ اے ایمان دارو! جوتم میں سے پھر جائے گا اپنے دین سے تو اللہ تعالیٰ لے آئے گا اور ایک ایسی قوم کو کہ وہ اللہ کو دوست رکھتی ہوگی اور اللہ ان کو دوست رکھتا ہوگا وہ نرم دل مومنوں کے سامنے اور منکروں پر سخت دل ہوں گے اللہ کی راہ میں جان و مال لڑا دیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دے اور اللہ بڑی گنجائش والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ ۔ اس آیت میں جو معاملہ ہے وہ بظاہر تکلیف دہ ہے کسی شخص کا بھائی، بیٹا، دوست، سچے مذہب سے پھر جائے تو اسے کس قدر رنج پہنچتا ہے۔ پھر صحابہؓ کرام کو اپنے قلّت تعداد کی حالت میں اس قدر محنتوں سے مسلمان بنانے کے بعد پھر بھی کسی کا ارتداد دیکھنا پڑے تو کیا کچھ دکھ پہنچنا چاہیے تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ اس معاملہ میں مومنوں کے لئے ایک بشارت دیتا ہے کہ ایک مرتد ہو تو میں تمہیں اس کے بدلے میں ایک قوم دوں گا اور وہ قوم بھی ایسی کہ میں ان سے محبت کروں گا اور وہ مجھ سے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے نے (جس کی پڑھائی پر میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا تھا) مجھے خط میں لکھا کہ میں ناپاک مذہب اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ مجھے بہت دکھ ہوتا کہ اگر یہ آیت معاً میرے ذہن میں نہ آجاتی۔

اَذِلَّةٍ ۔ دراصل تھوڑوں کو کہتے ہیں۔ چونکہ تھوڑے عاجز ہوتے ہیں اس لئے مطلب یہ ہے کہ نرم دل۔ یہ آیت شیعہ کے لئے کاری حربہ ہے۔ عرب میں بھی جب سلسلۂ ارتداد شروع ہوا تو جو قوم ان کے مقابلہ میں اٹھی جسے يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہو۔ وہ بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ اور ان کے پیرو تھے وہی کافروں پر غالب آئے۔ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہے اور وہی کسی سے نہیں ڈرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۶،۸۷)

ایک تارکِ اسلام کومخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایسے ارتداد اور مُرتدوں کے بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۴)

اگرتم میں سے کوئی ایک مرتد ہوجاوے تواس کے بدلہ اللہ تعالیٰ ایک بڑی قوم لائے گا۔ جواللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنے والا ہوگا۔ اس تارک اوراس کے اورمرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جومحبوب الٰہی ہوں گے عطا کرے گا اورضرور عطا کرے گا فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۷)

۵۶۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ ہی تمہارا دلی دوست ہے اوراُس کا رسول اور وہ ایمان دار جونماز کوٹھیک درست رکھتے ہیں اورزکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جھکنے والی جماعت کے ساتھ جھکتے ہیں۔

تفسیر۔ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہروقت خدا کی جناب کے فرماں بردار ہیں۔ اس آیت کوشیعہ نے حضرت علیؓ پر لگایا ہے اورایک روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ہی نے بحالتِ رکوع زکوٰۃ دی تھی۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ ہمارے دوست حکیم فضل دین صاحب نے ایک دفعہ ایک شیعہ کوخوب جواب دیا۔ پہلے اس سے دریافت کیا کیا حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے مدمقابل میں تھے اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے خلافت غصب کی وغیرہ وغیرہ۔ تب حکیم صاحب نے کہا تم ہوش کرو۔ اسی آیت کے ساتھ لکھا ہے۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔[1] (المائدہ:۵۷) پس غالب تو تم خود ابوبکرؓ کو مانتے ہو۔ حزب اللہ سے بھی وہی ہوا۔ اور یہی نشان ہے ان لوگوں کا جو يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ کے مصداق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۷)

---

[1] اور اللہ ہی کی جماعت غالب ہے۔

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ خدا کے حضور عاجزی کرنے والے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۰)

۵۹۔ وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب تم اذان دیتے ہو اور نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اذان کو ٹھٹھا اور بے حقیقت چیز بناتے ہیں کیونکہ وہ قوم بالکل بے عقل ہے۔

تفسیر۔ قرآن کریم......تذلیل اور اہانت کے طور پر ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بے عقلی کے بدنتائج میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ اور جب تم انہیں نماز کو بلاتے ہو۔ اسے حقارت اور کھیل میں اڑاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۵)

۶۰۔ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو اے اہلِ کتاب! تم ہم میں کیا عیب پاتے ہو بس یہی کہ ہم نے مانا ہے اللہ کو اور اس کلام کو جو ہم پر اُترا اور جو ہم سے پہلے اتارا گیا اور تم تو اکثر نافرمان ہی ہو۔

تفسیر۔ انہیں کہہ۔ اے کتاب والو۔ تم اس لئے ہم سے بیزار ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر جو پہلے نازل کیا گیا اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہے کہ تم حدود الٰہیہ کو توڑنے والے ہو۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

۞۞۞

۶۱۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔

ترجمہ۔ بھلا میں تم کو بتادوں ان (فرضی) عیب والوں سے زیادہ عیب والا اللہ کے نزدیک جزا میں وہ ہے جس کو اللہ نے دربدر کیا اور اس پر خفا ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سؤر کی صفت والا بنادیا اور وہ پوجنے لگے سرکش شیطان کو یہی لوگ ہیں بدترین درجہ والے اور بہت ہی بھٹکے ہوئے سیدھی راہ سے۔

تفسیر۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ۔ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ[۱] (الفجر:۱۶،۱۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلاء دو قسم کے ہیں۔ ہمارے ملک میں اگر کسی سے پوچھتے ہیں کہ کیا حال ہے تو وہ کہتا ہے بڑا فضل ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ مال مویشی۔ اولاد سب کچھ ہے۔ اسی طرح فضل الٰہی کے چھن جانے سے بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی سورۃ میں فرماتا ہے کہ فضل کا دارومدار تو یتیم کے ساتھ سلوک کرنے۔ کسی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب پر ہے اور یہ کہ مال سے زیادہ محبت نہ ہو۔ اس رکوع میں بعثت کے نشان فرمائے ہیں۔

ترجمہ یہ ہے کیا ہم اطلاع دیں تمہیں اس کی جس کو ایک برا نتیجہ ملا ہے۔

جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ۔ وہ ذلیل کر دیئے گئے۔ چنانچہ یہودیوں کی نسبت ارشاد ہے۔ اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ۔[۲] (آل عمران:۱۱۳) اور لَا تُنْصَرُوْنَ۔[۳] (ھود:۱۱۴)

وَ الْخَنَازِيْرَ۔ مالِ دنیا کا حریص اور شہوت کا حریص۔

عَبَدَ الطَّاغُوْتَ۔ حد سے نکلنے والے کا فرماں بردار۔

---

[۱] پس جب انسان کو اس کا رب آزماتا ہے اور اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوب عزت دی۔ اور جب اس کا امتحان لینا چاہتا ہے اس کا رب (اور طرح سے) تو تنگ کر دیتا ہے اس پر روزی تو انسان کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ [۲] مگر کہ ہوں ساتھ حبل اللہ کے یا ساتھ حبل الناس کے۔ [۳] مددگار نہ ہوگا۔

سَوَآءِ السَّبِیْلِ۔ پاک، عمدہ، قریب راہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۷)

ان سے کہہ میں تمہیں ان قوموں کی خبر دوں۔ جنہیں خدا کی طرف سے ان کے ایسے افعال کا بہت برا بدلہ ملا۔ وہ وہ ہیں جنہیں خدا نے بندر اور سؤر اور شیطان کے پرستار بنا دیا۔ یہ بہت برے پایہ کے لوگ ہیں اور سب سے زیادہ راہِ حق سے دور بھٹکے ہوئے ہیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۹)

وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے ان کی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے۔ اَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران:۱۱۱) ان میں اکثر لوگ فاسق تھے اور یہاں تک فسق و فجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ جَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ یہ اس وقت کے لکھے پڑھے علماء سجادہ نشین۔ خدا کی کتاب مقدّس کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل وخوار ہیں جیسے بندر۔ وہ ایسے شہوت پرست اور بے حیا ہیں جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کر وان لوگوں کا جو پڑھے لکھے نہ تھے، جو کتاب مقدس کے وارث نہ تھے، جو موسیٰؑ کی گدّی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر یہ تو ان کے اخلاقِ بد، عادات بد یا عزت وذلت کی حالت کا نقشہ ہے۔ اگرچہ ایک دانشمند اخلاقی حالت اور عرفی حالت کو ہی دیکھ کر روحانی حالت کا پتہ لگا سکتا ہے۔ مگر خود خدا تعالیٰ نے بھی بتا دیا ہے کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبدالطاغوت بن گئے تھے۔ یعنی حدود الٰہی کے توڑنے والوں کے عبد بنے ہوئے تھے۔ ان کے معبود طاغوت تھے۔ اب خیال کرو کہ اخلاق پر وہ اثر۔ روح پر یہ صدمہ۔ عزت کی وہ حالت! یہ ہے وہ قوم جو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ کہنے والی تھی۔ اس چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کر لو۔ یہ نقشہ کافی ہے۔ عقائد کے سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے۔ عزّت وآبرو کے سمجھنے کے لئے کہ جو بندر کی عزت ہوتی ہے۔ پھر یہ نقشہ کافی ہے۔ اخلاق کے معلوم کرنے کے لئے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بے حیائی اور شہوت کا پتلا ہوتا ہے۔

جب ان لوگوں کا حال میں نے سنا یا جو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ۔[1] (المائدۃ:۱۹)

---

[1] ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔

کہتے اورابراہیمؑ کے فرزند کہلاتے تھے تو عیسائیوں پر اسی کا قیاس کرلو۔ان کے پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی۔اور کفّارہ کے اعتقاد نے ان کو پوری آزادی اور اباحت سکھا دی تھی اور عربوں کا حال تو ان سب سے بدتر ہوگا جن کے پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی۔اور پھر یہ خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا۔ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی سچے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا اور اہرمن اور یزدان دو جدا جدا خدا مانے گئے تھے۔ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔جہاں پتھروں، درختوں تک کی پوجا اور پرستش سے تسلی نہ پاکر آخر عورتوں اور مردوں کے شہوانی قویٰ تک کی پرستش جاری ہوچکی تھی۔غرض جس طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔جدھر نگاہ دوڑاؤ۔دنیا کیا بلحاظ اخلاقِ فاضلہ۔کیا بلحاظ عبادات اور معاملات ہر طرح ایک خطرناک تاریکی میں مبتلا تھی اور دنیا کی یہ حالت بالطبع چاہتی تھی کہ

ع مردے از غیب برون آید و کارے میکند [1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایک رسول کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا۔ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ [2] (الجمعۃ:۳) یہ رسول صرف عربوں ہی کے لئے نہ تھا۔باوصفیکہ عربوں میں مبعوث ہوا بلکہ اس کی دعوتِ عام اور کل دنیا کے لئے تھی جیسا کہ اُس نے دنیا کو مخاطب کر کے سنایا۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (الاعراف:۱۵۹) اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہوکر آیا ہوں اور پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (الانبیاء:۱۰۸) یعنی ہم نے تم کو تمام عالموں پر رحمت کے لئے بھیجا ہے اسی لئے وہ شہر جہاں سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا امّ القریٰ ٹھہرا اور وہ کتاب مبین جس کی شان ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ (البقرۃ:۳) وہ امّ الکتاب کہلائی اور وہ لسان جس میں امّ الکتب اتری وہ امّ الالسنہ ٹھہری۔یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا جو آدم زاد پر ہوا۔اور بالخصوص عربوں پر اس رسول نے آ کر کیا۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۲ مؤرخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۷،۸)

---

[1] ایک شخص غیب سے ظاہر ہوتا اور کارنامہ دکھاتا ہے۔

[2] وہی اللہ جس نے امیوں میں (یعنی مکہ والوں میں) رسول انہیں میں سے بھیجا۔

۶۲۔ وَ اِذَا جَآءُوْکُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْکُفْرِ وَ ھُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا یَکْتُمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے مانا حالانکہ وہ کفر ہی ساتھ لے کر داخل ہوئے اور کفر ہی ساتھ لے کر پلٹے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپاتے تھے۔

تفسیر۔ جب تمہارے پاس آتے ہیں۔ اٰمَنَّا کہتے ہیں۔ حالانکہ کفر دل میں لے کر آتے ہیں اور کفر کو لے کر نکلتے ہیں۔ اور جو کچھ دل میں مخفی رکھتے ہیں اسے خدا خوب جانتا ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۹)

۶۳۔ وَ تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور تو دیکھے گا ان میں سے بہتوں کو جو وہ جلدی کرتے ہیں گناہ اور ظلم میں اور اُن کا کھانا حرام کا ہے وہ کیسے بُرے کرتوت کر رہے ہیں۔

تفسیر۔ وَ الْعُدْوَانِ۔ حد بندیوں سے نکلنے والے۔

اَکْلِھِمُ السُّحْتَ۔ حرام خوری۔ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ انسان کی نیکی اور تقویٰ کا پتہ مالی معاملات میں لگتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۷)

بہت سے ان میں سے تم خوب دیکھتے ہو۔ بدکاری اور بغاوت اور حرام خوری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ بہت ہی برے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۹)

۶۴۔ لَوْ لَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ ان کو کیوں نہیں منع کرتے اللہ والے علماء حکماء فقہاء درویش بُری بات بولنے سے اور حرام مال کھانے سے وہ کیا ہی بُرے کام کر رہے ہیں۔

تفسیر۔ ان کے عالموں اور درویشوں کو چاہیے تھا کہ انہیں ناجائز باتوں اور حرام خوری سے روکتے۔ بہت ہی بری کرتوتیں ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۹)

۶۵۔ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ؕ وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ؕ وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ کُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ لولا اور بندھا ہوا ہے یعنی (نعوذ باللہ) وہ تنگ دست ہے۔ انہیں کے ہاتھ تنگ دست اور لولے اور بندھے ہوئے ہوں اور اس کہنے کے سبب سے وہ دربدر ہوئے بلکہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ خرچ کیا کرتا (ہے) جس طرح چاہتا ہے۔ قرآن جو تجھ پر نازل ہوا تیرے رب کی طرف سے وہ ضرور سرکشی اور کفر کو ان میں سے بہتوں میں بڑھائے گا اور ہم نے ڈال دی ہے ان میں بغض وعداوت قیامت تک۔ جب وہ سلگاتے ہیں لڑائی کی آگ تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور کوشش کرتے ہیں ملک میں شرارت پھیلانے کی، اور اللہ ناپسند کرتا ہے شریر فسادیوں کو۔

تفسیر۔ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۔ نادان لوگ جب تنگ ہوتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں۔ خدا کے ہاتھ ہمارے لئے شل ہو گئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۷)

بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۔ ہر ایک صفت موصوف کی شان کے مطابق ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

۶۷۔ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ کَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور وہ کتابیں جو ان پر نازل ہوئیں ان کے رب کی طرف سے تو وہ کھاتے اپنے اوپر اور نیچے قدموں کی طرف سے۔ ایک جماعت ہے وسط کی چال والی اور ان میں کے بہت سے بدکار رہی ہیں۔

تفسیر۔ مِنْ فَوْقِهِمْ ۔ میرے نزدیک اس سے مراد مکالماتِ الٰہیہ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۷)

مِنْ فَوْقِهِمْ ۔ الہامی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

۶۸۔ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف وحی کی گئی تیرے رب سے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تُو نے اللہ کی رسالت نہ پہنچائی۔ اللہ تیری حفاظت کرے گا لوگوں سے البتہ اللہ تعالیٰ قوم کافر کو کامیابی کی راہ نہیں بتاتا۔

تفسیر۔ میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ سورۃ نساء و مائدہ معاشرت و تمدّن کے مسائل کے لئے ہے کہ آدمی آرام میں کیونکر گزارے۔ چنانچہ بیوی، بچوں، یتیموں، بیواؤں سے جیسا سلوک کرنا چاہیے۔ اس کا ذکر ہو چکا۔ اب فرماتا ہے کہ آرام میں اللہ کی کتاب بھی..... اور اصلاح بین الناس کی طرف متوجہ ہو۔ لڑائیاں اگر فتوحات کے لئے ہوں تو آرام ان فتوحات کے انتظام کے لئے۔

بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ۔ یہ آیت بہت قابلِ غور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سات بلکہ دس مشکلات میں تھے۔ ایسی حالت میں آپؐ تبلیغ کرتے رہے۔ ۱۔ مکہ کے دشمن تو موجود تھے ہی آپ ۱۲۰ میل پر ان چالاکیوں سے کیونکر واقف ہو سکتے تھے۔ ۲۔ یہود......بنو قینقاع جو بڑی بے رحم قوم تھی۔ ۳۔ بنو قریظہ جن کا مکہ کے گھر گھر میں دخل تھا۔ ۴۔ بنو نضیر جو گنڈے تعویز وغیرہ بھی دیتے تھے۔ ۵۔ عیسائیوں کا گروہ۔ ۶۔ اوس وخزرج دونوں میں منافق۔ ۷۔ مشرکانِ مدینہ۔ ۸۔ پھر عیسائی جو روما کی سلطنت کو ابھارتے تھے۔ ۹۔ یہود ایران والوں کو ابھارنے والے۔ ایسی مشکلات کا سامنا تھا۔ ۱۰۔ مکّہ کا دشمن بدستور بلکہ آگے سے زیادہ تیز۔

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ اور اللہ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ جس وقت یہ آیت اتری آپؐ کے خیمہ کے گرد پہرہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سب چلے جاؤ۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔

اس آیت پر مجھے ایک مضمون سوجھا کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کیسے بڑے آدمی، کیسے بڑے مدبّر تھے اور بارعب۔

حضرت عثمانؓ ایک چلتا پرزہ قوم بنو امیّہ میں سے تھے۔جن میں بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کار تھے۔حضرت علیؓ بڑے شجاع و بہادر تھے۔مگر قتل کرنے والوں نے حضرت علیؓ کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کو مارنے والوں نے تمام صحابہ کرام کے سامنے مار دیا۔حضرت عمرؓ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک اکیلے شخص نے خنجر لگا دیا۔حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی پوری شوکت کا زمانہ تھا۔ان لوگوں کے پاس حفاظت کے سامان بھی تھے اردگرد سب خیر خواہ تھے مگر پھر بھی قتل کر ہی دیئے گئے۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشکلات میں۔عرب کا اکثر حصہ اور اپنے پرائے دشمن۔ پھر کس تحدّی سے جاہلوں کو للکار کر پیشگوئی کی جاتی ہے۔ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔اور یہ پیشگوئی پھر پوری نکلتی ہے۔

لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ۔ منکر لوگوں کو تیرے قتل کرنے کی کوئی راہ نہ سوجھے گی۔شیعہ قوم پر مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو ابوبکر، عمر کا خوف تھا حضرت علی کی خلافت کا اعلان نہ فرماتے تھے۔اس لئے ’’بَلِّغۡ مَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ‘‘ کا نزول ہوا۔نادانوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا وعدہ موجود۔پھر دو تین آدمیوں کا کیا خوف تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۷،۸۸)

لکھا ہے کہ اوّل مرتبہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔(الحکم جلد ۳ نمبر ۳۰ مؤرخہ ۲۴؍اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۲)

اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس پاک کتاب کے پہنچانے میں کیا کیا مصائب اور مشکلات برداشت کیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک

لائف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس پاک کلام کو لوگوں تک پہنچا دینے میں اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ مکی زندگی جن مشکلات کا مجموعہ ہے۔ وہ سب کی سب اسی ایک فرض کے ادا کرنے کی وجہ سے آپ کو برداشت کرنی پڑی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب مکّہ کے شریروں اور کفّار نے آپ کے پیغام کو نہ سنا تو آپ طائف تشریف لے گئے اس خیال سے کہ ان کو سنائیں اور شاید ان میں کوئی رشید اور سعید ایسا ہو جو اس کو سن لے اور اس پر عمل درآمد کرنے کو تیار ہو جائے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف پہنچے تو آپؐ نے وہاں کے عمائد سے فرمایا کہ تم میری ایک بات سنو۔ لیکن ان شریروں، قسیّ القلب لوگوں نے آپؐ کا پیچھا کیا اور نہایت سختی کے ساتھ آپؐ کو ردّ کر دیا۔ اینٹیں اور پتھر مارتے جاتے تھے۔ اور آپؐ آگے آگے دوڑتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ بارہ کوس تک بھاگے چلے آئے۔ اور پتھروں سے آپؐ زخمی ہو گئے۔ ان تکالیف اور مصائب کو آپؐ نے کیوں برداشت کیا؟ آپؐ خاموش ہو کر اپنی زندگی آرام سے گزار سکتے تھے پھر وہ بات کیا تھی۔ جس نے آپؐ کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ خواہ مصیبتوں کے کتنے ہی پہاڑ کیوں نہ ٹوٹ پڑیں۔ لیکن امرِ الٰہی کے پہنچانے میں آپ تساہل نہ فرماویں گے۔ قرآن شریف سے ہی اس کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو حکم ہوا تھا۔ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔ جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے مخلوقِ الٰہی کو پہنچا دے اور فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:۹۵) جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اس کو کھول کھول کر سنا دے۔ اس پاک حکم کی تعمیل آپؐ کا مقصودِ خاطر تھا۔ اور اس کے لئے آپؐ ہر ایک آفت اور مصیبت کو بہزار جان برداشت کرنے کو آمادہ تھے۔ پھر قرآن شریف کے تو تیس سپارے ہیں اور ان میں ہزاروں ہزار مضامین ہیں۔ جن کو پہنچانا آپؐ کا ہی کام تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تائید شاملِ حال نہ ہوا اور اس کی نصرت ساتھ نہ ہو تو پشت شکن امور پیش آ جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ ایک توفی کے امر کو پیش کرنے میں کس قدر دقتیں اندرونی اور بیرونی لوگوں کی طرف سے پیش آ رہی ہیں اور کیا کیا منصوبے اور تجویزیں مخالفوں کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اور وہ شخص جو مسیح موعود کے نام سے آیا ہے اور اس پیغام کو پہنچانا چاہتا ہے وہ بھی بالمقابل ان کی تکلیفوں اور اذیتوں کی کچھ پرواہ

نہیں کرتا۔ وہ تھکتا اور ماندہ نہیں ہوتا۔ اُس کا قدم آگے ہی آگے پڑتا ہے اور اس مضمون کے پہنچانے میں کوئی سستی نہیں کرتا۔ کوئی ذکر ہو۔ اندر ہو باہر ہو۔ آخر اس کے کلام میں یہ بحث ضرور آجاتی ہے۔ ادھر مخالفوں کی کوششیں ادھر اس کی مساعی جمیلہ اس پر دعائیں کرتا ہے، کتابیں لکھتا ہے، تقریریں کرتا ہے۔ غرض کیا ہے؟ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ[1] (آل عمران:۵۶) کے حقیقی معنے لوگوں کے ذہن نشین ہو جائیں۔ کیوں؟ اس موت سے خدا تعالیٰ کی زندگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات۔ اسلام کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی ثابت ہوتی ہے اور یہ قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خدمت ہے۔

غرض قرآن شریف وہ پاک اور مجید کتاب ہے جس کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو وہ محنت کرنی پڑی اور آج اس زمانہ کے امام اور خاتم الخلفاء کو وہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

۷۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک جو ایماندار ہوئے ہیں اور یہودی اور ستاروں کو پوجنے والے اور ہمہ حق کہنے والے صابی اور عیسائی (ان میں سے کوئی ہو ماننے والا تو وہ ہے) جو اللہ کو مانے اور مرنے کے بعد آخرت میں جی اٹھنے کو مانے اور بھلے کام کرے ایسوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ گزشتہ کے لئے پچھتائیں گے۔

تفسیر۔ وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا۔ ہر قوم کو آخر اسلام کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ صابی حضرت ابراہیمؑ کو عظیم الشان مانتے ہیں۔ حضرت یحیٰ کو بھی۔ وضو کرتے۔ نماز قبلہ رخ ادا کرتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں تامل ہے۔

فرمایا کہ وہ جو اللہ پر ایمان لاتے اور آخرت پر اور نیک عمل کرتے ہیں ان پر زمانہ آتا ہے کہ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ہوں گے۔ خوف وحزن سے محفوظ ہوں گے یعنی آخر اسلام

---

[1] میں تجھے وفات دینے والا ہوں تیری روح قبض کرنے والا ہوں۔

غالب آئے گا...... دیکھو جو بتوں کے حامی تھے۔ جو اپنی اپنی خود ساختہ روایات کے پابند تھے۔ ان کو اپنے بتوں کے کارخانے بگڑنے اور اپنے دین کے کمزور ہو جانے کا کس قدر خوف تھا اور پھر جب سب کچھ تباہ ہو گیا تو کیسا حزن لاحق ہوا۔ عرب کے ملک سے عیسائیت کا، یہودیت کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک اسلام والے ہی رہ گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۸)

۷۲۔ وَ حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور سمجھے کہ کوئی عذاب یا فتنہ نہ ہوگا پس اندھے ہو گئے (دل کے) اور بہرے ہو گئے (حق سننے کے) پھر اللہ نے ان پر رجوع برحمت فرمایا پھر اندھے اور بہرے ہو گئے بہت سے ان میں کے اور اللہ دیکھ رہا ہے ان کے کرتوت۔

تفسیر۔ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۔ رجوع رحمت کیا اللہ نے۔ حضرت محمد رسول اللہ سا نبی مبعوث کیا۔

ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا۔ پھر بھی نہ حق کے بینا رہے نہ حق کے شنوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۸)

۷۳۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

ترجمہ۔ البتہ البتہ حق پوشی کی اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا اللہ ہی تو ہے وہ مسیح ابن مریم حالانکہ مسیح نے کہا تھا (بنی اسرائیل) کو اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی پوجا کرو میرا بھی رب وہی ہے اور تمہارا بھی وہی البتہ جو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے تو بے شک اللہ نے جنت اس پر حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا تو کوئی مددگار نہیں۔

تفسیر۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ یہ پختہ بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے۔ اللہ جنّت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (نور الدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۱)

۷۶۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

ترجمہ۔ مسیح مریم کا بیٹا تھا ہی کیا صرف ایک رسول ہی تھا بے شک مر چکے اس سے پہلے سب ہی رسول اور اس کی ماں بڑی راست باز تھی۔ ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھ ہم کیسے صاف صاف بیان کرتے ہیں ان کے لئے پتے پھر دیکھ وہ کدھر پھرے جاتے ہیں (بے عقل)۔

تفسیر۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ مسیح بھی ایک رسول تھا۔ کیا کوئی رسول اس سے پہلے اللہ، ابن اللہ، دائمی زندگی والا ہوا ہے۔ ہر گز نہیں۔ پس ایسا ہی یہ بھی ہے۔ جیسے پہلے رسول ہو گزرے یہ مسیحؑ بھی مر چکا۔

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ ہگتے اور موتتے تھے۔ کیا ہگنے اور موتنے والا خدا ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۸)

یہود نے نہ عیسٰی کو مارا اور نہ پھانسی دیا بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اڑ گئے۔ جس لفظ کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ وہ لفظ نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔ قرآن شریف کو سنو۔ وہ کہتا ہے۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ مسیح ابن مریم رسول تھا اور اس سے پہلے اس جنس کے رسول سب مر گئے۔ اس آیت میں قَدْ خَلَتْ کا لفظ ایسا صاف ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے جانشین اوّل نے اس لفظ سے استدلال فرما کر تمام ان صحابہ کرامؓ کو جن کو وفات میں تامل ہوا تھا اپنے نبی کی وفات کا قائل کر دیا چنانچہ وہ آیت جس میں ویسا ہی قَدْ خَلَتْ موجود ہے یہ ہے۔

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ (آل عمران: ۱۴۵)

محمدؐ ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قَدْ خَلَتْ کو یکساں دیکھ کر جس کا ترجمہ ہے ''مر چکے'' حضرت مسیحؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات میں فرق اور شک کرسکتا ہے؟ قرآن کریم کے نزدیک گزشتہ نبیوں کے حالاتِ سربستہ کے حل کے لئے ہمارے نبی کریمؐ کی زندگی کے واقعات کلید ہیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۱)

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المائدہ:۷۶) مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہے اس سے پہلے بھی رسول ہو گذرے ہیں اور اس کی ما ایک نیک بخت عورت ہے دونوں کھانا کھایا کرتے۔ دیکھ ان لوگوں کے لئے ہم کیونکر سچے نشان کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ کہاں بہکے جاتے ہیں۔

قرآن جو خالق فطرت کا کلام ہے انسان کو فطرت کے قانون پر توجہ دلاتا ہے۔ نہ کسی بھول بھلیاں فلسفیانہ اور منطقیانہ دقیق اور غیر قابل فہم دلیل سے بلکہ سنن الٰہیہ کے روز مرہ کے مشہودہ دلائل سے سادہ طبیعت کج فہم انسانوں کو جگاتا ہے کہ مسیح اک رسول مثل اگلے رسولوں کے تھے۔ اس کی ایک ما تھی۔ وہ کھانا کھایا کرتے اور یہ سہ گانہ امور ایسے ہیں جن سے کوئی عیسائی بھی انکار نہیں کرسکتا اور ظاہر ہے کہ یہ عوارض اور صفات ایسے ہیں جو نوع انسان کو ہی لاحق ہوا کرتے ہیں اور یہی عوارض اور صفات ہیں جو انسان کو حوائج اور ضروریات جسمانی کی تحصیل و تحصّل میں مبتلا کرتے ہیں اور یہی افتقار و نیاز اس کی مخلوق اور محتاج اور عبد ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ سچ ہے جو کھانے کا محتاج ہوا وہ ساری مخلوق کا محتاج ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ غنی مطلق ہر احتیاج سے پاک اور ہر عیب سے مبرّا ہے۔ غرض ایک میں احتیاج ہے اور دوسرے میں غنیٰ۔ اور ظاہر ہے کہ صفات ولوازم کے اختلاف سے ملزوم وموصوف کا اختلاف سمجھا جاتا ہے۔ ہم پتھر کو نباتات سے علیحدہ پتھر کے لوازمات وصفات سے یقین کرتے ہیں۔ اور نباتات کو پتھر سے الگ اسکے لوازمات وصفات سے حضرت مسیح میں انسان ہونے کے لوازمات وصفات نے حضرت مسیح کو انسان ثابت کیا اور رسالت کے لوازمات نے مثلاً مویّد ومنصور ہونا، اعدا کا ناکام ہونے نے رسول۔ اور اس امر نے کہ الوہیت

کے لوازمات مثلاً غنیٰ۔خالق ہوناوغیرہ مسیح میں نہیں پائے جاتے اس واسطے وہ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ان بیانات سے حضرت مسیح کی انسانیت اور مخلوقیت تو صاف عیاں ہے۔مسیح کو یا خدا یا خدا کا بیٹا ماننے والو مسیح کی خدائی کہاں سے نکل پڑی۔اگر وہ ایک مخفی اور غیب الغیب راز ہے تو ایک خیال اور وہم سے بڑھ کر اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔کوئی زبردست اور بڑی قوی دلیل اس کے خدا بنانے میں درکار ہے کیونکہ مکلف انسان ایک ایسے مسئلہ میں جو اصول ایمان اور نجات اخروی سے تعلق رکھتا ہے کبھی مضبوط اور غیر مذبذب اعتقاد نہیں رکھ سکتا۔جب تک کسی روشن دلیل نے اس کے دل کو مطمئن نہ کر دیا ہو۔اور اگر الوہیت مخفی اور ناگفتنی اسباب پر مبنی ہے تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ میں بھی مجسّم خدا ہوں۔اور تمام دنیا کی بت پرست قوموں نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے مقدس لوگ خدائے مجسّم تھے اور خدائے تعالیٰ نے باغراض مختلفہ جامۂ جسمانی پہنا۔جائے غور اور انصاف ہے کہ مسیح میں کونسی خصوصیت اور ترجیح ہمیں اس بات کے یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ مسیح تو خدائے مجسّم تھا اور باقی اوتاروں کے مرید اپنے دعویٰ میں صادق نہ تھے۔(ابطال الوہیت مسیح۔تصانیف حضرت مولانا نورالدینؓ صفحہ ۳۵، ۳۶)

۷۸۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔

ترجمہ۔ کہہ دے اے کتاب والو! غلومت کرو اپنے دین میں ناحق اور پیچھے مت پڑ جاؤ اس قوم کی گری ہوئی خواہشوں کے جو بے شک گمراہ ہو چکی اس سے پہلے اور گمراہ کر دیا بہتوں کو اور بھٹک گئی راہ راست سے۔

تفسیر۔ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا۔جو بہک گئے ہیں آگے۔اور بہکا گئے بہتوں کو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۲ حاشیہ)

۷۹۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ حق پوشوں پر لعنت کی گئی بنی اسرائیل میں سے داؤد کی زبانی اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی۔یہ

اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔

تفسیر۔ لعنت کئے گئے وہ لوگ جو بنی اسرائیل سے کافر ہوئے۔ داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبانی۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۴ حاشیہ)

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۔ انہی میں سے وہ تھے جن کا ذکر هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ[1] (صٓ: ۲۲) میں آیا ہے اللہ تعالیٰ وہاں فرماتا ہے يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ۔ (صٓ:۲۷) کہ اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا ہے۔

بعض وقت غلطی سے انسان کسی عظیم الشان مقرّب عنداللہ کی تحقیر کر بیٹھتا ہے۔ اس وقت وہ خدا کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے اور لُعِنُوْا کا فرد جرم اس پر لگتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ ذکر مسلمانوں کو سنانے کے لئے آیا ہے۔ اسلام کو بادشاہت مقصود نہیں۔ شاہی مذہب نہیں۔ یہ تو ایمان سکھانے کے لئے آیا ہے۔ اسلام میں کوئی خاص زبان۔ لباس نہیں۔ وہ تو تمام لوگوں کو خدا منوانا چاہتا ہے۔

بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ آدمی پہلے چھوٹے چھوٹے گناہ کرتا ہے پھر بڑے بڑے گناہوں میں گرفتار ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے کسی کو بدنظری سے دیکھ لیا۔ پھر دوسری بار دیکھنے کو دل چاہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا پتہ دریافت کیا۔ آخر زنا میں گرفتار ہو گیا۔ پھر حدود اللہ سے بھی آگے بڑھتا ہے اور ایک چڑسی ہو جاتی ہے اس وقت لُعِنُوْا کا زمانہ آتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۸)

۸۲۔ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر وہ اللہ کو ماننے والے ہوتے اور نبی اور جو نبی پر اترا تو وہ دلی دوست نہ بناتے مشرکوں کو لیکن ان میں کے بہت سے فاسق ہی ہیں۔

تفسیر۔ اِتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ ۔ اگر کچھ بھی غیرت ہوتی تو اللہ، رسول، امام کو برا بھلا کہنے والوں سے ہرگز پیار نہ ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۸)

---

[1] اور کیا تیرے پاس اس کے دشمن کی خبر پہنچی۔

۸۳۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَ رُھْبَانًا وَّ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ البتہ تو ضرور ضرور پائے گا لوگوں میں سے سخت عداوت والا مومنوں کا یہود کو اور مشرکوں کو اور البتہ البتہ تو بہت قریب پائے گا دوستی میں مومنوں کے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ (معین حق) ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کے بعض عاقل ذی علم اور گوشہ نشین بے آزار ہیں اور یہ سبب بھی ہے کہ وہ اپنے کو بڑا اور دوسرے کو حقیر نہیں سمجھتے۔

تفسیر۔ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً۔ یہود نے کبھی کسی سچے مسلمان کو پناہ نہیں دی۔

وَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔ مشرک کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ آریہ کا بھی یہی حال نظر آتا ہے حضرت صاحب ایک مقدمہ کی مشکلات میں ۲½ سال رہے۔ حالانکہ وہ ایسا مقدمہ تھا کہ چند منٹوں میں عیسائی حاکم نے اس کا فیصلہ کر دیا۔

اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ بھی ہجرت کر کے گئے تو ایک عیسائی سلطنت نے پناہ دی اور نیک سلوک کیا۔

قِسِّیْسِیْنَ ۔ سؔ دراصل صؔ ہی ہے۔ یعنی وہ لوگ جو بزرگوں کے قصے کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اثر سے بعض نیک صفات باقی رہتی ہیں۔

رُھْبَانًا۔ تارک الدنیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۸)

۸۴، ۸۵، ۸۶۔ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ۔ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ۔ فَاَثَابَھُمُ اللّٰہُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ وَ ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب سنتے ہیں اس کلام کو جو اترا رسول پر تو ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہے بھری آتی ہیں

آنسوؤں سے اس سبب سے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم نے مانا تو تُو ہمیں گواہوں میں اور ماننے والوں میں لکھ لے۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لاویں اللہ پر اور نہ مانیں اس سچی بات کو جو ہمارے پاس آئی اور یہ طمع رکھیں کہ ہم کو داخل کرے گا ہمارا رب سنوار والی قوم کے ساتھ۔ تو اللہ نے ان کو جزا دی اور عنایت فرمائے اس کہنے کے بدلے باغ جن میں بہہ رہی ہیں نہریں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی جزاء ہے محسنین کی۔

تفسیر۔ رشک اور غبطہ بھی ایک نعمت ہے۔ کسی کو علم آتا ہے اور وہ اس علم کو رات دن اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھاتا ہے کسی کے پاس مال ہے اور وہ اسے صبح و شام رضاء الٰہی میں خرچ کرتا ہے تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اس کی حالت قابلِ غبطہ ہے۔

اب دیکھو کہ اللہ جس بات کی تعریف کرے وہ کیوں مومن کے لئے قابلِ رشک نہ ہو۔ اس رکوع میں عیسائی حبشیوں کا ذکر ہے کہ جب صحابہؓ ان کے پاس ہجرت کر کے گئے اور جعفرؓ نے قرآن سنایا تو ایسے روئے کہ گویا آنکھیں بہی جاتی تھیں۔ تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہو۔ اپنے دل میں سوچو کہ کیا تمہاری یہ حالت ہے۔ ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ قرآن شریف کے سننے سے رونگھٹے کھڑے ہوتے ہیں اور تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ [1] (الزمر: ۲۴) میں نے ایسے کئی نظارے دیکھے ہیں ایک امیر اپنے ایک خادم پر نہایت سخت ناراض ہوا۔ جوش غیظ وغضب میں خادم کو مارنے اُٹھا۔ ایک پاؤں دہلیز کے باہر تھا اور ایک اندر کہ میں آ گیا۔ میں نے پڑھا اَلْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ [2] (آل عمران: ۱۳۵) میرا یہ کہنا ہی تھا کہ وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ اور دیر تک کھڑا رہا۔ اس کا چہرہ زرد رہ گیا۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک امیر آیا۔ اس نے اس بات کو بہت مکروہ سمجھا کہ ایک دس برس کا لڑکا بھی وہاں بیٹھا ہے کہ ایسی عالی شان بارگاہ میں لونڈوں کا کیا کام؟ اتفاق سے حضرت عمرؓ اس امیر کی کسی حرکت پر ناراض ہوئے۔ جلاّد کو بلایا۔

---

[1] بال کھڑے ہو جاتے ہیں (اُس کے سننے سے) ان کی کھال پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یعنی عذاب کی جلالی آیتیں سن کر) پھر اُن کی کھالیں اور اُن کے دل یادِ الٰہی کی طرف نرم پڑ جاتے ہیں۔

[2] دباتے ہیں غیظ وغضب کو۔

وہی لڑکا پکار اُٹھا۔ اَلْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ اور پڑھا وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ[1] (الاعراف:۲۰۰) اور کہا هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔ حضرت عمرؓ کا چہرہ زرد ہو گیا اور خاموش رہ گئے۔ اس وقت اس کے بھائی نے کہا۔ دیکھا اسی لونڈے نے تمہیں بچایا جس کو تم حقیر سمجھتے تھے۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ ۔ انسان کو چاہیے کہ باتیں سنے اور شہادت حق دے اور صلحاء میں داخل ہونے کی تڑپ رکھے۔ اب تو مسلمانوں کی محبت قرآن سے یہ ہے کہ جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نکال لیا۔ فال دیکھ لی۔ کوئی عمل یا وظیفہ پڑھ لیا۔ کوئی ترکیب یا صیغہ دیکھ لیا۔ عمل مقصود نہیں رہا۔

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ ہر محسن کے لئے یہی جزاء ہے۔ یہ مت سمجھو کہ انعامات اگلوں کے لئے ہی تھے اور تم محروم ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۹)

۸۸ ، ۸۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۔

ترجمہ۔ ایماندارو! مت حرام کرو کوئی چیز جو اللہ نے تمہارے لئے پسندیدہ حلال کی ہے اور حد سے نہ بڑھو، ہماری حد بندیاں نہ توڑو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے پسندیدہ حلال اور اللہ ہی کو سپر بناؤ جس پر تم ایمان لائے ہو۔

تفسیر۔ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۔ اور کھاؤ اس میں سے جو دیا تم کو خدا نے حلال اور ستھرا اور خدا سے ڈرو جس پر تمہارا یقین ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۵۸ حاشیہ)

لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ انسان بدکاری میں ترقی کر کے خدا کے انعاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

لَا تَعْتَدُوْا ۔ ہر ایک چیز کے لئے ایک حد مقرر ہے حتّٰی کہ نیکی کی بھی۔ چار رکعت نماز مقرر ہے کوئی پانچ پڑھے تو جائز نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۹)

---

[1] اور جاہلوں سے منہ پھیر لے۔

لَا تُحَرِّمُوْا۔ حلال چیز حرام کر دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ ۱۔اللہ کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے وہ بیمار رہوا اور اچھی چیزوں سے محروم رہ گیا۔ ۲۔قوم کے پاس سلطنت ہو تو بہت سی طیّب چیزیں اس کے پاس رہتی ہیں۔پس اپنے آپ کو قرآن کے خلاف چل کر سلطنت سے محروم نہ کرنا۔ ۳۔اس زمانہ میں مسیح موعودؑ آیا اگر تم سب کے سب اس کے مطیع ہوتے تو پھر ان طیّبات سے حصہ پاتے جن سے اسلامی محروم ہو چکے۔ ۴۔بعض لوگ مجاہدہ کے طور پر بعض طیّب چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

۹۰۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ تمہاری لغو اور بے ارادہ قسموں پر گرفت نہیں کرتا لیکن ہاں اس سے مؤاخذہ کرتا ہے اُن قسموں پر جو تم نے پکّی کر لی ہیں تو اس کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا دینا اوسط درجہ کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا ان دس محتاجوں کو کپڑا بنا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا پھر جس کو میسر نہ ہو تو وہ تین دن روزہ رکھ لے یہ تمہاری قسموں کا بدلہ ہے جب تو قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو اپنی قسموں کی اسی طرح اللہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم شکر گزاری اختیار کرو۔

تفسیر۔ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۔اور نگاہ رکھو قسمیں اپنی۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۵۰ حاشیہ)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ۔انسان کبھی غضب میں آجاتا ہے اور کبھی عادۃً قسم کھا لیتا ہے کبھی ایک چیز کو واقعی سمجھتا ہے اور وہ واقعی نہیں ہوتی۔کبھی شریعت کے خلاف کسی امر پر قسم کھاتا ہے۔اس پر گرفت نہیں۔

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ۔ اکثر نے اس کے معنے میانہ درجہ کے کئے ہیں مگر بعض مفسّرین نے اَوْسَط کے معنی اعلیٰ درجہ کے کئے ہیں۔

کِسْوَتُهُمْ۔جس میں کم ازکم دو چادریں ہوں۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ایک مقدمہ جیتنے کے لئے تمام جائیداد تباہ کی جاتی ہے۔ناکامی پر ناکامی اٹھاتے ہیں۔مگر پریوی[1] کونسل تک جاتے ہیں۔کیا دین کے لئے بھی کبھی ایسی کوشش کی ہے؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۹)

۹۱، ۹۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایمان دارو! شراب اور جوَا اور بتوں کے تھان اور قلمیں (پانسے اور قرعے گنڈے) شیطانی کام ہیں ان سے ضرور بچتے رہو تا کہ تم نہال اور بامراد ہو جاؤ۔شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہاری آپس میں دشمنی اور عداوت ڈال دے شراب و جوئے سے اور تم کو روک دے اللہ کی یاد اور دعا اور نماز سے تو کیا تم باز آ ؤ گے؟

تفسیر۔ اے ایمان والو۔شراب اور جوّا اور بت اور فالیں گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔پس بچو تو کہ نجات پاؤ۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۵۹ حاشیہ)

شراب اور جوّا اور بت اور قرعہ کے تیر پلید شیطانی کام ہیں۔ ان سب سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹۷)

شیطان کا ارادہ یہ ہے کہ جوئے اور شراب کے بہانہ تمہارے درمیان بغض و عداوت ڈلوادے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔اب بھی باز آ ؤ گے؟

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۵۸ حاشیہ)

---

[1] Privy Council

اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ ۔بغض وعداوت ایسی بری چیز ہے کہ اس کے جس قدر ذرائع ہیں وہ بھی حرام ہیں چنانچہ خمر، میسر،[1] انصاب، ازلام کو حرام فرمایا کہ ان سے باہمی تباغض پیدا ہوتا ہے۔مسلمان تو ان چیزوں سے بچتے ہیں۔ پھر بھی ان میں بغض وعداوت ہے۔ اس کی وجہ مجھے تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے۔فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ۔[2] (المائدہ:۱۵)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۹)

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ۔(المائدہ:۹۱،۹۲) شراب اور جوا اور بت اور تقسیم کے تیر شیطانی کام ہیں ان سے بچو تو کہ فلاح پاؤ۔شیطان چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض ڈالے شراب اور جوئے کے ذریعہ اور تم کو روک دے اللہ کے ذکر اور نماز سے پھر کیا تم باز آتے ہو کہ نہیں۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۷)

ایمان والو! شراب اور جوا، بت واستھان پانسے پلید ہیں گندے شیطانی کام۔ بچو تو نجات پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر دشمنی ڈال دے شراب اور جوئے سے اور روکے اللہ کی یاد سے اور نماز سے اب کیا تم باز آؤ گے۔ مانو اللہ کو اور مانو رسول کو اور ڈرو۔ اگر نہ مانو تو جان لو ہمارے معجزے کا کام کہہ دینا۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

---

[1] جؤا۔مرتب [2] پس انہوں نے بھی وہ حصہ چھوڑ دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس پر وہ عمل کریں پس اس لئے ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور کینہ کو بھڑکا دیا ہے۔

۹۶۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۔

ترجمہ ۔ اے ایماندارو! تم شکار نہ کرو جب تم احرام باندھے ہو، اور تم میں کوئی جان بوجھ کر شکار کرے تو اس پر بدلہ ہے نادان چارپایوں میں سے مارے ہوئے کے برابر، قوم میں سے صاحبِ عدالت دو شخص ٹھہراویں (قیمت) نیاز کعبہ تک پہنچائی جاوے یا بدلہ ہے چند مسکینوں کو کھانا کھلانا یا مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے رکھے تا کہ چکھے اپنے کئے کی سزا۔ اللہ نے تم سے معاف کیا جو آگے ہو چکا اور جو پھر ایسا کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔

تفسیر ۔ ظاہر و باطن کا تعلق ضرور ہے۔ اگر کسی کے دل میں خوشی ہو تو اس کا تعلق اثر اس کے چہرے پر ضرور پڑے گا۔ اگر غم ہوگا تو بھی بشرہ پر اس کا اثر ہویدا ہوگا۔ اگر کسی کے دل میں محبت ہو۔ تو جب وہ سامنے آئے گا۔ ضرور چہرہ کی کیفیت بدلے گی۔ کسی سے دشمنی ہوگی تو بھی۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں اور پھر اس کے پاس تک نہیں بیٹھتے! انبیاء نے اس حقیقت کو بہت خوب سمجھا ہے۔ نمازوں میں دیکھئے دل میں اگر عجز و نیاز ہے تو اس کے اظہار کو ظاہر جسم پر بھی ایک رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کر کر کے انسان جھک جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت کا مطالعہ کرتے کرتے متأثر ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ اسی طرح دیکھو جو شعائر اللہ ہیں اللہ ان کی عظمت و جبروت کو قائم رکھانا چاہتا ہے۔ مکّہ ایک بے نظیر شہر ہے۔ وہاں حضرت ہاجرہ نے بڑے صبر سے کام لیا اس وادیٔ غیر زرع میں خاوند سے الگ ہو کر رہیں۔ وہیں صفا و مروہ جہاں بے تابانہ آپ گھومی تھیں۔ اب وہاں اتنی بھیڑ ہے کہ جگہ نہیں ملتی۔ وہ تو عورت تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کو دیکھو۔

اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ۔[1] (النجم:۳۸) کا سارٹیفکیٹ پایا۔ آپ نے خدا جانے کس اخلاص و جوش توحید کے ساتھ اینٹیں لا لا کر پھیرے دئے اور دیواریں بنائیں کہ اب جو جاتا ہے اس عظمت کا مطالعہ کرنے کے لئے طواف کرتا ہے۔ پس ایسے مکہ کی تعظیم و تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! ہم تمہارے لئے امتحان رکھ کر انعام دینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ وہاں شکار مت کرو۔ بحالتِ احرام۔

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ۔ صاحبان عقل و فہم۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۹، ۹۰)

۹۸۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اللہ نے قرار دیا کعبہ کو جو معزز گھر ہے لوگوں کے قیام کا سبب اور بزرگی والے مہینے اور قربانی اور پٹے دار نیاز کے جانور اللہ نے کیوں قرار دئے تا کہ تم جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور بے شک اللہ ہر ایک چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ ۔ یہاں اللہ تعالیٰ ثبوت دیتا ہے اس بات کا کہ میں ہوں اور میں علیم اور قادرِ مطلق ہوں۔ ابراہیمؑ نے بھی ایک گھر بنایا۔ لوگ بھی گھر بناتے شہر بساتے ہیں۔ مگر کئی گھر، کئی شہر برباد و تباہ ہو چکے لیکن وہ جو توحید و عظمتِ الٰہی کی خاطر بنایا گیا۔ اب تک قائم ہے۔ اسی واسطے فرماتا ہے اللہ نے اس گھر کو عزّت والا بنایا۔

قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ۔ جب تک دنیا قائم ہے۔ یہ بھی رہے گا۔ یہ نہ ہوگا تو دنیا بھی نہ ہوگی۔

وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ۔ عزت والے مہینوں میں لوگوں کی آمدورفت رہے گی۔ قربانیاں یہاں ہوتی رہیں گی اور اس مطلب کے لئے جانور آتے رہیں گے۔ یہ سب اس لئے ہو گا تا تم جانو کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے۔ دیکھو ایرانیوں کا بڑا معبد...... آتش کدہ برباد ہوا۔ یہودیوں کا معبد

---

[1] ابراہیم جس نے عہد پورا کیا۔

بیت المقدس تباہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک عورت مسیحؑ سے پوچھتی ہے کہ ہیکل کہاں تھی۔ جواب کیا خوب دیا جاتا ہے نہ یہ رہے گی نہ وہ۔ غرض تمام معبد خانے جو انسانوں نے بنائے وہ تباہ ہوئے۔ پھر بنائے تو مفتوح ہوئے مگر عرب کا معبد مکہ اب تک خدا کے سچے بندے مسلمانوں کا ہے۔

عرب ایسا ملک ہے کہ مقدونیہ کا بادشاہ ہند تک آیا مگر مکہ وہ بھی فتح نہ کر سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے بھی فتح کیا۔ مفتوح بنائے پھر سب کو فاتح بھی بنا دیا۔ ایسا کہ پھر مفتوح نہ ہو صلیبی جنگوں میں ۸۳۔ ۸۴ سال قبضہ رہا۔ یورپ کی مجموعی طاقت تھی مگر مدینہ ایسے معمولی گاؤں پر قابو نہ پا سکے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۰)

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ ۔ اللہ نے کعبہ کو عزت والا اور حرمت والا گھر بنایا۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۳۳۴)

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ ۔ یہ ہستی باری تعالیٰ اور اس کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ باوجود تبدّلِ قوانین وسلاطین یہ معزّز و مکرم ہوگا۔

قِیٰمًا لِّلنَّاسِ ۔ جب تک کعبہ ہے اسی وقت تک دنیا والے قائم ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ ۔ یعنی اس الٰہی گھر کو معزز گھر بنایا۔ اس کو لوگوں کے قیام اور نظام کا محل بنایا اور قربانیوں کو مقرر کیا کہ تم کو سمجھ آجائے کہ خدا ہے اور وہ علیم وخبیر خدا ہے کیونکہ جس طرح اس نے فرمایا ہے اسی طرح پورا ہوا۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۵ مؤرخہ ۱۰/فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ ۔ یعنی کعبہ ہم نے ایک عزت کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ۔ یہ اس لئے کہ خدا ہے اور قادر ہے اور علیم ہے۔ کیا یہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص کہہ دے کہ دو ہزار برس تک یہ جہت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا۔ کیا کوئی عالم یہ دعویٰ کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزت

والا بنا دیا ہے دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا الٹ پلٹ ہو جاوے اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل و بیابان میں ایک کوٹھہ ہے اور اس کے لئے دعویٰ کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دینا کہ اس کو مٹا کر تو دکھلاؤ۔ پھر اس کو کوئی مٹا نہ سکے گا پھر یہ بات کیسی پوری ہوئی یہ اس لئے کہ تمہیں پتا لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین و آسمان کی باتیں جانتا ہے اور یہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے اور وہ قادر ہے۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

۹۹۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا ڈھانپنے والا سچی محنت کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ صحیح واقعہ سناتا ہوں۔ یہاں ایک شخص آیا۔ کشمیر میں ملازم تھا۔ حضرت صاحب سے بیعت کی۔ بیعت کر کے کہنے لگا۔ جواب میں گناہ کروں تو خدا کی جو مرضی ہے سزا دے لے۔ وہ تو یہ کہہ کے چلا گیا۔ مگر میرا دل کانپ اُٹھا۔ آخر ایک معمولی حیلہ سے اس کے پاس تین ہزار جمع ہو گیا۔ پھر ایک شخص کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ رشوت لیتا ہے۔ میں خود اپنی معرفت اس کو دلاتا رہا ہوں۔ جس پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا۔ یہاں اس نے بڑے عجز والحاح سے دعا کے لئے لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا دعا کے لئے دل توجّہ نہیں کرتا۔ ابتلاء معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تین ہزار بھی مقدمہ ہی میں خرچ ہو گیا اور اخیر قید کا حکم ہوا۔ اس وقت کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے خدا ہی کوئی نہیں۔ نہ کوئی دعا ہے نہ فقیر۔ نماز بھی چھوڑ دی دہریہ ہو گیا۔ اس وقت اسے رات کو خواب آیا کہ تُو تو کہتا تھا کہ اب کوئی گناہ کروں تو خدا جو چاہے سزا دے لے۔ مگر اب ایک معمولی سزا ہی سے خدا ہی سے منکر ہو بیٹھا۔ اس وقت وہ اٹھا اور بہت استغفار کی، کلمۂ شہادت پڑھا، نماز پڑھی اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کسی نے اسے مشورہ دیا کہ نظر ثانی کراؤ۔ کہنے لگا نہیں۔ اب تو خدا پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے رشتہ دار نے نظر ثانی کرائی۔ مدعی اتنے میں مر گیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا۔ چند امور تنقیح طلب باقی ہیں۔ مدعی مر چکا ہے اس لئے اسے رہا کر دیا جائے۔

دیکھا وہ شدید العقاب بھی ہے۔ مگر اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بھی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۰)

۱۰۲، ۱۰۳۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو بہت باتیں نہ پوچھا کرو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں گی تو وہ تم کو بری لگیں گی اور ایسے وقت میں اگر وہ پوچھو گے جب قرآن اتر رہا ہے تو ظاہر کر دی جائے گی تمہارے لئے۔ اللہ نے وہ چیزیں تم سے معاف کر دیں اور اللہ بڑا ڈھانپنے والا بڑا بُردبار ہے۔ تحقیق ایک قوم تم سے پہلے ایسی ہی باتیں پوچھ چکی پھر منکر ہوگئی۔

تفسیر۔ انسان ضعیف ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ان احکام کی تعمیل فرض کی ہے۔ جو خالقِ فطرت نے اس کے مناسبِ حال جانی۔ اگر کوئی خواہ مخواہ سوال کر کے اپنے تئیں پیچ در پیچ مسائل کا مطیع بنائے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ حضرت صاحب نے بیعت کا اشتہار دیا۔ اور آپ کو الہام ہوا کہ لوگوں سے بیعت لو۔ تو آپ چونکہ جانتے نہ تھے کہ بیعت کیونکر لی جاتی ہے اس لئے آپ دس ماہ اسی فکر میں بیٹھے رہے اور باریک در باریک راہوں سے معلوم کر لیا کہ یوں کرنا چاہیے۔ ہمارے ایک دوست کو اس بات کی ٹوہ تھی کہ بیعت میں کیا کیا شرائط ہوں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ ممکن ہے کہ ہم ان کے پابند نہ ہو سکیں اس لئے ایسی کوشش نہیں کرنی چاہیے مگر اس نے نہ مانا۔ سر دست تو وہ مخالف ہے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ لوگ عجیب عجیب سوال کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری مخفی دولت کا پتہ لگا دو۔ یا فلاں کام کی نسبت دریافت کر دو۔ ہوگا؟ یا نہیں؟ گویا ہمیں خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ نبی کریمؐ کے سامنے ایک شخص نے پوچھا مَنْ اَبِیْ؟ دوسرے نے کہا۔ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپؐ نے جھڑک دیا تھا! علماء میں بھی تحقیقات ہوتی رہتی ہے کہ آدمؑ جس شجرہ کے نزدیک گیا تھا اس کا نام کیا تھا۔ گیہوں انگور اور پھر ان کی تشبیہات تک گئے ہیں۔ ۲۔ نوحؑ نے جو کشتی بنائی تھی اس کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ ۳۔ وہ شخص جس نے ابراہیمؑ سے مباحثہ کیا تھا اس کا کیا نام تھا۔

کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ[1] (البقرہ:۲۶۰) والا کون ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے اسے ولی اللہ۔ بعض نے نبی اور بعض نے کافر بھی کہا ہے۔ ۴۔موسیٰؑ کے زمانہ میں جس بقرہ کے ذبح کا حکم ہوا تھا۔ وہ گائے تھی یا بیل۔ یہ سوال تو بنی اسرائیل کو بھی نہ سوجھا۔ ۵۔ اصحابِ کہف کے کتّے کی شکل اور رنگ کیا تھا۔ ۶۔شدّاد کا باغ کیسا تھا۔ ۷۔ برّاق کی شکل کیسی تھی؟

ایسی بیہودہ تحقیقوں میں پڑنے سے وقت ضائع ہوتا ہے اور منشاء الٰہی جو شریعت کے نزول سے تھا جاتا رہتا ہے۔ اصل غرض قرآن کی تو تقوٰی اور اعمالِ صالحہ۔ خشیت اللہ کا پیدا کرنا اور خودی۔ خود پسندی اور خود رائی۔ عجب، بدنظری، دنیا پرستی سے بچنا ہے۔

ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا کٰفِرِیْنَ۔ پہلے بڑے جوش وجوش سے دعوٰیٔ اطاعت کیا جاتا ہے پھر اس کو نباہ نہیں سکتے۔

ایک دوست نے بہت زور سے اپنے افسر کے لئے دُعا کی جو اس کا مخالف تھا۔ الہام ہوا کہ نوکری نہ چھوڑنا صبح کسی بات سے ناراض جو ہوئے۔ جھٹ کہہ دیا۔ میرا استعفاء لے لو جو لے لیا گیا۔ تو بعد میں افسوس ہوا۔

ہمارے ایک شاگرد تھا۔ اُس نے جب ابراہیمؑ کی نسبت ہم سے سنا کہ خدا نے اسے فرمایا اَسْلِمْ تو اس نے کہا کہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[2] (البقرہ:۱۳۲) تو وہ جھٹ بول اٹھا۔ میں بھی آپ کا ایسا مطیع ہوں۔ ہم نے آزمائش کے لئے یوں کیا کہ وہ گھر میں کھانا کھاتا تھا۔ کہہ دیا۔ اب تم طالب علموں کے ساتھ کھانا کھایا کرو۔ اس پر اسے ایسا صدمہ ہوا کہ وہ کہے مجھے واپس گھر بھجواؤ۔ مجھے اپنی تذلیل منظور نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۰، ۹۱)

۱۰۴۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّ لَا سَآىِٕبَةٍ وَّ لَا وَصِیْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ نے نہیں ٹھہرایا بحیرہ نہ سائبہ اور نہ وصیلہ نہ حام لیکن کافر اللہ پر افترا ہی کرتے ہیں جھوٹا اور وہ اکثر بے عقل ہی ہیں۔

تفسیر۔ بَحِیْرَۃٍ۔ جس اونٹنی سے بارہ بچیاں پیدا ہو جاویں۔ اسے آزاد کر دیتے۔ نہ دودھ لیتے۔ نہ

---

[1] جیسا اس کا حال جو گزرا ایک بستی کی طرف۔ [2] میں تو رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا۔

بال کاٹتے۔ ہاں مہمان کو دودھ پلاتے۔ اگر تیرہویں بچی بھی ہو جاتی تو اسے بھی آزاد سمجھتے۔ خدا نے اس سے منع فرمایا۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے ہیں۔

سَآئِبَۃٍ ۔ تین طرح پر جانور چھوڑے جاتے ہیں ایک تو جب وباء پڑے تو ایک جانور لے کر اُسے سیندھور وغیرہ ملا جاتا ہے۔ پھر اس پر غلّہ وغیرہ رکھ کر شہر سے باہر نکال دیتے ہیں۔ ۲۔ بڑے بڑے امراء اپنے جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اپنی عظمت، جبروت، رعب داب دکھانے کے لئے کہ اسے بھلا کوئی چھیڑ سکتا ہے؟ عرب میں ایک شخص نے دنبہ چھوڑا تھا اس کے گلے میں چھری بھی باندھ دی تھی کہ کسی کو جرأت ہے جو اسے ذبح کرے۔ ۳۔ نروں کو چھوڑ دیتے ہیں تا کہ نسل بڑھائیں۔ سکھوں کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ مگر یہ سانڈ وغیرہ تو بجائے فائدہ کے نقصان کرتے ہیں اور وہ قوت نسل کشی کی ان میں رہتی ہی نہیں۔

وَصِیْلَۃٍ ۔ ایک بکری ہو۔ جب پانچ دفعہ جنے دو دو میمنے۔ تو اس بکری کو چھوڑ دیتے۔

حَامٍ ۔ اونٹ جس سے دس کے قریب نسل ہو چکی ہو۔

لَا یَعْقِلُوْنَ ۔ رسوم کے تابع ہو کر اس درجہ تک پہنچ جاتے ہیں پھر اپنے تئیں روک نہیں سکتے ہماری ایک قریبی رشتہ دار ایک شادی پر امداد کی درخواست کرنے لگی۔ ہم نے کہا۔ ان رسوم کی ادائیگی کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ایک ساہوکار نے اس بات کو سن لیا اور کہا کہ میں سب کچھ دوں گا۔ چنانچہ اس نے روپیہ دیا۔ تب قریبی رشتہ دار نے مجھے کہا کہ تم سے تو وہ ہی اچھا ہے۔ لیکن جب اس نے سود در سود اور اصل کا مطالبہ کیا اور زمین تک جانے لگی تو معلوم ہوا کہ خیر خواہ کون تھا!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۱)

بَحِیْرَۃ۔ جن کے کان کاٹ دیتے ہیں۔ (ب) سَآئِبَۃ۔ سانڈ چھوڑنا۔ (ج) وَصِیْلَۃ۔ جو نر کسی مادہ کے ساتھ پیدا ہوا اسے رکھ لینا۔ (د) حَام۔ دس بچے ہو جائیں تو پھر اس جانور کو چھوڑ دیتے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

۱۰۶۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! تم اپنے نفس کی فکر کرو تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا وہ جو کوئی گمراہ ہوا جب تم

ہدایت یافتہ ہوجاؤ۔تم سب کواللہ ہی کی طرف پھر کر چلنا ہےتو وہ تم کوخبردار کردے گا تمہارے اعمال سے۔

تفسیر۔ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۔ چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے۔ میں نے جب مسند احمد حنبل پڑھی تھی تو پہلی حدیث حضرت ابوبکرؓ سے اسی آیت کی تفسیر کے متعلق پڑھی تھی آپ فرماتے ہیں کہ اِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ۔ جب ایسا وقت آجاوے کہ انسان بخل کنجوسی کا مطیع ہو اور خواہشوں کا متبع اور ہر ایک شخص اپنی رائے ہی پسند کرنے لگے تو، تو پھر تو اپنی جان کا فکر کر۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جب تم ہدایت پا جاؤ تو پھر تم امر بالمعروف نہی عن المنکر بھی کرو گے۔ پھر اتمام حجت کے بعد اگر کوئی پھر بھی نہ مانے تو پھر اس کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۱)

عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ۔ مسند احمد حنبل کی حدیث اس کو حل کرتی ہے۔۱۔ اذا رأیت شحاً (حرص) مُطَاعاً وَهَوًى مُتَّبَعاً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ۔

۲۔ مسلم کی شرح نووی میں ہے تم اپنی فکر کرو یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو۔ جب اپنا فرض ادا کرو گے تو پھر کوئی شخص گند کرے گا تو اس کا ضرر تمہیں نہیں یہ نہ کہو کہ پہلے معنی حضرت ابوبکر کے ہیں کیونکہ بھلی بات جسے اللہ سمجھاوے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

۱۰۷۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! تمہارے سامنے کی گواہی جب کسی کو تم میں سے آ موجود ہو موت، وصیت کرتے وقت تم ہی میں سے وہ صاحب عدالت کی ہونی چاہیے یا تمہارے سوائے اور دو شخصوں کی جو غیر ہوں ایسی حالت میں جب تم نے سفر کیا ہو ملک میں تو تم پر آ پڑے موت کی مصیبت تو ان دونوں کو کھڑا کرو نماز کے بعد پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں جب تم کو شک ہو (وہ یہ لفظ کہیں) ہم قسم کو

نہیں بیچتے مال کے لئے اگرچہ وہ شخص ہمارا زیادہ تر قرابت دار ہی ہو اور ہم چھپاتے نہیں حق گواہی، ایسا کریں تو ہم بے شک گنہگار رہیں۔

تفسیر۔ شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ ۔ اللہ نے پہلے اسلام، دین، ایمان، آخرت کی تاکید کی ہے اور مفصّل بیان فرمایا ہے کہ جو حکم جناب الٰہی سے آویں ان کی پابندیاں کرو۔ اور رسوماتِ قبیحہ کو چھوڑ دو۔ دین کے بعد دنیا کی اصلاح کے متعلق فرماتا ہے کہ اے ایماندارو! جب حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تم میں سے کسی کی موت کے علامات ظاہر ہوں۔ حَضَرَ کے یہی معنے ہیں تو تمہیں حاضر ہونا چاہیے۔ شہادت کے معنے حضور کے ہیں۔ اضافت ظرف کی طرف ہے جیسے هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ [1] (الکھف:۷۹) اور بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ [2] (السبا:۳۴) اور شہادت بمعنے حضور جیسے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [3] (البقرۃ:۱۸۶) اور وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ [4] (النور:۳)۔

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ۔ حاضر ہونا کس کا؟ دو کا۔ وصیت کے وقت۔

کبھی کبھی اسم کو رکھ لیتے اور فعل کو حذف کر دیتے ہیں جیسے كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا [5] (النساء:۸۰) میں اَكْتَفِ كَفٰى بِاللّٰهِ ۔ اَكْتَفِ بِاللّٰهِ شَهِيْدًا کیونکہ كَفٰى کا صلہ بَ نہیں آتا اسی طرح یہاں يَشْهَدُ محذوف ہے۔ وہ دو کیسے ہیں۔

ذَوَا عَدْلٍ ۔ صاحبانِ رشد و عقل۔

مِّنْكُمْ ۔ تم میں سے دین کا تعلق رکھنے والے۔

اٰخَرٰنِ ۔ مسلمان نہ ہوں۔

قاضی شریح نے لکھا ہے کہ سفر اور وصیت کے معاملہ میں غیر مسلم گواہ بھی لے لئے جاتے ہیں۔

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ ۔ اِنْ کے بعد اسم نہیں آتا پس یہاں فعل محذوف ہے۔ یعنی اِنْ ضَرَبْتُمْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ ۔

---

[1] یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔ [2] بلکہ تمہارے رات دن کے منصوبوں نے (ہمیں روکا)۔

[3] تو (مسلمانو) تم میں سے جو شخص مقیم ہو یا اس مہینے کو پاوے (اس میں حاضر ہو) تو چاہیئے کہ اس کے روزے رکھے۔

[4] اور چاہیئے کہ آموجود ہوان کی سزا کے وقت ایک جماعت [5] اور اس بات پر اللہ ہی کی گواہی بس ہے۔

لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا۔ یہاں اعتراض کیا گیا ہے کہ جب وہ گواہ ہیں۔تو گواہ سے قسم کیسی ۔ہم کہتے ہیں بصورتِ شبہ وہ گواہ نہیں رہے۔ بلکہ مال ان کے سپرد کیا گیا ہے۔پس وہ اس صورت میں مدعا علیہ ہو گئے ۔ورثاء مدعی ہیں اور یہ مدعا علیہ۔مقدّمہ کے دوران میں ایسا ہوجاتا ہے۔

ایک تمیم داری نصرانی تھا اور ایک عدی بن بداسہمی ۔ مکہ میں تجارت کے لئے آتے ۔ عدی ایک تاجران کے ساتھ گیا۔ راہ میں مر گیا اور اپنا مال ان کے سپرد کر گیا۔عمرو بن عاص اس کے وارث تھے ۔ان کو ایک جام کے متعلق شبہ ہوا۔ایک لوٹے کی ایک نالی میں فہرست بھی مل گئی ۔ جس برتن کے متعلق شبہ تھا وہ بھی اس میں درج تھا۔جو دیا نہیں گیا اور یہ پہلے پوچھ لیا گیا کہ اس نے کوئی چیز تمہارے آگے بیچی تو نہیں اور پھر جام جہاں بیچا وہاں سے بھید کھل گیا۔اس صورت میں وہی عیسائی گواہ مدعا علیہ بن گئے ۔

نَشْتَرِيْ بِهٖ۔ میں ۃ کا مرجع اللہ ہے یا قسم ۔یعنی ہم نہیں لیتے اللہ کے نام کے بدلے۔ یا قسم کے بدلے کوئی دنیاوی فائدہ۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۱، ۹۲)

۱۰۸۔ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جو خبر ہو جائے کہ ان دونوں نے گناہ کر کے حق دبا لیا تو اور دو شخص ان کی جگہ کھڑے ہوں قریبی رشتہ داران لوگوں میں سے جن کا حق ڈوبا اور یہ متوفّی کے قریبی رشتہ دار ہوں پھر دونوں اللہ کی قسم کھاویں کہ ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم نے کچھ حد سے تجاوز نہیں کیا، ایسا کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں۔

تفسیر۔ اِنْ عُثِرَ ۔ اگر مطلع ہو گئے ۔عَثَرَ کے معنے ہیں کسی کے اوپر گرنا۔عَثَرْتُ مِنْهُ عَلٰى خِيَانَتِهٖ[1] ایک محاورہ ہے۔

اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا ۔ای استوجب الاثم یعنی انہوں نے واجب کر لیا اپنے ذمے اثم ۔اثم

[1] میں اس کی خیانت پر مطلع ہو گیا۔

کہتے ہیں غیر کا مال بلا وجہ لے لینے کو۔

فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَھُمَا۔ اور دو قسمیں کھائیں مدعیوں کی طرف سے۔

مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْھِمُ الْاَوْلَیٰنِ ۔ اس کا ترجمہ غور سے سنو۔ اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے۔ وہ قسم کھانے والے ان وارثوں میں سے ہوں (وہ وارث کیسے ہیں) ایسے وارث ہیں کہ ثابت کر دیا ہے ان پہلوں نے وارثوں کے لئے طلبِ حق کو (یعنی اس بات کو کہ تم اپنا حق لے لو) اور یہ (کیسے ہیں ثابت کرنے والے) بہت قریبی ہیں اس میّت سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

۱۰۹۔ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ یہ ترکیب ایسی معلوم ہوتی ہے کہ صحیح صحیح گواہی دیں یا اس بات کا ڈر رکھیں کہ دوسرے گواہوں کی قسموں کے بعد ہماری قسمیں ردّ کر دی جائیں گی اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اس کا خوف رکھو اور اس کے حکم کو قبول کرو اور اللہ راہِ راست نہیں بتاتا نافرمان قوم کو۔

تفسیر۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا۔ وَاسْمَعُوْا کے معنی ’’مان لو‘‘۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱)

۱۱۰۔ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

ترجمہ۔ جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر پوچھے گا تم کیسے مانے گئے وہ عرض کریں گے ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ آپ ہی کی ذات بڑی غیب جاننے والی ہے۔

تفسیر۔ کوئی شخص کسی دوسرے کے سامنے ذلت نہیں چاہتا۔ جب ایک کے سامنے نہیں چاہتا۔ تو جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے وہاں اپنی ذلت کیونکر برداشت کر سکتا ہے۔ اللہ کے ایمان کے ساتھ آخرت کے ایمان کا ذکر ہے۔ بلکہ ملائکہ کے ایمان کو بھی اس کے پیچھے رکھا ہے۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ[۱] (البقرۃ:۱۷۸) اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت پر ایمان ہو تو پھر انسان بدی کی

---

[۱] جس نے (سچے دل سے) اللہ کو مانا اور آخرت کے دن کو اور فرشتوں کو۔

جرأت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ میری تمام منصوبہ بازیاں خدا کے حضور پیش کی جاویں گی۔

مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا۔ یعنی علم کی نفی خدا کے علم کے مقابلہ میں ہے۔ کیا معنے؟ ہمارا علم کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ جو کچھ جانتے ہیں وہ تو بخوبی جانتا ہے۔ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔[1] (البقرہ: ۳۳) دوسرے معنے یہ کئے گئے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہاں تو دل کا معاملہ ہے اور ہم کسی کے دل کی باتیں نہیں جانتے کہ اس نے ہمیں کیسا مانا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

لَا عِلْمَ لَنَا۔ باطن کے جواب کا علم نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۵۱)

۱۱۱۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔ اور جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! یاد کر میری وہ نعمت اور احسان جو تجھ پر اور تیری ماں پر کیا جب میں نے تیری مدد کی پاک کلام سے۔ تُو بات کرتا تھا لوگوں سے چھوٹی سی عمر میں اور دانا ہو کر اور جب تجھ کو سکھائی کتاب اور دانائی و توریت و انجیل اور جب تو بناتا تھا خاکسار مٹی سے پرندہ کے روپ میں میرے حکم سے پھر اس میں پھونکتا تھا تو وہ ہو جاتی تھی ایک پرند میرے حکم سے اور تو بَری کرتا تھا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب تو مردہ کافر کو زندہ مومن بناتا تھا میرے حکم سے اور جب میں نے روکا بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو اُن کے پاس کھلے کھلے نشان لے کر آیا تو کہنے لگے کافر اُن میں کے کہ یہ تو دل ربا باتیں کھلم کھلا قطع تعلق کرانے والی ہیں۔

تفسیر۔ قَالَ اللّٰهُ ۔ فرمائے گا بروز قیامت۔

---

[1] جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے اُس کے سوائے ہمیں کچھ معلوم نہیں۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ کلامِ پاک سے۔

کَھْلًا ۔اَیْ حَلِیْمًا یعنی عقل مند ہوکر۔

عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ ۔معلوم ہوا کہ خدا کی کتاب کا علم بھی الٰہی فضل ہی سے آتا ہے۔

الْحِكْمَةَ ۔ پکی باتیں۔

تَخْلُقُ ۔اندازہ کرتا تھا۔

الطِّيْنِ ۔یعنی ایسی سعید روحیں جو ہر قالب میں گیلی مٹی کی طرح ڈھل جانے والی ہوں۔

طَيْرًا ۔اڑنے والا یہاں تک کہ عرش خدا کے حضور پہنچ جاوے۔ بلند پرواز انسان۔

فَتَنْفُخُ فِيْهَا ۔تو خدا کا کلام اس میں پھونکے گا۔

تُبْرِئُ ۔بری کرتا تھا۔ وہ لوگ مبروص اور اندھے کو ناپاک سمجھتے تھے۔

الْاَكْمَهَ ۔مادرزاد اندھا یا جسے شب کوری کا مرض ہو۔

تُخْرِجُ الْمَوْتٰى ۔یعنی شریر اور کفر میں مرے لوگ۔

كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ ۔یقیناً معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل پھانسی پر قادر نہیں ہو سکے۔

سِحْرٌ ۔ مَنْ لَا اَصْلَ لَهٗ جس کی حقیقت وہ نہ ہو جو بظاہر معلوم ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

كَهْلًا ۔جب عقلمند ہوا۔

فَتَنْفَخُ فِيْهَا ۔کلام الٰہی پہنچاوے۔

تُخْرِجُ الْمَوْتٰى ۔کفار کو اپنی صحبت میں مومن بناتا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۱، ۴۵۲)

جب تو مٹی سے پرندہ کیسی ایک چیز بناتا۔ میرے اذن سے اور اس میں پھونک مارتا پھر وہ اڑنے والا ہو جاتا میرے اذن سے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۹)

۱۱۲۔ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب میں نے حواریوں کے طرف وحی کی کہ مجھے مانو اور میرے رسول کو تو انہوں نے عرض کی ہم نے مانا اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فدائی فرمانبردار ہیں۔

تفسیر۔ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ۔ نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ[1] (الانفال: ۶۴) اور صحابہؓ کو فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔[2] (آل عمران: ۱۰۴) پس اسی طرح کو ارشاد ہوا کہ حواریوں کا ایمان ہمارے ہی فضل سے تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

۱۱۳۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرے رب سے یہ ہو سکے گا کہ ہم پر خوان اُتارے آسمان سے۔ عیسیٰ نے جواب دیا اللہ کو سپر بناؤ اور اس کا خوف رکھو جب تم ایماندار رہو۔

تفسیر۔ هَلْ يَسْتَطِيْعُ۔ کیا تیرا کہا مان لے گا؟ اس کے یہی معنے ہیں۔ ہر نبی کے واسطے ایک دعا ایسی ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔ نوحؑ نے وہ دعا اپنی قوم کے لئے مانگی کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا[3] (نوح: ۲۷) حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ میں نے وہ دعا دنیا میں نہیں کی۔ قیامت کے دن کروں گا شَفَاعَةٌ لِّاُمَّتِيْ (بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رُوْحِيْ فِدَاكَ) تمہارے مرزا صاحب سے بھی میں نے پچھوایا تھا مگر وہ ہنس پڑا۔ اور سکوت کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

---

[1] اگر تو جو کچھ زمین میں ہے دنیا کے سب مالوں کو جمع کرتا اور سب خرچ کر دیتا جب بھی ایسی الفت نہ ہوتی۔

[2] تو اس نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ [3] نہ چھوڑ خاص زمین پر کافروں کا کوئی گھر بسنے والا۔

۱۱۵، ۱۱۶۔ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو۔ اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو اور تو ہم کو روزی دے اور تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا وہ میں اتاروں گا تم پر پھر جو تم میں سے حق پوشی کرے گا اس کے بعد تو میں اس کو عذاب دوں گا ایسا عذاب کہ جہانوں میں ویسا عذاب کسی کو نہ دوں گا۔

تفسیر۔ مِّنَ السَّمَآءِ ۔ اٹل رزق۔

لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کا اثر محض حواریوں کے لئے نہیں تھا اور نہ مائدہ کوئی ایسی چیز ہے کہ صرف حواری ہی اس سے مستفیض ہوئے ہوں بلکہ عام رزق مراد ہے جیسے کہ آگے خود تشریح کی ہے۔ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۔ یہاں علماء کی بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا سن کر وہ ڈر گئے۔ مگر میرے نزدیک یہ دعا کی گئی اور یقیناً قبول ہوئی۔ دیکھتے نہیں عیسٰیؑ کے نام لیووں کے پاس کتنا رزق ہے۔ کتنی دولت ہے۔ یہاں تک کہ دن میں کئی بار لباس تبدیل کرتے اور نئے سے نئے کھانے کی وجہ سے گویا ہر روز ان کے ہاں عید ہوتی ہے۔ عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا کے الفاظ کا اثر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۹/ اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۔ اٹل بالضرور۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۱۱۷۔ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

ترجمہ۔ اور جب کہا اللہ نے اے مریم کے بیٹے عیسیٰ ! کیا تو نے ہی کہا تھا لوگوں سے کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا اور دو معبود سمجھنا۔ عیسیٰ نے عرض کی آپ کی ذات پاک ہے یہ مجھے کہاں سزاوار ہے کہ میں ایسی بات کہوں جس بات کے کہنے کا مجھے کچھ بھی حق نہیں اگر وہ میں نے کہی ہو تو تجھے معلوم ہی ہوگا۔ میرے جی کا حال تو تجھے بخوبی معلوم ہے اور میں نہیں جانتا کہ آپ کیا چاہتے ہیں (اس سوال سے) ہاں ہاں تیری ہی ذات پاک بڑی غیبوں کی جاننے والی ہے۔

تفسیر۔ میں نے دنیا میں بہت سے حالات دیکھے ہیں۔ غریبی، امیری، امیر ہو کر غریب ہونا اور غریب ہو کر پھر امیر ہونا دیکھا۔ ۱½ روپیہ ماہوار کی آمدن بھی دیکھی اور ہزارہا روپیہ کی۔ دونوں حالات میں خدا کے فضل سے یکساں خوشحال رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا کوئی بڑی چیز نہیں۔ پس بڑے ہی احمق ہیں وہ لوگ جو دنیا کے لئے دین کو برباد کرتے ہیں اور موت اور خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ انسان اولاد کے لئے یہ دنیا جمع کرتا ہے لیکن اگر اولاد نالائق ہے تو اس کے جمع کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ اور اگر لائق ہے تب بھی نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۳ مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۲)

بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ مکانوں کی اینٹیں اکھڑواتے بھی گالی دیتے ہیں کہ بھڑوے نے ایسا سخت مصالحہ لگایا ہے جو اکھڑ بھی نہیں سکتا اور اگر لائق ہے تو اسے اپنے باپ کی کچھ پرواہ نہیں۔ ایک شخص نے بھیرہ میں تین لاکھ روپیہ عمارتوں پر خرچ کیا۔ میں نے اس کی اولاد کو دیکھا کہ سات سات فاقے گزرتے ہیں۔ پس انسان فانی دنیا کے لئے کیوں خدا کو بھلا دے اور تکبر کیوں کرے؟ جس قدر آسودگیاں اور نعمتیں خدا نے دی ہیں ان کی نسبت ضرور سوال ہوگا۔ اور تو اور انبیاء سے بھی باز پرس ہو

گی۔بعض لوگ یوں کفرانِ نعمت کرتے ہیں کہ انعاماتِ الٰہی کو انعام ہی نہیں سمجھتے۔ایک عورت مجھ سے کہنے لگی۔خدا نے جو کچھ مجھے دیا تھا سب کچھ لے لیا۔میں نے کہا۔کیا تمہاری آنکھیں نہیں، کان نہیں، ناک نہیں، ہاتھ نہیں، پاؤں نہیں۔اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئی۔اس رکوع میں ایک نبی سے باز پرس کا ذکر ہے۔جسے خدا بنایا گیا۔

وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ۔مریم کو بھی خدا کی ماں کہتے ہیں اور رومن کیتھولک اس کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں لارڈ رپن نے اپنی جیب سے پندرہ تصویریں پیتل کی دکھائی تھیں۔مہاراج[1] نے مجھے کہا یہ تو ہمارے ہی بھائی ہیں آپ ان کو اہل کتاب بنائے پھرتے ہو۔

مَا فِیْ نَفْسِیْ۔میری باتیں۔

مَا فِیْ نَفْسِكَ۔تیری باتیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ ؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

۱۱۸۔ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔

ترجمہ۔میں نے ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر وہی جو تو نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ تم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا وہی رب ہے اور میں ان کا نگران رہا جب تک میں اُن میں زندہ رہا پھر جب تو نے مجھے مار ڈالا اور وفات دے دی تو تُو ہی ان پر نگہبان رہا تھا اور تو ہر ایک چیز کا بڑا واقف حال ہے۔

تفسیر۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ۔انبیاء توحید ذاتی پر نہیں بلکہ صفاتی پر زور دیتے ہیں کیونکہ اسی کے متعلق قوموں میں غلط فہمیاں ہیں۔شرک کا مسئلہ باریک ہے۔ایک طرف خدا کا حکم ایک طرف نفس کی تحریک۔اب جو نفس کا کہا مانتا ہے وہ بھی شرک میں گرفتار ہے۔اسی واسطے جھوٹ بولنے والے، زانی، چور، بدمعاملہ، غافل، سُست، حرام خور، سب مشرک ہیں۔

تَوَفَّیْتَنِیْ۔جان کو قبض کر لیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ ؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

---

[1] مہاراجہ جموں و کشمیر۔مرتّب

اور جب کہے گا اللہ۔اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں کو کہا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود ٹھہرالو۔وہ بولا۔تو پاک ہے۔مجھ کو سزاوار نہیں ہے کہ کہوں وہ بات جو مجھے پہنچتی نہیں۔اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے معلوم ہوگا۔تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔بیشک تو ہی چھپی باتیں جاننے والا ہے۔میں نے تو نہیں وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم کیا تھا یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا اور تمہارا ربّ ہے۔اور میں ان پر خبردار رہا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو تُو ان پر خبردار تھا اور تو ہر چیز پر خبردار ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۳۳ حاشیہ)

۱۲۰، ۱۲۱۔ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ؕ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا یہی وقت ہے کہ سچوں کو ان کی سچائی کام دے۔صادقوں کے لئے باغ ہیں جن میں بہہ رہی ہیں نہریں اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ ان سے خوش ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو چکے اور یہی ہے بڑی کامیابی کو پہنچنا۔اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمان اور زمین میں اور جو اُن میں ہے اور وہ ہر ایک چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ اس سورۃ میں معاشرت کے اصول بتائے۔بیویوں، بچوں، یتیموں، اپنے ہم مذہبوں، غیر مذہبوں سے برتاؤ بتایا اور سمجھایا کہ سب سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ لوگ پاس پاس لئے پھرتے ہیں سب سے بڑھ کر پاس ہونا تو یہی ہے پھر فرماتا ہے۔تم خواہ کتنے بھی بڑھ جاؤ گے پھر بھی خدا سے نہیں بڑھ سکتے۔زمین و آسمان اسی کا ہے بلکہ مَا فِيْهَا بھی اور پھر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہے تو اس کا مگر متصرّف کوئی اور ہے بلکہ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

ہم سورۂ انعام کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس عظیم الشان اللہ کے اسم شریف سے جو رحم بلا مبادلہ کرنے والا اور محنت کو ضائع نہیں کرنے والا ہے۔

سورۃ انعام میں پندرہ کے قریب رسالت پر دلائل ہیں۔ نبی کریمؐ کی تعلیم اس میں خصوصیت سے درج ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ سورۂ بقرہ و آل عمران میں خانہ جنگیوں کے متعلق ہدایت ہے اور یہ کہ جہاد میں متقی ہی کامیاب ہوں گے۔ پھر نساء اور مائدہ میں معاشرت کے متعلق ہدایات ہیں۔ اب اس سورۂ انعام میں حضرت نبی کریمؐ کی رسالت کی نسبت ثبوت اور اعتراضوں کے جواب ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔

ترجمہ ۔ سب ہی تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور اندھیرا اور اجالا ٹھہرایا۔ پھر بھی یہ حق چھپانے والے اپنے رب کے برابر دوسروں کو بتاتے ہی ہیں۔

تفسیر۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ اوپر دیکھو اور مختلف ستاروں کی دوری اور حالات کی طرف توجہ کرو پھر نیچے زمین اور مَافِيْهَا پر نظر کرو۔ سوئی کے ایک ناکے پر جو پانی کا قطرہ ہے۔ اس میں بھی صدہا کیڑے ہیں۔ ایک صاحب نے لکھا کہ پہلے انسان نے بڑے بڑے جانوروں سے مقابلہ کیا۔ اب چھوٹے چھوٹے جانوروں، طاعون کا کیڑا، ہیضہ کا کیڑا، مرگی کا کیڑا وغیرہ کا مقابلہ ہے۔ دیکھئے۔

جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ۔ روشنی اور اندھیرے کا فرق دوپہر اور آدھی رات کے وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ روشنی میں تمیز اور اندھیرے میں بے تمیزی ہوتی ہے۔

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ پس خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض اور جَاعِلُ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْر سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ بے تمیزی سے تمیز دینا بھی اسی اللہ کا کام ہے۔ اور اسی میں ثبوت ہے۔ بعثتِ نبوت کا۔ عالمِ روحانی میں جب ظلمات بڑھے تو نور ضروری ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ /اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

۳۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی رب ہے جس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے پھر ایک میعاد مقرر کر دی اس کے لئے اور اس کے نزدیک ایک میعاد مقرر ہے (موت سے حشر تک) پھر بھی تم شک ہی کرتے ہو۔

تفسیر۔ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ۔ موت سے بعث تک کا زمانہ اَجَلٌ مُّسَمًّى کہلاتا ہے۔ جو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۶۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ انہوں نے سچ کو جھٹلا دیا جب اُن کے پاس آیا تو آ گے ان کو معلوم ہوں گی اس کی خبریں جس بات کی وہ ہنسی اڑاتے تھے۔

تفسیر۔ كَذَّبُوْا۔ جھٹلا چکے حق بات کو جب ان تک پہنچی۔ اب آگے آوے گا ان پر حق اُس بات کا جس پر ہنستے تھے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔هزو سے کسی چیز کو خفیف سمجھنا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ /اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ ۔ یہ پہلی دلیل ہے نبوت کی کہ مخالفانِ نبوت ہلاک ہوں گے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

اس آیت میں بدوں میعادِ معینہ کے مطلق تکذیب پر ہلاکت کی خبر دی۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۰۲)

۷۔ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں اور سنگتیں اور زمانے ہلاک کر دیئے جن کو ہم نے ملک میں ایسی قوت دی تھی جو تم کو نہیں دی اور ان پر موسلا دھار پانی برسایا اور ہم نے ان زمینوں میں بھی نہریں بنائیں پھر ان کو ہلاک کر دیا ان کے گناہوں کے سبب اور پیدا کیں ہم نے ان کے پیچھے اور سنگتیں اور زمانے اور قومیں۔

تفسیر۔ اَلَمْ يَرَوْا۔ اعتقاد کرتا۔ سبق حاصل کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

کیا دیکھتے نہیں۔ کتنی ہلاک کیں ہم نے پہلے ان سے سنگتیں۔ ان کو جمایا تھا ہم نے ملک میں جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان برستا۔ اور بنا دیں نہریں بہتی ان کے نیچے۔ پھر ہلاک کیا ان کو ان کے گناہوں پر اور کھڑی کی ان کے پیچھے اور سنگت۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۰۲ حاشیہ)

۸، ۹۔ وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو اگر ہم بھیج دیں تیرے پاس کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب اور وہ ہاتھ سے ٹٹول بھی لیں وہ کتاب۔ کہہ دیا منکروں نے یہ باتیں تو بڑی دلچسپ ہیں مگر قوم سے کھلم کھلا کاٹ دینے والی ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کیوں نہیں اترا ان پر کوئی فرشتہ اور اگر ہم اتارتے کسی فرشتے کو تو فیصلہ ہی ہو چکتا اور پھر ان کو مہلت بھی نہ ملتی۔

تفسیر۔ سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ دلربا بات ہے مگر قوم سے کاٹ دینے والی۔

لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ۔ فرشتوں کا نزول دو طرح ہے۔ ایک تو عذاب کے لئے۔ سو اس کے

لئے فرمایا کہ اگر فرشتہ اترتا تو پھر فیصلہ ہو جاتا۔ اور ایک وحی کے لئے۔ سو وہ تمہارے سامنے کس طرح آئے؟ لامحالہ مرد کی صورت میں آئے گا۔ پھر وہی التباس پڑے گا کہ یہ فرشتہ کیونکر ہے۔ ممکن ہے کوئی آدمی ہی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ /اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳)

لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا۔ دوسری دلیل ہے۔

لَّقُضِيَ الْاَمْرُ۔ یہ تیسری دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۱۱، ۱۲۔ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہنسی اڑائی جا چکی ہے تجھ سے پہلے رسولوں کی بھی تو اُترا ان پر جنہوں نے ہنسی کی تھی وہی عذاب جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے۔ تم کہو ملک میں سیر کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

تفسیر۔ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا۔ چوتھی و پانچویں دلیل ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

یہ سورۃ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں رسالت کے ثبوت میں ہے جو لوگ اپنا مال، اپنی جان، اپنی اولاد، اپنی عزت برباد کر چکے ہیں وہ ہرگز عقلمند نہیں ہیں پس۔

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ فرما کر بتایا ہے کہ تم سوچو اور فراعنہ مصر کا انجام کیا ہوا؟ کیا ان کا نام ونشان باقی ہے۔ ابراہیمؑ کے مکذب کا کیا انجام ہوا۔ جس کے نام کی نسبت بھی مفسرین کو اختلاف ہے۔ وہ بے نام ونشان ہوا اور اس کے مقابلہ میں ابراہیمؑ کو دیکھو کہ اس وقت یوروپ امریکہ، ایشیا، کے عیسائیوں، یہودیوں، مسلمانوں کا پیشوا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ /اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۳، ۹۴)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔[۱] (الانعام:۱۲) کوئی دیکھ

---

[۱] زمین میں سیاحت کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

لے جو حالت انبیاء علیہم السلام کے مکذبوں کی ہوئی اس سے بڑھ کر ہمارے حضور علیہ السلام کے نافہم مکذبوں کی ہوئی۔ جہاں سے مکذبوں نے آپؐ کو نکالا۔ وہاں سے خود ہی ابدالاباد کے واسطے نکل گئے۔ سچ ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲، ۲۳)

۱۳، ۱۴۔ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط قُلْ لِّلّٰهِ ط كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ط لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ۔ یہ تو پوچھو کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تم ہی کہو سب اللہ ہی کا ہے۔اس نے ٹھہرالی ہے اپنی ذات پر رحمت وہ ضرور جمع کرے گا تم کو قیامت کے دن جس (کے ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں جو لوگ اپنا نقصان آپ کر رہے ہیں وہ تو کبھی ماننے والے نہیں۔اور اللہ ہی کا ہے جو کوئی رات دن میں رہتا ہے اور وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ فرماتا ہے کہ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔اس قیامت کے دن کا ہی فکر کرو۔ جہاں اوّلین آخرین جمع ہوں گے۔ایک شخص نے مجھ سے کہا۔عذاب غیر مقطوع ہے یا نہیں؟ میں نے کہا میرے نزدیک غیر مقطوع نہیں۔ اس نے کہا پھر تو ہم بھی آپ سے آملیں گے۔ میں اس وقت خاموش رہا۔تھوڑی دیر بعد میں اور وہ بازار میں گئے۔ میں نے چوک میں پوچھا۔ یہاں آپ کا کوئی واقف ہے؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا بھی کوئی واقف نہیں۔ پس یہ لو دو روپے اور مجھے ایک جُوت سر پر مار لینے دو۔ بول اٹھا۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے اسے کہا۔ او نادان! چند واقفوں میں تو اپنی ہتک گوارہ نہیں کرسکتا تو وہاں جہاں سب جمع ہوں گے۔اپنی ہتک کیونکر گوارہ کر سکے گا؟

مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔تمہارے اقوال واعمال کا سننے اور جاننے والا ہے کیا تم انکار کر سکتے ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

۱۵، ۱۶۔ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو کیا میں مددگار بنالوں اللہ کے سوا کیسا اللہ جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب کو کھانا کھلاتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا تو کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں سب سے اوّل فرمانبردار فدائی بن جاؤں منہیات سے بچنے والا ہوں اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہوں۔ تو کہہ دے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

تفسیر۔ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا۔ ہر ایک کو اپنے حامی و مددگار کی ضرورت ہے اور دنیا کے حامیوں میں تفاوت ہے۔ پس جس نے آسمان و زمین بنایا اس کے سوا اور کسی کو حامی بنانا کیا کوئی دانش مندی ہے؟

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ ۔اوّل درجہ کا فرماں بردار ہوں اور منہیات سے بچنے والا ہوں۔

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔فطرتاً انسان دکھ سے بچتا ہے۔ پھر عید و میلے کے دن تو کوئی بھی رنج و ہتک پسند نہیں کرتا۔ فرماتا ہے۔ اس عظیم الشان دن میں نافرمانی کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اس سے ڈرتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

۱۸۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تجھ کو کوئی ضرر پہنچاوے تو اللہ کے سوا اس ضرر کو کون دور کرے اور اگر تجھ کو فائدہ پہنچاوے تو وہ ہر ایک چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے اور چاہے ہوئے پر بڑا قادر ہے۔

تفسیر۔ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ ۔ سب سے بڑھ کر تو ماں غم خوار ہے۔ مگر ایک ادنیٰ دکھ بھی (مثلاً شکم میں درد) بانٹ نہیں سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

۲۰۔ قُلۡ اَیُّ شَیۡءٍ اَکۡبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۟ۙ شَهِیۡدٌۢ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ۟ وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ بِهٖ وَ مَنۡۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّکُمۡ لَتَشۡهَدُوۡنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخۡرٰی ؕ قُلۡ لَّاۤ اَشۡهَدُ ۚ قُلۡ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے گواہی کے لئے کس کی گواہی بہت بڑی ہے۔ آپ ہی کہہ اللہ میرا اور تمہارا گواہ ہے۔ اس نے میری طرف یہ قرآن وحی کیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے مَیں تم کو ڈراؤں اور جس تک یہ قرآن پہنچے اس کو ڈراؤں۔ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبود بھی ہیں تو کہہ دے میں تو گواہی نہیں دیتا مگر یہی کہ بس ایک ہی اکیلا اللہ سچا معبود ہے اور میں تو ان سے الگ ہوں اور بیزار ہوں جن کو تم اللہ کے برابر سمجھتے ہو۔

تفسیر۔ قُلِ اللّٰهُ ۟ۙ شَهِیۡدٌۢ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ۔ ہمارا تمہارا مقدمہ ہے۔ پچھلی کتابوں میں شہادت موجود ہے۔ تم دیکھ لو کہ مکذبینِ رُسل کا انجام کیا ہوا؟ تازہ شہادت چاہتے ہو تو اپنے اور میرے اتباع کو دیکھ لو۔ بوعلی سینا ایک طبیب تھا۔ امام غزالی و امام رازی اچھی عربی لکھنے والے ہیں۔ مگر یہ بھی ان سے کم نہیں۔ ایک دن اس نے عمدہ تقریر کی۔ ایک اُلّو کا پٹھا اس کا شاگرد بیٹھا تھا۔ اس نے کہا آپ نبوت کا دعویٰ کرتے تو آپ کو زیبا تھا۔ اس وقت ابنِ سینا خاموش ہو رہا۔ ایک دن سردی تھی۔ ٹھنڈی ہوا اور یخ بستہ پانی موجود۔ اسی شاگرد سے کہا۔ ذرا کپڑے اتار کر اس میں ہو آؤ۔ وہ کہنے لگا۔ خیر ہے کیا آپ مجنون تو نہیں ہو گئے؟ کہا۔ کیا اسی ہمت پر مجھے پیغمبر بناتا تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو گھمسانوں میں جانے کا جو حکم دیتے تھے۔ کیا وہ یہی جواب دیتے تھے؟ غرض یہاں اتباع کو مقابلہ میں پیش کیا گیا۔

وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ۔ اور میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن مجھ پر وحی ہوا ہے۔ مگر یہ صرف وحی ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ خطرناک بات ہے کہ جو لِاُنۡذِرَکُمۡ بِهٖ ۔ جو اسی وحی کے خلاف کرے گا وہ یقیناً عذاب میں گرفتار ہوگا اور نہ صرف تم بلکہ مَنۡۢ بَلَغَ جن لوگوں تک یہ قرآن پہنچے گا اگر وہ اس کی ہدایات پر کاربند نہ ہوں گے تو خوار ہوں گے۔ تباہ ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

اللّٰہُ قف شَھِیْدٌ ۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ۔ یہ چھٹی دلیل ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۱۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ م اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو ایسا ہی پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں وہ جو اپنا نقصان کررہے ہیں وہ تو کبھی مانیں گے نہیں ۔

تفسیر۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ ۔ فقراء (جن کے سینوں میں کتاب ہوتی ہے) علماء (جن کے ہاتھوں میں کتاب ہوتی ہے) امراء (جن کی زبان پر کتاب ہوتی ہے) حق سمجھ تو لیتے ہیں مگر شبہات میں رہتے ہیں۔ حالانکہ ایسے شبہات وہ اپنی اولاد کی نسبت بھی کر سکتے ہیں۔ پر پھر بھی اپنی اولاد کو مانتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ ۔ اگلی کتب میں پیشگوئی اعمال ۲۳ آیت ۲۱۔ ساتویں دلیل۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۲۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی نشانیوں کو جھٹلائے۔ بے شک ظالم تو نہال اور بامراد نہیں ہوتے۔

تفسیر۔ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ مفتری اور غیر مفتری کی شناخت کا معیار بتایا ہے کہ مفتری ظالم ہے وہ کبھی مظفر و منصور نہیں ہوتا۔ انسان تنہا بیٹھ کر تو بہت سی عمارتیں بنا لیتا ہے۔ مگر نہیں سمجھتا کہ خدا بھی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ مشرک تیرے مقابل میں مظفر و منصور نہ ہوں گے۔ آٹھویں دلیل۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۳، ۲۴۔ وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جس دن ہم سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن پر تم زعم کرتے تھے۔ پھر اس کے سوا ان کا کوئی جھوٹا عذر نہ ہوگا کہ وہ کہیں گے اللہ کی قسم اللہ ہی ہمارا رب ہے ہم تو شرک نہیں کرتے تھے۔

تفسیر۔ تَزْعُمُوْنَ۔ جنہیں تم اپنے زعمِ باطل میں شریک باری تعالیٰ سمجھتے ہو۔

فِتْنَتُهُمْ۔ عذر اور قول ان کا۔ فتنہ کے معنے عذر کے اس لئے کئے ہیں کہ یہ عذر بھی ان کے فتنہ وشرارت کے ضمن کی بات ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ۔ یقیناً فتنہ کے معنی یہاں معذرت کے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۶۔ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور بعض اُن میں سے ایسے ہیں کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے تا کہ وہ نہ سمجھ سکیں بات کو اور ان کے کانوں میں بوجھ اور بہرا پن رکھ دیا اور گو وہ دیکھ بھی لیں سب کی سب نشانیئیں جب بھی وہ نہ مانیں گے کبھی ان کو۔ یہاں تک کہ وہ جب تیرے پاس لڑتے ہوئے آتے ہیں تو حق چھپانے والے یہی کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں مگر وہی اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

تفسیر۔ يَسْتَمِعُ۔ سماع وہی ہے جو دل کے کانوں سے سُنا جائے اور قبول کر لیا جائے۔

وَقْرًا۔ یوں تو سن لیتے تھے مطلب یہ ہے کہ حق نہ سنتے تھے۔

اَسَاطِيْرُ۔ سٹوریاں[1] ہیں۔ مگر میں تمہیں سچّے یقین کے ساتھ بتاتا ہوں کہ قرآن میں کوئی

[1] کہانیاں۔ Stories (مرتب)

قصّہ نہیں بے شک آدمؑ۔نوحؑ۔یعقوبؑ۔ابراہیمؑ۔موسیٰؑ۔صالحؑ۔ہودؑ۔شعیبؑ کا بیان ہے۔مگر صرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے مطابق کرنے کے لئے۔گویا ان واقعات کے ذریعے پیشگوئی کی گئی ہے کہ تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔پس وہ قصّے نہیں بلکہ تمثیلی رنگ میں پیشگوئیاں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

۲۸۔ وَ لَوۡ تَرٰۤی اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَی النَّارِ فَقَالُوۡا یٰلَیۡتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَ نَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔

ترجمہ۔اور کیا اچھا ہو کہ تو دیکھے جب وہ کھڑے کئے جائیں گے آگ پر اور کہیں گے کاش ہم واپس پھیر دئے جائیں اور ہم اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلاویں اور ایمان داروں میں ہوجاویں۔

تفسیر۔ وُقِفُوۡا عَلَی النَّارِ۔ جنگ کے سامنے یا دوزخ کے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۳۰۔ وَ قَالُوۡۤا اِنۡ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا وَ مَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا جینا تو بس اسی دنیا میں ہے اور ہم مرے پیچھے کچھ اٹھنے والے نہیں۔

تفسیر۔ اِنۡ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا۔ منہ سے نہ کہیں۔مگر اکثر لوگ اپنے اعمال سے بھی ظاہر کرتے ہیں اور یہی گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی دنیا ہے۔

قَالَ۔عام ہے جو چیز صرف بولنے کے لئے مخصوص نہیں بلکہ جس طرح کوئی امر ظاہر ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

۳۲۔ قَدۡ خَسِرَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتۡهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً قَالُوۡا یٰحَسۡرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطۡنَا فِیۡهَا ۙ وَ هُمۡ یَحۡمِلُوۡنَ اَوۡزَارَهُمۡ عَلٰی ظُهُوۡرِهِمۡ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ان لوگوں نے ٹوٹا پایا جنہوں نے اللہ کے دیدار کو جھٹلایا۔یہاں تک کہ جب یکایک ان پر

گھڑی آ پہنچے گی تو چلّا اٹھیں گے کہ ہائے افسوس (وائے حسرت) ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے اس میں کی اور وہ اپنے قصوروں کے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے۔ سن رکھو کیا ہی برا بوجھ ہے جو لادے پھرتے ہیں۔

تفسیر۔ مَا فَرَّطْنَا۔ جو ہم نے کوتاہی کی۔

اَوْزَارَ۔ جمع وِزْر۔ اثم۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶/ اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴)

یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَھُمْ ۔ کفّارہ کی تردید۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۳۳، ۳۴۔ وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَكَ وَ لٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور دنیا کا جینا ہی کیا ہے مگر بے حقیقت اور فرضی کھیل اور اللہ کی طرف سے غافل کرنے والا اور آخرت کا گھر تو متقیوں کے لئے بہتر ہے تو کیا تم کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ تجھ کو غمگین کر دیتی ہیں وہ باتیں جو وہ کہتے ہیں (تو تُو کیوں غمگین ہوتا ہے کیونکہ) تیری تو کوئی بھی تکذیب نہیں کرتا لیکن بے جا کام کرنے والے اللہ ہی کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

تفسیر۔ لَعِبٌ۔ بے حقیقت چیز۔

لَھْوٌ۔ خدا سے غافل کرنے والی۔

پس مومن کو چاہیے کہ وہ ہر کام سوچے کہ یہ بے حقیقت خدا سے غافل کرنے والا تو نہیں۔ اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے یا نہیں۔

لَیَحْزُنُكَ۔ جس طرح باپ بیٹے کے لئے۔ بادشاہ رعایا کے واسطے یہ چاہتا ہے کہ وہ فرماں بردار ہوں۔ اسی طرح انبیاء جن کو اُٹھتے بیٹھتے خدا کی عظمت مدنظر ہوتی ہے۔ یہی چاہتے ہیں کہ تمام لوگ خدا کے نیک بندے بن جاویں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم جب اپنی قوم کے افراد کو کفر و شرک، چوری، زناء، شراب، قصہ کہانیوں اور طرح طرح کے گناہوں میں مشغول دیکھتے ہوں گے تو بہت بہت کڑھتے ہوں گے چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ[۱] (الکھف:۷)

یُکَذِّبُوْنَكَ۔ تجھے تو یہ جھوٹا نہیں کہتے کیونکہ دعویٰ نبوت سے پہلے انہوں نے کبھی تجھے ایسا نہیں کہا۔ اور اب دوسرے معاملات میں جھوٹا نہیں کہتے۔ صرف وحی الٰہی کو جھٹلاتے ہیں گویا میری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ زبردست شہادت ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت پر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ / اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۴، ۹۵)

فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ۔ تجھے جھوٹا نہ کہا۔ بلکہ جب تم نے دعویٰ کیا تو انہوں نے آیات اللہ کو جھٹلایا تیری زندگی پر کوئی حرف نہ لا سکے۔ یہ نویں دلیل ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۳۵۔ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک بہت سے رسول جھٹلائے گئے تجھ سے پہلے تو وہ جھٹلائے جانے پر صبر کرتے رہے اور وہ تکلیف دیئے گئے یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو آ پہنچی اور اللہ کی پیش گوئیوں اور باتوں کی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور تجھ کو پہنچ چکے بعض مرسلوں کے احوال۔

تفسیر۔ جب اس کتاب تکذیب[۲] کو دیکھا تو وہ کل مکذّب یاد آ گئے جو آدمؑ سے لیکر ہمارے ہادی (فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپ کے اور آپ کے سچّے اور نیک فرماں بردار اور جان نثاروں کے مقابل گزرے مگر وہی الٰہی سنّت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کار اہلِ ایمان اور راست باز ہی فتح یاب ہوتے ہیں میرے واسطے جان افزا۔ راحت بخش ہوا۔ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[۱] اے رسول! کیا تو اپنی جان کھپاوے گا۔ [۲] تکذیب براہین احمدیہ۔ مرتّب

وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۔[1]

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲)

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۔ یعنی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کوئی نہیں بدل سکتا۔ یہ دسویں دلیل ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۳۶۔ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور اگر تجھ پر بھاری گزرتا ہے اُن کا منہ پھیرنا تو تجھ سے ہو سکے تو تلاش کر لے زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی پھر لا اُن کے سامنے کوئی نشان تو اگر وہ چاہتا تو ضرور سب ہی کو ہدایت دے دیتا تو (اے مخاطب) تو نادانوں میں سے نہ ہوجا۔

تفسیر۔ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى ۔ مکہ و عرب والے سب مسلمان ہو گئے ۔ یہ گیارہویں دلیل ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۳۹۔ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۔

ترجمہ ۔ اور جو جان دار زمین میں ہے اور جو پرندہ اپنے بازوؤں پر اڑتا ہے وہ تمہارے ہی جیسی سب جماعتیں ہیں ہم نے کوئی چیز نہ چھوڑی کتاب میں پھر وہ سب اپنے رب کے سامنے اکٹھے ہوں گے۔

تفسیر۔ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۔ جس طرح تم میرے نبی کے تباہ کرنے کے درپے ہو۔ اسی طرح

---

[1] بے شک جھٹلائے گئے رسل تجھ سے پہلے۔ پھر صبر کیا انہوں نے تکذیب پر اور دُکھ دیئے گئے یہاں تک کہ آئی ان کے پاس مدد ہماری اور الٰہی باتیں کوئی نہیں بدل سکتا اور بے ریب آ چکی تجھے خبر پہلے رسولوں کی۔

زہریلے جانور اور پرندے تمہارے دشمن ہیں عنقریب تمہاری لاشیں کھا جائیں گے۔ یہ بارہویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۴۲۔ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہاں بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ دور کر دے گا جس کے لئے تم اس کو پکارو گے اس نے چاہا تو اور چھوڑ دو گے جس کو تم شریک کرتے تھے۔

تفسیر۔ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ۔ صرف خدا کو پکارنے سے چھوٹو گے۔ یہ تیرہویں دلیل ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۴۳۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور بے شک ہم نے رسول بھیجے تجھ سے پہلی امتوں کی طرف پھر ہم نے ان کو دکھ و تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں اور گڑ گڑائیں۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات اپنے اپنے وقتوں میں اپنا کام کر رہی ہیں۔ مثلاً ایک وقت دن کا ہے، ایک رات کا، ایک نور کا ایک ظلمات کا، اَلرّافع، اَلْخَافِض، اَلضَّار، النَّافِعُ اللہ تعالیٰ ہی کے اسماء حُسنیٰ میں سے ہیں۔ سَنَفْرُغُ لَكُمْ۔[1] (الرحمن: ۳۲) میں بعض لوگوں کو وہم گزرا ہے کہ کیا خدا کسی کام میں ایسا مصروف ہے کہ دوسری طرف توجّہ نہیں اور پھر توجّہ ہوگی۔ یہ بات نہیں بلکہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہے۔ ایک ہزار برس آتا ہے کہ نافرمانوں کی سزاؤں کا وقت ہوتا ہے اور اس میں ہر مجرم کو سخت پکڑ ہوتی ہے دوسرے ہزار میں ایسا نہیں ہوتا۔

میں نے ایک شخص کو زنا وغیرہ سے منع کیا۔ اس نے مجھے نہایت حقارت سے جواب دیا کہ ملّا! ہم تو اتنی مدت سے ایسا ہی کر رہے ہیں۔ کوئی تکلیف نہیں پائی۔ اس وقت میں سمجھ گیا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اپنے کئے کا پھل پائے۔ چنانچہ کچھ دن بعد دیکھا کہ ہائے ہائے کرتا آ رہا ہے۔ دیکھا تو

[1] ہم خاص توجہ کریں گے تمہاری طرف۔

خطرناک قسم کی آتشک اس کو تھی جو تین دن میں ہلاک کر دیتی ہے ہم نے اس کے زخم کو جلا دیا۔لیکن اس نے اپنے معالجہ کی پرواہ نہ کی اس لئے مرض اندر ہی اندر بڑھتا گیا اور اسے چپ سی لگتی گئی۔اب اس کے گھر والے اس کا علاج نہ کرتے یہ سمجھ کر کہ بدمستی کی وجہ سے چپ ہے۔یہی بات اس کی ہلاکت کا نشان ہوئی۔چنانچہ وہ آخر بالکل خاموش ہو گیا۔پھر مر گیا۔

غرض اس رکوع میں بتایا ہے کہ ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوتا ہے کہ تمام اقوام کو بَاْسَآءِ قسم قسم کے قحط الضَّرَّآءِ قسم قسم کی بیماریوں میں پکڑ لیتے ہیں۔غرض کیا ہوتی ہے لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ تضرع اختیار کریں۔

کبر بہت بُری چیز ہے۔ہمایوں نے ایک دفعہ اپنی فوج کا جائزہ لیا۔فوج کی کثرت دیکھ کر کہنے لگا۔اتنی کثیر التعداد فوج کو ہلاک کرتے خدا کو بھی کئی دن لگ جائیں۔شیر شاہ پاس کھڑا تھا۔الگ ہو گیا کہ یہ تو بے ایمان ہے۔آخر ہمایوں پر وہ ذلّت کا زمانہ آیا کہ ہند میں سر چھپانے کی جگہ نہ ملی۔ایران چلا گیا۔کبر کے کلمے یوں کر دیتے ہیں۔یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ کئی ایسی جگہوں میں عذاب کیوں آتا ہے جہاں اس وقت کے رسول کی اطلاع تک نہیں پہنچی۔ہم کہتے ہیں۔وہ وقت رسالت کے پہنچانے کا نہیں وہ تو مجرموں کی گرفتاری کا ہے۔اور یوں بھی بائیبل کا ترجمہ ۲۸۰۰ زبانوں میں ہو چکا اور احکام الٰہی کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی رنگ میں تمام اقطارِ عالم و اکنافِ جہان میں پہنچ چکے ہیں۔آریہ برہمو بھی توحید کا پرچار کرتے ہیں۔غرض اللہ تعالیٰ اس وقت تضرّع چاہتا ہے۔

یہاں قادیان میں پچھلے دنوں طاعون پھیلنے لگا۔میں نے خدا کی جناب میں نہایت تضرّع سے دُعا کی کہ ابھی تیری چھوٹی سی جماعت ہے۔اب تو اس جماعت میں اس درجہ کا دعا کرنے والا بھی نہیں۔پس تو اپنا فضل کر۔میں دیکھتا ہوں کہ طاعون معاً چلا گیا۔جو بیمار تھا وہ بھی اچھا ہو گیا۔یہ تضرّع کا نتیجہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۵)

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ ۔جب کوئی نبی آتا ہے تو بیماریاں اور قحط ضرور پڑتے ہیں یہ چودھویں دلیل ہے نبی کے وقت ایسا ہوا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۴۴۔ فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو وہ کیوں نہ گڑگڑائیں جب ان پر تکلیف ہماری آئی لیکن ان کے دل بہت سخت ہو گئے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے ہیں۔

تفسیر۔ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا۔ یہ بأس (جنگ وجدال) جس میں کئی کئی طرح کی مصیبتیں آتی ہیں۔ باس کے مقابلہ میں ہے۔ آجکل بھی جنگ وجدال عجیب عجیب رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے قسطنطنیہ کی جو حالت ہے۔ ایران کی جو حالت ہے۔ وہ تم اخباروں میں پڑھتے ہو۔ چالباز مدبّر عرب والوں کو سمجھا رہے ہیں۔ تم الگ ہو جاؤ۔ ترکوں کے ماتحت نہ رہو۔ مطلب یہ کہ متفرق ہو کر طاقت کم ہو جاوے پھر قبضہ میں آسانی ہو۔

زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ۔ ایک اصل بتایا جاتا ہے کہ دنیا کے کام یوں کرو کہ گویا مرنا ہی نہیں۔ یہ بھی اسی مثل سے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۵)

۴۶۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو جڑ کاٹی گئی بے جا کام کرنے والی قوم کی۔ اور سب حمد (اور واہ واہ) اللہ ہی کی ہے جو سارے جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کی طرف پہنچانے والا ہے۔

تفسیر۔ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی۔ جو مدبّرین ہیں وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی صفت جب اپنا جلوہ دکھا چکتی ہے تو پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور اسلام نہایت نازک حالت میں ہے۔ اس طرف آریہ زور لگا رہے ہیں۔ ادھر عیسائی، ادھر کالجوں سے دہریہ بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ فرمایا تختی جب تک صاف نہ ہو، نقش خوب نہیں پھبتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۵)

۴۷۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم کہو دیکھو تو اگر اللہ چھین لے تمہاری شنوائی (یعنی کان) اور بینائی (یعنی آنکھیں) اور تمہارے دل پر مہر لگا دے تو وہ کون سا معبود ہے اللہ کے سوا جو تمہیں کان اور آنکھ اور دل لا دے تو دیکھ تو ہم کس طرح ہیر پھیر کر نشانیاں لاتے ہیں پھر بھی وہ منہ پھیرے ہی چلے جاتے ہیں۔

تفسیر۔ يَصْدِفُوْنَ۔ روکتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۴۹۔ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ دوستوں کو خوشخبری سنانے والا اور دشمنوں کو ڈرانے والا تھا تو جس نے مان لیا اور اپنی حالت درست کر لی تو اس پر نہ کسی قسم کا غم ہوگا اور نہ وہ گزشتہ ہی عمل کے لئے پچھتائے گا۔

تفسیر۔ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ۔ رسول عذاب کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ وہ تو پاک لوگوں کو تیار کرتے ہیں جن کو بشارتِ کامیابی دیتے ہیں اور کچھ گندے لوگ تیار ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے لئے منذر ہوتے ہیں۔

مَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ۔ جو ایمان لائے۔ زبان ہی سے نہیں بلکہ اصلاح بھی کرے میں سچ کہتا ہوں کہ واقعی مومن لا خوف ولا یحزن ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور ہم کو یہ دکھ ہے وہ دکھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلمہ پر غور کرو۔ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ[1] (المنافقون:۸) ایک شخص نے مقدمہ میں مجھ سے سفارش کرانی چاہی۔ میں نے کہا كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا۔ آپ کوئی ظالم ہوتا ہے تو اس پر ظالم کو متوّلی کرتا ہے۔ پس تم اپنے ظلم کو دور کرو۔ میں نے سفارش بھی نہ کی مگر وہ حاکم بدل گیا۔

---

[1] لیکن منافق سمجھتے ہی نہیں۔

سنو! اس نے جب استغفار کی کثرت کی تو اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز اس کا مقدّمہ پیش ہونا تھا۔ وہ حاکم کسی کو چارج دے گیا اور قائم مقام نے اس کے حق میں فیصلہ کیا۔

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ بدعہدی کی وجہ سے عذاب الٰہی آتا ہے۔ ہمارا بادشاہ ایسا نہیں کہ اسے کچھ خبر نہیں۔ اس کی خفیہ پولیس ہر وقت عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ[1] (المعارج:۳۸) موجود رہتی ہے اور مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ[2] (ق:۱۹)۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۵،۹۶)

۵۰۔ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تو ان کو عذاب چھوئے گا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

تفسیر۔ يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ ۔مکذبین پر ضرور عذاب آئے گا۔ یہ پندرہویں دلیل ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۵۱۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے میں تو تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں بڑا غیب کا جاننے والا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (کہتا تو یہ ہوں) کہ میں کسی کی پیروی کرنے والا نہیں مگر اسی کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے، اور کہہ دے کیا اندھا اور آنکھ والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں تو کیا تم سوچتے نہیں۔

تفسیر۔ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۔ اس آیت نے مجھے رسول کریمؐ کی بہت ہی محبت بڑھائی ہے۔ ایک دفعہ میں ایک کنوئیں پر گیا تو زمیندار نے میری بڑی خاطر کی۔ میں حیران تھا کہ کیا وجہ ہے؟ آخر اس

---

[1] دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے۔

[2] یہاں تک کہ کوئی بات بھی آدمی منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے (لکھ لینے کو)۔

نے بتایا کہ آپ کے باپ نے ہمیں ایک تعویذ دیا تھا۔جس سے بیڑا پار ہو گیا۔

عرب جیسا مُشرک ملک لوگوں کو یقین کہ یہ (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مقرب بارگاہِ الٰہی بنتا ہے۔ پس یہ تو سب کام کرا دے گا۔ آپؐ ان کی شرک آمیز قوت سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ بلکہ صاف کہتے ہیں۔ میرے پاس خزانے نہیں۔ میں غیب دان نہیں۔ میں دیوتا کا اوتار نہیں۔ میں تو ایک بشر ہوں۔ جو حکم آئے اس کی تابعداری کرتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۶)

لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ۔ایک مشرک ملک میں پیدا ہونے والا کیا صفائی سے اعلان کرتا ہے۔اس آیت سے مجھے نبی کریم سے بہت محبّت ہوئی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲، ۴۵۳)

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ۔ میں اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم آتا ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۴۱ حاشیہ)

۵۲، ۵۳۔ وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ۔ وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔اور اس قرآن کے ذریعہ سے ڈرا اُن کو جو خوف رکھتے ہیں یہ کہ وہ اکٹھے کئے جائیں گے اپنے رب کی طرف اور ان کے لئے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی نہیں اور نہ شفیع ہے تا کہ وہ اللہ کو سپر بنائیں۔اور مت دھتکار وان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح وشام پکارا کرتے ہیں اسی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں (بے ریا مخلص صرف مرضئ حق پر چلنے والے) جن کا حساب تجھ پر کچھ بھی نہیں اور نہ تیرا حساب ان پر کچھ ہے تو تو دھکے دینے لگے ان کو۔ایسا کرے گا تو تو بے جا کام کرنے والوں میں سے ہو جائے گا۔

تفسیر۔ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ ۔وعظ ان کے لئے مفید ہوتا ہے۔جنہیں یوم الحشر کا خوف ہے۔

وَلِیٌّ ۔ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا۔

وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ۔ انبیاء ایک آدمی کو وعظ نہیں کرتے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ضائع چلا جاوے۔ اس لئے وہ عام مجلس میں سمجھاتے ہیں۔ تا کوئی سعادت مند روح نجات پا جائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعَی مِنْ سَامِعٍ۔[1]

وَجْهَهٗ۔ اس کی ذات اور توجہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ ؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۶)

۵۵، ۵۶۔ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب تیرے پاس وہ آیا کریں جو ہماری آیتوں کو مانتے ہیں تو تو ان کو سَلَامٌ عَلَیْكُمْ کہا کر تمہارے اللہ نے اپنے پر ٹھہرا رکھا ہے نبیوں اور کتابوں کا بھیجنا جو (بڑی رحمت ہے)۔ جو تم میں سے کوئی بُرا کام کر بیٹھے نادانی سے پھر اللہ کی طرف رجوع کر لے اس کے بعد اور نیک بن جائے تو بے شک اللہ بڑا عیبوں کا ڈھانپنے والا سچی محنت کا بدلہ دینے والا ہے۔ اور ہم اسی طرح تفصیل وار آیتیں بیان کرتے ہیں اور نتیجہ یہ کہ خوب کھل جاوے اور واضح ہو جاوے راستہ قطع تعلق کرنے والوں کا۔

تفسیر۔ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لکھ لیا ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۹)

تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ۔ توبہ کے ساتھ اصلاح کی قید ہے۔

الْمُجْرِمِیْنَ۔ جنابِ الٰہی سے قطع کرنے والے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ ؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۶)

---

[1] کتنے ہی ہیں جنہیں جب بات پہنچائی جائے تو وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہیں۔

۵۸ ، ۵۹۔قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ کَذَّبْتُمْ بِہٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ ؕ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَ ھُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ۔ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔تو کہہ دے میں تو اپنے رب کی روشن دلیل پر ہوں اور تم نے اُس روشن دلیل کو جھٹلایا اور جس چیز کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں۔حکم تو اللہ ہی کے پاس ہے وہی حق بات بیان کرتا ہے اور وہی بہت عمدہ فیصلہ کرنے والا ہے۔تو کہہ دے اگر وہ بات میرے پاس ہوتی جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو بے شک میرا اور تمہارا جھگڑا ہی فیصلہ ہو جاتا اور اللہ بخوبی جانتا ہے بے جا کام کرنے والوں کو۔

تفسیر۔ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ کَذَّبْتُمْ بِہٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ............

بے شک وشبہ میں اعلیٰ درجہ کے کھلے نشان اپنی راستی اور صداقت پر اپنے رب کی طرف سے رکھتا ہوں اور تم اس راستی کی تکذیب کر چکے۔میری تکذیب کے بدلہ جو عذاب تم پر آنے والا ہے۔تم چاہتے ہو وہ عذاب تم پر جلد آ جاوے سو اس عذاب کا تم پر لانا میرے قبضۂ قدرت میں نہیں۔

اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں مگر یاد رکھو۔منکر دکھ پاویں گے۔اللہ ظاہر کرتا رہے گا اس حق کو جو میں لایا ہوں اور بے شک و ریب وہ (اللہ تعالیٰ) ہے بہت ہی بڑا۔جھوٹ اور سچ میں فیصلہ کرنے والا۔ جھوٹے کو ذلیل سچے کو فتح مند کرے گا۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات۔تصانیف حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷، ۸)

۶۰۔ وَ عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَ لَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔

ترجمہ۔اور اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں جس کا علم اللہ کے سوائے کسی کو نہیں اور وہی جانتا ہے (جو خشکی اور تری میں ہے اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے) اور نہ زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ ہے اور نہ ہرا اور نہ سوکھا مگر سب اللہ کی روشن کتاب اور کھلی حفاظت میں ہے۔

تفسیر۔ نبی کریمؐ جس ملک میں جس وقت رہتے تھے وہ ملک۔ وہ وقت عظیم الشان بت پرستی کا تھا مکّہ کے اندر ۳۶۰ بت پوجے جاتے تھے۔ عیسائی جو تھے وہ حضرت مریمؑ کے پجاری تھے۔ ایک کتاب میں مَیں نے پڑھا ہے کہ مریم کے بت کو روپہلی گوٹے کناری کے کپڑے بھی پہنائے جاتے تھے۔ بت پرست کی عقل عجیب طور پر ماری جاتی ہے۔ ایک عظیم الشّان بت پرست کا ذکر ہے کہ وہ اکتوبر کے آخری دنوں میں توشہ خانے میں تنہا بیٹھا بڑے اہتمام کے ساتھ درزی سے کچھ کپڑے پشمینے کے سلا رہا تھا۔ میں ان کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ وہ کپڑے کسی انسانی قد کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیتا جی کے ہیں۔ میں نے درزی سے کہا۔ اس میں روئی بھی ڈال دینا۔ سردی کا موسم ہے۔ (مولانا کا مطلب اس کی فطرت کو بیدار کرنے کا تھا وہ بول اٹھے گا کہ روئی کی کیا ضرورت ہے۔ بت کو سردی تھوڑی ہی لگنی ہے؟ پھر اعتراض ہوسکتا کہ پشمینے کی پھر لباس کی کیا ضرورت ہے) اس پر وہ خاموش رہ گیا۔ سوا اس کے کچھ نہ کہا۔ آپ مذہبی معاملہ میں بھی ٹلتے نہیں۔ بت پرستوں کی عجیب عجیب حکایتیں ہیں۔ کہیں گرمی سے بے ہوش ہو کر پتھر پر گر پڑے۔ خون نکلنے سے ہوش آیا۔ تو اسی پتھر کو پوجنا شروع کر دیا کہ یہی ہوش میں لایا۔ میرے تین لڑکے مر چکے تھے۔ ایک ہندو دوست نے مجھے کہا کہ میرے باپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ دو پستے میری ماں کو کھلائے گئے۔ تب میں اور میرا بھائی ہوئے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے۔...... پس آپ بھی آزمائیے۔ جیسے دواؤں کو آزماتے ہیں۔ اگر آپ کو شریعت مانع ہو تو آپ کی طرف سے میں ترکٹا دیوی کی منّت کروں گا۔ میں نے کہا آپ تکلیف نہ کریں۔ دیوی نے آپ کے باپ کو آپ جیسا دائم المریض۔ آپ کے بھائی جیسا پاگل دیا۔ مجھے ایسی اولاد نہیں چاہیے۔

غرض بت پرستی میں عقل بالکل ماری جاتی ہے۔ بت پرست یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا کی سب چیزیں میری خادم بنائی گئی ہیں اور پھر اپنے خادموں کو مخدوم بلکہ معبود بناتا ہوں۔

مَفَاتِحُ ۔ جمع ہے مفتح کی۔ جس کے معنے خزانے کے ہیں۔ قارون کے بیان میں بھی مفاتحہٗ آیا ہوا ہے جس سے مراد خزانے ہیں۔ مَفَاتِیْح نہیں کہ چابیاں اس کے معنے ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۶)

فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ اللہ کی حفاظت میں ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۶۲۔ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر بھیجتا ہے نگہبان یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ جاوے تو اس کی روح قبض کر لیتے ہیں ہمارے فرشتے اور وہ کچھ کوتاہی نہیں کرتے۔

تفسیر۔ ہمارے ملک میں بعض الفاظ کے معنے غلط کرتے ہیں۔ مثلاً قاہر ہے۔ اس کو قہر و غضب کے معنوں میں لینا سخت غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ یعنی قاہر کے معنے یہ ہیں کہ بندے دوسری مخلوق پر غالب ہیں تو خدا بندوں پر۔

حَفَظَةً۔ انسان جب سے پیدا ہوا ہے۔ اپنی نگہبانی کے سامان مہیّا کر رہا ہے۔ موت سے بچنے کے لئے کئی دوائیں تلاش کیں۔ جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو بی بی کو اپنا جوڑا بنایا تا میں نہ رہوں تو اولاد ہی رہے لیکن خدا فرماتا ہے میرے ہی بچانے سے بچتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا جب موت آتی ہے۔ ہمارے فرستادے رُوح قبض کر لیتے ہیں۔ مگر روح کو فنا نہیں اس لئے فرمایا ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ۔ (الانعام: ۶۳) پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وہاں آخرت میں بھی نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ثبوت میں دنیا کی مشکلات کی نجات کے لئے فطرت کی گواہی پیش کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۶)

۶۴۔ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے کہ تم کو کون بچالاتا ہے گھٹاٹوپ اندھیریوں سے خشکی و تری کی طرف۔ تم اس سے دعائیں مانگتے ہو گڑ گڑا کر آہستہ آہستہ چپکے اور پکار پکار کر (اور کہتے ہو) اگر اللہ نے اس سے بچالیا تو ہم ضرور ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔

تفسیر۔ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانہ سے مشرک نہیں تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کا شرک اس حد تک میں نے دیکھا کہ دریا میں کشتی خطرے میں پڑے تو ہماری طرف بہاء الحق کا نام لیتے ہیں عدن کے قریب یا اوروسؔ کہتے ہیں۔ افسوس! مسلمانوں میں کوئی عبادت خدا سے مخصوص نہیں رہی طواف، سجدہ، ہاتھ باندھ کر دعا، قربانیاں، روزے، مال کا عشر حتّٰی کہ صلوٰۃ (غوثیہ) سب غیر اللہ کے لئے بھی کرتے ہیں۔ ایک بڑا پیر تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ جنوب کی طرف جھک کر نماز پڑھتا ہے۔ پوچھا تو کہا۔ ہمارے حضرت اسی طرف ہیں۔ ہمارا قبلہ تو وہی ہیں۔ اب ان کا قبلہ کوئی اور ہو تو خیر۔ اس وقت مجھے یہ آیت یاد آئی۔ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ۔[1] (البقرۃ:۱۴۴)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۶)

۶۶۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دے وہی قادر ہے اس بات پر کہ بھیج دے تم پر ایک عذاب تمہارے اوپر سے یا نیچے کی طرف سے تمہارے پاؤں کے یا تم کو کر دے جماعت جماعت اور چکھائے ایک کو ایک کی تکلیف۔ دیکھ کس طرح ہم پھیر پھیر کر نشانیاں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ دار بن جائیں۔

تفسیر۔ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ۔ فوق کے تین معنے ہیں۔ کوئی ظالم بادشاہ مسلّط کر دے۔ بیرونی دشمن حملہ آور ہو۔ ہوائیں ایسی آویں جن سے لوگ پہاڑوں کے نیچے دب کر مر جائیں۔

اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ۔ اس کے بھی تین ہی معنے ہیں۔ زلزلوں سے زمین پھٹ جائے۔ خسف ہو جائے۔ اپنے نوکروں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاویں۔ جن کو ذلیل سمجھا ہوا ہے وہی تسلّط پا جاویں۔

---

[1] (اور اے پیغمبرؐ) جس قبلہ کی طرف تم تھے اس کو اس لئے ہم نے بدل دیا کہ ہم دیکھیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی میری قوم کو بیرونی دشمن سے بچا کہ اس کا استیصال نہ کردے۔ حدیث میں ہے کہ پروردگار نے فرمایا۔ میں نے قبول کی۔ پھر عرض کیا کہ خانہ جنگیوں سے ان کا استیصال نہ ہو۔ یہ دُعا بھی قبول ہوئی۔ پھر باقی رہ گیا یُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ چونکہ یہ نتیجہ تھا قرآنی نافرمانی کا فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ [۱] (المائدہ: ۱۵) اس لئے یہ برقرار رہا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ غیروں سے تم نے لڑائی کی کہ انہوں نے مسیحؑ کو زندہ کہہ کر قرآن کو چھوڑا۔ گویا نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ کے مصداق ہوئے۔ مگر تم لوگ آپس میں لڑائی کرو تو اِنَّا لِلّٰہِ ہی پڑھنا چاہیے۔ اس میں پیشگوئی بھی تھی۔ یہ تمام عذاب اہل مکہ پر آئے۔ باہر سے نبی کریمؐ نے حملہ کیا خود اپنے ماتحتوں سے مشرک قتل ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

۶۷، ۶۸۔ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور قرآن کو تیری قوم نے جھٹلایا حالانکہ وہ حق وحکمت سے بھرا ہوا ہے تو کہہ دے میں تم پر وکیل نہیں ہوں۔ ہر ایک خبر کا ایک وقت اور مکان معیّن ہے اور آگے تم خود جان لوگے۔

تفسیر۔ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا حالانکہ یہ حق ہے تو کہہ دے اے محمدؐ میں تم پر وکیل نہیں ہوں ہر ایک خبر کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ پس عنقریب تم جان لوگے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۰۲ حاشیہ)

اور اس کو جھوٹ بنایا تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہہ کہ میں نہیں تم پر داروغہ۔ ہر چیز کا ایک وقت ٹھہر رہا ہے اور آگے جان لوگے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۶۰ حاشیہ)

كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ۔ اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مالیر کوٹلہ میں شیعہ بہت ہیں۔ ساڈھورہ

---

[۱] ۔ پس انہوں نے بھی وہ حصہ چھوڑ دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس پر وہ عمل کریں پس اس لئے ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور کینہ کو بھڑکا دیا ہے

سے ایک اشتہار آیا کہ کوئی سنّی ابوبکر کا ایمان ثابت کر دے۔ایک حدیث مسلمہ اہلِ سنّت میں ہے کہ عائشہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کو بڑی تکلیف کس سے پہنچی؟ تو آپؐ نے فرمایا تیری قوم سے۔اب قوم کسی آدمی کی باپ، دادے تائے ہی ہوتے ہیں۔اس لئے ثابت ہوا کہ ابوبکرؓ سے آپؐ کو بڑی تکلیف پہنچی (نعوذ باللہ) میں نے کہا کَذَّبَ بِہٖ قَوْمُكَ کے معنے بھی حل ہو گئے۔آخر نبی کریمؐ کی قوم عبداللہ، ابوطالب اور علی ہی تھے۔اس پر شیعہ ایسے شرمندہ ہوئے کہ پھر اشتہار چھپا دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ۔صراحتاً عذاب کی خبر دی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۶۹۔ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔اور جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو نکتہ چینیاں کرتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک کہ وہ نکتہ چینی کرنے لگیں دوسری باتوں میں۔اور اگر تجھے شیطان بھلا دے یہ بات تو یاد آئے پیچھے تو ہرگز نہ بیٹھنا ظالم قوم کے ساتھ۔

تفسیر۔ یَخُوْضُوْنَ۔ خوض کا ترجمہ ٹھیٹھ پنجابی میں کچھ بہت موزوں ہے۔

لَا تَقْعُدْ۔ بالکل نہ بیٹھے یا بیٹھے تو جب یاد آئے اٹھ جائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

۷۱۔وَ ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ۔

ترجمہ۔انہیں چھوڑ دے جنہوں نے اپنا دین بے حقیقت چیز اور اللہ سے غافل کرنے والی شَے بنا

رکھا ہے اور دنیا ہی کی زندگی نے ان کو مغرور کر رکھا ہے ہاں نصیحت کر اُن کو قرآن سے کہ ہر ایک جی کو جزا دی جاتی ہے خطرناک اس کے کرتوت کی تا کہ وہ اپنے نفس کو ہلاک نہ کرے کہ اللہ کے سوائے اس نفس کا کوئی حامی اور نہ کوئی سفارش والا ہوگا اور سب کے سب بدلے دے تب بھی اس سے نہ لئے جاویں۔ یہی لوگ ہیں جو ہلاک ہوئے اپنے کرتوتوں سے ان کے پینے کے لئے بہت ہی گرم پانی اور ٹیس دینے والا عذاب ہوگا کیونکہ وہ حق چھپاتے تھے (انکار کرتے تھے)۔

تفسیر۔ لَعِبًا۔ بے حقیقت۔

لَهْوًا۔ خدا سے غافل۔

کالجوں میں کس قدر غفلت کا سامان موجود ہے اور دین کو کیا بے حقیقت سمجھا جاتا ہے اس لئے کالجیئیٹوں کو بڑے ہی استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ ان لوگوں کے سامنے یہ لوگ تو غفلت اور سیاہ دلی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

تُبْسَلَ کے پانچ معنے صحابہؓ اور تابعین سے مروی یاد ہیں۔ تُسْلَمْ (سونپا جائے) تُحْبَسْ (بند کیا جائے) تُرْتَهَنُ (رہن پڑ جائے) تُجْزٰی (سزا دیا جائے) تُحَرَّم (حرام کیا جائے)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

اُبْسِلُوْا۔ ہلاک ہو گئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۷۲، ۷۳۔ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۪ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ وَ هُوَ الَّذِىْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو کیا ہم پکاریں اللہ کے سوائے ان کو جو ہمیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں کیا ہم الٹے پاؤں پھیرے جاویں اس کے بعد کہ ہم کو اللہ نے راہِ راست دکھا دی جیسے کسی کو دیوانہ بنا

دیا ہو بہکا دیا ہو شیطانوں نے زمین میں پریشان کر کے۔اس کے دوست اس کو بلا رہے ہوں سیدھی راہ کی طرف کہ ہمارے پاس چلا آ۔تم جواب دو پس ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے اور ہم کو تو حکم ہو چکا ہے کہ ہم ضرور فدائی فرمانبردار ربّ العالمین کے بن جائیں۔اور یہ حکم ہوا کہ نماز کو ٹھیک درست رکھو اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اسی کا خوف رکھو اور وہی ربّ العالمین ہے جس کے حضور تم اکٹھے ہو گے۔

تفسیر۔ اسْتَهْوَتْهُ۔ نیچے اتار دیں۔

الشَّیٰطِیْنُ ۔ بدمعاش۔اللہ سے دور۔ہلاکت والی روحیں۔مسافر کو نیچے کھوہ میں اتار دیں تو پھر وہ حیران رہ جاتا ہے۔

جو بدکار ہیں یا بدکاروں کے آشنا۔ان کو کیا ہدایت مل سکے۔بدصحبت سے بچو۔جہاں تمسخر ہو رہا ہو۔وہاں کوئی بھلا مانس چلا جائے تو وہ بھی کوئی بات تمسخر میں کر دے گا۔پس ایسی صحبت ہی میں نہ بیٹھو حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کے حالات معلوم کرنے ہوں۔اس کے دوستوں کو دیکھو۔اِنَّ الْمَرْءَ عَلٰی دِیْنِ حَبِیْبِهٖ۔[1] مومن کو چاہیے کہ دعا کرے کہ شہر والے مجھ سے محبت کریں پر میں صلحاء سے محبت کروں۔

اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ ۔ یہ ہُدَی اللہ کے پانے کی راہ بتائی ہے۔

اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ اگر کسی کا قصور ہو جائے تو انسان اس کے سامنے نہیں ہوتا پر خدا کے حضور ضرور جانا ہے ۔اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔[2] (الرحمٰن:۳۴) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

۷۴۔ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ۬ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۔

ترجمہ۔ وہی تمہارا رب ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو واقعی اور سچ۔اور فوراً جس وقت فرمائے کسی چیز کو کہ ظاہر ہو تو وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔اس کی بات بالکل سچ ہے اور اسی کی حکومت ہے جس دن پھوکا جائے گا صور۔وہی چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے اور وہی بڑا پختہ کار اور بڑا اخبردار ہے۔

---

[1] انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ [2] کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جا سکو تو نکل بھاگو۔ نکل ہی نہ سکو گے مگر پروانگی کے ساتھ۔

تفسیر۔ وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ يَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ اور عظیم الشان امر یہ ہے کہ وہ اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں، بلندیوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ اور جب کہے گا کُنْ تو پھر ہونے والی چیزیں ہو پڑیں گی۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۱۹)

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ۔ غیب جو اَب نہیں۔شہادت جو موجودہ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

۷۵، ۷۶۔ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَ كَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے چچا آزر سے کہا کیا تو مورتی، دیویوں کو معبود مانتا ہے اور میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور ہم نے اسی طرح دکھائے ابراہیم کو آسمان اور زمین کے ملک (وعجائبات وتصرّفات) تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

تفسیر۔ لِاَبِيْهِ۔ اَبُ عام ہے۔ مراد کوئی بزرگ رشتہ دار والا مراد نہیں۔ کیونکہ ابراہیمؑ نے آخر عمر میں جو دعا کی ہے۔ اس میں آتا ہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ۔[1] (نوح:۲۹) حالانکہ دوسری جگہ وَ اغْفِرْ لِاَبِيْۤ۔[2] (الشعراء:۸۷) کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

كَذٰلِكَ۔ بہ سبب اسی فرماں برداری اور جوشِ توحید کے۔

وَ لِيَكُوْنَ۔ انجام یہ ہوا کہ ہوا یقین کرنے والوں میں سے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب سے میں نے پوچھا۔ یقین کی کوئی انتہاء بھی ہے۔ فرمایا۔ جب میں بچہ تھا تب بھی خدا پر میرا ایمان تھا۔ جب جوان تھا تب اور ایمان بڑھا۔ جب کچھ پڑھا۔ تب اور ایمان بڑھا۔ پھر جب الہام ہوا پھر اور ایمان بڑھا۔ پھر الہاموں کو پورا ہوتے پایا۔ پھر اور ایمان بڑھا۔ پس یقین کی کوئی حد نہیں اور مراتبِ یقین کی کوئی حد نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷)

---

[1] اے میرے ربّ! میری مغفرت کر اور میرے ماں باپ کی۔ [2] اور میرے چچا کو بخش دے۔

۷۷ تا ۷۹۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ۔ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب اس پر اندھیری رات ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا۔ بولا کیا میرا یہی پروردگار ہوسکتا ہے پھر جب وہ تارا غروب ہو گیا کہا میں پسند نہیں کرتا ڈوبنے والوں کو۔ پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا بولا کیا یہ میرا رب ہوسکتا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو ابراہیم نے کہا اگر مجھ کو میرا رب سمجھ نہ دیتا تو میں بھی نادان قوم میں سے ہو جاتا۔ پھر جب سورج جگمگاتا ہوا دیکھا بولا کیا یہ میرا رب ہوسکتا ہے یہ تو بہت بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہنے لگا اے قوم میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک مانتے ہو۔

تفسیر۔ كَوْكَبًا۔ مرکری۔ اس کی بہت پرستش ہوتی ہے۔ ہندو کام دیوتا اسی کو کہتے ہیں۔

هٰذَا رَبِّيْ۔ یہ اشارہ بطور تحقیر کے ہے۔

لَمْ يَهْدِنِيْ۔ اگر مجھے ہدایت نہ کی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ آپ اس سے پہلے ہدایت یاب تھے۔ یہ نہیں کہ اس وقت بھول سے تارے چاند کو رب کہہ رہے تھے۔

رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً۔ جب سورج برج حمل میں آتا ہے۔ تو مجوسی، آتشی شیشے کے آگے سیاہ کپڑا رکھ دیتے اور چندن کی لکڑیوں کو آگ لگاتے۔ پھر وہ آگ برس تک محفوظ رکھتے اور موم بتیاں شام کے وقت اس سے جلاتے اور کہتے۔ اے سورج تو غروب ہو چلا۔ پر یہ تیری ہی آتش کا فیض ہے کہ بتّیاں روشن ہوئیں۔ یہ دراصل چوٹ کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۲/ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۷، ۹۸)

۸۰۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ۔ میں نے تو اپنا منہ اسی کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے، سب سے الگ

ہوکر، ایک ہی کا بن کر۔ میں تو مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

تفسیر۔ میں نے اپنا منہ کیا اس کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہوکر اور میں نہیں شرک کرنے والا۔

اس آیت کا افتتاح (نماز۔ ناقل) میں پڑھنا خوب آشکار کرتا ہے کہ اہلِ اسلام کا باطنی رُخ اور قلبی توجّہ کدھر ہے۔ کعبہ حقیقی اور قبلہ تحقیقی انہوں نے کس چیز کو ٹھہرا رکھا ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۸۷)

اگر قربانی کرتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کہتے ہو تو رُوح بھی اس کے ساتھ متفق ہو۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[۱] (الانعام: ۱۶۳) کہتے ہو تو کر کے بھی دکھلاؤ۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۴)

۸۳۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَ ھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنا ایمان شرک یا نافرمانی سے نہ ملایا تو یہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور وہی راہ پر ہیں۔

تفسیر۔ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ ۔ اس کے معنے صحابہؓ نے نبی کریمؐ سے پوچھے ہیں کہ اَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ آپؐ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۲؍ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۸)

۸۴۔ وَ تِلْکَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰھَاۤ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ۔

ترجمہ۔ اور یہ ہماری حجت ہے جو ہم نے ابراہیم کو دی تھی اس کی قوم کے مقابلہ میں ہم بلند کر دیتے

---

[۱] میری نماز اور عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کی طرف پہنچانے والا ہے۔

ہیں جس کے چاہیں مرتبے بے شک تیرا رب بڑا حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ تِلْكَ حُجَّتُنَآ ۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ کبھی اپنی طرف سے مباحثہ کی ابتدا نہ کرو اور اپنے علم پر مغرور نہ ہو جاؤ بلکہ جب چاروں طرف سے بات گلے پڑ جاوے تو اس وقت دُعا کرے کہ میرا علم، میری قدرت، میری عقل ناقص ہے۔تو ہی اپنے فضل سے میرا معین و ناصر ہو۔ میں پچاس سال تجربہ کر رہا ہوں۔اسی طرز میں ہمیشہ کامیاب ہوا ہوں۔ تِلْكَ حُجَّتُنَآ میں بتایا ہے کہ وہ هٰذَا رَبِّيْ کی دلیل خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔

هٰذَا رَبِّيْ ۔ یہ بطور استفہام ہے۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۔ اس میں بتایا ہے کہ یہ کوئی ابراہیم کی خصوصیت نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۸)

۹۲۔ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَ لَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۔

ترجمہ۔ ان منکروں نے تو اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی جیسی قدر کرنی چاہئے تھی جب وہ کہنے لگے کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا پوچھ تو وہ کتاب روشن کس نے اتاری جو موسیٰ لے کر آئے لوگوں کے لئے ہدایت جس کو تم نے کاغذوں کے تاؤ بنا رکھے ہیں جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تم کو وہ کچھ سکھایا گیا جس کو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔تو کہہ دے فقط اللہ ہی نے (اتارا ہے) پھر ان کو چھوڑ دے وہ اپنی بکواس میں فرضی کھیل کھیلا کریں۔

تفسیر۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ ۔ لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی۔ اس کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۔اللہ نے کسی بندے پر کچھ نازل نہیں فرمایا۔ہمارے ملک میں ایک فرقہ ہے جس کا نام ہے برہموسماج۔ وہ تمام مذاہبِ عالم کے ساتھ

نہاہت ہی نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔مگر جب گند بولنے پر آتے ہیں تو ایسا گند بولتے ہیں کہ سب انبیاء کو کذّاب قرار دیا ہے کیونکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انبیاء نے بڑی تحدّی کے ساتھ باصرار کہا کہ ہم پر یہ خدا کی وحی نازل ہوئی اور ہمارا اس کلام میں کچھ دخل نہیں یہ لوگ اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ[1] (العنکبوت:۶۹) کی مد میں آتے ہیں۔

چونکہ ایک یہودی نے ایسا کہا اس لئے اس کو جواب دیا گیا۔

مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى ۔کہ وہ کتاب جو موسیٰؑ پر اُتری تھی اور جسے تم مانتے ہو وہ کیا وحی الٰہی نہ تھی۔

برہموؤں کے لئے بھی یہی جواب ہوسکتا ہے کہ موسیٰؑ کو فرعون کے مقابلہ میں جو نُصرت ہوئی کیا ایک کذّاب مُفتری کی ایسی نصرت ہوسکتی ہے۔

قَرَاطِيْسَ۔ معمولی کاغذ قرار دے رکھا ہے۔

مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا ۔احمدی قوم کو مخاطب فرما کر حضرت مولانا[2] نے قرآن مجید اور اس کی تفاسیر اور اس کے پڑھنے کے متعلق تمام سہولتوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس سے پہلے زمانے کے لوگوں کے لئے یہ اسباب نہ تھے۔پھر آپ نے وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ[3] (القمر:۱۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے طور پر تحقیقِ حق کے لئے بیٹھتا۔تو اس کے لئے ضروری تھا۔تمام مذاہب عالم کی کتابوں کو اوّل سے آخر تک مطالعہ کرتا۔مطالعہ کرنے کیلئے ان کی زبان کا صحیح علم حاصل کرتا۔پھر انتخاب کرنے کے بعد (جو کام ایک انجمن سے ہوسکتا ہے) کچھ صداقتیں اکٹھی کرتا۔پھر بھی ان کے فیصلہ کرنے میں عاجز تھا لیکن قرآن مجید نے دُنیا کے مذاہب کی تمام صداقتوں کو نہ صرف جمع کیا بلکہ ان دعاوی کے دلائل بھی دیئے ہیں جو صرف اسی کتاب کا خاصہ ہے۔دیکھئے اس پہلو سے قرآن کریم حصولِ صداقت وحق کے لئے کس قدر آسان ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۸)

---

[1] یا جھٹلائے حق کو جب وہ اس کے پاس پہنچے۔ [2] حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔مرتّب

[3] اور کچھ شک نہیں کہ ہم نے آسان کر دیا قرآن کو۔

۹۳۔ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے برکت والی ہے سچا بتاتی ہے ان کو جو اس سے پہلے ہیں تا کہ تو ڈرائے مکّے والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو اور ان کو جو مرے بعد آخرت میں جی اُٹھنے کو مانتے ہیں اور وہ قرآن کو بھی مانتے ہیں اور یہی لوگ اپنی نمازوں کے بڑے پابند ہیں۔

تفسیر۔ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۔ یہ آیت ان لوگوں کے لئے جو صرف ایمان باللہ و ایمان بالاٰخرۃ کو ہی ذریعۂ نجات ٹھہراتے ہیں۔ ایک حجت قوی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان کے ایمان کا نشان یہ ہے کہ وہ قرآن کی بات پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پھر نماز کی پابندی کرتے ہیں اور نماز ہی ایسی چیز ہے جو مسلمانوں کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ بعض لوگ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ [1] (المائدۃ:۷۰) آیت کو قرآن مجید سے پیش کیا کرتے ہیں لیکن وہ اس آیت کو نہیں پڑھتے۔ ایسوں کے لئے چھٹے پارہ کے پہلے رکوع میں خدا نے فرمایا ہے۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۔ [2] (النساء:۱۵۱، ۱۵۲)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۸)

انسان جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو آخرت پر ایمان لے آتا ہے اور جزا و سزا کے اعتقاد کے بعد ضرور ہے کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے (جس کے ساتھ ملائکہ و کتب کا ایمان بھی آ گیا) اور پھر مومن۔ نماز کا پابند ہو جاتا ہے۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۲۳ مورخہ ۳۱؍ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

۱؎ جو اللہ کو ماننے اور مرنے کے بعد آخرت میں جی اٹھنے کو مانے۔ ۲؎ اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق نکالیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ ماننے اور نہ ماننے کے درمیان ایک راہ نکال لیں۔ تو یہی لوگ پکے کافر ہیں۔

فرماتا ہے جولوگ کسی قسم کے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔خواہ دہریہ ہی ہوں۔غرض پابند ہوں کسی چیز کے۔کسی اصل کے۔پھروہ خواہ یہودی ہوں یا عیسائی ہوں یا صابی۔جوکوئی اللہ پراور یوم ِآخرت پرایمان لاتاہے۔

ان دوباتوں کا ذکراس لئے کیا کہ ایمان کی جڑ اللہ پرایمان ہے۔اورایمان کا منتہیٰ آخرت پر ایمان اور جوآخرت پرایمان لاتاہے۔اس کا نشان بھی بتادیا ہے کہ(وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ) وہ ایک توتمام قرآن مجید پرایمان لاتاہے۔دوم اپنی صلوٰۃ کی محافظت کرتاہے۔آج ہی ایک نوجوان سے میں نے پوچھا۔نماز پڑھتے ہو؟اس نے کہا صبح کی نمازتو معاف کرو(بھلا میراباوامعاف کرنے والاہے)باقی پڑھتاہوں۔یہ مومن کا طریق نہیں ہے۔ایک مقام پرفرمایا۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ[1] (البقرۃ:۸۶)

(الفضل جلد۱ نمبر۲۱ مورخہ ۵؍نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔[2] (الانعام: ۹۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پرایمان لاتاہےتووہ آخرت پربھی ایمان لاتاہے۔یعنی اللہ پرایمان لانا آخرت پرایمان لانے کے لئے ضروری ہے۔پھراس ایمان کا اثر اعمال پر یوں پڑتاہے کہ ایسے مومن اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔انہیں ضائع نہیں ہونے دیتے۔پس یاد رکھو کہ جوشخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا دعویٰ کرے اور بایں نماز کا تارک ہواورقرآن کریم کی اتباع میں سستی کرے،وہ اپنے اس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے دعویٰ میں سچانہیں جیسا کہ یہ آیت ظاہرکرتی ہے۔

(مرقات الیقین فی حیاتِ نورالدین صفحہ ۶۱،۶۲)

---

[1] توکیاتم کتاب کے بعض احکام پرایمان لاتے ہواوربعض احکام سے انکارکرتے ہو۔ [2] اوران کوجومرے بعدآخرت میں جی اُٹھنےکو مانتے ہیں اوروہ قرآن کوبھی مانتے ہیں اوریہی لوگ اپنی نمازوں کے بڑے پابند ہیں۔

۹۴، ۹۵۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اوراس سے بڑھ کرکون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا کہے میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آتی ہو اور جو کہے میں بھی قریب ہی اتار دوں گا اس کے جیسا جو اللہ نے اتارا اور کاش تو دیکھتا جب ظالم موت کی بیہوشیوں (یعنی سکرات) میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا رہے ہوں کہ لاؤ تمہاری جان نکالیں (یا لاؤ تمہاری جانیں دو) آج تم کو سزا ملے گی ذلت کے عذاب کی۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ پر ناحق جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں سے تم تکبّر کرتے تھے۔ بے شک تم ہمارے پاس آؤ گے اکیلے اکیلے جیسا ہم نے تم کو اوّل مرتبہ پیدا کیا اور ہم نے جو کچھ تم کو دیا تھا وہ سب کچھ چھوڑ آئے اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور اب ہم دیکھتے نہیں تمہارے ساتھ تمہارا کوئی حمایتی جن کا تم زعم کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملات میں اللہ کے شریک ہیں۔ بے شک ٹوٹ گیا وہ کٹ گیا تمہارے آپس کا علاقہ اور وہ تم سے دور ہو گیا جس کا تم زعم کیا کرتے تھے۔

تفسیر۔ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ۔ ایسے ظالم جو افتراءً وحی کے مدعی ہوتے ہیں وہ ضرور ہلاک ہوتے ہیں اور ذلّت کی موت مرتے ہیں جیسا کہ فرمایا تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ۔

خَوَّلْنٰكُمْ ۔ اٰتَيْنٰكُمْ ۔ اَصْلَحْنٰكُمْ ۔ جو کچھ مال مویشی وغیرہ تمہاری بھلائی کے لئے دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۸)

۹۶۔ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کا چیرنے والا ہے وہ پیدا کرتا ہے زندہ، مردہ سے اور وہی زندہ سے مردہ نکالتا ہے یہی تو تمہارا اللہ ہے پھر تم کدھر بھٹکے جارہے ہو۔

تفسیر۔ کیسی قدرت نمائی ہے۔ ایک دانہ ہوتا ہے اس سے کئی دانے بنا دیتا ہے۔ بَڑ کا بیج کیسی باریک چیز ہے مگر اس سے خدا بَڑ جیسا عظیم الشان درخت نکالتا ہے۔ تخم ریزی جو ہوتی ہے تو گویا جو کچھ ہوتا ہے۔ گھر سے باہر نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر پرندے چرندے کیڑے ہزاروں بلائیں ہیں۔ ان سے محفوظ رہ کر کیا سے کیا بن جاتا ہے اسی طرح خدا ادنیٰ سے اعلیٰ بنا دیتا ہے۔ پھر اسی طرح گٹھلی کیا چیز ہے مگر اس سے کیا کیا درخت بنتے ہیں۔

فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی۔ ہے اس کے سوا کون ہے جو کیمیاوی ترکیب سے یا کسی کل کے ذریعے بیج سے اتنا بڑا درخت لگا دے؟

میں نے ایک مشکل کے وقت یہی دعا کی تھی کہ جو دانہ سے گٹھلی سے اتنا بڑا درخت بنا دیتا ہے مجھے بھی بارآور کر۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ۔ گندوں کے گھر میں پاک پیدا کر دیتا ہے۔

مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ۔ بڑے بڑے زندوں سے مردے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھو آدمؑ کا ایک بیٹا، نوحؑ کا بیٹا، سلیمانؑ کا بیٹا۔ اس میں ہم کو دو امیدیں دلائیں کہ اگر ہمارے بزرگ سُست تھے تو پرواہ نہیں ہم چست ہو سکتے ہیں۔ اور ہم چست ہیں تو گھمنڈ نہ کریں۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری نسل سُست ہو۔

فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ۔ خدا تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ جیسے دانہ سے درخت اور درخت سے گٹھلی۔ کافر سے مومن۔ بے نام ونشان سے نام ونمود والے بناتا ہوں۔ ویسے میں ان چند مسلمانوں کو بہت بڑی قوم بنا سکتا ہوں۔ یہ ذلیل سمجھے جاتے ہیں پر میں انہیں عزّت دوں گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۸، ۹۹)

قرآن شریف میں فلق کا لفظ تین طرح پر استعمال ہوا ہے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ۔ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی۔ پس خدا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ۔ فَالِقُ الْحَبِّ اور فَالِقُ النَّوٰی ہے۔ دیکھو رات کے وقت خلقت کیسی ظلمت اور غفلت میں ہوتی ہے بجز موذی جانوروں کے عام طور سے چرند، پرند بھی اس وقت آرام اور ایک طرح کی غفلت میں ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی حکم دیا ہے کہ رات کے وقت گھروں کے دروازے بند کرلیا کرو۔ کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک رکھا کرو خصوصًا جب اندھیرے کا ابتداء ہو اور بچوں کو ایسے اوقات میں باہر نہ جانے دو۔ کیونکہ وہ وقت شیاطین کے زور کا ہوتا ہے...... رات کی ظلمت میں عاشق اور معشوق، قیدی اور قید کنندہ، بادشاہ اور فقیر، ظالم اور مظلوم سب ایک رنگ میں ہوتے ہیں اور سب پر غفلت طاری ہوتی ہے ادھر صبح ہوئی اور جانور بھی پھڑ پھڑانے لگے۔ مرغے بھی آوازیں دینے لگے بعض خوش الحان آنے والی صبح کی خوشی میں اپنی پیاری راگنیاں گانے لگے۔ غرض انسان، حیوان، چرند، پرند سب پر خود بخود ایک قسم کا اثر ہو جاتا ہے اور جوں جوں روشنی زور پکڑتی جاتی ہے توں توں سب ہوش میں آتے جاتے ہیں۔ گلی کوچے، بازار، دوکانیں، جنگل، ویرانے سب جو کہ رات کو بھیانک اور سنسان پڑے تھے ان میں چہل پہل اور رونق شروع ہو جاتی ہے گویا یہ بھی ایک قسم کا قیامت اور حشر کا نظارہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ میں ہوں۔

حبّ۔ گیہوں، جَو، چاول وغیرہ اناج کے دانوں کو کہتے ہیں۔ دیکھو کسان لوگ بھی کس طرح سے اپنے گھروں میں سے نکال کر باہر جنگلوں میں اور زمین میں پھینک آتے ہیں۔ وہاں ان کو اندھیرے اور گرمی میں ایک کیڑ الگ جاتا ہے اور دانے کو مٹی کر دیتا ہے اور پھر وہ نشوونما پاتا پھیلتا پھولتا ہے اور کس طرح ایک ایک دانہ کا ہزار در ہزار بن جاتا ہے۔

اسی طرح ایک گٹک (گٹھلی) کیسی ردّی اور ناکارہ چیز جانی گئی ہے۔ لوگ آم کا رس چوس لیتے ہیں۔ گٹھلی پھینک دیتے ہیں۔ عام طور سے غور کر کے دیکھ لو کہ گٹھلی کو ایک ردّی اور بے فائدہ چیز جانا گیا ہے۔ مختلف پھلوں میں جو چیز کھانے کے قابل ہوتی ہے وہ کھائی جاتی ہے اور گٹھلی پھینک دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی ہوں۔ اس چیز کو جسے تم لوگ ایک ردّی سمجھ کر پھینک

دیتے ہواس سے کیسے کیسے درخت پیدا کرتا ہوں کہ انسان، حیوان، چرند، پرند سب اس سے مستفید ہوتے ہیں ان کے سائے میں آرام پاتے ہیں۔ ان کے پھلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میوے، شربت، غذائیں، دوائیں اور مقوّی اشیاء خوردنی ان سے مہیّا ہوتی ہیں۔ ان کے پتوں اور ان کی لکڑی سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو گٹھلی کیسی ایک حقیر اور ذلیل چیز ہوتی ہے۔ مگر جب وہ خدائی تصرف میں آ کر خدا کی ربوبیت کے نیچے آ جاتی ہے تو اس سے کیا کا کیا بن جاتا ہے۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۷ مؤرخہ ۶؍جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

۹۷۔ فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔

ترجمہ۔ وہی صبح کا پھاڑنے والا ہے اور اسی نے رات آرام کے لئے بنائی اور چاند وسورج چکی کی طرح اپنے محور پر گردش کرنے والے (یا حساب کے واسطے بنائے گئے) ہیں یہ اندازے ہیں بڑے غالب، بڑے جاننے والے کے۔

تفسیر۔ فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۔ اب یہ چوتھی مثال دیتا ہے کہ میں صبح کے وقت رات کو پھاڑ کر دن نکالنے والا ہوں۔

جَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا ۔ رات اندھیری ہے۔ قیدی و بادشاہ کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ خوبصورت بدصورت، بیمار، تندرست سب یکساں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض وقت بادشاہ خواب دیکھتا ہے۔ میں قید ہو گیا اور قیدی خواب دیکھتا ہے میں بادشاہ ہو گیا۔ نیند کے بھی عجائبات بے شمار ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ خواب کے عجائبات کے متعلق حکماء کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہا۔ ہم کتاب کیوں دیکھیں۔ جب کہ ہم بھی سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اس نظارہ میں حکماء کی تخصیص نہیں۔ اب اس سے بڑھ کر ایک اور نظارۂ قدرت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ۔ حُسۡبَانًا کے معنی ہیں اپنے محور پر گردش کرنا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۹)

۹۸، ۹۹۔ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے تا کہ تم ان کے ذریعہ سے راستہ پاؤ خشکی اور تری کے گھٹاٹوپ اندھیریوں میں۔ ہم نے مفصّل بیان کر دیں آیتیں جاننے والی قوم کے لئے۔ وہی اللہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک ہی نفس سے اور ہم تفصیل وار بیان کر چکے نشانیاں سمجھدار قوم کے لئے۔

تفسیر۔ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا ۔ایک ستارہ تو وہ ہے جس پر تمام جہاز رانی موقوف ہے یعنی قطب۔ قطب نما ایسی چیز ہے کہ آج کل تمام جہاز اسی پر چلتے ہیں۔ عرب دوسرے ستاروں سے بھی بہت کام لیتے اور راہ پاتے۔

خدا تعالیٰ یہ تمام نظارے اپنی قدرت کے بیان فرما کر سمجھاتا ہے کہ بڑا ہی نادان ہے وہ جو مسئلہ نبوت کا منکر ہے۔ ان معمولی پڑاؤں اور منزلوں کے لئے تو اس نے راہنمائی کا اتنا بڑا سامان مہیا کیا ہو اور اس کی سنت ہو کہ ظلمت کے بعد روشنی عطا کرے لیکن اپنے حضور پہنچنے کے لئے کوئی شمس، کوئی قمر، کوئی ستارہ نہ ہو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اے منکرانِ نبوت جب تم فعلِ الٰہی سے نفع اٹھا رہے ہو تو قولِ الٰہی سے بھی اٹھاؤ۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ جب سے ریل، تار، موٹر وغیرہ بنے ہیں اس وقت سے خدا تک پہنچنے کی راہیں بھی سہل ہوگئی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ صحابہؓ کے لئے بہت سخت مجاہدہ تھا یہاں تک کہ جان بھی دینا پڑتی تھی۔ مگر اب تو یہ باتیں نہیں۔

مُسْتَقَرٌّ ۔ جہاں ٹھہرنا ہے یعنی بہشت۔

مُسْتَوْدَعٌ ۔ جہاں بطور امانت عارضی قیام تھا۔ ماں کا پیٹ۔ پھر ماں کی گود۔ پھر گھر کا صحن۔ پھر وطن یہ سب عارضی ہی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۹)

۱۰۰۔ وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے بادل سے پانی برسایا پھر ہم ہی نے ہر ایک روئیدگی اس کے ذریعہ سے اگائی پھر ہم ہی نے اس کے ذریعہ سے سبزہ اگایا جس سے ہم دانے پیدا کرتے ہیں گھنے اور کھجور کے گابھے میں سے گچھے جو جھکے پڑتے ہیں اور انگور کے باغ اور زیتون اور ملتے جلتے اور نہ ملتے جلتے۔ دیکھو تو درخت کا پھل جب وہ پھلے اور اس کا پکنا کچھ شک نہیں کہ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والی قوم کے لئے۔

تفسیر۔ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ جیسے آسمان پر سے پانی اترتا ہے۔ اسی طرح وحی کا نزول بھی ہے۔ ادھر قرآن۔ رسول کریمؐ کی پاک تعلیم ہے۔ اور ادھر دلوں کی سرزمین اس آبِ حیات کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ جیسے مینہ اترتا ہے تو ہر قسم کی روئیدگی اگتی ہے اور ایک نیا لباس عطا ہوتا ہے۔ اسی طرح وحی الٰہی کے وقت ہر چیز میں نشوونما آتا ہے۔ اور زمانہ میں ایک تبدیلی پیدا ہونی چاہتی ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ پھر اس پانی سے قسم قسم کے درخت اور طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح وحی الٰہی سے ہر قسم کے علم و ہنر و تہذیب میں ترقی ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ایک دانہ کے بیجنے کے وقت ایک نادان کہہ سکتا ہے کہ او ہو یہ تو مٹی میں مل گیا۔ اسی طرح اس رسول کی قوم پہلے حقیر و ادنیٰ سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اسی کو ادنیٰ سے اعلیٰ۔ بے برکت سے بابرکت۔ ناچیز سے چیز بنا دیتا ہے۔ لوگ خدا کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں مگر میں تو دیکھتا ہوں۔ اس نے ایک وقت میں ایک بے جان لکڑی سے جو چند پیسوں کی ہوگی خدا کہلانے والوں کا تختہ الٹ دیا (موسیٰؑ کا عصا) ہمارے حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کسی کو خوشی ہے کہ میرے پاس مال ہے۔ کسی کو خوشی ہے کہ میری اولاد بہت ہے اور کسی کو خوشی ہے کہ میرا جتّھا بہت ہے۔ پر میں خوش ہوں کہ میرا خدا جو ہے وہ قادرِ مطلق ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۹)

۱۰۱۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَھُمْ وَ خَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ (ظلم تو دیکھو کہ) انہوں نے ٹھہرا لئے اللہ کے برابر والے، بزرگوں اور امراء اور جِنّات کو، حالانکہ ان سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور (یہ ظلم بھی دیکھو کہ) ٹھہرا لئے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بے جانے بوجھے۔ وہ ذات پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ۔ احمق لوگ خدا کو جب چھوڑتے ہیں تو پھر پتھروں کی۔ پھر ادنیٰ سے ادنیٰ چیزوں کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ یورپ امریکہ نے اس خدا کو چھوڑا تو ایک انسان کو خدا ماننے پر مجبور ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۹)

۱۰۲۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ۚ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ۔ وہ عجیب بنانے والا (یعنی بلا نمونہ اور بلا مادّہ) آسمان اور زمین کا ہے اس کا کیونکر بیٹا ہو سکتا ہے حالانکہ اس کی کوئی جورو ہی نہیں اور اُسی نے پیدا کیا سب چیزوں کو اور وہی سب چیزوں کو بخوبی جانتا ہے۔

تفسیر۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ پہلے رکوع میں یہ بات ذکر کی ہے کہ دانہ کو میں کھولتا ہوں۔ گٹھلیوں سے درخت۔ میّت سے حیّ بناتا ہوں۔ دانہ سے گٹھلی بڑی۔ پھر آگے جاندار اس سے بھی بڑا۔ پھر اس سے بڑھ کر شمس و قمر۔ اب اس سے بڑھ کر بنانا ہے آسمان و زمین۔ باوجود قدرت کے نظارے کرنے کے پھر بھی خدا کا بیٹا ایک انسان کو قرار دیتے ہیں۔

انجیل کی بات ''جو بات تو نے حکیموں کی نظر سے چھپائی وہ بچوں کو دکھائی'' صادق آتی ہے۔ انگریز کیسے عقل مند اور پھر اس معاملہ میں کیسے کودن نکلے۔ کفّارہ اور تثلیث جس پر اڑے ہیں کوئی چیز ہے؟

لَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ۔ نتیجہ جو ہوتا ہے دو چیزوں کے ملنے سے۔ پس عورت کا ہونا لازمی ٹھہرا۔ تم صاحبہ مانتے نہیں اور بیٹا بناتے ہو۔

ایک عورت مسیحؑ کے پاس آئی۔ کہا۔ میرے بیٹوں نے تمہارے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ جب تو بادشاہ بنے۔ ایک کو دائیں اور ایک کو بائیں بٹھائیو۔ کہا یہ تو مولیٰ کے اختیار میں ہے۔ پھر قیامت کے بارے میں کہا اس گھڑی کا علم مجھے نہیں۔ الوہیت کا مدار صفاتِ کاملہ پر ہے اور مسیحؑ میں اس کے اس بیان سے علم وقدرت ہی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۹،۱۰۰)

اس کے کہاں سے بیٹا ہوا۔ اس کا تو کوئی ساتھی نہیں۔ اس نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ کل چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یہی تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کل اشیاء کا خالق ہے اس کی عبادت کرو۔ اور وہ سب کا کارساز ہے...... گویا قرآن کریم کہتا ہے مسیح ابن اللہ کن معنوں پر ہیں۔ آیا عرفی اور حقیقی معنوں پر مسیح ولد اللہ یا کسی اور معنوں پر۔ اگر عرفی اور حقیقی معنوں میں ہیں۔ یہ تو صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں سیّدہ مریم علیہا السلام کو خدا کی جورُو اور اس کا ساتھی ماننا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اور تمام عیسائی اور سارے عقلاء سیّدہ صدیقہ مریمؑ کا اللہ تعالیٰ کا صاحبہ ہونا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اگر مجازی معنی ولد اللہ، ابن اللہ کے لیتے ہو اور حقیقی اور عرفی معنی نہیں لیتے ہو تو مجازی معنی نہایت وسیع ہیں۔ ولد اللہ کے معنی خدائے مجسّم خدا کے ساتھ ذاتاً متحد ہستی تجویز کرنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں کیونکہ اگر یہ معنی لوگے اور مسیح کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہو گے تو ضرور ہوگا کہ مسیح ذات وصفات میں خدا ہو۔ خدا کے برابر اور صفتِ معبودیت اور صفتِ خلق اور علم وغیرہ میں جو انسانی جسم کے لحاظ سے نہیں خدا کے سے صفات رکھتا ہو مگر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ صفاتِ کاملہ خدا کی طرح موجود نہ تھیں۔ غور کرو۔

(ابطال الوہیتِ مسیح۔ تصانیف حضرت حکیم مولانا نور الدینؓ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۷،۳۸)

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ (الانعام:۱۰۲) یعنی کس طرح ہوسکتا ہے اللہ کا بیٹا جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے۔ یہ ایک دلیل ہے عیسائیوں کے مقابل پر۔ کیونکہ عیسائی مریم کو خدا کی جورو نہیں مانتے اور بیٹے کے لیے ضروری ہے کہ وہ نتیجہ ہو دو چیزوں کا۔ ایک ابا جی ہوں اور ایک اماں جی۔ جب تم مریم کو بیوی نہیں مانتے تو بیٹا جو ان دونوں کا نتیجہ ہوتا ہے کس طرح پیدا ہوسکتا ہے۔ جس طرح ایک کیڑا ہوتا ہے جب دوسرا وجود اس کے اثر کو جذب کرنے والا ہو تب مرض پیدا ہوسکتا ہے۔

ایک طرف تعدیہ ہو اور دوسری طرف انفعال ہو تب کچھ نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔

(بدر جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مؤرخہ ۶؍جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲، ۳)

۱۰۴۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔

ترجمہ۔ اسے آنکھیں نہیں ادراک کر سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے اور وہ بڑا باریک بین اور بڑا خبردار ہے۔

تفسیر۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ۔ اب ردِّ الوہیت کی ایک اور دلیل فرماتا ہے کہ مسیح کو تو آنکھ نے احاطہ کر لیا۔ حالانکہ اللہ کا احاطہ نہیں ہوتا۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ۔ یہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا ثبوت ہے۔

الْخَبِيرُ۔ یہ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کا ثبوت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰)

۱۰۵۔ قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۔

ترجمہ۔ تحقیق آ چکیں تمہارے پاس آنکھیں (دلائل) تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے ان آنکھوں سے دیکھا تو اس نے اپنے ہی نفس کا فائدہ کیا اور جو اندھا ہوا تو اس کا نقصان اسی کی جان پر ہے اور میں کچھ تمہارا نگہبان تو ہوں نہیں۔

تفسیر۔ بَصَائِرُ۔ انسان کی فہم و فراست کا سب سامان موجود ہے۔

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا۔ کوئی کہے کہ ہمیں نفع کی ضرورت نہیں۔ فرمایا۔ نفع نہ اٹھاؤ گے تو اندھے ہو کر دُکھ پاؤ گے۔

وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ۔ تم جان بوجھ کر اندھے بنو گے۔ تو میں تمہارا لاٹھی پکڑنے والا نہیں کہ ذمہ دار ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰)

۱۰۷۔ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ۔

ترجمہ۔ تو تُو اسی پر چل جو تیری طرف وحی کی تیرے رب نے۔ کوئی سچا معبود نہیں اس کے سوائے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے۔

تفسیر۔ اِتَّبِعْ۔ یہ خطاب عام ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ یہ تمام وحیوں کا خلاصہ ہے کہ وہ معبود ہے جس کے فرمان پر عمل کیا جائے۔ ایک طرف رسم عادات۔ احباب بلاتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ کا حکم۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کا فرماں بردار ہے یا نفس کا اور احباب کا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ کس دل سے مانا ہے۔

یروشلم کے محاصرہ میں پادریوں نے کہا۔ تمہارا خلیفہ آوے تو اُسے ہم دخل دے دیں۔ حضرت عمرؓ اسی سادگی میں روانہ ہوئے۔ غلام کے ساتھ باری باری اونٹ پر چڑھتے آتے تھے۔ ابوعبیدہؓ نے عرض کیا آپ کپڑے بدل لیں، گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ نے یہ عرض مان لی مگر تھوڑی دور جا کر گھوڑے سے اتر بیٹھے۔ کہا میرا وہی لباس اور اونٹ لاؤ۔ آپ جب گئے تو بطریق وغیرہ نے رعب میں آ کر چابیاں پھینک دیں کہ اس سپہ سالار کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ پس میں کس طرح اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ کہنے والوں کا قائل ہو جاؤں۔ وجہ کیا تھی۔ تو اللہ کا فرماں بردار بن۔ سب مخلوق تیری فرماں بردار ہو جاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰)

۱۰۸۔ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا وَ مَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ۔

ترجمہ۔ اور اللہ نے چاہا ہوتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا اور نہ تو ان کا وکیل ہی ہے۔

تفسیر۔ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا۔ جبر سے کام لیتا تو کوئی مشرک نہ رہتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰)

۱۰۹۔ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اورتم برا نہ کہا کروان کوجن کووہ اللہ کے سواپکارتے ہیں کہیں وہ برا کہہ بیٹھیں گے اللہ کودشمنی سے بے جانے بوجھے اسی طرح ہم نے پسند کردیئے ہیں ہرایک جماعت کوان کے کام پھران کوان کے رب کی طرف پلٹنا ہےتو وہ ان کوخبردار کردے گااس سے جووہ کرتے تھے۔

تفسیر۔ اب ایک اخلاقی تعلیم پیش کرتا ہے کہ حق بات کہو۔ دین کی تبلیغ کرو۔ مگرکسی کے بزرگ کو گالی نہ دو نہ رام چندرکو۔ نہ کرشن کو۔ نہ بدھا کو۔ اور نہ کسی اورکو۔

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ...... کسی معبودکو برا نہ کہو ورنہ ہمارے مولیٰ کو برا کہیں گے۔ اسی طرح خوبصورت خوبصورت کر کے دکھلایا ہے۔ ہم نے ہرقوم کے لئے وہ کام جو ان کوکرنا چاہیے۔ یعنی جوعمل ہم ان سے کرانا چاہتے ہیں۔ اس کی خوبصورتی ہم نے اسی طرح بیان کی۔ دیکھو اللہ کا بیٹا نہ بنانے اورشرک کی برائی کے لئے کیسے معقول دلائل دیئے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ءصفحہ ۱۰۰)

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہیں جس کا حکم نہ دیا ہواورکوئی بری اور ناپسند بات نہیں۔ جس کی ممانعت نہ کی ہو...... اخلاق وہ کسی نبیؐ پرکوئی اعتراض نہیں۔ سب کا ماننا۔ سب کا ادب اسلام میں ضرور ہوا...... وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بڑھ کرکون حکم ہے جواخلاق کا مصدر بن سکے۔ تعجب آتا ہے۔ الزامی طورپربھی قرآن عیوب کا اشارہ نہیں کرتا۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۷۵،۷۶)

پنڈت سوامی دیانند نے اپنی تحریروں میں دعویٰ کیا ہے کہ دوسرے مذاہب کو برا کہنا ان کا شیوہ نہیں اور بدتہذیب شخص کو وہ بہت برا سمجھتے ہیں ...... اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے کہ الباطل سے جنگ کرنے کے وقت اس کے قابلِ اکرام معبودوں اور معظم مقصودوں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیے۔ جیسے فرمایا وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ

عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ترجمہ۔تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو۔وہ اس کے عوض میں جہالت اور زیادتی سے اللہ کو گالی دیں گے۔اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں محض برہنہ ہیں۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں۔کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ ان میں نہیں۔ ہاں ان کے وکیلوں اور حامیوں کے منہ میں لاریب سیاہ زہر دار کوبرہ کی دوشاخی زبانیں۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں کہ دوسروں کی عیب چینی کریں۔اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف واسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اگر مذاہب اور ملل اس پر اتفاق کر لیں کہ تمام حامیانِ دین اپنے مذہب و کتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اکتفاء کریں اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے تو یقیناً اس میدان میں گوئے سبقت قرآن کریم کے ہاتھ میں ہے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷۴)

قرآن کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودوں کی دشنام دہی سے جن کو بت پرست پکارتے ہیں حکماً قطعی ممانعت کر دی ہے جہاں فرمایا ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ [1]

......ایک نے جس کو عربیت کا دعویٰ ہے مجھے فرمایا ”قرآن کریم نے اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بتوں کے توڑنے کا کیوں تاکیدی حکم کیا“ اس وقت ان کی خدمت میں کہا گیا کہ آپ قرآن دانی کے بڑے مدعی ہیں۔ازراہِ مہربانی آیت کا نشان دیجئے جس میں قرآن کریم نے بتوں کے توڑنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ ہاں کسی تاریخی واقعہ کے بیان میں اگر قرآن نے کہا ہے فلاں موحّد بت پرستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بت توڑے تھے تو یہ امر اور ہے اور ایک واقع اور نفس الامر کا بیان ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۹۔۳۰)

تمام مذاہب کے بڑوں کی بے ادبی سے منع کیا اور فرمایا۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔کبھی برا نہ کہنا ان کو جن کو لوگ پوجتے ہیں اور جنہیں لوگ اللہ تعالیٰ کے ورے پکارتے ہیں اگر تم برا کہہ بیٹھو گے تو بت پرست

---

[1] اُن کو جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں بُرا مت کہو۔ پھر وہ ضِد اور نادانی سے اللہ کو بُرا کہیں گے۔

تمہارے مقابلہ میں نہ سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کو برا کہہ بیٹھیں گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۷)

۱۱۰۔ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں سخت سخت قسمیں کہ اگر اُن کے سامنے کوئی نشان ظاہر ہوتا تو وہ ضرور ضرور اس پر ایمان لاتے۔تم کہہ دو نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور تمہیں کیا شعور کہ جب وہ نشانیاں آ جائیں تو بھی وہ نہ مانیں گے۔

تفسیر۔ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ ۔معجزات کے منکر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ یہ بات غلط ہے۔ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ میرے اللہ کے پاس تو ایک چھوڑ کئی آیات ہیں۔ میں کیوں نہ تمہیں نشان دکھلاؤں گا۔جس مولیٰ نے مجھے بھیجا۔اس کے پاس تو آیات ہیں۔پس وہ نشان کیوں نہ دکھلائے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰)

۱۱۱۔ وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم ان کے دل الٹ دیں گے اور آنکھیں، کیونکہ وہ قرآن کو مانتے ہی نہ تھے پہلے سے اور ہم ان کو رہنے دیں گے وہ اپنے بھرّے اور سرکشی میں دل کے اندھے ہی رہیں گے سرگشتہ و پریشان۔

تفسیر۔ كَمَا۔ کیونکہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰)

۱۔انسان تیز دریا بہتا دیکھ کر دوڑتا چلا آئے کہ اس سے پار نکل جاؤں تو وہ بیوقوف ہے۔

۲۔ کسی شخص نے مرغے کو بازو پھڑ پھڑا کر اذان دیتے دیکھا۔کہا۔میرے سامنے اکڑتا ہے میں بھی ایسا کروں گا۔پھر مرغا ایک دیوار سے دوسری دیوار پر چلا گیا۔اس نے بھی زقند لگائی۔تو گر پڑا اور مر گیا۔یہ حد سے بڑھنے کا نتیجہ ہے۔

۳۔ قرآن نے مثال دی ہے کہ ایک شخص دور سے کلّر دیکھ کر اسے پانی سمجھا۔ پانی کے لئے دوڑا جب وہاں تک پہنچا تو کچھ بھی نہ پایا۔ بلکہ پیاس اور بھی بڑھی۔ دیکھو پارہ ۱۸۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً[1] (النور:۴۰) بعض لوگ غلطی سے جو چیز مفید نہیں اسے مفید سمجھتے ہیں اور مفت کی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ جیسے مسلمان آگے قلعہ فتح کرنے پر ناز کرتے تھے۔ اب بعض ایسے ہیں کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق میں کامیاب ہوں تو کہتے ہیں۔ ہم نے قلعہ فتح کرلیا۔

۴۔ بد دیانتی یہاں تک بڑھی ہے کہ جو معمار ہیں۔ وہ جان بوجھ کر عمارت ناقص بناتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں ہمارا کام کس طرح چلے اور پھر ہمیں کون بلائے۔ حالانکہ ایسے لوگ ہمیشہ غریب رہتے ہیں۔ غرض انسان جس راہ پر اپنے تئیں ڈال لے۔ اسی کے موافق نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھو۔ حق کو نہ ماننے کا نتیجہ یہ نکلا کہ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ، سمجھ بھی اُلٹی ہوگئی اور حق کے بینا نہ رہے پھر بڑھتے بڑھتے سرکشی میں بھٹکتا رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

۱۱۲۔ وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر ہم ان پر فرشتے اتار دیتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ان کے سامنے ہم سب چیزیں اکٹھی کر لاتے تو وہ جب بھی ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہتا تو لیکن وہ تو اکثر نادان ہی ہیں۔

تفسیر۔ وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ ۔ یہاں تک کہ اگر فرشتے بھی اتریں۔ موتیٰ کلام کریں تو بھی نہ مانیں۔ بڑے بڑے بدکاروں کو بدی کرتے کرتے نیکی کا خیال اٹھتا ہے یا کسی وقت ان کے دلوں میں بھی نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور پھر باوجود اس کے نزولِ ملائکہ نہیں مانتے۔

كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى ۔ یہ بھی اکثر لوگوں کو اتفاق ہوتا ہے کہ خواب میں کچھ ہدایت ہوتی ہے۔ مردہ

---

[1] اور جو لوگ حق کو چھپانے والے بے ایمان ہیں ان کے کام جنگلی ریت کے میدان کے جیسے ہیں، پیاسا تو اس کو سمجھتا ہے پانی۔

کچھ ان کو بتاتا ہے۔مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ۔ ہر بدکار کوسی نہ کسی سزا کے نیچے دیکھتے ہیں۔مگر پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى۔ مامور من اللہ کے وقت القاء یا خواب میں مردوں کے ذریعہ ہدایت کی بات سنتے ہیں یا دیگر دلائل وحجج ونشانات دیکھتے ہیں۔مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۱۱۳۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے ہر ایک نبی کے دشمن بنائے، امیر وغریب شریر ہلاک کرنے والے۔ شیطان وحی کرتے ہیں ایک کو ایک، طمع دار باتیں فریب دینے کو۔اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ان کو چھوڑ دے اور ان کے بہتان کو۔

تفسیر۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا۔ ایسے ہی بدکار لوگ پھر بڑھتے بڑھتے انبیاء کے انکار پر کمر باندھ لیتے ہیں۔

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ۔ بعض اپنے تئیں ظاہر طور پر مقابل کرتے ہیں۔بعض چھپے رہتے ہیں اور خبیث روحوں کا ان سے تعلق ہو جاتا ہے۔

زُخْرُفَ الْقَوْلِ۔ ملمّع سازی کی باتیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ۔اوسط درجے کے لوگ اور اعلیٰ درجے کے لوگ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ۔اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۲۱ حاشیہ)

یہ جملہ شرطیہ جملہ ہے اور اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ایسا کر سکتے۔ لیکن باری تعالیٰ نے علی العموم لوگوں کو ہدایت محض اور ضلالت محض پر مجبول نہیں کیا۔ اور نہ حکمتِ ایزدی اس امر کی متقاضی ہوسکتی تھی۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو وہ شرک نہ کرتے یعنی ان کو ہدایت محض پر مجبول ومخلوق کر دیتے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۲۱)

۱۱۵۔۱۱۶۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو کیا ہم اللہ کے سوائے کسی اور کو منصف بنائیں حالانکہ اس نے اتاری تمہاری طرف کتاب مفصل اور اہل کتاب جانتے ہیں کہ قرآن مجید حقیقت میں تیرے ہی رب کی طرف سے یقیناً اترا ہے۔ (تو اے مخاطب!) تو کہیں شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ اور تیرے رب کی بات پوری ہے سچائی اور انصاف میں (اے مخاطب) اس کی پیش گوئیوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ۔ بدکاریوں کے علم کے لئے فرماتا ہے کہ اس کی کتاب کی طرف توجہ کرو۔
مُفَصَّلًا۔ جس میں نیکی بدی کی تفصیل جدا جدا دی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا۔ قرآن یا آیات کو مجمل کہنے والے غور کریں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ تیرے ربّ کی بات پوری سچ ہے۔ انصاف کی۔ کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۳۰۰ حاشیہ)

۱۱۷۔ وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر تو اکثر دنیا کے لوگوں کا کہا مانے گا تو تجھے بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے وہ تو فقط خیال ہی پر چلتے ہیں اور اٹکل بازی ہی کرتے ہیں۔

تفسیر۔ اِلَّا الظَّنَّ۔ اکثر لوگ اپنی اٹکل بازی سے نیکی بدی کی تشریح کرتے ہیں اور یہ راہ بالکل غلط ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کی راہ سے ہٹا کر تباہ کر دیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۰)

۱۱۹۔ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو تم اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو جب تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر۔ فَكُلُوْا ۔ جس طرح ایک جانور خاموش مالک کے آگے گردن رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے مولیٰ کے آگے سر رکھ دے۔ چونکہ جانور پر مولیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں اس کے ذبح میں ایک تعلیم حاصل کرنا چاہیے۔

حرمت کے چار قاعدے ہیں۔ ایک وہ حرام ہے جو انسان کی جان کو ہلاک کر دے مثلاً مردار۔ دومؔ وہ جو اخلاق میں شہوت و غضب کو بڑھائے مثلاً سؤر۔ سومؔ وہ جو طبعی قوّتوں کو برباد کر دے مثلاً لہو جس کی زہر تشنّج۔ استرخاء پیدا کرتی ہے۔ جو قومیں مردار۔ خون۔ سؤر۔ غیر اللہ کے نام کا استعمال کرتی ہیں ان میں الٰہیات کے سمجھنے کی قوت نہیں رہتی۔ چہارمؔ جو غیر اللہ سے تقرب اور حاجت روائی کے لئے ذبح کیا جاوے اور یہ شرک ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

۱۲۱۔ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور چھوڑ دو ظاہر کا گناہ اور باطن کا جو لوگ کماتے ہیں گناہ تو وہ قریب ہی سزا پائیں گے جو وہ بدکاریاں کرتے تھے۔

تفسیر۔ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ۔ گناہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ظاہر کسی کا مال چرا لیا دکھ دے دیا۔ جھوٹ بول لیا۔ ایک باطن یعنی مخفی گناہ مثلاً کینہ، بغض، حسد، تکبّر، دوسرے کی تحقیر، حرص، کفر، بعض لوگ خدا کے منکر ہیں بعض منکر نہیں۔ مگر مان کر پروا نہیں کرتے۔ بعض اس خدا کے برابر کسی اور کو بھی قرار دیتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ جیسے بادشاہ کے پاس بغیر وزیر نہیں جا سکتے ویسے ہی خدا کے حضور بجز وساطت نہیں جا سکتے۔ یہ مثال غلط ہے کیونکہ بادشاہ بوجہ بشریت وعدم اطلاع معذور ہے۔ مگر خدا تو سب کی سنتا ہے۔ چھت کے لئے بے شک سیڑھی کی ضرورت ہے مگر خدا تو اقرب سے اقرب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ۔ اب عام اصول بتلاتا ہے کہ جو گناہ کرے اس کے نتائج ضرور بھگتے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ عفو نہ کرے۔ جن لذّتوں کیلئے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہی اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

۱۲۲۔ وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ البتہ بدکاری ہے اور شیطان اپنے دوستوں کو وحی کرتے رہتے ہیں کہ تم سے لڑیں (کج بحثی کریں) اور اگر تم نے ان کا کہا مانا پھر تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

تفسیر۔ لِيُجَادِلُوْكُمْ۔ مثلاً چوہڑے کہتے ہیں کہ خدا کی ماری حرام اور تمہاری ذبح کی ہوئی حلال حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے۔ ایک محبوب کے نام پر کشتہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱)

۱۲۳۔ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا ایک مردہ تھا پھر ہم نے اس میں جان ڈالی اور اس کو روشنی دی کہ اسے لئے پھرتا ہے لوگوں میں۔ یہ اس کے برابر ہوسکتا ہے جس کا یہ حال ہے کہ وہ گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں پڑا ہے اور وہ وہاں سے نکل بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح پسند آ گیا ہے منکروں کو جو وہ خود کرتے تھے۔

تفسیر۔ مَيْتًا ۔ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا[1] (النحل:۷۹) میں اس کی تفسیر ہے۔ جب تک انسان خدا کی فرمانبرداری کی تہ کو نہیں پہنچتا مردار ہی ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں خدا کی عظمت و جبروت کو سمجھتا ہے۔ زندہ ہوتا جاتا ہے۔

وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ۔ عقل و سمجھ وسچائی و کتابِ الٰہی کا علم۔ لوگوں میں بھی اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو افرادِ قوم۔ ملک کی بہتری تو کجا اپنی بہتری کو بھی نہیں سمجھتے۔ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا۔ ہر روز ضرور سوچو کہ بہ نسبت کل کے تم نے خدا سے نزدیک ہونے یا مخلوق پر شفقت کرنے میں کیا ترقی کی تا سمجھ آئے کہ ظلمات سے نور میں یعنی بے تمیزی سے تمیز میں کہاں تک پہنچے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ مَنِ اسْتَوٰهُ يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ۔[2] پس تم ضرور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور ایک پہچان ''نبوّت'' کی بتلائی ہے۔ وہ یہ کہ اکابر جو ہوتے ہیں وہ انبیاء سے قطع تعلق کرنے والے ہوتے ہیں۔ تم خدا کی بڑائی کے لئے وعظ کرو۔ امیر تمہارے بھی دشمن ہو جاویں گے۔

میرے سامنے کسی نے سوال کیا۔ کیشب۔ دیانند۔ سرسیّد۔ مرزا صاحب چاروں اصلاح کے مدعی ہیں ان میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا یہی کہ اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)

---

[1] تم کو پیدا کیا تمہاری ماؤں کے پیٹ سے، تم کچھ بھی تو نہیں جانتے تھے۔ [2] جس کے دن ایک جیسے ہوں وہ فریب خوردہ ہے۔

۱۲۴۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اسی طرح ہم نے پیدا کئے ہر بستی میں جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والے سردار گناہ گاروں کے تاکہ وہاں تدبیریں چلایا کریں وہ کیا تدبیریں کرتے ہیں مگر اپنی ہی جانوں کے لئے اور وہ کچھ بھی شعور نہیں رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا۔ مامور من اللہ کی جماعت میں اکابر پہلے شامل نہیں ہوتے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۱۲۵۔ وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب کبھی ان کے پاس کوئی نشانی آجاتی ہے وہ کہنے لگتے ہیں ہم تو ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ ہم کو نہ مل جائے وہ جو اللہ کے رسولوں کو ملا۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کہاں اپنی رسالت رکھنی چاہیئے قریب ہی پہنچے گی جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والوں کو ذلّت اللہ کے یہاں کی اور بڑا سخت عذاب اس وجہ سے کہ وہ بری تدبیریں کرتے تھے۔

تفسیر۔ حَتّٰى نُؤْتٰى ۔ ہم کو بھی الہام ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے زمیندار مال گزاری وصول کرنیوالے کو کہے۔ اگر بادشاہ نے یہ روپیہ لینا ہے تو وہ خود کیوں میرے گھر نہیں آتا؟

۱۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی پہچان کا ذکر کرتا ہے۔

۲۔ بعض صحبتیں۔ مکان۔ دوست ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے تعلق بدی کی طرف رغبت دلاتا ہے

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں ستّر بار سے زیادہ استغفار فرماتے تھے تاکہ قلب پر رَین[۱] تک بھی نہ آئے۔ ۴۔ استغفار بہت ضروری ہے۔ ورنہ رین پڑتے پڑتے ختم۔ قفل تک نوبت پہنچتی ہے۔ ۵۔ جو لوگ ہدایت پانے کے قابل ہوتے ہیں وہ حق بات کے ماننے کیلئے ہر وقت

۱؎ زنگ۔ مَیل۔ (مرتّب)

بشرح صدر تیار ہوتے ہیں جیسے ابراہیمؑ نے اَسْلِمْ کے جواب میں اَسْلَمْتُ[1] (البقرہ:۱۳۲) کہا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۲)

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزا وار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا۔ اب پہنچے گی گنہگاروں کو ذلّت اللہ کے یہاں اور عذاب سخت بدلہ حیلہ بنانے کا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ)

۱۲۶ تا ۱۲۸۔ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ۔ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو اُس کا سینہ کھول دیتا ہے اسلام کے لئے اور وہ جس کو چاہتا ہے کہ ہٹا دے تو اس کا سینہ بہت ہی تنگ کر دیتا ہے گویا وہ سینہ زوری سے چڑھتا ہے بلندی پر۔ اسی طرح اللہ ڈالے گا وبا اور طاعون ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔ اور یہی تمہارے رب کی راہ ہے سیدھی اور تحقیق کہ ہم مفصل بیان کر چکے آیتیں اُن لوگوں کے لئے جو یاد کرتے ہیں۔ اُن کے لئے سلامتی کا گھر ہے اُن کے رب کے نزدیک اور وہی ان کا والی ہے ان کے نیک کاموں کے سبب سے۔

تفسیر۔ حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ۔ پہاڑ میں ڈھلوان۔ تنگ راستہ۔ خاردار جھاڑیوں سے پُر۔ پھر اس میں بلندی پر چڑھنا پڑے تو تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی اس آدمی کا حال ہے۔

[1] میں تو فرمانبردار ہو چکا۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اِضلال کن کا ہوتا ہے۔جن کا سینہ حق بات کے ماننے سے تنگی کرے۔
یَّذَّکَّرُوْنَ ۔ اَیْ یَتَذَکَّرُوْنَ اَمْرِیْ۔[1]

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ ۔ احکامِ الٰہی کے ماننے کا فائدہ یہ ہے کہ ان کو دنیا میں۔قبر میں۔قیامت میں پل صراط میں۔جنت میں سلامتی کا گھر ملتا ہے۔پھر خدا اس مومن کا والی ہو جاتا ہے۔

هُوَ وَلِيُّهُمْ ۔ ایسے مومن پر خواہ کس قدر مصیبتیں آئیں وہ سلامتی سے نکل جاتا ہے۔وہ ظلمات سے بتدریج نکلتا رہتا ہے۔کئی قسم کی ظلمتیں ہیں۔۱۔ظلمتِ جہل۔۲۔ظلمتِ رسم و عادت۔ ۳۔ظلمتِ حبّ (حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ) ۴۔ظلمتِ افلاس و دولت ۵ ۔ظلمتِ مجلس ۔ ۶۔ظلمتِ شرک (جس نے عیسائیوں کی عقل دین کے بارے میں باوجود اس درجہ ترقی صنعت وحرفت کے ماردی ہے) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۲)

السلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا۔اسلام کا نتیجہ بہشت ہے۔بہشت کا نام بھی دار السلام ہے۔
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔[2] (الانعام:۱۲۸) اور فرمایا۔الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ۔[3] (فاطر:۳۶)

گویا اسلام سُکھوں کا موجب ہے اور بہت بڑے سکون کا موجب ہے۔اسلام میں کبھی کوئی ہلاکت نہیں ہوئی۔

میں نے اس لفظ کو الٹ پلٹ کے بڑا دیکھا ہے اس کے سارے لفظوں میں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔سلم کو الٹا دیں۔ملس بن جاتا ہے۔ملس نرم چیز کو کہتے ہیں۔مسلمان اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔[4] (الفتح:۳۰) یعنی آپس میں رحیم کریم ہوتے ہیں۔اسی لفظ کو اور الٹا دیں تو لسم بن جاتا ہے۔لسم کے معنے یہ ہیں کہ انسان حیاء کے سبب بعض وقت خاموشی اختیار کرے۔
مسل بھی اس کا الٹ بنتا ہے۔اس کے معنے ہیں پانی دوسری جگہ پہنچا دینا۔مسلمان کا یہ بھی کام ہے کہ دوسرے کو نفع پہنچائے۔

---

[1] جو میرے احکامات کو یاد کرتے رہتے ہیں۔(مرتب) [2] اُن کے لئے سلامتی کا گھر ہے اُن کے رب کے نزدیک۔
[3] جس نے ہم کو اتارا سدا رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے۔نہ ہمیں وہاں کچھ رنج پہنچے گا اور نہ تکان۔ [4] وہ کافروں پر بہت مؤثر نہیں ہوتے۔شرید و غالب ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے متأثر ہوئے ہیں رحیم ہیں۔

لمس بھی اس کا مشتق ہے اس کے معنے ہر وقت طلب میں لگے رہنا۔ پس مسلمان کا یہ بھی کام ہے کہ ہر وقت رضائے الٰہی کی طلب میں لگا رہے مگر جس طرح اسلام دنیا میں صلح، آشتی، نیک نمونہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسی قدر اگر کوئی موذی اسلام کے لئے پیدا ہو تو اس موذی کا عمدگی سے مقابلہ کرتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (النحل:۱۲۶) مقابلہ کرو پر ایسی ترکیب سے کرو کہ جس میں خوبیاں ہی بھری ہوئی ہوں۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۹ مؤرخہ ۵ رجنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۔فرماں برداری کے لئے سینہ کھل جاتا ہے۔ وہی ہدایت پاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۱۲۹۔ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِيْۤ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اور جس وقت اللہ سب کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا) اے امرا (اور جنوں) کی جماعت! تم نے بڑی جماعت تابع کر لی غریبوں کی اور ان کے دوست غریب لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم پہنچ گئے اپنے اس وقت تک جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا اللہ فرماتا ہے آگ (یعنی دوزخ) تمہارا ٹھکانا ہے مدتوں اس میں رہو گے مگر اللہ جو چاہے۔ کچھ شک نہیں تیرا رب بڑا حکمت والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ۔ امراء سے روپے لئے۔ غریبوں نے اس کے معاوضے میں ان کے کام کئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۲)

۱۳۰۔ وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔

ترجمہ۔ ہم اسی طرح مسلط کر دیں گے (اور دلا دیں گے) بعض گناہ گاروں کو بعض سے بدلہ اس کمائی کا جو وہ کرتے تھے۔

تفسیر۔ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا۔ جب تم پر حاکم ظالم ہو تو استغفار کرو کیونکہ ظالموں پر حاکم ظالم ہوتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ (الانعام:۱۳۰)۔اس کا ترجمہ یہ ہے ۔اسی طرح ہم ظالموں کے والی ظالموں کو بنا دیتے ہیں۔ پس جو شخص اپنی اصلاح کرلے اس پر ظالم حکومت اور تصرف نہیں کرسکتا۔ (بدر جلد ۸ نمبر ۴ مؤرخہ ۳ر دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

۱۳۱، ۱۳۲۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا١ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ۔ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ ۔اے جماعت جنّ اور امراء اور انسان اور غربا کی! کیا تمہارے پاس تمہیں میں کے رسول نہیں آئے سناتے تھے تم کو میرے حکم ڈراتے تھے تم کو آج کا دن دیکھنے سے۔ وہ کہیں گے ہم اقراری ہیں اپنے (ذاتی گناہوں) پر اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں رکھا اور انہوں نے اپنی ذاتوں پر آپ ہی گواہی دے دی یہ کہ وہ بے شک کافر ہی تھے۔

تفسیر۔ انسان میں دو قسم کے قوٰی ہیں۔ ایک جن پر انسان کو مقدرت ہے ۔ دوم جن پر کوئی مقدرت نہیں پہلی قسم کے متعلق شریعت ہے۔ دوسری کے متعلق ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شریعت اس کے بارے میں حکم دے تو وہ شریعت جھوٹی ہے۔ دیکھو لورنگ ۔قد۔ اندرونی پٹھوں ۔ہڈیوں کے بارے میں کسی شریعت حقّہ نے حکم نہیں دیا۔ ہاں مشرک قوموں نے ایسے مسئلے گھڑے ہیں۔ مثلاً عیسائی کہتے ہیں ’’تین خدا ہیں مگر ایک ہے‘‘ اس بات کو کوئی انسانی عقل باور نہیں کرسکتی۔ بت میں منتر پڑھنے کے بعد خدا آجانے کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے۔

زبان دونوں قسم کے قوٰی کا مظہر ہے۔ کھٹّے کو میٹھا نہ کہے گی مگر خدا کو گالیاں دلوالو۔ اسی آخری قدرت وتصرّف کے متعلق اصلاح کے لئے اللہ رسول بھیجتا ہے۔ چنانچہ اس رکوع میں جنّ وانس امراء اور غرباء دونوں کو مخاطب کرتا ہے۔

رُسُلٌ مِّنْكُمْ ۔ تم ہی میں سے رسول ہوئے۔ انبیاء امراء بھی ہوئے ہیں جیسے سلیمانؑ، غرباء بھی جیسے یحییٰ علیہ السلام۔

برہموسلسلہ رسالت کے منکر ہیں۔ وہ تمام انبیاء کومفتری قرار دیتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء نے یہ کہنے میں کہ ہمیں خدا سے وحی ہوئی ہے دروغِ مصلحت آمیز سے کام لیا ہے۔ پھر وہ ملائکہ کے منکر ہیں۔ نہایت لطیف پیرائے میں اس اعتقاد کو انہوں نے شرکِ عظیم قرار دیا ہے۔ گویا تمام قسم کی نیکی کی تحریکوں کے مخالف ہیں۔

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔ دنیا نے ان کو بڑا دھوکہ دیا ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی کھانا طلب کرتا ہے۔ پھر اس میں غضب پیدا ہوتا ہے پھر حرص۔ چنانچہ ایک پستان چوستا دوسرے پر ہاتھ رکھتا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے بیر پیدا کر لیتا ہے۔ پھر غضب کے ساتھ ساتھ حبّ بھی بڑھتی جاتی ہے یہ سب قوّتیں بہیمی کے کرشمے ہیں۔ پھر شہوت میں ترقی ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ ہم نوجوانوں کے ہر روز آنے والے خطوط میں پڑھ رہے ہیں۔ غرض کھانا، پینا، بغض، عداوت، حبّ، شہوت، حرص تو پہلے قبضہ جما لیتے ہیں اور انبیاء کی تعلیم اور عقل بعد میں آتی ہے۔ پھر یورپ، امریکہ کے لئے تو اور بھی مشکل ہے۔ وہ جب ہوش سنبھالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کسی انسان کو خدا بنایا گیا ہے تو وہ ایسے لغو عقیدے کو دیکھ کر ان میں ہوش والے مذہب ہی کو ایک لغو اور جھوٹی چیز خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے توحید کی پاک تعلیم نہیں آئی۔ پھر موجودہ ساز و سامانِ رہائش کچھ کم غافل کرنیوالا نہیں۔

غٰفِلُوْنَ ۔ جب تک خدا کی طرف سے غافلوں کو خبردار کرنے والا آ نہ جائے۔ عذاب نہیں آتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۲)

۱۳۴، ۱۳۵۔ وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ۔ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور تیرا رب غنی اور رحمت والا ہے اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ تم کو اڑا دے اور تمہارے قائم مقام بنائے تمہارے بعد جسے چاہے جیسا تم کو پیدا کر دیا دوسرے لوگوں کی نسل میں سے۔ جس چیز کا تم لوگوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ وہ تو آپ ہی ہو کر رہتا ہے اور تم اسے کچھ تھکا نہیں سکتے۔

تفسیر۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ ۔ چاہیں تو کسی قوم کو تباہ کر دیں۔

یَسْتَخْلِفْ ۔ ایک قوم چلی جاتی ہے دوسری قوم اس کی جانشین ہوتی ہے۔ان کا بڑا خلیفہ کہلاتا ہے۔آدمؑ کی خلافت کے مسئلے پر اس آیت سے روشنی پڑتی ہے۔جس پر اللہ اپنے اوامر ونواہی بھیجتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۲)

۱۳۶۔ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَکُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔تم کہہ دواے قوم!تم اپنی قدرت اور طاقت اور کوشش کے موافق اپنی جگہ کام کرو میں بھی کرتا ہوں،تو آگے چل کر تم کو معلوم ہوجائے گا کہ کس کے لئے ہے انجام کا گھر، بے شک تمہارا رب نہال اور بامراد نہیں کرتا ظالموں کو۔

تفسیر۔ عَلٰی مَکَانَتِکُمْ ۔ اپنی پوری طاقت۔ پورے زور سے کام کرو پھر دیکھو۔انجام بخیر کس کا ہوتا ہے ایک طرف ایک بیکس کسمپرس انسان ہے۔دوسری طرف تمام امراء ورؤساء پھر دیکھو کس تحدّی سے کہا جاتا ہے۔تم پورا زور لگالو۔یہ نبی کی نبوّت کی صداقت کا ثبوت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳)

جو ماموراور مرسل آتے ہیں وہ خدا ہی کے انتخاب سے آتے ہیں۔مخالفت صرف اس لئے ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہو اور وہ بتلاوے کہ یہ ہمارا انتخاب اور ہمارے ہاتھ کا پودا ہے اسی لئے ان لوگوں کے بیرونی اور اندرونی دشمن پیدا ہوجاتے ہیں جن کو یہ لوگ بڑے زور سے چیلنج دیتے ہیں۔ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَکُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ کہ تم اپنی جگہ کوئی دقیقہ میری تباہی اور ناکامی کا ہرگز نہ چھوڑو اور کام کئے جاؤ اور میں بھی اپنا کام کررہا ہوں انجام کار خود پتا لگ جاوے گا کہ مظفر ومنصور کون ہے۔ (الحکم جلد اوّل نمبر ۹ مؤرخہ ۱۰ رجنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

۱۳۷۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَکَآئِنَا ۚ فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰهِ ۚ وَ مَا کَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور یہ ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور نادان چارپایوں میں سے ایک حصہ

پھر کہتے ہیں یہ تو اللہ کا ہے ان کے خیال کے موافق اور یہ (دوسرا حصہ) ہمارے شریکوں کا ہے تو جو ان کے شریکوں کا ہوتا ہے تو وہ اللہ کو نہیں مل سکتا اور جو اللہ کا ہے تو ان کے شریکوں کو مل سکتا ہے۔ کیا برا حکم اور فیصلہ کرتے ہیں۔

تفسیر ۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ ۔ جو لوگ شریعت کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں بھی کسی نہ کسی اصل یا رسم پر چلنا ہی پڑتا ہے۔ پس انسان کیوں شریعت کا پابند نہ ہو۔ جس کی پابندی مثمر ثمراتِ کثیرہ و برکاتِ متعددہ ہے۔

ایک شخص کو جو قرآنی احکام کی تعمیل کو بہت بھاری سمجھتا تھا۔ میں نے قائل کیا کہ تم جس سررشتہ کے ملازم ہو۔ اس کے پھر میونسپلٹی کے قوانین کے پھر گورنمنٹ کے قوانین کے ماتحت ہو۔ کیا ان سب کا حجم قرآن سے زیادہ نہیں۔ اس پر اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ ورنہ میں نے اسے کہنا تھا۔ تم نیچر کے ذرّے ذرّے کے قوانین کے ماتحت ہو۔ قرآن کریم نے کیا لطیف فرمایا ہے۔

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۔[1] (الرحمٰن: ۳۴)

غرض جو لوگ شریعت کو چھوڑتے ہیں۔ وہ اس سے دو چند۔ سہ چند رسوم کی مشکلات میں پھنستے ہیں اور دکھ اٹھاتے ہیں۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ ۔ دیکھئے زکوٰۃ نہ دی تو کس گمراہی میں پڑے۔

لِشُرَكَآئِنَا ۔ ہمارے قرارداده۔ یا خدا فرماتا ہے ہمارے شرکاء۔

يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۔ خدا کا حصہ بھی انہی مہنتوں کو دے دیا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

۱۳۸۔ وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ۔

ترجمہ ۔ اور اسی طرح پسند کرا دیا ہے بہت مشرکوں کو اپنے بچوں کا مار ڈالنا ان کے شریکوں نے

---

[1] کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاسکو تو نکل بھاگو۔ نکل ہی نہ سکو گے مگر پروانگی کے ساتھ۔

تا کہ ان کو ہلاک کریں اور گڑبڑ کردیں ان پر ان کا دین۔ اور اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو وہ یہ نہ کرتے تو چھوڑ دے ان کو اور ان کے افتراؤں کو۔

تفسیر۔ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ۔ ہندوؤں میں ایسے کئی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک مہنت آیا ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ ہم ماس کھاتے ہیں اور ماس بھی تمہارے بیٹے کا۔ شرط یہ ہے کہ قیمہ بناتے ہوئے خوشی کے گیت گاؤ۔ اس پر معتقدین نے ایسا کیا ہے۔ پھر تم نے سنا ہوگا کہ یہ فلاں بزرگ کا توشہ ہے۔ اس میں فلاں فلاں آدمی شریک نہیں ہوسکتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۳۲۱ حاشیہ)

۱۳۹۔ وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں یہ چوپائے اور کھیتی اچھوتی ہے اس کو کوئی نہ کھائے مگر جسے ہم چاہیں اپنے خیال کے موافق اور کچھ جانور ہیں جن کی پیٹھیں حرام کردی گئیں ہیں اور بعض چوپائے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر بہتان باندھ کر قریب ہی ان کو سزا دے گا اس بہتان کی جو وہ باندھتے ہیں۔

تفسیر۔ يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا۔ بلکہ جسے دیوی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

۱۴۲۔ وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے پیدا کئے ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے منڈوے دار باغ اور بے منڈوے کے اور کھجور کے باغ اور کھیتی مختلف پھلوں کی اور زیتون یعنی چکنائیاں اور انار ایک

دوسرے سے ملتے ہوئے اور الگ الگ۔ اس کے پھل کھاؤ جب پھل دار ہوں اور اس کا حق دو جس دن کٹے اور بے جا نہ خرچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بیجا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

تفسیر۔ مَعْرُوْشٰتٍ۔ چھتری والے جیسے انگور کی بیل۔ گلو کی بیل۔

غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ۔ جن کی بیل نہیں ہوتی۔ مثلاً گلاب چنبیلی۔ انب[1]۔ سنگترہ۔ کھجور۔

مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ۔ چاول کا مزہ اور ہوتا ہے باجرے اور مکی[2] کا اور۔

وَالزَّيْتُوْنَ۔ مثلاً بادام۔ اخروٹ اور چکنائی والے درخت۔

لَا تُسْرِفُوْا۔ خطا کاری مت کرو۔ یعنی کمانا اور کھانا مگر بھوکوں کا خیال نہ کرنا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

۱۴۳، ۱۴۴۔ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور چار پایوں میں سے سواری کے قابل اور چھوٹے چھوٹے، کھاؤ اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔ بے شک وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ اللہ نے پیدا کئے آٹھ نر و مادہ بھیڑ میں سے دو۔ بکری میں سے دو۔ پوچھ کہ دونوں نر حرام ہو گئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچے جو دونوں مادیوں کے پیٹ میں ہیں۔ مجھے بتاؤ تو علم سے جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ حَمُوْلَةً۔ لادو جانور ۱۔ جو سواری کے قابل ہیں ۲۔ باربرداری کے لائق ۳۔ ہل جوتنے یا کنواں چلانے کے لئے۔

فَرْشًا۔ وہ جانور جو چلے اور زمین کو لگے۔ مثلاً بھیڑ۔ بکری۔ خرگوش۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

---

[1] آم۔ مرتّب [2] مکئی۔ مرتّب

الضَّاْنِ۔ دُنبے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ۔ پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ میں سے دو اور بکریوں میں سے دو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل۔ صفحہ ۱۳۱)

۱۴۶۔ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے میں تو نہیں پاتا اس وحی میں جو میری طرف آئی ہے کوئی چیز حرام کھانے والے پر جو اسے کھاوے مگر یہی کہ وہ چیز خود مردہ ہو یا بہتا ہوا خون یا سوٴر کا گوشت یہ بے شک ناپاک چیزیں ہیں یا جو فسق ہو جس پر لیا جاوے اللہ کے سوائے کسی دوسرے کا نام۔ پھر جو کوئی بے بس ہو باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو بے شک تیرا رب بڑا عیبوں کا ڈھانپنے والا سچی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ۔ شرفاء میں جو کھائی جاتی ہیں۔ ان میں کوئی حرام نہیں۔ سوائے دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ خون باریک عضو کو ہلاک کرتا ہے اور اس میں زہر ہوتی ہے۔

لَحْمَ خِنْزِيْرٍ۔ کیونکہ اس سے شہوت، غضب، الٰہیات سے دوری ہوتی ہے۔ خنزیر خور قوموں کو دیکھ لو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

قرآن مجید میں جس خون کو حرام فرمایا ہے اس کی تفصیل بھی کر دی ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ تو کہہ میں اپنی وحی میں کسی کھانے والے پر کوئی شے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ مردار ہو یا گرا ہوا خون ہو۔

آیُرْ وِید کو پڑھو۔ اس میں بھی تو لکھا ہے کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں منجملہ ان کے کاربانک ایسڈ اور ٹومین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا

استرخاء اور تشنّج پیدا ہوتے ہیں۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۹۲)

عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ۔ جو شرفا میں کھائی جاتی ہے۔

غَيْرَ بَاغٍ۔ دلی خواہش نہ ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۱۴۷۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہودیوں پر ہم نے حرام کردئے تھے سب ناخن والے جانور اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربی ان پر حرام کر دی تھی ہم نے مگر جو لگی ہوئی ہو ان کی پیٹھ پر یا انتڑیوں پر یا جو ہڈیوں سے ملی ہوئی ہو یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت کے سبب سے اور ہم ہی بڑے سچے ہیں۔

تفسیر۔ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ۔ جس طرح بیمار انسان کو بعض پرہیزیں بتائی جاتی ہیں اور وہ وقتی بات ہوتی ہے۔ اسی طرح سے یہودی قوم پر ایک وقت وہ تمام چیزیں حرام کر دی تھیں جن کے ناخن تھے اور منجملہ ان کے اونٹ بھی تھا اور انکی چربیاں سوائے پیٹھ کی چربی کے یا جو انتڑیوں سے ملی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی ہوئی۔ یہ سب مناہی صرف وقتی تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

۱۴۹۔ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ۔

ترجمہ۔ قریب ہی کہیں گے مشرک کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز، اسی طرح جھٹلاتے رہے جو ان سے پہلے گزرے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب ہی چکھا تو کہہ دے تمہارے پاس کچھ علم ہے تو اسے نکالو ہمارے سامنے تم تو صرف وہم وخیال ہی پر چلتے ہو بس اٹکلیں ہی دوڑاتے ہو۔

تفسیر۔ مشرک بول اٹھیں گے اگر اللہ چاہتا ہم اور ہمارے باپ دادے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی

شئے کوحرام کرتے۔ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ یہاں تک کہ ہماری سزا کا مزہ چکھا۔اے نبی ان سے کہہ تمہارے پاس کوئی اس بارہ میں علم ہے تو لاؤ ہمیں نکال کر دکھاؤ۔تم توظنّ کے نیچے لگے ہو اور اُٹکلیں لگا رہے ہو۔اے نبی کہہ (جب تمہارے پاس اس اپنے دعویٰ کی کہ اللہ کی مرضی سے شرک ہوتا ہے،کوئی دلیل نہیں اورتم جھوٹے نکلے) تو پورا غلبہ اللہ کو حاصل ہے۔اگر اس کی مشیت ہوتی تو تمہیں ہدایت دیتا (نہ یہ کہ شرک کرواتا جیسا تمہارا گمان ہے)

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۱۹ حاشیہ)

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا ۔ اس اعتراض کے مفصّلہ ذیل جواب دیئے ہیں۔

۱۔ اَشْرَكُوْا کہا ۲۔ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [۱] (الانعام:۱۴۹) ۳۔ ذَاقُوْا بَاْسَنَا [۲] (الانعام:۱۴۹) ۴۔ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ [۳] (الانعام:۱۵۰) ۵۔ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ [۴] (الانعام:۱۵۱) ۶۔لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ [۵] (الانعام:۱۵۱) ۷۔وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ [۶] (الانعام:۱۵۱)

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ ۔ یعنی کبھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طاقت سے تمہیں کان سے پکڑ کر نیکی سے روکا ہے یا بدی کی طرف چلایا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو ثبوت پیش کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا ۔جبری مذہب آج کل بڑھ گیا ہے مگر تعجب ہے ان کی حجت بازی دینی کاموں میں ہوتی ہے۔مگر دنیا کے کاموں میں ہوشیار۔

دلائل دیئے ہیں۔ ۱۔ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۔ ۲۔ لَوْ شَآءَ کہنا بھی اللہ کو ناپسند ہے۔

---

[۱] اسی طرح جھٹلاتے رہے جو اُن سے پہلے گزرے۔ [۲] انہوں نے ہمارا عذاب ہی چکھا۔ [۳] ہاں وہ اگر چاہتا تو تم سب کو ہدایت ہی کر دیتا۔ [۴] لاؤ تو تمہارے وہ گواہ جو اس بات کی گواہی دیں۔ [۵] جو یقین نہیں رکھتے مر کر آخرت میں جی اُٹھنے کا۔ [۶] وہ اپنے رب کے برابر سمجھتے ہیں (جھوٹے معبودوں کو)۔

۳۔ اٰبَآؤُنَا۔ اپنے بڑوں کو بھی لپیٹ لیا۔ ۴۔ حَرَّمْنَا۔ ۵۔ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ۔ یعنی تم نے سب نبیوں کو جھٹلا دیا۔ ۶۔ ذَاقُوْا بَاْسَنَا۔ ایسے لوگوں کو سزا ملی۔ ۷۔ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ اپنا عملدرآمد دیکھو کیا وہ جبراً تمہیں شراب خانوں یا چوریوں کی طرف لے جاتا ہے اور نیکیوں سے روکتا ہے علم کی بات کرو۔ اِلَّا الظَّنَّ اس دعویٰ کی بنیاد ظنیات پر ہے۔

اِلَّا تَخْرُصُوْنَ۔ اٹکل پچّو باتیں کرتے ہو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۱۵۰۔ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے پس اللہ ہی کی حجت پوری ہے ہاں وہ اگر چاہتا تو تم سب کو ہدایت ہی کر دیتا۔

تفسیر۔ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ جب وہ ہدایت پر جبر نہیں کرتا۔ تو برائی پر کیوں جبر کرنے لگا۔ اگر ہم مجبور کرتے تو بہرحال نیک بات پر کرتے۔ کیونکہ ہم قدّوس ہیں۔ نیکی پسند کرتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳)

۱۵۲۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو آؤ تو میں سناؤں جو تم پر تمہارے ربّ نے واجب کیا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو اپنی اولاد کو اس خیال سے ضائع مت کرو کہ ہم غریب مفلس ہیں۔ ہم خود تم کو اور ان کو بھی روزی دیتے ہیں اور پاس نہ جاؤ بے حیائی کے کاموں کے وہ ظاہری ہوں یا چھپے ہوئے اور نہ مار ڈالو اس جان کو جس کو حرام کر دیا اللہ نے مگر حق پر مارنا۔ ان باتوں کی وصیّت کرتا ہے تم کو اللہ تا کہ تم سمجھ دار بن جاؤ، پابند ہو۔

تفسیر۔ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں اوّل جو دوسرے لوگوں کے تجارب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی باتوں کو مانتے ہیں۔ دوم وہ جو اپنے تجربے اور اپنی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ عقل مندی کا کام یہ ہے کہ جو صداقتیں دنیا میں تسلیم ہوئی ہیں ان کو مان لیں۔ پس انبیاء علیہم السلام کی کتابوں سے (جو صداقتوں اور تجربوں کا مجموعہ ہیں) ضرور فائدہ اٹھاؤ۔

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا۔ شرک چار قسم کا ہے۔ ۱۔شرک فی الذات ۲۔ شرک فی الصفات ۳۔ شرک فی الافعال ۴۔ شرک فی التعظیم۔ یہ چوتھا شرک عام ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ۔۱۔ایسی دوا کھانا کہ حمل گر جائے۔ ۲۔ دختر کشی۔ ۳۔ اولاد کی پرواہ نہ کرنا۔

مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ زنا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ گالیاں۔

وَمَا بَطَنَ۔ کینہ۔ کپٹ۔ بغض۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں سانجھ کرنے کو کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ[۱] (الانعام:۲) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے برابر اس کی ذات میں کسی دوسرے کو بھی مانتا ہو۔ یہ شرک میں نے کسی سے نہیں سنا۔ ژنوی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں دنیا کے دو خالق ہیں۔ ایک ظلمت کا۔ ایک نور کا۔ مگر برابر وہ بھی نہیں کہتے۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

۱۵۳۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طور سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ وہ پہنچ جاوے اپنی

---

[۱] پھر بھی یہ حق چھپانے والے اپنے رب کے برابر دوسروں کو بتاتے ہی ہیں۔

جوانی کی عمر کو اور پورے پورے کرو ماپ اور تول انصاف سے ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے موافق اور جب بات کہو تو سچ کہو اگر چہ وہ اپنا قرابت دار ہی ہو اور اللہ کا اقرار پورا کرو، اس بات کی وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تا کہ تم (بڑے آدمی ہو جاؤ) یاد کرلو۔

تفسیر۔ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو اس کے لئے موجبِ تکلیف ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳)

اور جب بات کہو تو حق کی کہو۔ اگر چہ وہ ہو اپنے ناتے والا اور اللہ کا قول پورا کرو۔ یہ تم کو کہہ دیا ہے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل صفحہ ۵۰ حاشیہ)

۱۵۴، ۱۵۵۔ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے تو اس پر چلو اور نہ چلو دوسرے رستوں پر کہ وہ تم کو اِدھر اُدھر کر دیں گے اللہ کی راہ سے۔ اس بات کی وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تا کہ تم دکھوں سے بچو۔ پھر دی ہم نے موسیٰ کو کتاب پوری، نیک کام کرنے والوں کے لئے اور تفصیل اور بیان ہر ایک چیز کا اور ہدایت اور رحمت تا کہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کو مانیں۔

تفسیر۔ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] (العنکبوت:۷۰) سے اس کا اختلاف نہیں۔ ہدایت کی راہیں اور گمراہی کی راہیں الگ الگ ہیں۔

عَلَى الَّذِيْۤ اَحْسَنَ ۔ اس بات کے بدلہ میں دی کہ وہ محسن بنا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۳۔ ۴۵۴)

---

[1] تو ہم ضرور ضرور دکھائیں گے ان کو اپنے رستے۔

۱۵۶۔ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا ہے بابرکت ہے تو اس کی پیروی کرو اور اللہ کو سپر بناؤ تا کہ تم پر رحم کیا جاوے۔

تفسیر۔ كِتٰبٌ ۔ کتاب بہت سی چیزوں کی جامع کو۔ کتیبہ لشکر کو بھی اسی واسطے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو کتاب فرمایا ہے کہ اس میں تعلیم اور دفع شبہات کے لئے ایسے لشکریں موجود ہیں جو شبہات مٹانے کے لئے بہت ہیں۔

مُبٰرَكٌ ۔ اپنی برکتوں میں بڑھتی رہے گی۔ بِرْكَة کا لفظ جس کے معنے حوض کے ہیں اسی سے نکلا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴)

۱۶۲۔ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے مجھ کو تو راہ راست دکھا دی ہے میرے رب نے سیدھی راہ، صحیح دین ابراہیم کا مذہب ہے جو سب سے الگ ہو کر اکیلا اللہ کا ہو رہا تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔

تفسیر۔ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ بے شک و ریب مجھے راہ بتائی میرے ربّ نے سیدھی راہ۔ ٹھیک اور درست دین کی جس کا نام ابراہیمی دین ہے (اسلام)۔ ایک طرف کا دین۔ ہر طرح کے شرک سے بالکل پاک۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات۔ تصانیف حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۸)

۱۶۳، ۱۶۴۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے میری نماز اور عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کی طرف پہنچانے والا ہے۔ کوئی اس کے برابر کا نہیں اور مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اسے ایک ہی مانوں اور سمجھوں اور میں سب سے پہلا اعلیٰ درجہ کا فرمانبردار فدائی ہوں۔

تفسیر۔ کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے۔ جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۸)

میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے ہاتھ ہے جو پروردگار ہے جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرماں بردار ہوں۔..............................

......جیسے ہمارے سب کام الٰہی رضامندی کے لیے ہونے چاہئیں اسی طرح قربانیاں بھی اسی کے نام کی ہونی چاہئیں۔ سجدہ ہو تو اسی کا۔ تعظیم ہو تو اسی کی۔ ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸۹،۱۹۰)

سُوْرَۃُ الْاَعْرَافِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

بسبب عظمت نام اللہ تعالیٰ کے جو رحمن الرحیم ہے اُسی کے نام سے پڑھنا شروع کیا جاتا ہے۔

۲۔ الٓمّٓصٓ۔

ترجمہ۔ میں ہوں اللہ بہت جاننے والا صادق۔

تفسیر۔ اَنَا اَعْلَمُ۔ صادق القول۔ صادق الوعد۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

صٓ کے معنی اُفَصِّلُ۔ اُصَوِّرُ۔ اس سورۃ میں نظائر کے ذریعہ دلائلِ نبوت دیئے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۴۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم اتباع کرو اس کتاب کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل ہوئی اور اللہ کے سوائے کوئی تمہارا ولی نہ ہو جس کی اتباع کرو مگر تم لوگ کم ہی نصیحت سنتے (اور اتباع کرتے) ہو۔

تفسیر۔ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ ۔صرف نبی کریم پر انزال نہیں ہوا۔ بلکہ کُمْ ظاہر کرتا ہے کہ اور بھی اس نعمت سے سرفراز ہوئے۔ گویا ان کی طرف ہی نازل ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۶۔ فَمَا کَانَ دَعْوٰىھُمْ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ بات ہی کیا تھی جب ہمارا عذاب آیا تو کہہ اٹھیں کہ بے شک ہم ظالم تھے۔

تفسیر۔ دَعْوٰىھُمْ ۔ان کا عذر۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۹۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور وزن اس دن سچا ہے جن کی تراز و وزنی ہوئی وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ۔ یعنی جس کی میزانیں بھاری ہوں گی۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۴۷)

جب انسان سکھ میں اور عیش وعشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے۔سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں۔کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے حظِ نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے۔ پر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے۔اگر وہ اس وقت مرے گا جب کہ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ یعنی جب اس کی تراز وزوروالی ہوگی تو وہ بامراد ہوگا اور مسلمان کی موت مریگا۔ ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں دوسری کہتی ہے دس خاں میں کون ہوں تیسری پوچھتی ہے دسّو خاں جی میں کون ہاں اور اسی میں اس کی جان نکل جاتی ہے۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۱ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

۱۰۔ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ جن کا وزن ہلکا ہوا وہی لوگ ہیں جنہوں نے ٹوٹے میں ڈالا اپنی جان کو کیونکہ وہ ہماری آیتوں سے ظلم کرتے تھے۔

تفسیر۔ بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۔ آیات سے مراد ہے۔اللہ کے پاک انسان۔اللہ کا پاک کلام ساری دنیا۔اور نشاناتِ نبوّت۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۱۲، ۱۳۔ وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔

ترجمہ۔ ہم نے ہی تم کو پیدا کیا تھا، ہم نے ہی تم کو تصویر (یا صورت) بخشی تھی اور ہمیں نے ملائکہ کو کہا تھا کہ آدم کی فرمانبرداری کرنا تو فرمانبرداری کی ملائک نے مگر ابلیس نے نہیں کی وہ فرمانبردار نہ ہوا۔ جناب الٰہی نے فرمایا تجھ کو کس نے منع کیا حکم کی فرمانبرداری کرنے سے اس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے پیدا کیا تو نے آگ سے اور اس کو مٹی سے۔

تفسیر۔ بنو عامر کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے یہ سمجھ کر کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں ان کے ساتھ کیسے طواف کریں۔ اس لئے ان دو رکوعوں میں لباس کے متعلق ذکر آئے گا۔

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۔ یاد رکھو۔ آدم کا ولد بھی آدم ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

اِذْ اَمَرْتُكَ ۔ شیطان کو خصوصیت سے حکم سجدہ۔ یاد رکھو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۱۵۔۱۶۔ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔

ترجمہ۔ ابلیس نے کہا ان کی ایک نئی پیدائش تک مجھے بھی مہلت دے۔ اللہ نے فرمایا تجھے مہلت دی گئی۔

تفسیر۔ مجھے بعثت کے دن تک مہلت دے۔ کہا یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک ڈھیل دی گئی۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۹)

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ یعنی وہ وقت جب انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے از سرِ نو زندہ ہوتا ہے اور شہوت۔ غضب کے ساتھ مقابلہ کر کے فتح مند ہو جاتا ہے۔

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۔ یہ قابلِ غور ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ يُبْعَثُوْنَ نہیں فرمایا۔ پس اگر يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ سے قیامت مراد ہو۔ تو بھی کوئی ہرج نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۱۸،۱۷ ۔ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ بولا اس سبب سے کہ تو نے مجھے غاوی اور گمراہ کیا میں ضرور بیٹھوں گا ان کے راستوں پر جو بڑے سیدھے ہیں تیری صراط مستقیم میں۔ پھر میں آؤں گا ان کے آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو شکر کرنے والا۔

تفسیر۔ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ ۔ یہ شیطان کا قول ہے اور وہ جھوٹا ہے۔

لَاٰتِيَنَّهُمْ ۔ اوپر کی طرف کا ذکر نہیں کیا کہ وہاں شیطان کا غلبہ نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

عَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ۔ آگے۔ پیچھے۔ دائیں بائیں کا ذکر کیا۔ مگر اوپر کا ذکر نہیں پس انسان یہ نہ سمجھے۔ کہ شیطان سے گھر گیا۔ بلکہ آسمانی فضل اور خوف الٰہی کی جانب شیطان سے بحمد اللہ خالی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۲۲۔ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور ان دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ کچھ شک نہیں کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہی ہوں۔

تفسیر۔ حضرت آدم شیطان کی ناراستی اور قسم پر دھوکا کھا جاتے تو ممکن تھا۔ کیونکہ نیکوں کے نیک گمان ہوتے ہیں۔ نیک آدمی فریبیوں کی باتوں پر اپنے نیک گمان کے سبب غلطی کھا سکتے ہیں۔ شیطان نے تو حضرت آدم سے قسم کھائی تھی۔ جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے۔

وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ [۱]

مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور نہ شیطان کے دھوکے میں آئے۔ ہاں جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت بھول گئے جیسے عنقریب آتا ہے اور اس درخت کو استعمال کر چکے تو اس

[۱] اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکے کی راہ دکھائی۔

نسیان اور عدمِ حزم اور عدمِ احتیاط کے باعث اس ملک کے قیام سے رو کے گئے جہاں مقیم تھے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۹)

۲۴۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا ہماری جانوں پر اور اگر تو نہ ڈھانپے ہمارے عیب اور ہم پر رحم نہ فرمائے ہم ضرور ضرور ہو جائیں گے ٹوٹا پانے والے۔

تفسیر۔ حضرت آدم علیہ السلام نے...... اپنی کمزوری اور نقصان زدہ ہونے کا اقرار کیا اور خدا کی کمزوریوں سے محفوظ رکھنے والی اور نیک اعمال پر نیک نتائج مرتب کرنے والی صفت سے استمداد کی ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ا۔ ماہِ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۳۶)

انسان کو چاہیے یہ دعا کرے۔ اپنا منعم علیہ بنالے مگر ان انعام کئے گیوں سے کہ جن پر تیرا نہ غضب کیا گیا ہو۔ نہ وہ بھولے بھٹکے۔ قرآن کی انتہاء دعا پر ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ اوّل البشر آدمؑ نے بھی دعا کی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا۔ ہمارے آخری نبی کا آخری کلام بھی دعا ہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى[1]۔ جو لوگ دعا کے ہتھیار سے کام نہیں لیتے۔ وہ بدقسمت ہیں۔ امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰)

۲۶۔ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا تم زمین ہی میں زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور یہیں سے تم آخرت میں اٹھائے جاؤ گے۔

تفسیر۔ میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا ہے۔ سچا پایا اور بہت ہی راستباز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو اور فرمایا کہ قرآن کے بعد اگر کوئی کتاب ہے تو بخاری ہے۔ اس نے تین

[1] (اے اللہ) تو رفیق اعلیٰ سے مجھے ملادے۔

دعوے کئے اوّل حضرت عیسیٰؑ مر گئے اس کے دلائل واصول بتائے اور قرآن سے ثابت ہوئے کہ واقعی مر گئے جیسے فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا[1] (المرسلت:۲۷) دوم ایک عیسیٰؑ کی آمد ہے اور فرمایا کہ وہ میں ہوں۔ہم نے اس کو نشانوں سے مانا اور میں خود بھی نشان ہوں اور میرا گھر بھی نشانوں سے بھرا پڑا ہے۔تیسرا جو طبعی موت سے مرجاتے ہیں وہ پھر اس دنیا میں پھر نہیں آتے اس کو بھی ہم نے واضح طور سے اور بالکل قرآن کریم کے مطابق پایا۔ (الفضل جلد ا نمبر ۲۲ مؤرخہ ۱۲ /نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

۲۷۔ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے اتارا تمہارے لئے لباس جو چھپائے تمہارے عیبوں کو اور زینت کا لباس۔اور اللہ کو سپر بنانے کا لباس سب سے بہتر ہے۔یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تا کہ لوگ یاد کر لیں۔

تفسیر۔ تین قسم کے لباس ہیں ا۔ یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ ۲۔ وَ رِیْشًا۔وہ لباس جو کہ جمعہ کے دن عید کے دن، بیاہوں شادیوں کے موقع پر لیا جاتا ہے۔یعنی زینت کا لباس۔ ۳۔ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ (النحل:۸۲) جو لڑائی سے تم کو بچائے۔لِبَاسُ الْحَرِّ وَ الْبَرْدِ لِبَاسُ التَّقْوٰی۔[2]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ /ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۲۸۔ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے آدم کی اولاد کہیں آزمائش میں نہ ڈالے تم کو شیطان جیسا نکال دیا تمہارے ماں باپ کو خاص باغ سے چھین کر ان سے ان کے لباس تا کہ دکھائے ان کو ان کے عیب۔ بے شک وہ تم کو

---

[1] کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے واسطے ساتھ ملانے والی نہیں بنایا (کافی نہیں بنایا)۔

[2] گرمی اور سردی کا لباس (اور) لباس تقویٰ۔

دیکھتا ہے اور اس کے قرابت دار (یعنی شیطان کے) اس طرح جس طرح تم ان کو نہیں دیکھتے۔ہم نے شیطانوں کو بے ایمانوں کا دوست بنایا ہے۔

تفسیر۔ مِّنَ الْجَنَّةِ۔ جنت سے۔باغ سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

سَوْاٰتِہِمَا۔ کمزوری۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۲۹۔ وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب وہ کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا برا کام تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی پر پایا اپنے باپ دادوں کو، اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم کیا ہے۔تم جواب دو اللہ نہیں حکم کرتا بُرے کام کا۔کیا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ پر جس کا تم کو علم نہیں۔

تفسیر۔ اور جب کریں کچھ عیب کا کام کہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو یہ حکم کیا۔تو کہہ اللہ حکم نہیں کرتا عیب کے کام کو۔(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔صفحہ ۳۲۵ حاشیہ)

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ (الاعراف:۲۹،۳۰) جب یہ لوگ کچھ برا کام کرتے ہیں اور اس پر کوئی ملامت کنندہ ملامت کرتا ہے تو جواب میں کہا کرتے ہیں کہ ہمارے آبا و اجداد بھی اسی طرح کرتے آئے ہیں۔اس لئے یہ بات فحش نہیں اور بعضے یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا نے ہی ان باتوں کا امر کیا ہے اور اپنے دعوے کے اثبات میں بعض آیات شرارت سے پیش کرتے ہیں۔خدا تعالیٰ ان کا ردّ فرماتا ہے کہ خدا کی شان کے تو یہ بات شایان ہی نہیں کہ وہ فحش کا امر کرے تم کو تو صفات الوہیت کا علم ہی نہیں جو خدا کی طرف ان باتوں کو منسوب کرتے ہو۔خدا کا امر تو ہمیشہ عدل اور انصاف پر مبنی ہوتا ہے جس میں کسی قسم کے جبر و اکراہ کو دخل نہیں۔ (البدر جلد ۴ نمبر ۶ مورخہ ۱۸؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۷)

۳۰، ۳۱۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے میرے رب نے حکم کیا ہے انصاف کا اور سیدھے کرو اپنے چہرے ہر نماز کے وقت (یعنی کعبہ کی طرف منہ کر لیا کرو) اور اللہ ہی کو پکارو اسی کے فرمانبردار ہوکر اخلاص سے، جیسا پہلے تم کو پیدا کیا ویسا ہی پھر تم پیدا ہو گے۔ ایک جماعت کو راہ راست بتائی اور ایک فریق پر ثابت ہوگئی گمراہی، انہوں نے بنایا شیطانوں کو دلی دوست اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ راست پر ہیں۔

تفسیر۔ وُجُوْهَكُمْ ۔ اپنی ساری توجہ۔

حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۔ اس فردِ جرم لگنے کے اسباب ہیں۔ ۱۔ ماں باپ بدکار ہوں ۲۔خوراک حرام کی ۳۔ پرورش بدکاروں میں ۴۔ صحبت بد ۵۔ غذا بری ۶۔ حرام کھانا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

ایک فرقے کو راہ دی اور ایک فرقے پر ٹھہری گمراہی۔ انہوں نے پکڑا شیطان کو رفیق اللہ چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وے راہ پر ہیں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۳۱۹ حاشیہ)

۳۲۔ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے آدم کی اولاد پہن لیا کرو تم اپنا اچھا لباس ہر نماز کے وقت۔ کھاؤ اور پیؤ اور زیادتی نہ کرو، وہ پسند نہیں کرتا زیادتی کرنے والوں کو۔

تفسیر۔ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۔ کھاؤ اور پیو اور بے جا کھانے پینے سے بچو۔ اللہ نہیں پسند کرتا خطا کاروں کو۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۶)

۳۳۔ قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ ہِیَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ کہو کس نے حرام کی اللہ کی زینت جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے لئے اور پاکیزہ چیزیں کھانے کی۔ کہہ دے یہ ایمانداروں کے لئے ہے دنیا کی زندگی میں مگر خالص انہیں کے لئے ہوگی قیامت کے دن۔ اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتیں جاننے والی قوم کے لئے۔

تفسیر۔ تو کہہ کس نے منع کی ہے رونق اللہ کی۔ جو پیدا کی اُس نے اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۲۶۵)

۳۴۔ قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ مَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَ الۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو صرف حرام کیا ہے میرے رب نے بے حیائی کے کاموں کو خواہ ظاہری ہوں یا چھپے ہوئے اور گناہ کو اور بغاوت کو جو ناحق ہو اور شرک کو جو اللہ کے ساتھ کیا جاوے جس کی کوئی سند اللہ نے نہیں اتاری اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمہیں معلوم نہیں۔

تفسیر۔ تو کہہ میرے ربّ نے منع کیا بے حیائی کے کام کو جو کھلے ہیں ان میں اور جو چھپے ہیں اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۲۰۰ حاشیہ)

۳۵۔ وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّ لَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہر ایک قوم کا ایک وقت ہے پھر جب ان کا وقت آ پہنچا تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹا سکتے ہیں اور نہ آگے بلا سکتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اس آیت کے معنے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے عام طور پر اس کے معنے یہ لکھے ہوئے ہوتے ہیں کہ ہر ایک امت کا ایک وعدہ ہے جب وہ وعدہ آ گیا تو اس میں نہ دیر کریں گے ایک گھڑی اور نہ جلدی۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ جب عذاب آ ہی گیا تو اب جلدی کیا۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہے کہ ہر ایک امت کے لئے ایک میعاد یا وقت تنزل کا ہوتا ہے جب وہ وقت آ جاتا ہے تو آنے والے عذاب کو ایک گھنٹہ بھی پیچھے نہیں کر سکتے ۔اور اس وقت کیا یعنی قبل از وقت نزول آگے بھی نہیں کر سکتے وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کا عطف اِذَا کے اوپر ہے۔ (البدر جلد ۴ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۸ر فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۷)

۳۸۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کو ملے گا حصہ لکھی ہوئی کتاب میں سے یہاں تک کہ جب ان کے پاس آ موجود ہوں گے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے روح قبض کرنے کو تو وہ مُردوں سے پوچھیں گے وہ کیا ہوئے جن کو تم پکارتے تھے اللہ کو چھوڑ کر۔ مرنے والے کہیں گے وہ تو ہم سے غائب ہو گئے اور یہ گواہی وہ اپنے اوپر آپ ہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر تھے۔

تفسیر۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ۔ نَصِيْبٌ مِّنَ الْكِتَابِ کے معنے کتاب کا وہ حصہ جس میں لکھا ہے کہ مفتری کو سزا دی جاتی ہے اور وہ ہلاک ہوتا ہے اسی لئے یہاں بھی اس کے آگے ساتھ ہی حالت موت کا بیان ہے۔

(البدر جلد ۴ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۸ر فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۷)

۳۹۔ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ فرمائے گا داخل ہوجاؤ ان جماعتوں میں جو پہلے تم سے مرچکی ہیں جنّ اور امراء اور غریب دوزخ میں۔ جب داخل ہوگی ایک جماعت لعنت کرے گی اپنے ساتھ والی کو یہاں تک کہ جب آپس میں ملیں گے دوزخ میں سب۔ پچھلی جماعت پہلی جماعت کو کہے گی اے ہمارے رب! انہیں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تو ان کو بڑھ بڑھ کر عذاب دے آگ سے۔ اللہ فرمائے گا ہر ایک کو بڑھ بڑھ کر ملے گا لیکن تم جانتے نہیں۔

تفسیر۔ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا۔[۱]

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۶)

''اے عزیزو! اور دوستو۔ اپنی کمزوری کے رفع کے لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرو۔ اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے۔ تم کو مظفر و منصور کرے تا کہ تم آئندہ آنیوالی نسلوں کے لئے نیک نمونہ بن سکو۔ وہ نہ ہو کہ خدانخواستہ لَعَنَتْ اُخْتَهَا کے مصداق (جب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اوّل موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے کہ ہم نے تو کچھ نہ کیا۔ تم ہی کرتے) جیسے آج کل کے رافضی ہیں۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سچی اتبّاع کرو۔ اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دھوکہ میں آجاتے ہو دور کرو۔ آپس میں خوش معاملگی اور احسن سلوک برتو۔ رنج۔ بخل۔ حسد۔ کینہ سے بچو۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۲ مؤرخہ ۱۷؍ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

---

[۱] کہا پچھلوں نے پہلوں کو۔ رب ہمارے! ہم کو انہوں نے گمراہ کیا۔

۴۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبّر کیا ان سے، ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولیں گے اور نہ داخل ہوں گے باغ میں جب تک نہ داخل ہو جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں۔ اور ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والوں کو۔

تفسیر۔ جَمَل۔ اونٹ کو بھی کہتے ہیں۔ اور جہاز اور بڑی کشتیوں کے موٹے رسّے کو بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۴۳۔ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ٚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ہم زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی طاقت کے موافق یہی لوگ جنّتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ دجّال نے اس شبہ کو بہت بڑھایا ہے۔ چنانچہ پولوس کہتا ہے کہ شریعت انسان کو کمزور ثابت کرنے کے لئے آئی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ غلطی پر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ قرآن پر عمل نہیں ہوسکتا۔ لوگ قرآن کے احکام سے بڑھ کر اور نہایت ہی معاملات پر اپنی رسوم میں عمل کرتے ہیں۔ اسلام نے تو شادی کو ایجاب وقبول اور غمی کو جنازہ اور اِنَّا لِلّٰہِ پر ختم کر دیا ہے۔ اور لوگوں کو ان کے دونوں امور میں جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ کہتے ہیں۔ شریعت پر عمل مشکل ہے اور شادیوں کے لئے تو اپنی زمینوں تک رہن کر دینے سے نہیں جھجکتے۔ پس کیا خدا کے نام کچھ دینے کا حکم ناقابلِ برداشت کہا جا سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴)

۴۴۔ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور نکال لی ہے ہم نے ان کے دلوں میں سے جو کچھ رنجش تھی۔ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں سب اللہ ہی کی حمد ہے جس نے ہم کو یہاں پہنچا دیا اور ہم تو نہ تھے راہ پانے والے کسی طرح اگر اللہ ہم کو یہاں نہ پہنچاتا بے شک ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس آئے سچ اور حق کے ساتھ اور ندا کی جائے گی یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے ان نیک اعمال کے سبب سے جو تم کرتے تھے۔

تفسیر۔ مِّنْ غِلٍّ۔ دنیا میں دوزخ ہے۔ کسی کا حسد و بغض۔ اہلِ جنّت وہ ہیں۔ جن کے سینے دنیا میں بھی بغض و کینہ سے صاف رہتے ہیں۔

نُوْدُوْۤا۔ آواز دی جائے گی۔ عیسائی سوال کرتے ہیں کہ نجات فضل سے ہے یا عمل سے۔ اگر فضل سے ہے تو عملوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر عمل سے ہے تو پھر درخواستِ فضل کیسی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ قرآن شریف سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ۔[1] (فاطر:۳۶) یہاں تو فضل کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک یہ آیت ہے۔ اس میں بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ فرمایا جس سے معلوم ہوا۔ کہ انسان عمل سے وارثِ جنت ہوتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔[2] (المومنون:۲) جس کے اخیر میں ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۔ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ[3] (المومنون:۱۱،۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سے انسان وارثِ جنت بنتا ہے۔ تطبیق دینے سے اصل معاملہ کھلتا ہے۔ کہ تینوں ضروری ہیں۔

---

[1] جس نے ہم کو اتارا سدا رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے۔ نہ ہمیں وہاں کچھ رنج پہنچے گا۔

[2] بے شک بامراد وہ مومن ہوتے ہیں۔ [3] یہی لوگ وارث ہیں جو میراث پاویں گے فردوس کی۔

نجات تو فضل سے ہے لیکن فضل کا جاذب ہے، ایمان ۔ جیسے ہم ایک مکان میں ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ روشنی آئے تو ضرور ہے کہ روشن دان کھولیں ۔ روشنی فضل ہے۔ مگر فضل نہیں آتا۔ جب تک فضل کا جاذب نہ ہو۔ پھر جیسا کسی کا ایمان ہوتا ہے ویسے ہی اس کے عمل ہوتے ہیں۔ پس نجات کے لئے ایمان ۔ عمل اور فضل تینوں ضروری ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)

نیک اعمال کا نتیجہ اللہ کے فضل سے وہ آرام ہوگا جس کو اہل اسلام جنّت اور تم لوگ خوشی کا مقام کہتے ہو۔ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ (الزخرف:۷۳)[۱] انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق اپنے رازق اپنے محسن رحیم اور کریم مالک کی حمد اور ثناء کرے اور اسی کے شکریہ میں مشغول رہے۔ اور اس کے بعد تمام خلق سے عموماً اور ابناءِ جنس سے خصوصاً پیار اور محبت کرے اور بنی نوع سے برادرانہ برتاؤ سے پیش آوے۔ اور بغض و کینہ سے پاک رہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۵)

۴۶۔ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں اور وہ مر کر آخرت میں جینے کے منکر ہیں۔

تفسیر۔ عِوَجًا۔ اللہ کی راہ میں شبہات نکالتے ہیں۔ چاہتے ہیں اس راستہ کے لئے کوئی ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ بعض آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ احکامِ شریعت کا پابند نہیں۔ پھر جنت چاہتا ہے گویا ٹیڑھا رہ کر۔ پھر ان انعامات کا وارث ہونا چاہتا ہے۔ جو سچے مسلمانوں کے لئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

---

[۱] اور یہی وہ جنت ہے جس کے وارث اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے۔

۴۷۔ وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور دونوں کے بیچ میں ایک حجاب ہوگا اور برآمدے پر کچھ مرد عارف ہوں گے جو پہچان لیں گے سب کو ان کی پیشانیوں سے اور جنت والوں کو پکاریں گے کہ تم پر سلامتی ہے وہ ابھی داخل نہ ہوئے جنت میں اور وہ امید رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ ۔ اعراف کے متعلق مفسرین کو مشکل پیش آئی ہے۔ مُعتزِله کہتے ہیں۔ منزلته بین المنزلتین۔ یعنی دوزخ اور بہشت کے درمیان جگہ ہے۔ اہل سنّت کا یہ خیال نہیں۔ صوفیوں نے اسے خوب حل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اعراف میں عارف لوگ ہوں گے۔ جو دوزخیوں بہشتیوں کا تماشہ دیکھ رہے ہوں گے۔

اعراف کہتے ہیں اونچی جگہ کو۔ گویا وہ اونچی جگہ پر بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

عَلَى الْاَعْرَافِ ۔ اعراف میں اعلیٰ درجہ کے لوگ ہوں گے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۴۹۔ وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور برآمدے والے کچھ مردوں کو پکاریں گے جن کو وہ ان کی پیشانی سے پہچانتے ہوں گے کہیں گے تمہارے کچھ کام نہ آیا تمہارا گروہ اور مال اور نہ وہ شیخیئیں جو تم مارا کرتے تھے۔

تفسیر۔ جَمْعُكُمْ ۔ تمہارا مال۔

مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ وہ جو تمہارے تکبر کا بڑا ذریعہ ہے، خدمتگار، بھائی بند۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

۵۰۔ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا یہی لوگ ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ وہ اللہ کی رحمت کچھ حاصل نہ

کریں گے ان کو ارشاد ہے کہ چلے جاؤ جنت میں نہ آئندہ تمہیں کچھ خوف ہوگا اور نہ گزشتہ ہی عمل کے لئے پچھتاؤ گے۔

تفسیر۔ اُدْخُلُوْا۔ داخل ہو۔ کہنے والے اصحاب الاعراف ہوں گے۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ ۔ سب سے بڑا خوف تو حشر میں ہوگا۔ جہاں اوّلین وآخرین جمع ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

۵۲۔ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ جنہوں نے اپنا دین ٹھہرایا ہے اللہ سے غافل کرنے والی چیز اور فرضی کھیل کو اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکا دیا ہے تو آج ہم ان کو ترک کر دیں گے جیسا انہوں نے فراموش کر دیا تھا آج کے دن کے ملنے کا خیال اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیتوں کا سخت انکار کرتے تھے۔

تفسیر۔ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا۔ یہ کافرین کی تعریف ہے۔

لَهْوًا۔ جو غافل کر دے۔ ایسا وظیفہ بھی لہو ہے۔ جس کو پڑھتے پڑھتے لوگ فرض قضا کر دیتے ہیں۔

لَعِبًا۔ جو بے حقیقت ہو۔ یہ مرض آج کل بہت زور پر ہے۔ لوگ دین کو بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ کسی حق کے لینے کے لئے وکیل سے مشورہ لیتے ہیں۔ پہلے یہ دریافت نہیں کر لیتے۔ کہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

نَنْسٰىهُمْ ۔ آج ہم ان کو ترک کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

۵۴۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا وہ انتظار کرتے ہیں اس کی سچائی ظاہر ہونے کا۔ جس دن اس کی حقیقت ظاہر ہوگی تو وہ

لوگ جو چھوڑ بیٹھے تھے اس کو پہلے سے یوں کہیں گے کہ بے شک ہمارے رب کے رسول سچ بات لائے تھے تو اب کوئی ہمارا حمایتی ہے کہ وہ ہماری حمایت کرے یا ہم پھر پلٹا دئے جائیں تو ہم کام کریں برخلاف اس کے جو ہم کام کر رہے تھے۔ بے شک ان لوگوں نے اپنا نقصان آپ کیا اور وہ ان سے گم ہو گیا جو وہ افترا کیا کرتے تھے۔

تفسیر۔ يَنْظُرُوْنَ۔ انتظار کرتے ہیں۔

تَاْوِيْلَهٗ۔ بہت سے الفاظ کے قرآن کریم میں اور معنے ہیں۔ مخلوق میں اور معنے۔ مثلاً کلمہ کا لفظ ہے۔ اس کے معنے کرتے ہیں لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ[1] جو متحمّل صدق و کذب نہ ہو۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا[2] (الانعام:۱۱۶) یہاں کلمہ کی صفت عدل فرمائی ہے۔

"اَلَا اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا لَبِيْدٌ"۔ "اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ"[3]

اسی طرح قرآن شریف میں علم کے اور معنے ہیں۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[4] (فاطر:۲۹) اور عام طور پر علم موجب کبر ہے۔

اسی طرح تاویل کے معنے لوگ ہیر پھیر کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لینے کے کرتے ہیں مگر قرآن کریم میں انجام۔ حقیقت۔ اصلیت کے معنی ہیں۔ چنانچہ سورۃ یوسف میں ہے هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ۔[5] (یوسف:۱۰۱) اور ایک جگہ آیا ہے وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ایک اور جگہ فرمایا وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ۔[6] (آل عمران:۸) یعنی اس کی حقیقت کو۔ پس یہاں معنے ہیں کہ لوگ چاہتے ہیں۔ عذابوں کے نتیجے ظاہر ہوں۔ مگر جس روز انجام ظاہر ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

۱؎ کلمہ ایسا لفظ ہے جو مفرد معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ ۲؎ تیرے ربّ کی بات پوری ہے سچائی اور انصاف میں۔ ۳؎ سنو۔ سب سے سچی بات لبید نے کہی ہے۔ سنو۔ اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ مٹ جانے والی ہے۔

۴؎ اس کے سوائے نہیں کہ اللہ کے بندوں میں علم والے تو وہی ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ۵؎ یہ ہے تعبیر اس میرے پہلے خواب کی۔ ۶؎ حالانکہ اس کا صحیح مطلب اللہ ہی جانتا ہے۔

۵۵۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا چھ وقت میں پھر وہ مالک ہو گیا تخت کا۔ وہ چھپا لیتا ہے رات کو دن سے گویا رات دن پیچھے لگے آرہے ہیں اللہ کے حکم سے شتابی سے اور اسی نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے فرمانبردار ہو رہے ہیں اس کے حکم کے۔ سن رکھو اسی کی خلق ہے اسی کا حکم ہے بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات پاک جو سب جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کی طرف پہنچانے والی ہے۔

تفسیر۔ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ چھ وقتوں میں۔ ۱۲ گھنٹے کا دن مراد نہیں۔ اس کی تفسیر ہمارے حضرت صاحب[۱] نے خوب لکھی ہے۔ ہر چیز کی تکمیل چھ مراتب کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً انسان پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ۔ پھر لحماً پھر كَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ[۲] (المومنون:۱۵)۔

میں نے غور کر کے دیکھا ہے کہ انگریزوں کو شریعت سے تعلق نہ تھا۔ مگر ایم۔ اے تک چھ درجے تکمیل کے لئے رکھے ہیں۔

زمین کو پہلے درست کرتے، پانی دیتے، بیج ڈالتے ہیں۔ دو دن میں یہ کام ہوا ہے۔ اور چار دن کے بعد بیج اُگتا ہے۔ کل چھ دن ہوئے۔

قرآن کریم میں یوم بہت معنوں میں آیا ہے۔ ایک ان بارہ گھنٹوں سے لے کر سال۔ ہزار سال۔ پچاس ہزار برس تک کے معنوں میں آیا ہے۔ مطلق وقت کے معنوں میں بھی جتنے میں وہ واقعہ ہو گیا۔ جیسے یومِ حنین۔ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ[۳] (ابراھیم:۶)

اسْتَوٰى۔ کے معنے ہیں ٹھیک۔ یعنی اس کے تخت سلطنت میں کوئی نقص نہیں۔ پھر تمام کائنات

۱؎ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ (مرتب) ۲؎ پھر بنایا ہڈیوں کو گوشت پھر ہم نے بنایا اس کو ایک دوسری مخلوق کے رنگ میں۔ ۳؎ اور ان کو یاد دلا ان کے دن۔

کا وراء الوراء اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس لئے اس کے معنی عَلٰی بھی درست ہیں۔ بعض نے کہا ہے معنے ظاہر ہیں۔ مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اس کی مثال سنئے۔ جیسے بیٹھنا۔ اب جیسا جیسا کوئی موصوف ہو ویسے ویسے معنے ہوں گے۔ مثلاً ۱۔ میں بیٹھ گیا ۲۔ دیوار بیٹھ گئی ۳۔ ساہوکار تھا اب بیٹھ گیا۔ ۴۔ ہندوستان کے تخت پر یورپ کا بادشاہ بیٹھا ہے۔ ۵۔ فلاں شخص کی محبت یا اس کا کلام یا بغض فلاں کے دل میں بیٹھ گیا۔ یہ سب ''بیٹھنے'' الگ الگ معنے رکھتے ہیں۔ پس اسی طرح اسْتَوٰی تو عام ہے مگر اللہ کا اِسْتَوَاء ایک خاص شان رکھتا ہے۔ وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ[1] (شوریٰ:۱۲) ہے پس اسْتَوٰی بھی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ ہے۔ خدا کی ہر صفت کا یہی حال ہے۔

حَثِيْثًا۔ لگاتار۔ مثلاً یہاں رات آتی ہے تو دوسرے بالمقابل بلاد میں صبح کی تیاری ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ظلمت کے بعد نور۔ فترت کے بعد نبوت کا وقت آتا رہتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ سمٰوٰت کے ساتھ ایّام کا ذکر نہیں البتہ ارض کے لئے چھ وقتوں کا ذکر کیا اور یہ روز کا مشاہدہ ہے کہ چھ وقتوں میں زمین بنتی ہے۔ فصل پکتی ہے۔

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۔ بے عیب۔ تختِ حکومت پر براجمان ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ۔[2] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۲۸)

۵۶۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔

<u>ترجمہ۔</u> تمہارے رب کو پکارو بڑی عاجزی سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اس کو پسند نہیں آتے حد سے بڑھنے والے۔

<u>تفسیر۔</u> اُدْعُوْا۔ تمام صفات کو بیان فرما کر دعا کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس زمانہ میں تمہارے لئے دعا کا میدان وسیع اور خالی ہے۔

---

[1] اُس کے جیسی تو کوئی بھی چیز نہیں۔ [2] سن لو اُسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا۔

۱۔ بعض خدا کے منکر ہیں ۲۔ بعض خدا کو مانتے ہیں مگر اس کے متصرف ہونے کے قائل نہیں۔
۳۔ بعض دعا کے قائل ہیں مگر اسباب پرستی میں منہمک ہیں۔پس تم کامل امید۔کامل یقین۔کامل مجاہدہ سے دعا میں لگے رہو۔اور دعاؤں میں لفظ ربّ کا بہت استعمال کرو۔

خُفْیَۃً۔ چلتے بیٹھتے، بات کرتے، کتاب پڑھتے سب حالات میں۔

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ایک شخص نے بلند آواز سے دعا کی تو رسول اکرم نے فرمایا لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِباً۔ایک شخص نے دعا کی کہ جنت میں ایسے ایسے کوٹھے مجھے دے۔آپ نے فرمایا۔جنت مانگو حد سے نہ بڑھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ چلّا کر دعا نہ کرو۔قرآن وحدیث کے خلاف دعائیں کرنا۔طلبِ محال صلہ رحم کے خلاف نہ ہو۔رشتہ داروں کے حق میں بد دعا نہ کرو۔حضرت مسیح موعود کو حکم اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِیْ شُرَكَائِكَ[۱] اور نبی کریم کو فرمایا۔لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔[۲]

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۵۷۔ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔اور نہ فساد کرو ملک میں اس کی درستی کے بعد اور اللہ کو پکارتے رہو ڈر ڈر کر اور امیدیں رکھ رکھ کر۔کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت قریب ہے محسنوں سے۔

تفسیر۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ۔قبولیت کے لئے فضل کی ضرورت ہے۔وہ محسنوں کے قریب ہے پس تم محسن بن جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

نجات صرف رحم اور فضل سے ہے۔اور رحم اور فضل کا مستحق ایماندار ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔[۳] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۹۰)

۱۔ میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں۔ ۲۔ تیرا اس معاملہ میں کچھ (دخل) نہیں۔
۳۔ بے شک مہر اللہ کی نزدیک ہے نیکی والوں سے۔

۵۸، ۵۹۔ وَ هُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ وَ الْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والی اس کی رحمت کی آگے آگے یہاں تک کہ جب اٹھالاتی ہیں بوجھ دار بادلوں کو ہوائیں تو ہم اُسے ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کی طرف پھر ہم برساتے ہیں بادل سے پانی پھر پانی کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں ہر ایک قسم کے پھل۔ اسی طرح ہم زندہ کردیں گے مردوں کو تا کہ تم یاد کرو۔ اور جو بستی پاکیزہ ہے اس کے درخت پیدا ہوتے ہیں اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے (یعنی زمین) تو اس سے کچھ نہیں پیدا ہوتا مگر ناقص ہی۔ اسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اپنی آیتیں اس قوم کے لئے جو شکر گزار ہیں۔

تفسیر۔ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ۔ زمانہ بعثتِ نبوت بہار کا وقت ہوتا ہے۔ جو کچھ کسی کے اندر ہو۔ باہر نکلتا ہے۔

نَكِدًا۔ دقّت سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

۶۰۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔

ترجمہ۔ تحقیق ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو کوئی نہیں تمہارا سچا معبود اس کے سوائے۔ میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے۔

تفسیر۔ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔ یہ تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اَخَافُ عَلَيْكُمْ ۔ اس قوم میں شفقت علیٰ خلق اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف گئے۔ ایک نمبردار سے کہا۔ میں چند باتیں پہنچانی چاہتا ہوں۔ اس

نے کہا اکیلا کیوں سنوں سب کو بلاتا ہوں۔اس کے بعد وہ چند بدمعاش اکٹھے کرلایا۔جنہوں نے آپ کو دکھ دیا۔آپ سر سے پیر تک لہولہان ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں۔بارہ کوس تک مجھے پتہ نہیں لگا کہ میں کدھر جاتا ہوں۔ایک فرشتہ نے کہا کہ حکم ہو تو طائف کو تباہ کر دیں۔فرمایا یہ قوم نادان ہے۔اگر مجھے رسول اللہ جانتے تو ایسا نہ کرتے۔امید ہے یہ نہیں تو ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔زید بن حارث ساتھ تھے وہ کہتے ہیں طائف والوں نے بارہ کوس کے بعد پیچھا چھوڑا۔آگے باغ تھا۔باوجود مخالفت کے انہوں نے اپنے نوکر کے ہاتھ انگور بھیجے جب اس نوکر نے انگور آپ کے آگے رکھے۔تو آپؐ نے اللہ کا نام لیکر انگور اٹھایا۔جس پر اس نے تعجب کیا آپ نے اسے وعظ شروع کیا۔اس نے کہا ایک یوناہ نبی گزرا ہے ہمارے ملک میں وہ ایسی ہی باتیں کہا کرتا تھا آپ نے فرمایا۔وہ میرا بھائی تھا۔اس پر وہ مسلمان ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

۶۱، ۶۲۔ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ کہا امراء اور رعب دار لوگوں نے اس کی قوم کے کہ ہم تجھ کو دیکھتے ہیں بڑی ہی دیوانگی میں۔ نوح نے کہا اے میری قوم مجھ میں تو کچھ دیوانگی نہیں ہے لیکن میں تو ایک بھیجا ہوا ہوں رب العالمین کا۔

تفسیر۔ اَلْمَلَاُ۔ جو اشراف بنے پھرتے تھے۔

رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ سارے جہان کے پروردگار نے مجھے منتخب کر کے بھیجا ہے۔کیا میں گمراہ ہو سکتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ۔ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کا جواب کیا نرمی سے دیا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۶۶ تا ۶۸۔ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۔ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے بھیجا قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو، ہود نے کہا اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو کوئی سچا معبود نہیں تمہارا مگر اللہ تو کیوں اس کو سپر نہیں بناتے۔ بولے سردار جو حق چھپانے والے تھے اس کی قوم میں سے ہم دیکھتے ہیں تجھ کو کم عقلی میں اور ہم تو یقین کرتے ہیں کہ تو جھوٹوں میں سے ہے۔ ہود نے کہا اے میری قوم! میں خفیف العقل نہیں لیکن میں رسول ہوں ربّ العالمین کی طرف سے۔

تفسیر۔ اعْبُدُوا اللّٰهَ۔ ایک تعظیم اپنی اٹکل پر ہوتی ہے اور ایک خدا کے حکم کے ماتحت۔ انبیاء آخرالذکر تعظیم کی تعلیم لاتے ہیں کہ ہر حرکت وسکون، ہر قول وفعل خدا کے حکم کے ماتحت ہو۔

الْمَلَاُ ۔ ملأ وہ لوگ جن کی بات دل کے اوپر گہرا اثر کرے۔ کیا معنے ان کے کہنے کا اثر پڑے اور رعب پڑ جائے۔ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ علماء، فقراء، امراء، عوام، یہ سب امراء ہی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور یہی انبیاء کا مخالف گروہ ہے۔

لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ ۔ سوائے نبی کے کوئی ایسا نرم جواب نہیں دے سکتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

۷۴۔ وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا) اس نے کہا اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو کوئی سچا معبود نہیں تمہارا اس کے سوائے بے شک آچکی تمہارے پاس کھلی کھلی دلیل تمہارے ربّ کی طرف

سے یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے تو اسے چھوڑ دو کہ کھاوے اللہ کی زمین میں اور اس کو بُرائی سے ہاتھ نہ لگاؤ، نہیں تو تم کو ٹیس دینے والا عذاب آ پکڑے گا۔

تفسیر۔ سورۃ اعراف میں نبوّت کی بحث ہے۔ اور اس بات کے نظائر پیش کئے ہیں کہ راست بازوں کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ عدن سے لے کر مغربی طرف عرب کے ثمود قوم رہتی تھی۔ جس قدر لوگ انبیاء سے دور چلے جاتے ہیں۔ ان میں اختلاف بڑھتا جاتا ہے اور جس قدر قریب ہوتے ہیں ان میں اتفاق ہوتا جاتا ہے مثلاً فلاسفر ان میں عجیب عجیب اختلاف ہوتے ہیں۔ نبیوں میں یہ بات نہیں۔ اسی لئے سب کی تعلیم اصولاً ایک ہی ہے۔ اسی واسطے اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔ ہر نبی کی تعلیم لکھی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

نَاقَةُ اللّٰهِ ۔ کوئی ایک اونٹنی لے کر فرما دیا۔ یہ آیت ہے۔ ہر ولی اللہ ایک ناقہ ہے۔ جب صالح کی اونٹنی نَاقَةُ اللّٰهِ تو کیا نبی کریم کے پیارے ناقہ نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

قرآن کریم میں تو کہیں نہیں لکھا کہ خاص اونٹنی اس وقت پیدا کر دی۔ صرف اتنی بات قرآن میں ہے۔ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے اسے خدا کی زمین میں چرنے چگنے دو اور دُکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اس بات کے حل کرنے کے لئے خود تمہارے ملک کی رسوم اور عادات بڑی چابی ہیں۔ اس ملک میں جہاں جہاں سکھ مالک و نمبردار ہیں۔ وہاں کیا ہوتا ہے؟ کون نہیں جانتا۔ ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدلہ میں کیا گت بنتی ہے تمہارے بازاروں میں بیکار۔ نکمّے مال مردم خور بیل پھرتے ہیں۔ بتاؤ؟ کوئی مسلم ان کو چھیڑ سکتا ہے۔ اگر اتفاقی بھی چھیڑے تو تم کیسے اس کے گرد ہوتے ہو۔ تم مفتوح۔ دبیل۔ نرم دلوں کا تو حال یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہوں کا بادشاہ۔ حاکموں کا حاکم ہے ہی کہہ دیا کہ میرے رسول صالح کی سچائی کا

یہ نشان ہے۔ کہ اگر اس کی خلاف ورزی کرو گے اور اس اونٹنی کو جواب خصوصیت رکھنے والی اونٹنی ہے۔ ستاؤ گے تو ہلاک ہو گے۔ عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رعب ڈالنے اور اپنی شوکت کے اظہار کے لئے نہ صرف اونٹ چھوڑے جاتے تھے بلکہ گھوڑے اور دنبے بھی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں کے بچوں کو بھی اِسی طرح آزاد کرتے تھے۔

ناقہ صالح کی مثال رسومات عرب میں

میدانی نے امثال میں لکھا ہے کہ حیرہ کے بادشاہ کسرٰی نے اپنی قوت، سلطنت اور بطش کے باعث عربوں میں بڑا رعب جمایا تھا اس کو مضرط الحجر کہتے تھے۔ اس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دنبہ کو خوب پالا اور پوسا۔ پھر اس کے گلے میں چھری اور چقماق ڈال دیا اور اُسے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا۔ کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے عربوں میں کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تھا آخر بنو یشکر قوم تک پہنچا اور علیاء بن ارقم کی نظر پڑا۔ تب وہ بول اٹھا۔ میں اس دُنبہ کو کھالوں گا۔ تب قوم کے لوگوں نے اسے روکا اور ملامت کی۔ لیکن علیاء اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ تب انہوں نے اس بات کو اپنے سردار تک پہنچایا۔ اس نے یہ فقرہ کہا جواب کہاوت کے طور مشہور ہے اِنَّكَ لَا تَعْدِمُ الضَّاْنَ وَلٰكِنْ تَعْدِمُ النَّفْعَ [1]۔ لوگوں نے ملامت تو بہت کی مگر علیاء نہ ٹلا۔ اور دنبہ کو ذبح کر کے کھا گیا اور بادشاہ کے پاس چلا گیا اور کہا کہ میں نے ایک بدی کی ہے۔ اور بہت بڑی بدی کی ہے لیکن آپ کا عفو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور اپنا سارا ماجرا سنایا۔ تب بادشاہ نے کہا۔ اب میں تجھے قتل کر دوں گا تب علیاء نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر ہم نقل کرتے ہیں ؎

وَ اِنَّ يَدَالْجَبَّارِ لَيْسَتْ بِصَعْقَةٍ وَ لٰكِنْ سَمَآءٌ تُمْطِرُ الْوَبْلَ وَ الدِّيَمْ [2]

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱۳۔ ۲۱۲)

---

[1] تو دنبہ کو ختم نہیں کرے گا بلکہ اپنے آپ کو نفع سے محروم کر لے گا۔ [2] یقیناً زور آور کا ہاتھ تباہ کرنے والی بجلی نہیں ہے۔ بلکہ ایسا بادل ہے جو موسلا دھار بارش برساتا ہے اور مسلسل برسنے والی جھڑی بن جاتا ہے۔

۷۵۔وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا١ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ احسان یاد کرو کہ تم کو قائم مقام بنادیا عاد کی قوم کے بعد اور تم کو جگہ دی خاص ملک میں بناتے ہو اس کی نرم زمینوں میں محل اور تراش لیتے ہو پہاڑوں میں گھر تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور ملک میں شرارت اور فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

تفسیر۔ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ۔ اس زمانے میں بھی امیر لوگ گرمیوں میں پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

۷۸،۷۹۔ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اونٹنی کے پیر کاٹے اور اپنے ربّ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور کہنے لگے اے صالح! اب لاؤ تو ہم پر وہ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے تھے جب تم بھیجے ہوؤں میں سے ہو۔ تو ان کو زلزلے نے آلیا تو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

تفسیر۔ فَعَقَرُوْا۔ یہ ان کے کفر کا ثبوت ہے۔

عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ ۔ قرآنی محاورے میں نہی بمعنے امر بھی آجاتی ہے۔ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ۔

ائْتِنَا۔ گناہ کر کے۔ پھر شوخی۔

جٰثِمِيْنَ۔ مرغی جب زمین کرید کرید اپنا سینہ رکھ دیتی ہے تو اسے جثم کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ۔ امیر حمزہ نے بھی ایک ناقہ حضرت علی کی ذبح کی تھی اور اس کا کلیجہ نکالا باوجود مسلمان ہو جانے کے ان کا کلیجہ چبایا گیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۸۲ ۔ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو آتے ہو مردوں پر خواہش کے مارے عورتوں سے الگ۔ ہاں تم لوگ حد سے بڑھے ہوئے فضولی ہو۔

تفسیر۔ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ۔ اس کی سزا میں تین باتیں فرمائیں ۱۔ اس قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۲۔ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ [۱] (الحجر:۷۷) عذاب دیا پھر عذاب کا نشان قائم رکھا۔ ۳۔کوئی نہیں چاہتا کہ عالی ہو کر سافل بنے مگر اس عذاب کے لئے فرمایا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا [۲] (هود:۸۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

۸۳۔ وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اس کی قوم نے اس کو جواب نہیں دیا مگر یہی کہا کہ ان کو نکال دو اپنے شہر سے یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بننا چاہتے ہیں۔

تفسیر۔ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۔طنزاً کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

۸۶۔ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور قبیلہ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ شعیب نے کہا اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو تمہارا کوئی سچا معبود نہیں اس کے سوائے۔ بے شک تمہارے پاس آ چکی تمہارے

---

[۱] وہ بستی سدا آمد و رفت کی راہ پر ہے۔ [۲] کر دیا ہم نے اس کے اوپر کو اس کے نیچے۔

رب کی دلیل تو پورے کرو ماپ اور تول اور کم نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد پھیلاؤ ملک میں اس کے سنوار کے بعد۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے جب تم مومن ہو۔

تفسیر۔ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ ۔ جو سچا خیر خواہ ہو وہ اپنے بھائی کو اس کے عیب پر مطلع کرتا ہے چنانچہ شعیبؑ نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔

برتن وہاں سے ٹکرایا جاتا ہے جہاں سے کمزوری کا شبہ ہو۔ اسی طرح مومن کو ابتلاء اسی بات میں آتا ہے جس میں وہ کمزور ہو۔

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۔ اب تو میں (شعیب) اصلاح کے لئے آ چکا اب تو فساد میں تم معذور نہیں سمجھے جا سکتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۸ مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۶)

وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (اعراف :۸۶) وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (اعراف :۷۵)

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲)

۸۷۔ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور نہ بیٹھا کرو ہر ایک راستہ میں لوگوں کو ڈراتے اور روکتے اللہ کی راہ سے اس شخص کو جس نے مانا اللہ کو اور تم اس راہ کو چاہتے ہو ٹیڑھے رہ کر اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کیا انجام ہوا شریر فسادیوں کا۔

تفسیر۔ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۔ ان کے دین میں کوئی نہ کوئی شبہ و اعتراض ڈھونڈتے رہتے ہو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴)

۸۹ ، ۹۰۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا١ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ۔ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا١ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا١ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا١ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا١ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ۔

ترجمہ۔ کہا امراء نے جو مغرور تھے اس کی قوم میں سے ہم تجھے ضرور نکال دیں گے اے شعیب اور جو ایماندار تیرے ساتھ ہیں ہماری بستی سے یا تم لوٹ آؤ ہمارے مذہب میں۔ شعیب نے جواب دیا اگرچہ ہم کراہت کرنے والے ہوں۔ بے شک ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا جب تمہارے مذہب کی طرف ہم پھر پلٹ آئے اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو نجات دی اس سے اور ہم سے تو نہیں ہوسکتا کہ ہم پلٹ آئیں اس مذہب میں مگر ہمارا رب اللہ ہی چاہے تو، گھیر لیا ہے ہمارے رب نے ہر ایک چیز کو علم سے۔ اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! سچا فیصلہ کر دے ہم میں اور ہماری قوم میں اور تو بہت ہی عمدہ فیصلہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان جبر و زور سے کبھی نہیں آتا۔

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔ یہ ادب ہے کہ مشیّت الٰہی کو بہر حال مقدّم رکھا ہے۔ ایک مولوی نے حضرت صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم تمہارا مذہب کسی صورت میں نہ مانیں گے۔ خواہ تم کیا نشان دکھاؤ آپ نے فرمایا شعیبؑ کا قول ہی یاد کر لیتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا۔ انبیاء کا طرز دیکھو کہ کفر جو محال ہے اس کے لئے بھی اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا کہتے ہیں۔ حضرت اقدس کو ایک مولوی نے لکھا کہ میں اگر انکار کروں گا تو پھر کبھی نہ مانوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ شعیبؑ کے الفاظ پر غور نہ کیا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۴، ۴۵۵)

حضرت صاحب کی خدمت میں کسی نے خط لکھا کہ اب تو خدا بھی آئے تو میں یہ بات نہ مانوں۔فرمایا دیکھو یہ کیسے متکبّر اور بے پرواہ لوگ ہیں۔شعیبؑ نبی کو جب لوگوں نے کہا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا تو انہوں نے جواب دیا مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا یعنی ہم تو کبھی تمہارے مذہب میں نہ آئیں گے پھر فرمایا۔ہاں اگر خدا چاہے تو۔کیونکہ اس کا ارادہ زبردست ہے یہ پاس ادب ہے جو آج کل کے گستاخوں سے جا چکا ہے۔دیکھو۔ایک ناممکن بات پر پیغمبر نے خدا کے عظمت اور جبروت وجلال کا ادب کیا ہے۔تو افسوس اس انسان پر جو بلاسوچے سمجھے کہتا ہے کہ یہ کام یوں ہو جائے گا اور میں یوں نہ کروں گا۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۳۶ مؤرخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

۹۶،۹۷۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے سختی کی جگہ نیک بدلہ دیا یہاں تک کہ زیادہ ہو گئے اور بڑھ گئے اور یہ کہنے لگے کہ بے شک ہمارے باپ دادوں کو بھی دکھ سکھ ہوتے رہے ہیں تو پھر ہم نے ان کو یکا یک پکڑ لیا اور وہ کچھ شعور نہیں رکھتے تھے۔اور اگر بستی والے اللہ کو مانتے اور اس کو سپر بناتے تو ہم ضرور کھول دیتے ان پر آسمانی اور زمینی برکتیں لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کرتوتوں کے سبب جو وہ کرتے تھے۔

تفسیر۔ حَتّٰى عَفَوْا۔ بڑھ گئے، آسودگی کے ساتھ، تکبر، ظلم، تحقیر، پانچ گناہ آ جاتے ہیں۔

اتَّقَوْا۔ مجرموں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر گناہوں سے اجتناب کرتے۔

بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ۔ الہامات۔ الہام کے صدق کا ایک یہ نشان بھی ہے۔ کہ اس کے ساتھ پہرہ

ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا[1] (الجن:۲۸)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔[2] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۳۱۲)

۹۸، ۹۹۔ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ۔ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو کیا محفوظ ہو گئے بستیوں والے کہ ان پر ہمارا عذاب آ پہنچے رات میں اور وہ سوتے ہوں۔ اور کیا بستیوں والے نڈر ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر پھر دن چڑھے آ پہنچے اور وہ بے حقیقت کاموں میں مشغول ہوں۔

تفسیر۔ اَفَاَمِنَ ۔ یہ تو کہتے ہیں کہ خدا غفور رحیم ہے۔ پر نہیں جانتے کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔

وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ۔ ایک سانپ ہے جو سوئے ہوئے آدمی کو ڈستا ہے۔ پاس جو ہتھیار رہو اسے ہٹا لیتا ہے۔

وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ۔ پس عذاب الٰہی ایسے ہی لوگوں پر آتا ہے۔ استغفار کرنے والے۔ ڈرنے والے کو کوئی خطر نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

۱۰۰۔ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے تو اللہ کی تدبیر سے تو کوئی بے فکر نہیں ہوتا مگر ٹوٹا پانے والی قوم۔

تفسیر۔ مَكْرَ اللّٰهِ ۔ تدابیر الٰہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

۱۰۱۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا نہیں ہدایت کرتی یہ بات اُن لوگوں کو جو وارث ہوتے ہیں زمین کے مالکوں کے بعد

[1] تو وہ اس کے آگے اور پیچھے لگا دیتا ہے محافظ۔ [2] تو پکڑا ہم نے ان کو بدلہ ان کی کمائی کا۔

کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کے سبب مصیبت ڈال دیں ان پر اور ہم مہر کر دیتے ہیں ان کے دلوں پر تو وہ کچھ سنتے ہی نہیں۔

تفسیر۔ اَلْاَرْضَ۔ کسی زمین کے۔

اَهْلِهَآ ۔ ان زمینوں کے مالکوں کے بعد۔

اَوَ لَمْ يَهْدِ ۔زمین کے وارث ہونے والوں کو ہدایت آنی چاہیئے۔کہ جن کی زمین ہم نے لی ہے۔آخر وہ کسی گناہ ہی میں پکڑے گئے ہیں اور ذلیل ہوئے ہیں۔اغلب ہے کہ ہم بھی ایسے گناہوں کی سزا میں ذلیل ہوں۔پس نیکیاں کریں۔

وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ۔ بلکہ گناہوں کی سزا میں یہاں تک نوبت پہنچے کہ دلوں پر مہر لگ جائے اور پھر کبھی حق بات سننے کے قابل نہ رہو۔آخر میں ہلاک ہو جاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

۱۰۲۔ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ یہ چند بستیاں ہیں کہ ہم سناتے ہیں تجھے ان کے حالات اور اُن بستیوں میں آچکے اُن کے رسول کھلی کھلی نشانیاں لے کر تو وہ مکذب مومن نہ ہوئے کیوں کہ وہ پہلے تکذیب کر چکے تھے اسی طرح اللہ مہر کر دیا کرتا ہے منکروں کے دلوں پر۔

تفسیر۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ ۔ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی تفسیر فرمائی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

۱۰۴،۱۰۵۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو انہوں نے نشانیوں کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ کیا۔ تو دیکھ تو سہی کیسا ہوا انجام شریر فسادیوں کا۔ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! میں بھیجا ہوا ہوں سب جہانوں کے رب کی طرف سے۔

تفسیر۔ ثُمَّ بَعَثْنَا۔ قریب کا تاریخی واقعہ بیان کرتا ہے۔

اِنِّيْ رَسُوْلٌ ۔ تُو تو صرف مصر کا بادشاہ ہے۔ میں تمام عالموں کے بادشاہ بلکہ ربّ کا فرستادہ ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

۱۰۸،۱۰۹ ۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۔ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ تو اُس نے اپنی لکڑی رکھی تو وہ اسی وقت صاف اژدھا بن گئی۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ چمکتا نظر آیا دیکھنے والوں کو۔

تفسیر۔ بَيْضَآءُ ۔ بے عیب۔ جیسے فرمایا۔ الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ [۱] (آل عمران:۱۰۸)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۔ خدا نے دکھلایا کہ اب موسیٰ کی جماعت فرعونیوں کو کھا جائے گی۔

بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۔ روشن کتاب کلام قرآن مجید کو نور فرمایا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۱۰، ۱۱۱۔ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۔ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ فرعون کی قوم کے رعب دار امراء نے کہا کہ بے شک یہ تو بڑا جاننے والا دھوکا باز جادوگر

---

[۱] جن کے چہرے نورانی ہوئے۔

ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے اب تم کیا مشورہ دیتے ہو۔

تفسیر۔ لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۔ چالاک۔مدبّر۔

فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۔ یہ ادب اپنے درباریوں کا اعلیٰ تدبّر شاہی پر دال ہے

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۱۴۔ وَ جَآءَ السَّحَرَۃُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ کُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور آ گئے جادوگر فرعون کے پاس اور کہنے لگے کہ ضرور ہمارے لئے انعام ٹھہرانا چاہئے جب ہم غالب ہو جائیں۔

تفسیر۔ اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا۔ اس کو یاد رکھیں۔ بحالتِ کفر یہ خیالات مگر بحالتِ ایمان کیا جرأت ہو گئی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۱۶ تا ۱۱۸۔ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ۔ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْھَبُوْھُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ۔ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ ۚ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ۔

ترجمہ۔ جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! کیا تو رکھتا ہے یا ہم رکھیں۔ موسیٰ نے کہا تم ہی رکھو۔ پھر جب انہوں نے رکھا لوگوں کی آنکھوں کو دھوکے میں ڈال دیا اور ان کو ڈرایا اور بڑی دھوکا بازی کی۔ اور ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ اپنا عصا رکھ دے پس یکا یک وہ نگلنے لگا جو انہوں نے دھوکہ بنایا تھا۔

تفسیر۔ تَلْقَفُ ۔تباہ کر دے گا۔

جو لوگ علم النفس، علم توجہ، مسمریزم، اسپر چولزم جانتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ موسیٰ اور ان لوگوں نے توجہ خاص سے عصا اور رسیوں کی شکل سانپ کی دکھائی۔ موسیٰ کی قوت بڑھ کر تھی اس لئے وہ جیت گیا۔ اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ گولیاں آگ پر رکھنے سے سانپ کی شکل بن جاتی ہے اور سونٹا مارنے سے کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض لوگ اسے استعارے کے رنگ میں پیشگوئی سمجھتے ہیں۔

میں ایمانی رنگ میں تو بڑھیوں کے ایمان کی طرح بلا دلیل مان لیتا ہوں مگر خصم کے مقابلہ میں

قول موجّہ کی ضرورت ہے۔ قرآن نے حضرت نبی کریمؐ کو حضرت موسیٰؑ کا مثیل (اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۵ شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا[1] (مزمل:۱۶) وَ شَھِدَ شَاھِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ)[2] (الاحقاف:۱۱)) فرمایا ہے۔ پس عصا کے سانپ بن جانے کے بار بار ذکر میں حکمت ہے۔

اِنَّ الْاِسْلَامَ لَیَأْرَزَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرَزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا[3] یہ اسلام مدینہ طیّبہ میں اس طرح جمع ہوگا جس طرح سانپ اپنے بِل میں۔ پھر مدینہ کے لئے فرمایا ہے۔ مجھے ایک شہر دکھلایا گیا۔ تاکُلُ الْقُرٰی ایک طرف اسلام کو دشمن کے ہلاک کرنے کے لئے سانپ فرمایا ہے۔ دوسری طرف مدینہ کو سانپ کی جگہ۔ پھر ساحر کے ساتھ علیم کا لفظ موسیٰ کے لئے آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساحر کہا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کی علیم سے تفسیر فرمائی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اَلسَّاحِرُ۔ اَلْمَاھِرُ السِّحْرُ: کُلَّمَا دَقَّ وَلَطُفَ مَاْخَذُہٗ[4] جس کا لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسے ساحر کہہ دیتے ہیں موسیٰ نے جو کچھ پیش کیا....... وہ بے عیب تھا۔ پس مخالفین نے جو کچھ پیش کیا اس کے سامنے وہ کچھ بھی نہ تھا۔ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ۔

قَالَ اَلْقُوْا۔ انبیاء پہلے حملہ نہیں کرتے۔

اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ۔ یہ ساحروں کا ادب ہے۔ جس نے انہیں مومن بنایا۔ حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا اَدَبٌ۔

دوسرا نکتہ صوفیاء نے یہ لکھا ہے کہ مومن و کافر میں کیا فرق ہے؟ ایک وقت ایسی کمزوری کہ فتح یاب ہو کر پھر بھی مزدوری کے طالب ہیں۔ انعام بھی نہیں کہا۔ دوسرے وقت یہ حالت کہ اسی فرعون کو ڈانٹ دیا اور اس کی کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ اس کی دھمکیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ مال چھوڑ کر جان کی بھی پرواہ نہ رہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۷)

---

[1] ہم نے تمہاری طرف ویسا ہی رسول بھیجا ہے۔ جو تم پر نگران ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔

[2] اور بنی اسرائیل کا ایک حکمران شہادت دے چکا۔ [3] یقیناً اسلام مدینہ میں سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ آتا ہے۔ (یعنی دیگر علاقوں میں اسلام کی حالت خراب ہو جائے گی اور وہ صرف مدینہ تک رہ جائے گا)۔ [4] ساحر کے معنی ہیں مہارت رکھنے والا۔ سحر ہر وہ چیز ہے جس کا ماخذ لطیف اور دقیق ہو۔

(ایک مکذّب آریہ کے اس اعتراض کے جواب میں کہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو خدا نے سانپ بنا دیا ساحروں کے ڈنڈوں کو جو سانپ بن گئے تھے۔کئی سو من وزن موسیٰؑ کی لاٹھی سب کو کھا گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے سانپ کو جو پکڑا پھر لاٹھی کی لاٹھی)۔

آپؓ نے تحریر فرمایا۔

قرآن کریم میں تو یوں آیا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰہٰ:۶۷)ان کی رسّیاں اور سونٹے قوت متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے۔اور ایک (جگہ) فرمایا ہے۔

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۔(الاعراف:۱۱۷)اور ان ہتھکنڈے بازوں نے لوگوں کی آنکھوں کو دھوکا دیا اور انہیں ڈرانے کی کوشش کی اور بڑا دھوکہ کیا۔

اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ ساحروں کے ڈنڈے اور رسّے واقعی سانپ بن گئے تھے۔خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے رسّے اور ڈنڈے ان کے واہموں اور تخیّلوں کو چلتے نظر آئے۔اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دھوکہ کیا۔ یہ نظارہ قانونِ قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں

......جس لفظ کا ترجمہ تم نے ''سانپ بن گئی تھی اور کھا گئی'' کیا ہے۔وہ لفظ ہے فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ....اس میں تَلْقَفُ اور يَاْفِكُوْنَ کے معنی پر غور کرنی چاہیئے تَلْقَفُ مجرّد ہے۔قاموس اللغتہ میں ہے۔لَقِفَهٗ كَسَمِعَ لَقْفًا وَ لَقَفَانًا مُحَرَّكَةً: تَنَاوَلَهٗ بِسُرْعَةٍ اس کا ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔يَأْفِكُوْنَ بھی مجرّد ہے۔اس کے معنی قاموس اللغتہ میں لکھے ہیں۔ اَفَكَ كَضَرَبَ وَ عَلِمَ اِفْكًا وَ اُفُوْكًا كَذِبَ۔ترجمہ۔جھوٹ بولا۔جھوٹی کارروائی کی اور سارے جملہ کا ترجمہ ہے کہ وہ ان کی جھوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنی ان کا تانا بانا ادھیڑ دیتا ہے۔

......سائنس دانوں اور فلاسفرانِ یورپ کا مذہب اختیار کرو۔مگر یاد رکھو تمہیں وہاں سے بھی دھتکار ہی ملے گی۔ کیونکہ وہاں بھی پہلے مسمریزم نے ان معجزات کی حقانیت کی طرف توجہ دلائی۔اور

اس کے بعد اسپر یچولزم نے ثابت کر دیا ہے کہ تمام صداقتیں ہیں جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابوں میں ہے اور جن کے دکھانے والے انبیاء ورسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہیں۔

ساحروں کے سحر یعنی دھوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتے ہیں وہاں بڑے مرتاض یوگی جنّ اور ان سب سے برتر جنابِ الٰہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء ورسل اور ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھری آیات و معجزات دھوکے بازوں کے جھوٹ اور افتراء کو تباہ کر کے واقعات کا اظہار دنیا پر کر دیتے ہیں۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو۔ اور جن کو کھانے، پینے، پہننے اور دیگر اغراضِ خسیسہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں۔ اس صداقت تک کیونکر پہنچ سکتے ہو۔

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ: میں نے اس مضمون کو قبل از نماز عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السّلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان اعتراضوں کی اصل ہے معجزات اور خوارق کا انکار۔ یہ لوگ اسی ایک مدّ میں ان تمام ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کے نیچری بھی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں یا وسوسوں میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا اُسے ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑا دیا۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوّت اور تحدّی سے دیا جاوے کہ جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیّت کے ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السّلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے۔ وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود اور تیار ہے۔ کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے؟

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۱۹۸۔۲۰۱)

قَالَ الْقُوْا۔ پہلا پرچہ مباحثات میں دشمن کا ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۲۵۔لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ۔ میں ضرور کاٹ ڈالوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالفت کے سبب سے پھر سولی دے کر مار ڈالوں گا میں تم سب کو۔

تفسیر۔ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ ۔ یہ بھی دستور تھا کہ قتل کر کے پھر صلیب پر لاش لٹکا دیتے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۲۸،۱۲۹۔وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَكَ وَاٰلِھَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَھُمْ وَنَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَھُمْ قٰھِرُوْنَ۔قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور فرعون کی قوم کے امراء نے کہا کیا تو چھوڑ دے گا موسیٰ اور اس کی قوم کو کہ شرارت اور فساد کرتے پھریں ملک میں اور وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ بیٹھیں۔فرعون نے کہا قریب ہی ہم اُن کے مَردوں کو مار ڈالیں گے اور ان کی عورتوں کی حیا اڑا دیں گے اور ہم اُن پر زورآور غالب ہیں۔موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے مدد مانگو اللہ سے اور نیکیوں پر جمے رہو اور برائیوں سے بچتے رہو بے شک ملک (موعودہ) بھی تو اللہ ہی کا ہے اُن کا وارث بناتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اور انجام کار تو متقیوں کے لئے ہی ہے۔

تفسیر۔ اٰلِھَتَكَ ۔ یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ وہ اپنے معبود کو ایسا کمزور خیال کرتے ہیں کہ موسیٰ اسے موقوف کر سکتا ہے۔جو قومیں ربّ العالمین کو چھوڑ کر غیر کی طرف جھکتی ہیں۔ان کی عقل ایسی ہی ماری جاتی ہے۔

بعض ملکوں میں رعایا تو بادشاہ کی پوجا کرنے پر مجبور ہے اور بادشاہ خدا کی۔اس میں حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رعایا پر شرک کی وجہ سے ناراض رہے تو وہ ہمیشہ محکوم رہیں۔اور بادشاہ پر بوجہ توحید

راضی رہے تو وہ ہمیشہ حاکم بنا رہے۔ بت پرستوں سے بدتر وہ ہیں جو بتوں کو چھوڑ کر نفس کی دیوی کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر ان سے بھی بدتر وہ ہیں جو یہی کہتے رہتے ہیں کہ فلاں فلاں فلاسفر کا یہ قول ہے حالانکہ فلاسفروں کا کسی بات پر اجماع نہیں ہوتا۔ میں نے ایک فلاسفر کا قول پڑھا ہے کہ وہ اپنے تئیں خدا سے اعلیٰ سمجھتا۔ وہ کہتا۔ کہ گلاب کی جڑ سے گلاب کا پھول جو اس کا نتیجہ ہے۔ اچھا ہے۔

اسْتَعِيْنُوْا۔ اللہ کی توجہ۔ عنایت۔ اعانت چاہو۔

وَاصْبِرُوْا۔ استقلال سے کام کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔[۱]　　(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۷۴)

۱۳۰۔ قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ قوم نے عرض کی ہمیں تو تیرے آنے سے پہلے بھی تکلیفیں ہی پہنچتی رہیں اور تیرے آئے بعد بھی ہمارے پاس (موسیٰ نے فرمایا) قریب ہی ہے کہ تمہارا ربّ تمہارے دشمن ہلاک کر دے گا اور تم کو جانشین بنا دے گا خاص ملک (کنعان) میں پھر دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

تفسیر۔ قَالُوْۤا۔ وہ جو سطحی خیالات کے تھے۔

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ ایک جگہ مسلمانوں کو بھی فرماتا ہے کہ تم کو بھی ہم دنیا میں بادشاہ بنائیں گے۔ پھر دیکھیں گے تم کیسا عمل درآمد کرتے ہو۔ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۳۱۔ وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے پھنسا دیا فرعونیوں کو قحط سالیوں میں اور پیداوار اور اولاد کی کمی میں تا کہ وہ

---

[۱] یاد رکھو انجام کار کامیابی خدا ترسوں کے حصّہ میں آتی ہے۔

آ گاہ ہوں (اور یاد کریں)۔

تفسیر۔ میں نے بارہا سنایا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کا جناب الٰہی میں ایک وقت ہوتا ہے۔ ابن لیلیٰ کی کچہری میں ایک شخص کو سزا دی گئی۔ اُس نے کہا کہ یہ میرا پہلا جُرم تھا۔ سزا ہلکی دینی چاہیئے تھی۔ آپ نے سزا بڑھا دی۔ وجہ یہ بتائی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ اگر یہ پہلی دفعہ کرتا تو پکڑا کیوں جاتا۔ خدا نے خود فرمایا ہے۔ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ[1] (الشوریٰ:۳۱)۔

وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ۔ فرعون کی گرفتاری کا وقت آ گیا۔

بِالسِّنِيْنَ۔ معلوم ہوا کہ قحط سالی اور کمی پیداوار اس لئے ہوتی ہے۔ کہ لوگ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوں۔ خدا کی قدرتوں سے لوگ ایسے غافل ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہہ دے کہ امریکہ میں ایسی کل نکلی ہے جس سے درخت چلتے آتے ہیں۔ پتھر بولتے ہیں تو وہ مان لیتے ہیں مگر انبیاء کی نسبت ایسی بات سن کر صاف انکار کر دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۳۲۔ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب ان کو کوئی نیکی پہنچی کہنے لگے یہ تو ہمارا ہی حق ہے اور جب ان کو کوئی برائی پہنچی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کی نحوست بتانے لگے۔ سن رکھو اللہ کے نزدیک تو بدشگونی ان ہی کی ہے لیکن وہ اکثر جانتے ہی نہیں۔

تفسیر۔ يَطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہود نے کہا۔ مُذْ اَتَانَا غَلَّتْ سُعَارُنَا وَ قَلَّتْ اَمْطَارُنَا۔[2]

طَائِرٌ۔ خط۔ حصّہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

---

[1] یا بہتوں سے وہ معاف کر دیتا ہے۔ [2] جب سے آپ ہمارے پاس آئے ہماری پیاس بڑھ گئی ہے اور بارشیں کم ہو گئیں ہیں۔

۱۳۳، ۱۳۴۔ وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۔

ترجمہ۔اور کہنے لگے تو جب کبھی نشانی ہمارے پاس لائے گا کہ اس کے ذریعہ سے ہم کو دھوکہ دے تو ہم تو کبھی تجھ پر ایمان لانے والوں میں نہ ہوں گے۔ پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور نکسیر پھوٹنے کا مرض بہت آئیں نشانیاں الگ الگ۔ پھر وہ تکبر کرتے ہی رہے اور وہ ایک قوم تھی جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والی۔

تفسیر۔ لِّتَسْحَرَنَا۔ دھوکہ دے ہمیں۔

الطُّوْفَانَ۔ بہت سیلاب پانی کا۔

نوحؑ کے قصّہ میں آتا ہے۔

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ[1] (العنکبوت:۱۵) طوفان موت اور طاعون کو بھی کہتے ہیں۔

الْجَرَادَ۔ جرد کہتے ہیں چھیل دینے کو۔

الْقُمَّلَ۔ گھن، سوس، ٹڈی دل کے چھوٹے بچّے، چچڑی۔

الدَّمَ۔نکسیر کا مرض۔بعض کہتے ہیں پانی گندہ ہو کر سرخ ہو جاتا ہے۔ یہ معنے بھی صحیح ہیں بحرِ احمر مشہور ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

الطُّوْفَانَ۔ طغیانی۔وبا۔طاعون۔

وَالْجَرَادَ۔ اب تو لوگ اسے تماشا سمجھتے ہیں۔ایسا ہی نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ[2] (الاعراف:۱۳۱) کو معمولی۔حالانکہ یہ عذاب ہے۔

وَالدَّمَ۔ نکسیر کا مرض۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

---

[1] پھر ان کو طوفان نے لیا اور وہ ظالم تھے۔ [2] پیداوار اور اولاد کی کمی۔

ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بار ہا ٹڈی دل آیا اور کھیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں اور نشیب زمین نمناک ہوجاتی ہیں وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے وہاں قسم قسم کے ہوام[1] حشرات الارض۔ چچڑیاں بہت پیدا ہوجاتی ہیں۔ اور یہ سب عذاب ہیں کیونکہ دکھ دائک امور ہیں ان صریح نظاروں کا انکار کرنا کیا عقلمندی ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱۹)

۱۳۵۔ وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَىِٕنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔

ترجمہ۔ اور جب اُن پر آ پڑا عذاب کہنے لگے اے موسیٰ! دعا کیجئے ہمارے لئے اپنے ربّ سے اس نبوت کے ذریعہ جوتم کو حاصل ہے اگر تو نے ہٹا دیا ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور مانیں گے تجھ کو اور بنی اسرائیل کو بھی بھیج دیں گے تیرے ساتھ۔

تفسیر۔ بِمَا۔اس منتر کے ساتھ جو اس نے تجھے سکھایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۳۸۔ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے وارث بنا دیا کم زور قوم کو خاص ملک کے مشارق و مغارب کا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ اور پوری ہوئی اچھی پیش گوئی تیرے رب کی بنی اسرائیل پر اس سبب سے کہ انہوں نے صبر کیا، اور ہم نے تباہ کر دیا جو کچھ بنایا تھا فرعون اور اس کے قوم نے اور وہ جو اونچی چھتیں بناتے تھے۔

---

[1] کیڑے۔مکوڑے۔ (مرتّب)

تفسیر۔ اور ہم نے مالک بنایا موسیٰ کی ضعیف قوم کو مبارک ملک شام کی تمام زمین کا۔ اور پوری ہوئی اچھی بات تیرے رب کی بنی اسرائیل پر اس لئے کہ صابر ہوئے اور خراب کیا اس کو جسے بنایا فرعون اور اس کی قوم نے۔

بے بس، نہایت خاکسار، بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء رسول۔ مسیح ابن مریم علیہما السلام کے قسّی القلب دشمن کدھر گئے؟ کوئی ان کا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان ''بے ایمان'' ''سانپوں'' اور ''سانپوں کے بچّوں'' پر فتویٰ لگ گیا۔ ان پر حکم ہو چکا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع جس جاہ وحشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکروں پر حکمران ہیں۔ اس سے ہندوالے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۷)

اور ہم نے انہی لوگوں کو جنہیں وہ ضعیف سمجھتے تھے زمین (مکہ) کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنایا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۲۵۷)

۱۳۹۔ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے پار اور کنارے لگا دیا بنی اسرائیل کو دریا کے تو وہ پہنچے ایسے لوگوں پر جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگ رہے تھے قوم نے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک (بُت) معبود بنا دے جیسے ان کے معبود ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا تم لوگ تو نادانی کرتے ہو۔

تفسیر۔ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ۔ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو ستر بار استغفار فرماتے۔ موسیٰ کی قوم کی درخواست بھی دوسری قوم میں میل وجول کی وجہ سے تھی۔ انگریزوں کی قوم اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے۔ مگر ہندوستانیوں سے بہت کم میل وجول رکھتے ہیں۔ اس طرح قومی خصائص جاتی رہتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

اَصْنَامٍ لَّهُمْ۔ گائے کے بُت تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۴۱، ۱۴۲۔ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ وَ اِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا کیا اللہ کے سوائے مَیں تم کو لا دوں کوئی اور معبود حالانکہ اُس نے بزرگی دی تم کو موجودہ سب جہان والوں پر۔ اور وہ یاد کرو جب ہم نے نجات دی تم کو فرعون والوں سے وہ تم کو بُری تکلیفیں دیتے تھے وہ تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ (یا ان کی حیا اڑاتے تھے) اور اس میں بڑا انعام تھا تمہارے ربّ کی طرف سے۔

تفسیر۔ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ احمقو! تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بُت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے۔ پھر آگ ہماری خادم ہے۔ ضرورت کے وقت اس کو جلاتے اس سے کام لیتے اور جب چاہتے اس کو بجھا دیتے ہیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا۔ سورج۔ چاند۔ لوہا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتایا۔ اس کے برے ہونے کی دلیل بتائی۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۵ مؤرخہ ۱۰؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

فَضَّلَكُمْ ۔ پھر کس قدر بیوقوفی ہے کہ افضل مفضول کی پرستش کرے۔

یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۔ مکہ کے بے ایمان فرعون سے بڑھ کر تھے۔ کہ انہوں نے عورتوں کو بھی قتل کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

وَ هُوَ فَضَّلَكُمْ۔ جن چیزوں کی پرستش کرتے ہیں وہ تو ان کی خادم ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۴۳۔ وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے میعاد مقرر کی موسیٰ سے تیس رات کی اور پورا کیا اس کو دس سے پھر پورا ہو گیا وقت

معین اس کے رب کا چالیس رات اور موسیٰ نے کہا اپنے بھائی ہارون کو میری قائم مقامی کر میری قوم میں اور کام سنوارنا اور شریر فسادیوں کی راہ نہ چلنا۔

تفسیر۔ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔ چالیس کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے۔ نطفہ چالیس دن میں صورتِ انسان اختیار کرتا ہے۔ ۴۰ دن کے بعد اس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ چالیس سال پر آدمی کے تمام قویٰ کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ روحانی برکات کے حصول کے لئے تیس دن ہماری طرف تبتّل تام کرو۔ اور اگر دس دن اور رہو تو یہ درجہ اکمل ہے۔

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ۔ ثابت ہوا کہ جب کوئی بڑا آدمی قوم کا لیڈر مرکز سے جدا ہو تو اپنا ایک خلیفہ مقرر کر کے جائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۴۴۔ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب آیا موسیٰ ہمارے ٹھہرائے ہوئے وقت پر (وعدہ گاہ میں) اور اس سے بات کی اس کے رب نے، موسیٰ نے عرض کی اے میرے ربّ! تو مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا لیکن تو دیکھ پہاڑ کی طرف پھر اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو مجھے آگے دیکھ سکے گا تو پھر جب اس کے ربّ نے اپنی صفاتی جلوہ گری دکھائی پہاڑ پر تو کر دیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بے ہوش، پھر جب موسیٰ ہوش میں آیا تو بول پڑا تو بڑا بے عیب پاک ذات ہے رجوع کرتا ہوں تیری طرف اور میں تو سب سے پہلے تجھے ماننے والوں ہی میں ہوں۔

تفسیر۔ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ صوفیاء نے اس مقام پر بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ پہاڑ تو اب بھی برقرار ہے۔ پس وہاں دیدارِ الٰہی ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک تجلّی ربّانی کو نہ برداشت کر سکا۔ اس لئے جب اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ پورا نہ ہوا۔ تو لَنْ تَرٰىنِيْ کیونکر پورا ہوتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۴۵۔ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے تجھے برگزیدہ کرلیا اور چن لیا لوگوں پر اپنی رسالت اور ہم کلامی سے۔ تو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شکر گزار بن جا۔

تفسیر۔ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ قدر کرنے والوں میں سے ہو۔ یعنی اس پر عمل کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۴۷، ۱۴۸۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ۔ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ قریب ہی ہم پھیر دیں گے اپنی آیتوں کے سمجھنے سے ان کو جو اپنے کو بڑا سمجھتے اور تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر وہ دیکھ لیں سب کی سب نشانیاں جب بھی نہ مانیں وہ ان کو اور اگر دیکھ لیں ہدایت کا راستہ جب بھی وہ اس کو اپنی راہ نہ بتاویں اور اگر وہ دیکھیں گمراہی کا راستہ تو اسے اپنی راہ ٹھہرا لیں کیونکہ انہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور وہ ان سے بے خبر ہو رہے۔ اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو تو ان سب کا کیا کرایا اکارت گیا۔ وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر اسی کا جو وہ کرتوت کرتے تھے۔

تفسیر۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ۔ یہ تکبر کی سزا ہے۔

وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ۔ یہ ضروری نہیں کہ منہ سے تکذیبِ آخرت کی جائے بلکہ کئی ہیں جو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ گویا مرنا ہی نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۴۹۔ وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِہٖ مِنْ حُلِیِّھِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُھُمْ وَ لَا یَھْدِیْھِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْہُ وَ کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۔

ترجمہ۔ اور موسیٰ کے گئے بعد اس کی قوم نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا وہ ایک جسم تھا۔ (بلا روح) اس کی آواز گائے کی تھی کیا انہوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات چیت نہیں کرسکتا اور نہ ان کو راستہ دکھا سکتا ہے پس بنا ہی بیٹھے اس کو (معبود) اور وہ مشرک تھے۔

تفسیر۔ بچہ میں طمع، حبِّ غیر اللہ، غضب، شہوت پہلے آ جاتی ہے اور قوتِ ممیزہ، انبیاء کی تعلیم بعد میں۔ یہ انسان کے لئے بڑی مشکل ہے۔ پھر رسم و عادت وصحبت کا اثر ہے۔ اس لئے خدا کی بات سمجھنے کے لئے فضلِ الٰہی درکار ہے اور بڑے مجاہدہ کی ضرورت۔ فرعون جس کا تاج بھی گئو مُکھی تھا اس کی قوم کے بد اثر سے بنی اسرائیل بھی نہ بچے۔ اسی لئے ان میں گاؤ پرستی کا خیال رہا۔

حُلِیِّھِمْ ۔ خود اپنے زیوروں سے۔

لَّہٗ خُوَارٌ ۔ آجکل کی صناعی کے لحاظ سے یہ قابلِ تعجب امر نہیں۔

لَا یُکَلِّمُھُمْ ۔ برہمو۔ نیچری۔ فلاسفرانہ طبیعت کے لوگ بلکہ عامہ علماء غور کریں۔ یہاں معبودیت کی تردید اسی دلیل سے کی ہے کہ لَا یُکَلِّمُھُمْ پس وہ خدا کیونکر معبود ہو جو کلام نہیں کرتا۔

لَا یَھْدِیْھِمْ سَبِیْلًا ۔ کلام کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ کوئی عمدہ راہ دکھلائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِہٖ مِنْ حُلِیِّھِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ ....۔

مطلب اتنا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیور سے ایک بچھڑا بنایا جو صرف جسم تھا اس میں رُوح نہ تھی ہاں اس کی آواز تھی۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

۱۵۰۔ وَ لَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَ رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب شرمندہ ہوئے کہ بے شک وہ گمراہ ہو گئے تو لگے کہنے کہ اگر ہمارا ربّ ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہمارے عیب نہ ڈھانپے تو بے شک ہم ہو جائیں گے خراب۔

تفسیر۔ سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ ۔ اس کے معنے ہیں ’’ندامت ہوئی‘‘۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۸)

۱۵۱۔ وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب واپس آیا موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضب ناک، افسوس کرتا ہوا، بھائی سے کہا کیا بری جانشینی کی تم نے میرے پیچھے کیا جلدی کی تم نے تمہارے رب کے حکم کی؟ اور رکھ دیں تختیاں اور پکڑا اپنے بھائی کا سر اسے کھینچنے لگا اپنی طرف۔ ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی! لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور مجھے مار ڈالنے لگے تھے تو تُو مجھ پر مت ہنسا دشمنوں کو اور مجھے نہ کر دے مشرک قوم کے ساتھ۔

تفسیر۔ غَضْبَانَ اَسِفًا ۔ دیکھا انبیاء علیہم السلام شرک سے کیسے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصول کی طرف پہلے توجّہ کرتے ہیں۔ ٹمپرنس سوسائٹیاں۔ ہمدردی حیوانات کی سوسائٹیاں اسی لئے کامیاب نہیں ہوتیں کہ فروع کی طرف توجہ کرتی ہیں۔

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے جانے کا دن نہ گنا تھا اس لئے قوم کو سامری نے دھوکہ دیا کہ وہ وعدہ مقررہ پر نہیں آئے۔ خدا بچھڑے میں آ گیا۔

اَلْقَى ۔ رکھ دیں۔

ابْنَ اُمَّ ۔ ماں میں ایک خاص قسم کی محبت ہوتی ہے۔ پیار کے لئے اس کی طرف منسوب کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

۱۵۲۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِاَخِيْ وَ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے عرض کی اے میرے ربّ! میرے عیب ڈھانپ اور میرے بھائی کے (اور معاف فرما ہمارے قصور) اور ہم کو لے لے اپنی رحمت میں اور تو ہی سب سے زیادہ مہر والا ہے رحم فرمانے والا ہے۔

تفسیر۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ۔ انبیاء قدم قدم پر دعا کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

۱۵۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں جنہوں نے معبود بنالیا بچھڑے کو قریب ہی ان کو پہنچے گا عذاب ان کے رب کی طرف سے اور دنیا کی زندگی میں ذلّت اور رسوائی اور ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں مفتریوں کو یعنی جھوٹ باندھنے والوں کو۔

تفسیر۔ اس رکوع میں دو باتیں ہیں کہ انسان ذلیل کس طرح ہوتا ہے اور مظفر و منصور کس طرح۔ کوئی انسان فطرۃً ذلّت کو نہیں چاہتا اور عزت کو بہر حال چاہتا ہے۔ ذلّت کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔

ذلّت کی جڑ شرک و افتراء ہے اور اس سے بچنے کا اصل رجوع الی اللہ بذریعہ ایمان و استغفار ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

۱۵۶۔ وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور چن لئے موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے وعدے پر لانے کو پھر جب ان کو

آ لیا زلزلہ نے تو موسیٰ نے عرض کی اے میرے ربّ! اگر تو ان کو پہلے ہی ہلاک کرنا چاہتا تھا اور مجھ کو (تو تُو کر سکتا تھا) کیا تو ہم کو ہلاک کئے دیتا ہے اس حرکت پر جو کر بیٹھے ہم میں کے نادان احمق یہ تمیز کرنا ہے تیرا اور امتحان ہے بھلے برے میں۔ ہٹا دے تو اس تمیز سے جسے چاہے اور راہِ راست پر لگا دے تو جسے چاہے تو ہی بس ہمارا ولی اور کارساز ہے تو ہمارے عیب ڈھانپ لے اور ہم پر رحم فرما اور تو ہی سب سے اچھا عیبوں کا چھپانے والا ہے۔

تفسیر۔ وَ اخْتَارَ مُوْسٰی ۔ اس پر موسیٰ کی قوم نے کہا۔ ہم کس طرح یقین کریں۔ یہ باتیں خدا نے کہی ہیں آپ نے ۷۰ آدمیوں کو منتخب کیا۔

اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ۔ وہ آتش فشاں پہاڑ تھا۔ زلزلہ آیا۔ توجہ الی اللہ کے لئے تھا۔ وہ ڈرے اور کہا کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کبھی نہیں سننا چاہتے۔ اسی بے ادبی کا نتیجہ تھا کہ موسیٰ ایسا پیغمبر پھر ان میں سے پیدا نہ ہوا۔ بلکہ ان کے بھائیوں میں پیدا ہونے کی بشارت ملی۔

فِتْنَتُكَ ۔ بھلے کو بُرے سے الگ کرنا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مورخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

۱۵۷۔ وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِيْ وَ سِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور لکھ دے اور محفوظ کر دے ہمارے لئے اس دنیا میں بہتری اور آخرت میں بھی ہم راہ پا چکے تیری طرف، اللہ نے فرمایا میرا عذاب تو اسی پر آئے گا جس پر میں چاہوں اور میری رحمت شامل ہو چکی ہے سب کو تو وہ رحمت قریب ہی لکھ دوں گا اور محفوظ کر دوں گا انہی کے لئے جو تقویٰ کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہماری نشانیوں کو مانیں گے۔

تفسیر۔ فَسَاَكْتُبُهَا ۔ اب یہ انعام کسی اور قوم کو ملے گا۔

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ۔ سچی پاکیزگی، اپنے نفس کو مزکّٰی و مطہّر کر دینا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مورخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔[1] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔صفحہ ۳۰۰)

۱۵۸۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو پیروی کریں گے اس خاص رسول کی جو نبی مکّہ کا رہنے والا ہے جس کو وہ پائیں گے لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں اُن کو حکم کرے گا نیک کام کا اور ان کو منع کرے گا برے کام سے اور ان کو حلال بتائے گا تمام پاکیزہ چیزیں اور حرام بتائے گا سب ناپاک اور بدنتیجہ چیزیں اور اتارے گا ان سے ان کے بوجھ اور وہ پھندے جو ان پر پڑے ہوں گے تو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور اتباع کی اس نور کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے تو یہی لوگ نہال و بامراد ہوں گے۔

تفسیر۔ وَ الْاِنْجِیْلِ۔ایک اعمال ۳ باب ۲۱۔ ۲۲ آیت میں۔متی ۱۳ باب ۱۳۔آیت۔ یوحنّا ا باب ۲۲ آیت۔

یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ ایک پہچان پیشگوئی سے ہوتی ہے۔دوسری تعلیم سے۔چنانچہ اس کے اصول بیان فرمائے۔

اِصْر ۔ بڑے عظیم الشان معاہدے کی خلاف ورزی سے جو عذاب آتا ہے۔وہ نبی کریم کی متابعت سے ٹل گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ۔باب ۱۸۔استثناء باب ۳۲۔ یرمیاہ ۲۱۔یسعیاہ ۴۔متی ۱۳۔۳۱۔ اعمال ۳ باب ۲۲۔ یوحنّا ا۔آیت ۲۲۔یسعیاہ ۵۴۔قرنتیوں ۷۔ باب ۴۔ ۱۵۔

اِصْرَهُمْ ۔رسم و رواج۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

---

[1] اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو۔

وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۔[1]

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔صفحہ ۲۸۲ حاشیہ)

۱۵۹۔ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔

ترجمہ۔ کہہ دے اے لوگو کچھ بھی شک نہیں کہ میں اللہ ہی کا رسول ہوں تم سب کی طرف وہ اللہ جس کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی سچا معبود نہیں مگر اکیلا وہی جلاتا ہے (ایمانداروں کو) اچھی زندگی کے ساتھ اور مارتا ہے (بے ایمانوں کو) بدی کے ساتھ تو تم اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو مانو وہ خاص رسول جو مکّہ کا رہنے والا ہے جو اللہ کو مانتا ہے اور اس کے سب کلاموں کو اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم راہِ راست پا جاؤ (حیات دائمی کی)۔

تفسیر۔ كَلِمٰتِهٖ ۔ اب تو قرآن کو یا قسم کے لئے رکھا ہے یا عمل حبّ و بغض وحصولِ رزق کے لئے افسوس جو قرآن حبّ لغیر اللہ کو چھوڑ وا کر الحُبُّ لِلّٰہ کے لئے آیا اس سے یہ امید رکھی جاوے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے جو میرا پیر بھائی تھا۔ مجھے ایک عمل لکھ بھیجا کہ اسے پڑھنے سے ڈیڑھ سو روپیہ آمدنی ہو جائے گی، جو مَیں نے کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ عرضِ حال پر اس نے مجھے لکھا ؎

بمطلب مے رسد جو یائے کام آہستہ آہستہ زِ دریا مے کشد صیاد دام آہستہ آہستہ[2]

اس کے بعد جب میں نے وہ عمل کیا اور اپنی اوسط آمدنی نکالی۔ تو سچ مچ ڈیڑھ سو نکلی۔ مگر معاً میرے دل میں آیا۔ یہ اس عمل کا نتیجہ ہے یا طبابت کا۔ اس بات کو صاف کرنے کے لئے میں نے ارادہ کیا کہ پہلے صرف طبابت کرتا ہوں۔ پھر دوسرے مہینے طبابت چھوڑ کر صرف یہ عمل کروں گا۔ پھر دیکھوں گا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ کا خاص فضل ہے اس نے میری ہدایت کا سامان بہم پہنچایا۔ اس مہینے مجھے طبابت سے ۱۲۰۰ روپے کی آمد ہوئی۔ اس عمل کو میں نے اپنے خسارے کا موجب جانا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔

---

[1] اور اتارتا ہے ان سے بوجھ اُن کے اور پھانسیاں جو اُن پر تھیں۔ [2] کوشش کرنے والا اپنے مقصد کو بتدریج پا ہی لیتا ہے اور دریا میں سے شکاری آہستہ آہستہ جال نکال ہی لیتا ہے۔

کچھ مدّت بعد وہی عمل بتانے والا آیا جس نے آخر مجھ سے استدعا کی کہ مہاراج کے پاس مجھے ساٹھ روپے کا دعا گو ہی بنوادو۔ حتیٰ کہ پندرہ روپے پر راضی ہوگیا۔ جس سے صاف کھل گیا کہ یہ فرقہ کیسا ذلیل ہے اور یہ راہ منعَم علیھم کی نہیں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

انبیاء علیھم السلام کی تعلیم کے لئے یہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نائب نہ ہوتا تھا۔ اس لئے لوگ بے خبر ہو جاتے تھے اور قوم پھر سو جاتی تھی۔ مگر مولیٰ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وسیع کر دیا ہے۔ اور آپؐ کا بھی دعویٰ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا ہے۔ اور ایسی مضبوط کتاب آپؐ کو عطا فرمائی۔ ممکن تھا کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولیٰ کریم نے فرما دیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کے لئے قرّاء اور حُفاظ ہیں ایسے ہی باطنی تعلیم کیلئے ایک سامان مہیا فرمایا...... یہ احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جو اسلام سے مخصوص ہے۔ کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالیٰ جیسا وقت ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اس کا یاد دلانے والا بھیج دیتا ہے۔ یہ انعام ہے۔ یہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۷ مؤرخہ ۳ر مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ نبوّت دیکھو تو قیامت تک وسیع کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان ہوئی۔ اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی۔ کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکامِ الٰہی میں اتباعِ رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔ کوئی صوفی، کوئی مست قلندر، بالغ مرد، بالغہ عورت کوئی ہو۔ اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے...... کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔ (الحکم جلد ۳ نمبر ۱۷ مؤرخہ ۱۲ر مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۱)

آپؐ کا دامن نبوت دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ اب کوئی نبی نیا ہو یا پرانا آ ہی نہیں سکتا۔ کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان کے ہوئی اور بلحاظ مکان یہ

کثرت کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی۔ کوئی آدمی نہیں جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباعِ رسالت پناہی کی ضرورت نہیں کوئی صوفی، کوئی بالغ مرد، بالغہ عورت، کوئی ہو اس سے مستثنٰی نہیں ہو سکتے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

قرآن مجید میں ایک عجیب اور عظیم الشان دعویٰ کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی قوم کے ہادی یا نذیر و مامور نے نہیں کیا اور وہ یہ ہے قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا یعنی اے نبی کریم! کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اس دعویٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولوالعزمی، آپ کی دعوت کی بے نظیری اور عالمگیری عیاں ہے۔ آپؐ کی نبوت و دعوت کا دائرہ نوع انسان پر کھینچا گیا ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی انسان آباد ہے وہاں کوئی نبوت کوئی شریعت کوئی تمدن اگر حکومت و ہدایت کا موجب ہو سکتا ہے تو وہ وہی ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔ اس لیے اسلام ایک عالمگیر مذہب کہلاتا ہے اور یہی وہ سر ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح نیشنلٹے کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ اس نے ہمیشہ ہیومینٹی کی تعلیم دی ہے۔ جبکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور نوع انسان کے لئے بہترین رہنما اور ہادی ہے تو یہ ضروری امر تھا کہ اس کے لانے والا اپنی زندگی میں ان تمام مراحل و شعبہ ہائے زندگی کا نمونہ رکھتا جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے دوسرا دعویٰ قرآن کریم نے یہ کیا

وَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے ایک نمونہ ہے۔

(الحکم جلد ۷ ۳ نمبر ۲ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۹)

۱۶۲۔ وَ اِذْ قِیْلَ لَهُمُ اسْکُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَ کُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطِیْٓـٰٔتِکُمْ ؕ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب ان کو کہا گیا آرام اور چین سے رہو اس بستی میں اور کھاؤ اُس میں سے جہاں چاہو اور کہو ہمارے قصور معاف کر اور دروازے میں داخل ہو فرمانبردار ہو کر تو ہم (تمہاری حفاظت کریں

گے) تمہاری خطائیں بخش دیں گے قریب ہی محسنوں کو ہم بہت کچھ دیں گے۔

تفسیر۔ حِطَّةٌ۔ استغفار جس کا نتیجہ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ہے۔

سُجَّدًا۔ فرماں برداری جس کا نتیجہ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

۱۶۳۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو بدل دیا اُن میں سے بے جا کام کرنے والوں نے بات کو اس کے سوائے جو اُن سے کہی گئی تھی تو ہم نے بھیج دی ان پر بلائے آسمانی کیونکہ وہ بے جا کام کرنے والے تھے۔

تفسیر۔ مِّنَ السَّمَآءِ۔ اٹل۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹)

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ۔[1] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۳۱۳)

۱۶۴۔ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور پوچھ لے ان سے اس بستی کا حال جو سمندر کے کنارے کے قریب تھی ان لوگوں نے آرام کے دنوں میں اللہ جلّ شانہٗ کی بڑی مخالفت کی جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ان کے آرام کے دنوں میں پانی کے اوپر اور جب آرام کے دن نہ ہوں یعنی (خشک سالیوں میں) تو نہیں آتی تھیں ان کے پاس۔ اسی طرح ہم ان کو آزمانے لگے کیونکہ وہ نافرمان تھے۔

تفسیر۔ یہودیوں، عیسائیوں کی باتیں مسلمانوں کی نصیحت کے لئے ہیں۔

عَنِ الْقَرْيَةِ۔ ۱۔ یاردن (اردن۔ ناشر) کے کنارے، یروشلم۔ ۲۔ دوسرے معنی یہ کہ لوگوں کے اجتماع سے جو فرعون کے غرق ہوتے وقت تھے۔

فِي السَّبْتِ۔ سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں۔ جس کو ذرا آرام ملا۔ حد سے گزرنا شروع کر دیا۔

---

[1] پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے بدلہ ان کی شرارت کا۔

نفس ہر کس کمتر از فرعون نیست لیکن او را عَون مارا عَون است [۱]

دوسرے معنے سبت کے ہفتہ کے ہیں۔ یہود کو اس دن شکار کی ممانعت تھی جیسے مسلمانوں میں جمعہ ہے۔

نَبْلُوْهُمْ ۔ مخلصوں اور شریروں کا اظہار کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔ [۲] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔ صفحہ ۳۱۳)

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۔ بنی اسرائیل دریا سے نکل کر ہی دوسری جگہ آباد ہوئے۔

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔ ابتلاء تین قسم کے۔ ایک امام بننے کے لئے اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ ۔ ۲۔ بَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّـَٔاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔ ۳۔ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

ابتلاء کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلاء آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ [۳] (البقرۃ:۱۲۵)۔

۲۔ بدذاتوں۔ بے ایمانوں۔ کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلاء آتے ہیں جیسے فرمایا۔ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (الاعراف:۱۶۴)۔

۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے ان پر بھی ابتلاء آتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ [۴] (الاعراف:۱۶۹) ۴۔ اور کبھی ابتلاء ترقیٔ مدارج کے لئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ......الخ [۵] (البقرۃ:۱۵۶)

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

۱؎ - ہر ایک کا نفس فرعون سے کم سرکش نہیں ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے خدمت گزار تھے اور ہمارا کام ہی مدد کرنا ہے۔ ۲؎ یوں ہم آزمانے لگے اُن کو اس واسطے کہ بے حکم تھے۔ ۳؎ اور جب کہ ابراہیم کو چند باتوں کے بدلہ میں اُس کے رب نے کچھ انعام دینا چاہا۔ ۴؎ اور کچھ نیکوں کے سوائے ہیں اور ہم نے امتحان کیا ان کا سکھ اور دکھ سے تا کہ وہ پلٹ آویں۔ ۵؎ - اور البتہ ہم تمہارا امتحان لیں گے انعام دینے کو کچھ خوف سے اور کچھ بھوکا رکھ کر اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے (اور اے پیارے محمدؐ تو) خوش خبری سنا دے ان صابروں کو۔

۱۶۷۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَھُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب وہ حد سے بڑھ گئے جس کام سے ان کو منع کیا جاتا تھا تو ہم نے کہا ان کو ہو جاؤ بندر ذلیل۔

تفسیر۔ جب وہ ہماری منع کر دی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے۔ ہم نے کہا جاؤ ذلیل بندر بن جاؤ۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۸)

كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ کہتے ہیں تین دن کے بعد ہلاک کر دیا تھا۔

قَطَّعْنٰھُمْ فِى الْاَرْضِ آتا ہے۔اور فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ بھی آیا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۶۸۔ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْھِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُھُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ۔ اور وہ یاد کرو جب جتا دیا تیرے رب نے کہ ضرور مسلّط کرے گا (غالب رکھے گا) ان پر قیامت تک ایسے شخص کو جو انہیں دیا کرے بُری تکلیفیں۔ بے شک تیرا رب بہت جلد عذاب کرنے والا ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ غفور الرحیم بھی ہے۔

تفسیر۔ اور تیرے ربّ نے خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا کہ میں قیامت تک ایسے لوگوں کو ان پر حکمران کروں گا۔ جو انہیں برے عذاب دیں گے۔ بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم بھی ہے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۸)

۱۶۹۔ وَ قَطَّعْنٰھُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْھُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْھُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَ بَلَوْنٰھُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّھُمْ يَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے تتر بتر کر دیا اُن کو ملک میں ٹکریاں ٹکریاں کر کے کچھ تو ان میں سے نیک ہیں اور کچھ نیکوں کے سوائے ہیں اور ہم نے امتحان کیا ان کا سکھ اور دکھ سے تا کہ وہ پلٹ آویں۔

تفسیر۔ ہم نے انہیں گروہ گروہ بنا کر زمین میں منتشر کر دیا۔ بعض ان میں اچھے نکلے اور بعض ان کے

خلاف اور ہم نے بھلائی اور برائی پہنچا کر انہیں امتحان میں ڈالا۔تو کہ باز آئیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۸)

۱۷۰۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو پیچھے آئے اُن کے ایسے ناخلف جووارث بنے کتاب کے وہ لیتے ہیں اس ادنیٰ دنیا کا مال اور کہتے ہیں کہ قریب ہی ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر ان کے پاس کوئی دنیوی چیز آوے اتنی ہی تو اس کو بھی لے لیں کیا ان سے اقرار نہیں لیا گیا تھا پکّا جولکھا ہوا کتاب میں ہے یہ کہ نہ بولیں اللہ پر سچ کے سوائے کچھ اور، اور وہ پڑھ چکے ہیں جو اس کتاب میں ہے اور آخرت کا گھر بہت ہی اچھا ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ کیا تو کیا تم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

تفسیر۔ اور ان کے بعد ان کے ایسے جانشین کتاب کے وارث ہوئے جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے ہم بخشے جائیں گے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۸)

۱۷۳۔وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ۔

ترجمہ۔اور جب جب نکالتا ہے تیرا رب بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو تو ان کو ان کے نفسوں پر شاہد کرتا ہے کیا میں تمہارا رب ہوں یا نہیں تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ جی ہاں! جی ہاں! ہم گواہ ہیں ایسا نہ ہو کہ کہہ دو انجام کے وقت کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر ہی تھے۔

تفسیر۔ وَ اَشْهَدَهُمْ ۔ ہر ایک لڑکے کو جب ہوش آتا ہے تو وہ اپنے آپ پر گواہ ہوتا ہے کہ میں اپنا ربّ نہیں ہوں بلکہ ایک اور مدّبر بالا رادہ ہستی ہے۔

میں تو اپنے آپ سے یہ سوال کر کے اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ میرا ربّ وہی ہے جو ربّ العالمین ہے ایک شخص نے کیا ہی عمدہ دلیل دی ہے۔

اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ۔ وَاٰثَرُ الْقَدَمِ عَلَی السَّفَرِ اَمَا تَقُوْلُ اَنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ تَدُلُّ عَلَی الْعَلِیْمِ الْقَدِیْرِ۔[1] (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۔ ہر بنی آدم کو عقل کے وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا کوئی ربّ ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ میں ظہور کا لفظ زبان عرب میں زائد آیا کرتا ہے۔ دیکھو قاموس۔ بَیْنَ اَظْهُرِهِمْ ۔ اَیْ وَسْطِهِمْ ۔ بَیْن کا لفظ وسط کے معنی دیتا ہے۔ اور اظہر کا لفظ زائد ہے معنی اس فقرے کے، اُن کے بیچ یا ان میں۔ حدیث میں بھی یہ محاورہ آیا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الایمان صفحہ ۷۔ کُنْتَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا۔ آپ تھے ہم میں۔ محاورۂ عرب دیکھو مَا اَفْصَحَكَ وَ مَا خَرَجْتَ مِنْ اَظْهُرِنَا۔ تو کیسا فصیح ہے اور تُو تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ اور عرب بولتے ہیں كَانَ يَنْشُدُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِهٖ یعنی وہ دل سے یا از بر شعر پڑھتا تھا۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔......

اصل مطلب آیت کا یہ ہے۔ کہ عادل، رحیم، قدّوس خدا نے تمام بنی آدم میں ان کی بدو فطرت میں ایک قوتِ ایمانیہ اور نورِ فراست ودیعت رکھا ہے جو ہمیشہ وجودِ الٰہی اور اس کی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے یا عقلاً، یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارض کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجبول کی گئی ہے۔ کسی بیرونی محرک کے سبب سے حرکت میں آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کسی بے ایمان کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مر گئی ہو اور وہ کمبخت اتھاہ کنویں میں جا پڑا ہو اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اس نے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اس کا اپنا قصور ہے عادل خدا کی ذات اس سے منزّہ ہے۔

---

[1] مینگنی اونٹ کے وجود پر دلیل ہے اور قدموں کے نشان کسی کے گزرنے کی دلیل ہے تو یہ آسمان و زمین کیوں خدائے علیم وقدیر کی ذات پر دلیل نہیں۔ (مرتب)

اب اسی فطرت کے اقرار کو اسی ربوبیتِ الٰہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان ربّانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے اور اس دقیق فطرت کے راز کو اس طرح پر انسان کو سمجھاتا ہے کہ انسان بدو فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلّی اور فطری ہے۔ اور اس کی ترکیب و ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے۔

قرآن کا یہ عجیب معجز طریق ہے کہ وہ ایسے باریک مسائل کو اس نہج میں ادا کرتا ہے کہ اس سے عالم و جاہل یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ عیسائی ظاہر بین الفاظ پرست ان اسرار کو کیا سمجھیں۔ وہ تو کتب الہامیہ کے خصوصیات اور ان کے طرق ادائے مطالب سے آشنا ہی نہیں ہوئے۔ خواہ مخواہ ہر ایک حقیقت پر اعتراض جما دینے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے گو وہ اناجیل ہی میں کیوں نہ ہو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ .... عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۔[1]

یعنی آدمی کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں سے بنایا اور آدمی میں ایسی عقل اور فطرت رکھی جس سے وہ اپنے رب کا قائل اور اپنے خالق کی ربوبیت کا اقرار ضرور کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ محکمہ جزا و سزا میں ایسا نہ کہہ دے کہ مجھے تو خبر نہ تھی۔ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ کا ترجمہ ان سے کیا گیا۔ اس لئے کہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ ۔ اَيْ وَسْطِهِمْ [2] اور كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا اَيْ بَيْنَنَا [3] اس آیت کا ذکر اس لئے کیا کہ اس آیت شریف سے کوئی روح کا قبل الجسد موجود ہونا نہ سمجھ لے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ اوّل۔ صفحہ ۳۱)

واضح ہو کہ تکذیب کے دو درجہ ہیں۔ اول درجہ تکذیب کا تو یہ ہی ہے کہ انسان اپنی فطرت صحیحہ کو کھو بیٹھے جو عطیہ الٰہی ہے اور اس کو محض بیکار کر دیوے کیونکہ ہر ایک انسان ذوالعقل کی بناوٹ

---

[1] جب لی تیرے رب نے اولادِ آدم سے، ان سے اُن کی اولاد۔ اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر۔ کیا میں تمہارا ربّ نہیں؟ انہوں نے کہا بیشک ہم قائل ہیں۔ کبھی کہو قیامت کے دن۔ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ [2] ان کے درمیان/ان میں۔ [3] تو ہمارے درمیان/ہم میں تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ بغیر پہنچنے رسولوں کی رسالت کے بحکم کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ[1] (بخاری۔ کتاب الجنائز باب ماقیل فی أولاد المشرکین۔ ح:۱۳۸۴) کے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت خالصہ کو سمجھ سکتا ہے۔ ورنہ اس کی کیا وجہ کہ فونوگراف کا بنانے والا یہ تو یقینا جانتا ہے کہ بغیر کاریگر کے فونوگراف خودبخود نہیں بن سکتا۔ پھر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ انسان حیوان ناطق جس کو اپنے وجود اور تربیت میں ہر لحظہ اور ہر آن میں ایک خالق اور رب کی سخت ضرورت ہے، وہ خودبخود موجود ہو گیا ہو اور خودبخود اس نے تمام مراتب تربیت انسانیت کے حاصل کر لئے ہوں دیکھو جس وقت انسان محض نطفہ تھا۔ مع ہذا اس میں یہ تمام قویٰ ظاہری اور باطنی اور اعضائے جسمی موجود تھے جواب پیدا ہو گئے ہیں۔ پس وہ نطفہ ہی بزبان حال گواہی دے رہا ہے کہ ایک خالق اور رب اس کا بالضرور ایسا موجود ہے جس نے اس نطفہ میں یہ تمام اعضائے جسمی اور قوائے ظاہری اور باطنی ہاں اسی میں مرکوز رکھے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیتوں میں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى[2] (الاعراف:۱۷۳) میں اس امر کو واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔ پس جبکہ فطرت انسانی ہی اس طرح کی واقع ہوئی ہے جو ابتدائی حالت نطفگی سے ایک خالق اور ربّ کا وجود ضروری سمجھتے ہیں تو اسی فطرت صحیحہ کی طرف رجوع نہ کرنا اور اس کی شہادت کو دوبارہ توحید اور ربوبیت خالصہ الٰہی کے قبول نہ کرنا یہ بھی تکذیب ہے اور اس تکذیب پر بھی کوئی عذر اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ[3] (الاعراف:۱۷۳) کا مسموع نہ ہووے گا اور نہ تقلید آباء واجداد کی کہ اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ[4] (الاعراف:۱۷۴) عذر ہو سکے گا۔ دوسرے درجہ کی تکذیب جو اس سے قباحت میں بہت بڑھ کر ہے یہ ہے جو ان آیات مذکورہ میں بیان فرمائی گئی ہے کہ اے پیغمبران لوگوں پر اس شخص کا حال بھی تلاوت کر کر سنادو۔ جس کو ہم نے اپنی آیات اور نشانات بھی دیئے تھے پس وہ ان آیات سے جدا ہو گیا۔ جیسا کہ مثلاً بکرے سے کھال علیحدہ کرلی جاوے۔ پس شیطان اس کے پیچھے جالگا تو

---

[1] ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ [2] کیا میں تمہارا رب ہوں یا نہیں تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ جی ہاں۔ [3] ہم تو اس سے بالکل بے خبر ہی تھے۔ [4] محض ہمارے باپ دادا ہی نے ہم سے پہلے شرک کیا اور ہم تو ان کے پیچھے اولاد ہوئے۔

وہ سخت گمراہیوں میں سے ہوگیا۔

.... مفسرین میں اس شخص کی نسبت بڑا اختلاف ہے کہ یہ کون شخص تھا۔شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ یعنی بلعم باعورا کہ کتب الٰہی خواندہ بود بعد ازاں باغوائے زن خود ایذاء حضرت موسیٰ قصد کردوملعون شد۔[1] تفسیر کبیر میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے ابتدائی بعثت کے وقت میں ایک شخص امیہ بن ابی الصلت تھا جس کو کتب سابقہ کے علم سے یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ اس وقت میں ایک رسول عظیم الشان مبعوث ہونے والا ہے اور اس کو یہ گمان بھی تھا کہ وہ رسول میں ہی ہوں گا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ رسالت فرمایا۔تو اس کو بڑا رشک اور حسد پیدا ہوگیا اور کمبخت کافر ہی مرا۔یہ شخص وہی امیہ بن ابی الصلت ہے جو عرب میں بڑا مشہور شاعر تھا اور جس کی نسبت آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَ کَفَرَ قَلْبُہٗ (صحیح مسلم۔ کتاب الشعر) یعنی شعر تو اس کا ایمان لے آیا تھا۔مگر دل اس کا کافر ہی رہا۔یہ اس لئے فرمایا کہ یہ شخص اپنے شعروں میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتا تھا اور توحید الٰہی کے دلائل بھی دیا کرتا تھا اور بیان اعمال صالحہ اور احوال آخرت یعنی جنت ونار کا ذکر بھی ان شعروں میں کیا کرتا تھا اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت ابوعامر راہب کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کا لقب دیا تھا۔

غرضیکہ اس آیت کا مصداق کوئی ہو خواہ بلعم باعورا ولی مستجاب الدعوات ہو یا امیہ بن ابی الصلت شاعر موحد ہو یا ابوعامر راہب ہو۔جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دنیا کو ترک کر دیا تھا یا اور کوئی ہو، بہرحال اس آیت سے صریح یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ مامور من اللہ کی مخالفت میں سب مخالف مردود ہوجاتے ہیں۔اس کے مقابلہ میں نہ کسی کی ایسی ولایت ہی مقبول ہوتی ہے جو مستجاب الدعوات کے مرتبہ پر پہنچ گئی ہو جیسا کہ بلعم باعورا ولی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا یا کوئی شخص فصیح وبلیغ شاعر ہو جو توحید الٰہی کو اپنے قصائد اور اشعار میں نظم کرتا ہو مقبول ہوسکتا ہے اور نہ کوئی راہب اور زاہد مخالف مامور من اللہ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سرسبز ہوسکتا ہے۔ بلکہ مامور من اللہ کا مکذب اور مخالف خائب وخاسر، نامراد اور مردود درگاہ الٰہی ہی ہوجاتا ہے جیسا کہ یہ تینوں شخص

---

[1] بلعم بعور جو کہ کتاب الٰہی پڑھا ہوا تھا نے اپنی بیوی کے بہکانے کے باعث حضرت موسیٰؑ کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا اور ملعون ٹھہرا۔

باوجود ہونے صاحب ولایت کاملہ کے اور باوجود ہونے موحد عابد، زاہد کے مردود ہو گئے جیسا کہ آیت زیرتفسیر میں عبرت حاصل کرنے کے لئے ان کا قصہ ارشاد ہوا ہے اور اگر غور کیا جائے۔تو وہ شخص جو صدہا آیات ونشانات صداقت کے دیکھ چکا ہو بلکہ اپنی زبان اور قلم سے ان صدہا نشانات کو دنیا میں تبلیغ بھی کر چکا ہو۔ اس کی تکذیب موجب عذاب ہونے میں سب سے زیادہ بڑھ کر ہوگی۔دیکھو اہل کتاب کو جو حافظ اور مفسر توراۃ وغیرہ کے تھے انہیں کو اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ[1] (البینۃ:۷) فرمایا گیا ہے اور احادیث میں مولویان مکذبین مسیح موعود کو عُلَمَآؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ (مشکوۃ کتاب العلم)[2] کلام نبوت میں وارد ہوا ہے۔

پھر آیت ھٰذا کے الفاظ پر غور کرو۔اول تو لفظ اِنْسِلَاخ کا فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم ایک جاندار کی کھال کا ادھیڑا جانا ہے۔دیکھو جس ذی روح کو کہ مُنْسَلَخ کیا جاوے اس کو کس قدر تکلیف ہوگی اور وہ حیوان مُنْسَلَخ کیسا مکروہ اور قبیح معلوم ہوتا ہے۔اس جگہ اِنْسِلَاخ اسی لئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ نشانات الٰہیہ کو دیکھ کر پھر بھی ان کا مکذب ہو جانا ایسا ہے جیسا کہ جاندار کی کھال ادھیڑی جاوے اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ ایسا مکذب پھر مصدق بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جبکہ کسی جانور کی کھال ادھیڑ لی جاوے تو پھر وہ کھال اس ذی جان کے جسم میں دوبارہ نہیں لگ سکتی اور یہ بھی مفہوم ہوا کہ قبل اِنْسِلَاخ کے اس کھال کو اس جاندار کے ساتھ کمال اتصال تھا۔مع ھٰذا پھر بعد اِنْسِلَاخ کے مبائنت تامہ ہوگئی۔پھر ایسا مکذب کیوں کر مصدق ہو سکتا ہے۔اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

دوسری مذمت ایسے مکذب کی یہ ارشاد فرمائی گئی کہ اب اس کے پیچھے شیطان ایسا لگ گیا کہ وہ خود شیطان بن جاوے گا کیونکہ ایک قرأت میں فَاَتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ باب افتعال سے بھی آیا ہے۔یعنی شیطان اس کا متبع ہے اور وہ شیطان کا بھی باپ یعنی متبوع ہے۔دیکھو اللہ تعالیٰ کو ایسے مکذب کی کس قدر مذمت منظور ہے۔پھر تیسری مذمت ایسے مکذب کی فرمائی گئی کہ وہ غوی اور غاوی ہو چکا یعنی سخت گمراہ ضدی ہو گیا۔کیونکہ غاوی اس کو کہتے ہیں کہ جس کے ہدایت پانے کی امید نہ رہی

---

[1] یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ [2] ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

ہو اور لفظ غوغا کا مادہ بھی یہی غوایتہ ہے جو جنگ وجدال اور شوروشر پر دال ہے بخلاف لفظ غبی کے کیونکہ اس کے مفہوم میں صرف سادگی اور بے وقوفی داخل ہے۔ لاغیر۔ دیکھو صراح، صحاح وغیرہ کو۔ چوتھی مذمت ایسے مکذب کی یہ فرمائی گئی ہے کہ وہ زمین ہی میں لگ گیا یعنی دھس گیا اور چپک گیا۔ تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ قَالَ اَصْحَابُ الْعَرَبِيَّةِ اَصْلُ الْاِخْلَادِ اللُّزُوْمُ عَلَى الدَّوَامِ وَكَاَنَّهٗ قِيْلَ لَزِمَ الْمَيْلُ اِلَى الْاَرْضِ وَمِنْهُ يُقَالُ اَخْلَدَفُلَانٌ بِالْمَكَانِ اِذَالَزِمَ الْاِقَامَةَبِهٖ۔........ [1] پانچویں مذمت اس کی یہ فرمائی گئی ہے کہ کتے کے ساتھ اس کو تشبیہ دی گئی جو اخس الحیوانات ہے۔ چھٹی مذمت ایسے مکذب کی یہ ارشاد ہوئی کہ کتے کی اس حالت کے ساتھ اس کی حالت مشابہ ہے جو بدترین حالت ہے یعنی زبان نکال کر ہانپتے رہنا۔ وہ بھی ہر ایک حال میں خواہ اس کو کسی شکار کرنے کے لئے دوڑایا جاوے یا نہ دوڑایا جاوے مگر زبان نکال کر وہ ہانپتا ہی رہتا ہے۔ پھر خود ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے افعال ذم کے ساتھ اس مثل کی مذمت فرمائی کہ یہ مثل ایسے مکذبین کی بہت ہی بری مثل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس بیان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ انبیائے اولوالعزم کے وقت میں بھی ایسے مکذب گزرے ہوئے ہیں جو سب طرح کے نشانات دیکھ کر بلکہ خود ان نشانوں سے مامور من اللہ کی حقیقت کو ثابت کر کر تصدیق کر چکے تھے جس پر الفاظ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا [2] (الاعراف:۱۷۶) دال ہیں پھر بھی وہ مکذب ہو گئے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس قدر مذمت فرمائی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور مکذب کی شاید ہی فرمائی ہو اور یہ سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ حضرت مسیح کے وقت میں موافق اسی سنت اللہ کے کوئی ایسا فرد کامل مکذبوں کا بھی موجود ہے یا نہیں۔ جواب اس کا یہی ہے۔ کہ کئی شخص موجود ہو گئے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو۔ دیکھو ایک تو وہ جس نے ریویو براہین احمدیہ کا لکھا اور تائید وتصدیق میں کوئی

---

[1] عرب کہتے ہیں اِخْلَاد کی اصل ہمیشہ کے لئے چمٹ جانا اور گویا کہا گیا ہے۔ زمین کی طرف جھکاؤ نے لُزُوْم اختیار کر لیا۔ مستقلاً ہو گیا اور اسی سے اَخْلَدَ فُلَانٌ بِالْمَكَانِ کہا جاتا ہے۔ فلاں نے اس جگہ مستقل رہائش اختیار کر لی۔

[2] جس کو دی تھی ہم نے اپنی آیتیں۔

دقیقہ اس نے فروگزاشت نہیں کیا تھا۔ یہ شعر بھی اسی ریویو میں لکھا ہوا ہے۔ کہ

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

دوسرا شخص وہ ہے جس نے ایک بڑی تفسیر طول طویل لکھی تھی جس تفسیر میں کثرت سے آیات اللہ کو تائید وتصدیق مسیح موعود میں تحریر کیا تھا اور اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا (الاعراف:۱۷۶) کا مصداق تھا وہ بھی مکذب ہو چکا ہے جس کی تکذیب اخبار بدر وغیرہ میں طبع ہو چکی۔ یہ مضمون میں نے اس لئے بیان کیا ہے کہ کوئی صاحب یہ وہم اپنے دل میں نہ لاویں کہ ایسے لوگوں کا بدل جانا اس مسیح موعود سے اس کی صداقت اور حقیقت میں کچھ فرق پیدا کرتا ہو۔ حاشا وکلا۔ بلکہ یہ تو سنت اللہ ہے جو قدیم سے ہوتی چلی آتی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اسی لئے یہاں پر لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [1] (الاعراف:۱۷۷) وغیرہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ لوگ ہمیشہ غور اور فکر کرتے رہیں کہ ایسی تکذیب سے صداقت اور حقیّت صادق میں کسی طرح کا فرق نہیں آسکتا بلکہ ایسے امور میں تفکر کرنے سے ایک طرح کی صداقت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب حضرت موسیٰ کے وقت سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جیسا کہ احوال بلعم باعورا اور امیہ بن ابی الصلت سے واضح ہو گیا تو کارخانہ نبوت میں ایسے مرتدین کا وجود واسطے ظہور نشانات کے بھی سنت اللہ میں داخل ہو گیا۔ وَلَنِعْمَ مَاقِيْلَ

در کارخانہ عشق از کفر ناگزیر است [2]
آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

اور جو ایسا مکذب ہو جاوے وہ مامور من اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ [3] (الاعراف:۱۷۸) کا مصداق ہو جاتا ہے۔

---

[1] تا کہ وہ بچیں۔ [2] عشق کے کارخانہ میں کفر لازمی بات ہے۔ اگر ابولہب نہیں ہوگا تو آگ کس کو جلائے گی؟
[3] اور وہ اپنا ہی کچھ نقصان کرتے رہے۔

؎ جو کوئی اس امر کا منکر ہوا
اپنا کچھ کھویا کسی کا کیا گیا

اب فرمایا جاتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو انہیں آیات کی تصدیق کی برکت سے اس کا مرتبہ بلند کرتے مگر اس نے دنیا کی ذلت اور پستی کو اپنے لازم حال کر لیا اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے لگ گیا تو اس کی مثل کتے کی سی مثل ہے کہ اگر اس پر دوڑنے جھپٹنے کا بار ڈالو تب بھی زبان کو باہر نکال کر ہانپتا رہتا ہے اور اگر اس کو اسی کے حال پر چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے ہوئے ہانپتا رہتا ہے۔ یہ ہے مثل ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں اور نشانوں کو جھٹلایا۔ تو اے پیغمبر! یہ قصے بیان کرتے رہو تاکہ یہ لوگ کچھ سمجھیں۔ سوچیں۔

.... ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیات الٰہی کی تصدیق کرنا اور ان کے بموجب عملدرآمد کرنا باعث رفع درجات کا ہے اور تکذیب آیات اللہ کی اور ان سے اعراض کرنا موجب ذلت اور پستی کا ہے۔ چونکہ انبیاء آیات اللہ کے مبلغ ہوتے ہیں تو ان کا رفع بطریق اولیٰ ہوا کرتا ہے اور ان کے متبعین کا رفع بہ سبب اتباع مقتضا ان آیات کے ان کو حاصل ہوتا ہے اور ان کے مکذبین کو دنیا اور آخرت میں بجز عذاب شدید کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہ تینوں امر اللہ تعالیٰ نے آیت یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ[۱] (اٰل عمران:۵۶) میں بیان فرما دیئے ہیں۔ رفع عیسیٰ کا فوقیت متبعین کے کافروں اور مکذبین کو عذاب شدید دنیا اور آخرت میں۔ اٰتَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا سے معلوم ہوتا ہے کہ بالضرور علم آیات الٰہیہ اس کو دیا گیا تھا۔ خواہ وہ آیات اللہ اور حجج دربارہ توحید کے ہوں یا اسم اعظم یا الہامات یا اجابت دعا وغیرہ ہو جیسا کہ تفاسیر میں لکھا ہے۔ بہر حال علم الٰہیات کا بخوبی اس کو حاصل تھا پھر بھی ایک نبی کی مخالفت سے مردود درگاہ ہو گیا۔ قصہ آدم اور ابلیس کا جو متعدد جگہ پر قرآن شریف میں مختلف اسلوبوں سے بیان فرمایا ہے اس کا لبّ اور خلاصہ بھی یہی ہے۔

یہ آیات اہل علم کے لئے بلکہ ان لوگوں کے لئے جو ملہم بھی ہیں۔ بڑی عبرت دلانے والی ہیں کہ مامور من اللہ کے مقابلہ اور مخالفت میں جو ان کے الہامات ہوں یا علمی شبہات ہوں ان کا اتباع صرف اتباع ہوا کا ہے لاغیر۔ کیونکہ ان کے الہامات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حفاظت نہیں ہوتی ہے

---

[۱] اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں تیری روح قبض کرنے والا ہوں۔

بلکہ شیطانی دخل ان الہامات میں اکثر ہوجاتا ہے جس کا نام اتباع ہوا ہے اور اس کا ازالہ نہیں کیا جاتا۔ بخلاف مامور من اللہ کے الہام کے کہ ان کے الہاموں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی حفاظت کی جاتی ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا[۱] (الجن:۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ چلاتا ہے مامور من اللہ کے الہامات کے پیچھے چوکیداروں کا پہرہ تاکہ اس میں شیطانی دخل نہ ہونے پاوے۔ اور اس مسئلہ الہامات کو ہم نے کتاب اٰيَاتُ الرَّحْمٰنِ لِنَسْخِ مَايُلْقِي الشَّيْطَانُ[۲] میں ایسا بیان کر دیا ہے جس سے درمیان الہامات عوام غیر مامورین اور الہامات مامورین من اللہ کے ایک مابہ الامتیاز حاصل ہوجاوے۔

اور متکلمین کا یہ مسئلہ بڑا ہی حق ہے کہ مطلقاً الہام حجت شرعی نہیں ہے جب تک کہ اس کے ثبوت پر قطعی دلائل موجود نہ ہوویں اور نشانات آسمانی و زمینی اس کے ثبوت میں قائم نہ ہولیویں۔ اور سِر اس میں کہ غیر مامورین میں بھی استعداد الہامات اور رؤیا کی اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے، یہ ہے کہ کارخانہ نبوت کی ایک نظیر ان میں موجود ہوتا کہ اس نظیر پر قیاس کرکر کارخانہ نبوت کی تصدیق کریں اور ان پر اتمام حجت ہوجاوے اور یہ عذر نہ کرسکیں کہ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ[۳] (الاعراف:۱۷۳) یعنی فِيْٓ اَصْلِ الْفِطْرَةِ فَلَمْ يُوْثِّرْ فِيْنَا اَقْوَالُ الرُّسُلِ[۴] اور پھر ایسا مکذب جو بعد پہنچ جانے آیات اللہ کے تکذیب کرے اس کا ہدایت پر آنا معلوم نہیں ہوتا اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ کیونکہ ایسے شخص کے لئے اتباع اپنے ہوا و ہوس کا مانند طبعی امور کے ہوجاتا ہے جیسا کہ کتے کی حالت ہوتی ہے کہ ہر حالت میں زبان نکال کر وہ ہانپتا رہتا ہے یعنی یہ ہانپنا کتے کا ایک طبعی امر اس کا ہے۔ جو اس سے جدا نہیں ہوسکتا۔ سِر اس میں یہ ہے کہ سوائے کتے کے اور کسی جانور میں ایسی حالت نہیں پائی جاتی ہے۔ مگر ہاں بوقت وقوع مشقت اور تعب کے البتہ ایسی حالت اور حیوانات میں بھی پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ کتے کا قلب کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ اندر کی ہوائے گرم کو باہر نکالنے کی قوت اس میں بہت ضعیف ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس باہر سے ہوائے بارد کے جذب کرنے کی قوت بھی

۱؎ تو وہ اس کے آگے اور پیچھے لگا دیتا ہے محافظ۔ ۲؎ جو (وساوس/کارروائیاں) شیطان ڈالتا ہے ان کو مٹانے کے لئے خدائے رحمان کی آیات ونشانات۔ ۳؎ ہم تو اس سے بالکل بے خبر ہی تھے۔ ۴؎ فطرت صحیحہ کے اعتبار سے (یہ نہ کہہ سکیں کہ) رسولوں کی باتوں نے ہم پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔

اس میں بہت ضعیف ہے۔اس لئے نہ تو ہوائے بارد کو باہر سے پوری طور پر جذب کر سکتا ہے اور نہ ہوائے گرم کو اندر سے باہر بکمال نکال سکتا ہے۔اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا اتباع کرتا ہے اس کا بھی ایسا ہی حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے اندر مواد ہائے فاسدہ اور حادہ فضلات واجب الاخراج ہیں جو باعث پیدا ہونے اخلاق ردیہ کے ہیں نہ ان کو بہ سبب اتباع اپنی ہوا کے باہر نکال سکتا ہے جس سے روح انسانی کو تفریح حاصل ہو اور نہ باہر سے اہل حق کے نصائح کو جو مثل ہوا بارد کے ممد حیات روحانی ہیں اخذ کر سکتا ہے۔دیباچہ گلستان میں کیا عمدہ بات لکھی ہے کہ ”ہر نفسے کہ فرومی رود ممد حیات است و چوں برمی آید مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب“۔[1] اسی لئے ایسا مکذب مامور من اللہ کا بہت جلد رسوا اور تباہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔کیونکہ نہ اس کو تفریح روح انسانی کی حاصل ہوتی ہے اور نہ امداد حیات یابی کی میسر ہوتی ہے۔اسی لئے تاکیداً آگے فرمایا جاتا ہے کہ کیسی بری مثل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا۔وہ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے ہیں، نہ مامور من اللہ پر۔وَلَنِعْمَ مَاقِيْلَ

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد[2]
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

دیکھو چراغ دین کو اس نے اپنی تکذیب سے مامور من اللہ کا کیا بگاڑا۔جو کچھ اس نے تکذیب کر کر ظلم کیا وہ اپنی ہی اولاد یعنی فرزندان و دختر اور اپنے نفس پر کیا۔چراغ دین کے گھر کا بے چراغ ہو جانا بڑی عبرت کا مقام تھا جس پر بعض کو توجہ نہ ہوئی۔تفسیر ابوالسعود وغیرہ میں بلعم باعورا کے حالات میں لکھا ہے کہ جب اس نے حضرت موسیٰ کی تکذیب کی اور ان پر واسطے بددعا کرنے کے بیحد مشغول ہوا تو اس کو ایک قلبی مرض ایسا عارض ہو گیا کہ مثل کتے کے اس کی زبان نکل آئی اور مثل کتے کے ہانپتے ہانپتے ہی مر گیا۔یہ مرض بعید نہ سمجھو کیونکہ امراض کا کیا ٹھکانا ہے اور ان کو کون شمار میں

---

[1] ہر ایک سانس جب اندر جاتی ہے تو زندگی میں مددگار ہوتی ہے۔اور جب باہر نکلتی ہے انسان کو تازہ دم کرتی ہے۔لہٰذا ہر سانس میں دو نعمتیں ہیں اور ہر نعمت کا شکر واجب ہے۔

[2] اے احمق انسان! تو اس شیر کی مانند جس نے خود پر حملہ کیا تھا۔اپنے آپ پر ہی حملہ کر رہا ہے۔

محدود کر سکتا ہے۔مولوی روم فرماتے ہیں ؎

باز کن طب را بخواں باب العلل | تا بہ بینی لشکر تن را عمل [۱]
جملہ ذرات زمین و آسماں | لشکر حق اند گاہ امتحاں [۲]
خاک قاروں را چو فرماں در رسید | با زر و تختش بقعر خود کشید [۳]
موج دریا چوں بامر حق بتاخت | اہل موسیٰ را ز قبطی و شناخت [۴]
آتش ابراہیم را دنداں نزد | چوں گزیدہ حق بود چونش گزد [۵]
ہود گرد موموناں خطے کشید | نرم می شد باد کانجا می رسید [۶]

اب آگے یہ فرمایا جاتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی روبراہ ہوتا ہے اور جس کو وہ بھٹکا دیوے وہی لوگ ہیں ٹوٹا پانے والے۔

.... مطلب صرف یہ ہے کہ رسول کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت لائے ہیں اس کے مضبوط پکڑنے سے ہی انسان روبراہ ہوتا ہے اور اپنے خیالات اور ہوا و ہوس کے اتباع سے منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس نے اپنی ہوا و ہوس کو معبود قرار دے لیا نہ اللہ تعالیٰ کو۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ [۷] (الجاثية:۲۴) بلکہ ایسے لوگوں کو بجز خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا اور چونکہ ذرائع ہدایت کے یعنی قرآن مجید

---

[۱] طب کی کتاب کھول اور بیماریوں کے بارہ میں پڑھ تا کہ تجھے جسم کے اعضاء کے کاموں کا علم ہو۔ [۲] جب آزمائش کا وقت آتا ہے تو زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کا لشکر بن جاتا ہے۔ [۳] جب قارون کی خاک کو حکم ملا تو اس نے (قارون) کو اس کے سونے اور تخت سمیت اپنی گہرائیوں میں کھینچ لیا۔ [۴] جب سمندر کی لہروں نے خدا کے حکم پر جلد عمل کیا تو اس نے حضرت موسیٰ کے پیروکاروں کو قبطیوں سے الگ پہچان لیا۔ [۵] آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ آپ خدا کے برگزیدہ تھے اس لئے اس (آگ) نے آپ کو نقصان نہیں پہنچایا۔ [۶] حضرت ہود علیہ السلام نے مومنوں کے گرد ایک دائرہ بنا لیا تھا جب وہ (عذاب والی) وہاں پہنچی تو اس کی شدت ختم ہوگئی۔ [۷] بھلا تو نے دیکھا اس کو جس نے اپنا معبود بنا لیا اپنی خواہش کو۔

اور رسول کریم خاتم النبیین اور فطرت صحیحہ کو اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کے لئے دنیا میں بھیجا ہے جس کی اتباع سے اِھْتَدَا حاصل ہوتا ہے اور نیز قوائے نفسانی و شہوانی و غضبانی بھی انسان میں اسی اللہ تبارک تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں جن کی پیروی سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔اس لئے اسناد ہدایت اور اضلال کی طرف اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان کو اپنے افعال اختیاریہ میں کچھ دخل ہی نہ ہووے اور محض مجبور ہی ہو۔ کَلَّا وَحَاشَا ورنہ پھر انہیں آیات میں فَانْسَلَخَ۔ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ۔ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا...... يَظْلِمُوْنَ وغیرہا کی اسناد انسان کی طرف کیوں کی گئی ہے یعنی جبکہ انسان سے یہ امور قبیح وقوع میں آ جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضلال یعنی منزل مقصود کو نہ پہنچانا ہی ظہور میں آتا ہے۔اور اگر بندہ اتباع ہدایات الٰہیہ میں سعی و کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے انہیں آیات کے قبل یہ فرمایا گیا ہے کہ وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ[1] (الاعراف:۱۷۱)۔ (بدر جلد ۲ نمبر ۲۱ مؤرخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۹ تا ۱۱)

۱۷۶۔ وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور سنا ان کو اس شخص کا حال جس کو دی تھی ہم نے اپنی آیتیں پھر وہ الگ ہو گیا ان سے اور اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ گم راہوں میں سے ہو گیا۔

تفسیر۔ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا۔ کچھ کتاب دی۔

فَانْسَلَخَ مِنْهَا۔ اس پر عمل نہ کیا۔ الگ ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

---

[1] اور جو لوگ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں کتاب اور نماز کو ٹھیک درست رکھتے ہیں۔ تو ہم ضائع نہیں کریں گے ثواب سنوار والوں کا۔

۱۷۷۔وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو رفع دیتے اُن نشانیوں سے لیکن وہ زمینی چیزوں ہی کی طرف جھکا اور وہ اپنی گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے لگ گیا تو اس کی مثال جیسے ایک کتے کی مثال ہے اگر تو اس پر حملہ کرے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو بھی زبان لٹکا وے اور ہانپے یہی مثال ہے اس قوم کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تُو (یہ نصیحت خیز) قصہ بیان کرتا کہ وہ بچیں۔

تفسیر۔ آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعتِ شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ ان پر تمہیں اطلاع نہیں وہ الگ رتبہ رکھتی ہیں۔ مگر وہ چیزیں جن سے خودرائی۔ خود پسندی۔ خودغرضی۔ تحقیر۔ بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصّہ قرآن میں ہے جس نے آیات اللہ دیکھے۔ مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۲ مؤرخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا۔ اس کو بہت ترقی دیتے۔

در مسلخ عشق جز این۔ نہ کُشند [1]

مسلخ کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں جانوروں کی کھال اتاری جائے۔

تَحْمِلْ عَلَيْهِ۔ دھتکارنے کا پتھر اٹھاؤ۔

اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ۔ یعنی بہر دو حال بے آرام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

---

[1] عشق کی قربان گاہ میں اس کے سوا اور کسی کو نہیں قتل کرتے۔

۱۸۰۔ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے پیدا کیا جہنم کے لئے بہت سے بڑے آدمی اور جنّ اور غریب عام آدمی، اُن کے دل تو ہیں پر اُن سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں اُن سے دیکھتے نہیں اور اُن کے کان تو ہیں اُن سے سنتے نہیں۔ یہی لوگ چوپایوں کے جیسے ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔ اور یہی لوگ غافل ہیں۔

تفسیر۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ۔ اس آیت میں ان کے جہنمی ہونے کی وجہ بتائی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵،۴۵۶)

۱۸۱۔ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اللہ ہی کے سب نام اچھے ہیں تو اس کو پکارو انہی ناموں سے اور ان کو چھوڑ دو جو بیجا دخل دیتے ہیں اُس من موہن کے ناموں میں۔ وہ قریب ہی اپنے کرتوتوں کا بدلہ پائیں گے۔

تفسیر۔ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ جس قسم کا عیب اور نقصان انسان میں ہو اسی کے مقابل خدا کے نام سے دعا کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۸۶۔ اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی حکومت میں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں اور اس بات میں نزدیک ہے کہ ان کی موت قریب ہوگئی تو اب اس اللہ کی بات کے سوا وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔

تفسیر۔ فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ۔ غور کریں کیا کوئی آسمانی بادشاہت، کلامِ الٰہی کے نزول کا اس سے پہلے

مدّعی تھا پھر تم اگلی آسمانی کتب سے موازنہ کرلو کہ یہ سلسلہ منھاجِ نبوت پر ہے یا نہیں؟

وَ الْاَرْضِ۔ پھر زمین والے گواہی دے سکتے ہیں کہ میرا کریکٹر کیسا ہے اور میرے پیرو کیسے ہیں وَ اَنْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۔آسمان میں ایک وقت خاموشی ہوتی ہے۔دوسرے وقت بجلی کا کوندنا۔بادل کا گرجنا۔اسی طرح زمین کا حال ہے۔ایک وقت سیلاب دوسرے وقت مطلع صاف۔پس یہ الہاموں کا زور۔یہ مذہبوں کے آپس میں مباحثے ضرور ایک مفید نتیجہ رکھتے ہیں۔یہ جھگڑے خود گواہ ہیں اس بات کے کہ دنیا میں امنِ عامہ آنے والا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۸۷۔ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَ یَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ جس کو اللہ ہٹا دے تو اسے کون راہ پر لگاوے اور اللہ ان کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اپنی سرکشی میں دل کے اندھے ہوئے پھرتے ہیں۔

تفسیر۔ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۔[1] (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم۔صفحہ ۳۲۳)

مَنْ یُّضْلِلِ۔ یہ نتیجہ ہے انسان کی اپنی اختیار کردہ ضلالت کا۔دو خط جب زاویہ پیدا کریں گے تو جوں جوں بڑھیں گے فاصلہ بھی بڑھتا جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۸۸۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں انجام کار کی گھڑی کب ہے اس کے ظہور اور قائم ہونے کا وقت تو جواب دے کہ اس کا علم تو میرے ربّ ہی کے پاس ہے وہی اس کو کھولے گا ظاہر کرے گا اس کے وقت

[1] جس کو اللہ بہکاوے، اُسے کوئی نہیں راہ دینے والا۔

پر۔ بوجھ ہوگیا ہے آسمانوں اور زمین میں۔ وہ تمہارے سامنے یکا یک آ جائے گی وہ تجھ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا تو ایک بات کے سب پہلوؤں کو پوچھ چکا ہے۔ جواب دے دے اس کے سوائے نہیں کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر آدمی جانتے ہی نہیں۔

تفسیر۔ عَنِ السَّاعَةِ۔ تیری کامیابی اور دشمنوں کی تباہی کا وقت۔

ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کی تمام قوم اور تمام ملک سب کے سب مسلمان ہو گئے ہوں اس واسطے یہ عظیم بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۸۹۔ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے میں تو مالک نہیں اپنے نفس کے نفع نہ نقصان کا مگر اللہ جو چاہے اور اگر میں بڑا غیب دان ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سی نیکیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ میں تو صرف دشمنوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار قوم کو۔

تفسیر۔ ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرّف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اور وہ فرماتا ہے لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ اور لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ پس کسی اور ولی کو کبھی یہ قدرت حاصل ہوسکتی ہے کہ اسے جانی جان کہا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ وہ حاضر وغیب ہماری پکار سنتے ہیں۔ یہ جواب جو دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو علمِ غیب یا تصرّف دے دیا ہے، صحیح نہیں کیونکہ شرک کے معنی ہیں ساجھی بنانا۔ خود بن جاوے یا دینے سے بنے۔ یاد رکھو۔ اللہ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کے لئے بطور نشان رکھے ہیں وہ کسی اور میں نہیں بنانے چاہئیں۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ۔ہاں یہ بات ہے کہ حق کے دشمنوں کے لئے ڈرانے والا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۹۰۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک ذات سے اوراسی کے نوع (اور قسم) سے بنایا اس کا جوڑا تا کہ تسکین پائے اس کے پاس پھر جب مرد نے جماع کیا عورت سے تو ہلکا سا حمل رہا تو اسے لئے پھری پھر جب وزن دار ہوگئی تو دونوں نے پکارا اللہ کو جو اُن کا رب ہے اگر تو ہم کو عنایت کرے گا لائق اور تندرست (بچہ) تو ہم تیرا بڑا شکر کریں گے۔

تفسیر۔ شرک بُری بلا ہے۔اس سے قوموں میں تفرقہ پڑتا ہے۔مشرک کبھی سچّے علوم کا وارث نہیں ہوتا۔ یہ سورۃ اب ختم ہوتی ہے اس لئے اخیر میں پھر رسالت مآب کی تعلیم کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔جو توحید ہے۔

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۔ ہرایک شخص ایک آدمی کا نطفہ ہوتا ہے۔

مِنْهَا ۔ اسی کی قسم کا۔ یہ ظاہر ہے۔آدم زاد کے حیوانات سے نکاح نہیں ہوتے۔گدھی، بکری لومڑی سے اولاد نہیں لے سکتے۔

لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۔ دوسرے مقام پر فرمایا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً (الروم: ۲۲) عورت ذات بوجہ اپنی کم علمی ۔ ناتجربہ کاری کے بہت ہی قابلِ رحم و قابلِ مہربانی ہے۔جن کے گھر میں آرام ہو اور بیوی ہو وہ بہت آرام پاتے ہیں۔شہوت کے بداستعمال میں کم گرفتار ہوتے ہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۹۱۔ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر اللہ نے ان کو عنایت کیا قابل اور تندرست بنانے لگے اللہ کا شریک اللہ کی دی ہوئی چیز میں تو اللہ برتر ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

تفسیر۔ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ ۔ کئی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ ۔ عام میاں بی بی کا ذکر ہے نہ کہ آدم وحوّا کا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۶)

۱۹۶، ۱۹۷۔ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَاۤ ٚ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ ٚ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ ٚ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ۔ اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔

ترجمہ۔ کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا ان کی ایسی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے ایسے کان ہیں جن سے سنیں، تو کہہ دے پکارو تم اپنے شریکوں کو پھر میرے لئے کوئی تدبیر کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا حمایتی وہی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہی نیک بندوں کی حمایت کرتا ہے۔

تفسیر۔ ثُمَّ كِيْدُوْنِ ۔ مجھ سے سب مل کر جنگ کرو اور مہلت بھی نہ دو۔ یہ جرأت راستباز نبی کے سوا کسی میں نہیں ہوسکتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ رستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۹۸۔ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور تم جس کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے وہ نہ تو تمہاری مدد پر ہی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی

ہی مدد کر سکتے ہیں۔

تفسیر۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ ۔ وہ ان مشرکانِ عرب کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔

وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ ۔ ان کی اپنی بھی خبر نہیں۔ چنانچہ سب توڑے گئے۔ قطب شمالی یا جنوبی کی دریافت کوئی بڑا کام نہیں۔ کام تو یہ بے نظیر ہے۔ کہ آپ نے تمام عرب میں وحدت و یک جہتی کی رُوح پھونک دی۔ اور انہیں حیوان سے با اخلاق۔ با خدا انسان بنا دیا۔ کوئی ہے؟ جو اس کی نظیر دکھائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۔ خدا کی تولّی کی علامت یہ ہے کہ انسان دن بدن ظلمات سے نکل کر نُور کی طرف آتا ہے۔ فاتحین، مؤرخ، سائنس دان سب قرآن کی مخالفت میں کمر بستہ ہیں اور مسلمان خفتہ! (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

۱۹۹۔ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اگر تم ان کو پکارو راہِ راست کی طرف تو وہ سنتے نہیں، تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں (یعنی مورتیں اور بت و مشرک) حالانکہ وہ کچھ بھی دیکھتے نہیں۔

تفسیر۔ میں نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ آج قرآن شریف کا درس کہاں سے ہوگا تو اس نے کہا۔ میں گو دس برس سے سنتا ہوں۔ مگر مجھے کوئی دلچسپی نہیں اس لئے مجھے معلوم نہیں۔ دوسرا جو پاس بیٹھا تھا۔ جب اس سے پوچھا تو وہ یہی کہنے لگا کہ وعلیٰ ہذا القیاس! مجھے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ خوشی اس لئے کہ بہت سی مخلوق ایسی بھی ہوتی ہے جو يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور يَسْمَعُوْنَ وَلَا يَسْمَعُوْنَ کی مصداق ہے۔ غرض بعض تو ایسے ہیں جو سن کر بھی نہیں سنتے اور بعض سامعین ایسے ہیں کہ انہیں مجلسِ وعظ میں محض کسی کی دوستی یا کوئی ذاتی غرض لاتی ہے۔ بعض نکتہ چینی کے لئے جاتے ہیں۔ ان کا خیال واعظ کی زبان کی طرف رہتا ہے۔ بس جوں ہی کوئی انگریزی یا سنسکرت یا عربی لفظ اس کے منہ سے غلط نکل گیا تو یہ مسکرائے۔ پس ان کے سننے کا ماحصل صرف یہی ہے کہ وہ گھر میں

آ کر واعظ کی نقل لگایا کریں۔ پھر ایک اور مشکل ہے وہ یہ کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ واعظ ایک بات کتاب اللہ سے پیش کرتا ہے۔ اب اگر سننے والے میں بھی وہی عیب ہے جو اس واعظ نے بتایا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو سنا سنا کر یہ باتیں کرتا ہے۔ اور گویا مجھے طعنے دے رہا ہے۔ حالانکہ واعظ کے وہم میں بھی یہ بات نہیں ہوتی۔ غرض دو طرفہ مشکلات ہیں۔ ایک طرف واعظ کو اور ایک طرف سامعین کو۔ فطرت کا خالق چونکہ اس بھید کو سمجھتا ہے اس لئے اس نے فرمایا۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا[1] (البقرۃ:۲۷)۔ (بدر جلد ۸ نمبر ۵۲ مؤرخہ ۲۱؍اکتوبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹)

۲۰۴، ۲۰۵۔ وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب تو اُن کے پاس کوئی نشان نہیں لاتا تو کہتے ہیں تو اس کو کیوں کھینچ تان کر نہیں لایا کہہ دے میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے میرے ربّ سے یہ دانائی کی باتیں ہیں۔ تمہارے ربّ کی طرف سے ہدایت اور رحمت ہے ماننے والی قوم کے لئے۔ اور جب قرآن پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے۔

تفسیر۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:۲۰۴،۲۰۵) اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کہہ میں اس وحی قرآن کے سوائے اور کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا۔ یہی لوگوں کے واسطے بصیرت تھی۔ مومنوں کے واسطے تو ہدایت اور رحمت یہ ہے ہی، اگر کافر بھی مان لیں تو ان پر بھی رحمت ہو گی۔ (الحکم جلد ۱۵ نمبر ۵ مؤرخہ ۷؍فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۵)

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہاں مومن (کیونکہ ان کے لئے وَرَحْمَتُهٗ فرما چکا) مخاطب نہیں۔ مگر لوگ ہیں کہ اَلْحَمْد امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا جھگڑا لے بیٹھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ

[1] بہکاتا ہے اس سے بہتوں کو اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتوں کو اور وہ تو گم راہ نہیں کرتا۔

یہاں مومن مخاطب نہیں۔ پھر دور کی صف میں کھڑا ہوا تو سن ہی نہیں سکتا۔ پھر ظہر وعصر کی نمازوں میں تو جہری قرأت نہیں ہوتی۔ پس خلف الامام الحمد پڑھنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ کفار مخاطب ہیں کہ مومن کے لئے ہدایت و رحمت ضرور ہے۔ پس اے کافرو تم بھی سنو تو تمہارے لئے رحمت کا موجب ہو جائے۔ اَلْحَمْد خلف الامام کا مسئلہ یہاں نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۶)

۲۰۶۔ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور یاد کرتے رہو اپنے ربّ کی دل ہی دل میں عاجزی سے اور گڑگڑا کر اور ڈر کر پست اور دھیمی آواز سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہو جانا۔

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گرگڑانے اور ڈرنے اور پکارنے سے کم آواز بولنے میں صبح اور شام کے وقتوں اور مت رہ بے خبر۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم۔ صفحہ ۲۸۱ حاشیہ)

۲۰۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ لوگ تکبر نہیں کرتے جو تیرے ربّ کے مقرّب ہیں اس کی عبادت سے اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدہ کیا کرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ۔ اللہ کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۴۹ مؤرخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱۰)

انڈیکس

انڈیکس مضامین

پ

ت

ج

ح

ر

ز

س

ش

شراب

شرک

شریعت

شہوات

شیعہ

ص

صاحبہ

صبر

صحابہ

صحبت

صفا مروہ

صلہ رحمی

ط

طاعون

اسماء

الہامات و معجزات

نکات معرفت

سیرت

متفرق

ف

ق

ک

ل

م

پیشگوئیوں کے مصداق

سیرت

تعلیم

ی

مقامات

کتابیات

ا۔ب۔ت

ابطال الوہیت (تصنیف حکیم نورالدینؓ خلیفہ اوّل)

اناجیل

براہین احمدیہ

تاج العروس شرح قاموس اللغہ

تصدیق براہین احمدیہ (تصنیف حکیم نورالدینؓ خلیفہ اوّل)

تفسیر ابوالسعود

تقویۃ الایمان (مصنف مولوی اسماعیل)

ر

رگ وید

ریویو براہین احمد

رویاۃ المسلمین (مصنف مولوی محمد اسحاق)

س۔ص۔ط

سام وید

ستیارتھ پرکاش (مصنف دیانند پنڈت)

صحیح بخاری

طالمود

ق

قاموس (لغت کی کتاب)

م۔ن۔و

مشکوٰۃ (حدیث کی کتاب)

نصیحۃ المسلمین (از مولوی خرم علی)

وید